اردو زبان کی

دوسری کتاب

مولفہٴ

مولوی محمد اسمٰعیل صاحب

سابق مدرس گورنمنٹ سنٹرل نارمل اسکول آگرہ

نکست عملث

مجوزہٴ

جناب صاحب ڈائرکٹر بہادر سررشتہٴ تعلیم ممالک متحدہ آگرہ و اودھ

لکھنؤ

نول کشور پریس حضرت گنج

سنہ ۱۹۰۶ء

دیباچہ

یہ سلسلہ جس میں قاعدہ سے پانچویں کتاب تک شامل ہے مدارس سرکاری کی ابتدائی جماعتوں کے واسطے بطورِ کتبِ درسیہ اُردو زبان کے تالیف کیا گیا ہے ٭

ہر کتاب مابعد میں بہ نسبت ماقبل کے الفاظ و عبارت و طرزِ بیان کو بتدریج ترقی دی گئی ہے تاکہ ایک کے اختتام پر دوسرے کے آغاز کی صلاحیت پیدا ہو جائے۔ یہاں تک کہ سب سے اخیر کتاب کا درس مڈل کورس کا مرحلہ طے کرنے کے لیئے قابل و مستعد بنا دے ٭

ہرچند کہ مذاقِ زباندانی کا نشو و نما اِن کتابوں کا موضوع و مقصود اصلی ہے۔ مگر اِس کے ضمن میں بالخصوص دو اَور ضروری فوائد بھی ملحوظ رکھے گئے ہیں ٭

اوّل یہ کہ تفننِ طبع اور تفریحِ خاطر کی تا بمقدور رعایت کی گئی ہے۔ جو طلبہ کے حق میں مشقت مطالعہ کا ایک نقد صلہ اور شغل درس کو دلآویز بنانے میں نہایت مؤثر ہے۔ چنانچہ مطالب و مضامین کی رنگارنگی۔ اُن کا نتیجہ خیز ہونا اور مختلف اوزان کی اقسامِ نظم اِن سب کا مجموعی اثر غالباً طلبہ کی طبیعت کے لیئے کافی موجباتِ ترغیب ہیں ٭

دوم یہ کہ ان کتابوں کی تالیف و تصنیف کا ماخذ و منشا چونکہ مختلف علوم و فنون ہیں۔ مثلاً امثال و قصص۔ اخبار و سیر۔ آداب و اخلاق۔ تواریخ طبعی۔ تشریح الابدان۔ فزیالوجی۔ حفظانِ صحت۔ اصول فلاحت علم انتظام وغیرہ۔ لہٰذا یہ توقع کچھ بے محل نہیں ہے۔ کہ اِن کا مطالعہ عقلی و اخلاقی تربیت کا معاون اور واقفیت عامّہ کی توسیع کا ممد ہوگا۔ و اللہ الموفق و ہو المستعان ٭

محمد اسمٰعیل سابق مدرس گورنمنٹ سنٹرل نارمل اسکول آگرہ

فہرست مضامین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اُردو زبان

کی

دوسری کتاب

خُدا کی خلقت

۱- نیلا آسمان - روشن سورج - اُجلا چاند اور جگمگاتے تارے کس نے بنائے؟

۲- زمین پر ہوَا - ہوَا پر بادل - بادلوں میں بجلی اور بجلی میں کڑک چمک کس نے پیدا کی

۳- مینہ کی پھُوار - اولوں کی بوچھار اور برف کے انبار کس نے برسائے؟ دھوآں دھار کُہرا - بھینی بھینی اوس اور سفید پالا کس نے جمایا؟

۴ - یہ چوڑی چکلی زمین - گہرا سمندر - اونچے پہاڑ - اُبلتے چشمے - بہتے دریا کس نے بنائے ؟

۵ - یہ کالے گورے آدمی - لڑکے - لڑکیاں - عورت - مرد - بھانت بھانت کے جانور - چرندے - درندے - پرندے - مچھلیاں اور کیڑے کس نے پیدا کیئے ؟

۶ - یہ ہرے بھرے درخت اور بیل بوٹے - اُن میں رنگ برنگ کے پھول اور کھٹے میٹھے رسیلے میوے کس نے لگائے ؟

۷ - یہ سب چیزیں خدا نے پیدا کی ہیں - جو بڑا مہربان اور کُل عالم کا نگہبان ہے - وہی سب کو پالتا اور روزی دیتا ہے - وہی جِلاتا اور مارتا ہے - وہی بناتا اور بگاڑتا ہے - وہ ہمیشہ سے ہے - اور ہمیشہ رہیگا ٭

یاد کرو ہجے اور معنی

چَرِندَہ	رُوزی	عالَم	عَوْرَت
پَرِندَہ	دَرِندَہ	اَشْیار	نِگَہْبان

نور کا تڑکا

۱- چاند کی روشنی پھیکی پڑ گئی - تارے بھی چھپ گئے - کوئی کوئی ٹمٹما رہا ہے - اُجالا بڑھتا جاتا ہے - در - دیوار - مکان - درخت سب صاف نظر آنے لگے +

۲- ٹھنڈی ہوا سن سن چل رہی ہے - پنکھے سے جھل رہی ہے - باغوں اور کھیتوں میں بہار ہے - گھاس اور پتّوں پر کیا موتی سے بکھرے پڑے ہیں! یہ شبنم کے قطرے ہیں - پھلواریاں مہک رہی ہیں - کچھ پھول کھل گئے - کچھ کلیاں چٹک رہی ہیں - بیل بوٹے سب تر و تازہ نظر آتے ہیں +

۳- چڑیوں کی چہکار سے ہوا گونج رہی ہے - آشیانوں سے نکل کر درختوں پر ہجوم کیا ہے - اپنی اپنی بولیاں بول رہے ہیں - کان پڑی آواز سُنائی نہیں دیتی +

۴- بھیڑ بکریاں بھی چرانے کو لے گئیں -

بھینسیں چوکنّی ہو گئیں - اُن کے بچّے بھی کُلبُلا رہے ہیں - کاروباری لوگ سب اُٹھ بیٹھے - کوئی غُسل کر رہا ہے - کوئی مُنہ ہاتھ دھو رہا ہے +

۵ - مکتب کے لڑکے بھی ہوشیار ہو گئے - کچھ ناشتا کر کے بستہ بغل میں دبا ئینگے - ٹھیک وقت پر حاضر ہو جائینگے - جو دیر لگا ئینگے - وہ پھسڈّی کہلا ئینگے + ۵

ہوشیار اسکول کا لڑکا ہُوا		رات گزری نور کا تڑکا ہُوا

یاد کرو ہجّے اور معنی

ہجُوم	تروتازہ	غُسل	بستہ
شبنم	آشیانہ	ناشتا	حاضر

آفتاب

۱ - صُبح کا وقت بھی کیا سُہانا سماں ہے! آنکھوں کو نور - دل کو سُرور حاصل ہوتا ہے + آؤ - کسی اونچے ٹیلے پر چڑھ کر آفتاب کے طلوع ہونے کا تماشا دیکھیں +

۲- دیکھنا! مشرق میں کیا گول گول سنہرا طباق سا نظر آتا ہے! کیسا خوشنما معلوم ہوتا ہے۔۔ دھوپ ہے نہ گرمی۔ نہ آنکھوں میں چکاچوندھ ہوتی ہے +

۳- ابھی شعاعیں اونچی ہوا میں پھیل رہی ہیں۔ اِسی سے اُجالا ہو رہا ہے۔ اب کوئی دم میں پہاڑ کی چوٹیوں پر۔ بلند میناروں پر۔ اونچی دیواروں پر۔ درختوں کی پُھننگوں پر چمکینگی۔ رفتہ رفتہ تمام زمین پر پھیل جائینگی +

۴- ترچھی شعاعیں دھیمی ہوتی ہیں۔ جوں جوں آفتاب بُلند ہوتا ہے۔ شعاعیں سیدھی پڑتی ہیں۔ تیزی اور گرمی بڑھتی جاتی ہے۔ ٹھیک دوپہر میں سب وقتوں سے زیادہ تیزی ہوتی ہے +

۵- جوں جوں دن ڈھلتا ہے۔ دھوپ مدھم پڑتی جاتی ہے۔ شام کو مغرب میں وہی کیفیت نظر آتی ہے جو صبح کو مشرق میں دیکھتے ہو۔ وہی گول گول سنہری تھالی سی دکھائی دیتی ہے۔ اب وہ دمبدم

نیچے کو بیٹھتی ہوئی معلوم ہوتی ہے - آخر نظروں سے غائب ہو جاتی ہے +

۶ - آفتاب ایک بڑا بھاری گولہ ہے - اُس کے آگے ہماری زمین کی کچھ حقیقت نہیں - وہ ہم سے نہایت دور فاصلے پر ہے - اِسی واسطے اِتنا چھوٹا نظر آتا ہے +

۷ - وہ بھڑکتے ہوئے شُعلے کی مانند گرم اور روشن ہے - اُسی کی روشنی اور گرمی سے انسان - حیوان اور درخت سب زندہ اور قائم ہیں - اُسی کی گرمی ہوائیں چلاتی ہے - مینہ برساتی ہے - کھیتوں میں غلّہ اور باغوں میں پھل پکاتی ہے - اُسی کی روشنی سے پھولوں اور پھلوں میں رنگت آتی ہے +

یاد کرو ہجّے اور معنی

سُرُور	مَغرب	رَفتہ رَفتہ	شُعاع
خوش نُما	مشرق	غائب	طَباق
طُلوع	شُعلہ		

خوش خوئی

۱۔ جس آدمی کی عادت۔ خصلت۔ طور طریق اچھا ہوتا ہے۔ سب اُس کی تعریف کرتے ہیں۔ جو اُس سے مِلتا ہے خوش ہوتا ہے ۰

۲۔ دنیا میں اُس کے دشمن تھوڑے اور دوست بہت ہوتے ہیں۔ جب ضرورت پڑتی ہے۔ تو بہت لوگ خوشی سے اُس کی مدد کرتے ہیں ۰

۳۔ وہ ایسی بات نہیں کہتا جو کسی کو بُری لگے۔ وہ ایسا کام نہیں کرتا جس سے کسی کو تکلیف پہنچے۔ وہ سب کے ساتھ صلح۔ نرمی اور محبّت سے برتاؤ کرتا ہے ۰

۴۔ اگر تم خوشخو اور نیک مزاج بنا چاہتے ہو۔ تو شریف اور نیک مزاجوں کی صحبت میں بیٹھو۔ بد مزاجوں سے کبھی میل جول نہ کرو۔ اور لوگوں کے جو کام تم کو بُرے معلوم ہوں۔ اُن کاموں

سے تم پرہیز کرو +

۵ - اچھّے آدمیوں کی صحبت سے تم کو یہ تمیز ہو جائیگی کہ کونسا کام اچھّا ہے؟ کونسا بُرا؟ کونسی بات یقین کے لائق ہے؟ کونسی نہیں؟ کہاں نرمی برتنی چاہیئے - کہاں سختی؟

۶ - جب تم کو یہ شعور ہو جائیگا - تو بے شک تم بھی خوشخو اور نیک دل آدمی بن سکوگے - اُس وقت سب آدمی تمہاری عزّت کرینگے +

یاد کرو ہجّے اور معنی

عادت تمیز شعور شریف خوشخو
دلاور خصلت صُلح صحبت عزّت

مچھلی

۱ - مچھلی پانی میں رہتی ہے - خدا نے اُس کا جسم پتلا اور چپٹا بنایا ہے - اِس لئے کہ تیرنے میں آسانی ہو - وہ اپنی دُم اور پروں کے سہارے

پانی کو چیرتی پھاڑتی ایک جگہ سے دوسری جگہ چلی جاتی ہے +

۲- جس طرح آدمی پھیپھڑے سے سانس لیتا ہے۔ اسی طرح مچھلی اپنے گلپھڑوں سے دم لیتی ہے۔ پانی میں ہوا بھی شامل ہے۔ وہی اُس کے مُنہ کے اندر جاتی اور گلپھڑوں کی راہ سے باہر آتی ہے + اگر پانی میں ہوا نہ رہے۔ تو خالص پانی میں مچھلی نہیں جی سکتی۔ اسی طرح کمرہ بند کرکے اُس کے اندر کی ہوا نکال لو۔ تو آدمی زندہ نہیں رہ سکتا +
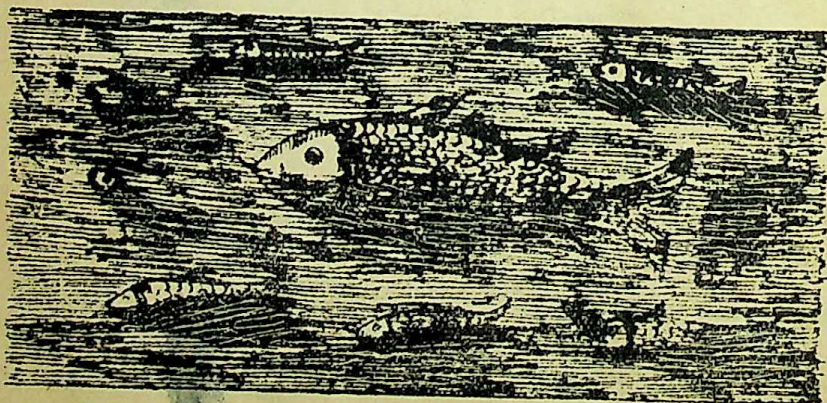
۳- مچھلی انڈے سے پیدا ہوتی ہے۔ اور ایک

ایک مچھلی کئی لاکھ انڈے دیتی ہے - جب انڈے دینے کا وقت آتا ہے - تو مناسب جگہ کی تلاش میں دور دور نکل جاتی ہے - اور ریتی یا کنکروں میں دیتی ہے - وہ اَور جانوروں کی طرح آپ نہیں سیتی بلکہ آفتاب کی حرارت سے بچّے پیدا ہوتے ہیں +

۴- مچھلی کا بچّہ انڈے سے نکلتے ہی اپنی غذا آپ تلاش کرتا ہے + وہ نہیں جانتا کہ اُس کے ماں باپ کون ہیں ؟ وہ سکھانے سمجھانے کا محتاج نہیں - اپنے آپ تیرنے لگتا ہے اور جو کام بڑی مچھلی کرتی ہے - وہی چھوٹا سا بچّہ کرتا ہے - سچ ہے مچھلی کے جائے کن ترائے +

یاد کرو ہجے اور معنی

چسم	شامِل	دُم	حَرارت
خالِص	غذا	مُناسب	مُحتاج

پن چکی

نہر پر چل رہی ہے پن چکّی
دُھن کی پُوری ہے کام کی پکّی

بیٹھتی تو نہیں کبھی تھک کر
تیرے پہیّے کو ہے سدا چکّر

پیسنے میں نہیں لگی کچھ دیر
تو نے جھٹ پٹ لگا دیا اِک ڈھیر

لوگ لے جائینگے سمیٹ سمیٹ
تیرا آٹا بھریگا کتنے پیٹ

شہر کے شہر ہیں ترے محتاج
بھر کے لاتے ہیں گاڑیوں میں اناج

تو بڑے کام کی ہے اَے چکّی!
کام کو کر رہی ہے طے چکّی

ختم تیرا سفر نہیں ہوتا
نہیں ہوتا مگر نہیں ہوتا

کیا تجھے چین ہی نہیں آتا
کام جب تک نبڑ نہیں جاتا

مینہ برستا ہو یا چلے آندھی!
تو نے چلنے کی شرط ہے باندھی

تو بڑے کام کی ہے اَے چکّی!
مجھ کو بھاتی ہے تیری لَے چکّی

علم سیکھو۔ سبق پڑھو بچّو!
اَور آگے چلو۔ بڑھو بچّو!

کھیلنے کودنے کا مت لو نام
کام جب تک کہ ہو نہ جائے تمام

جب نبڑ جائے کام تب ہے مزا
کھیلنے کھانے اور سونے کا

دل سے محنت کرو خوشی کے ساتھ
نہ کہ اُکتا کے خامشی کے ساتھ

دیکھو تو چل رہی ہے پن چکّی	دُھن کی پُوری ہے کام کی پکّی

یاد کرو ہجّے اور معنی

طے ۔ عِلم ۔ شرط ۔ ختم ۔ خاموشی

ایک شیر اور چیتا

۱- ایک شیر اور چیتے نے مُتفق ہو کر بڑی کوشش اور دوڑ دھوپ کے بعد ہرن کا بچّہ شکار کیا - حصّہ تقسیم کرتے وقت دونو میں اَن بَن ہو گئی ✦

۲- تھے دونو غصّہ ور - یہاں تک نوبت پُہنچی - کہ ایک نے دوسرے پر حملہ کیا اور خوب کُشتم کُشتا ہوئی - اِس نے اُس کو جھنجوڑا - اُس نے اِس کو بھنبھوڑا - دانتوں اور پنجوں کے مارے دونو لہو لہان ہو گئے - آخر بے دم ہو کر الگ الگ جا بیٹھے ✦

۳- اتنے میں ایک لومڑی جو اسی تاک میں بیٹھی تھی - چُپکے سے آئی اور شکار کو اُٹھا کر چمپت ہوئی - اِن دونو میں اِتنی سکت کہاں باقی تھی - کہ

اُس سے اپنا شکار چھین لیتے +

۴- جب لومڑی شکار لے اُڑی - تو شیر اور چیتا اپنے کرتوت پر نہایت پشیمان ہوئے + شعر

جو غصّے میں آپے سے باہر نہ ہوتے
تو یوں زخم کھاتے نہ مال اپنا کھوتے

یاد کرو ہجّے اور معنی

مُتّفق	اَنْ بَنْ	چھُٹیت ہونا	حَمْلَہ
کُوشِش	غُصَّہ	تَقْسِیم	پَشِیمان

ایک مُرغا اور لومڑی

۱- لومڑی بڑی حیلہ باز ہوتی ہے - ایک روز کسی غریب مُرغے کو آ دبوچا - اور چاہا کہ مارنے سے پہلے کوئی جُرم اُس بیچارے کے ذمّے لگائے +

۲- کہنے لگی - تُو بڑا ہی مُوذی جانور ہے - صبح ہونے نہیں پاتی کہ شور مچا دیتا ہے "ککڑوں کوں - ککڑوں کوں" سوتے لوگوں کی نیند میں خلل ڈالتا ہے - اس قدر

کان پھوڑنا ہے کہ ہمسایوں کا تجھ سے ناک میں دم ہے۔ بہتر ہے کہ اِسی دم تیرا قصّہ پاک کروں اور سب بھلے مانسوں کو اس تکلیف سے نجات دوں ×

۳۔ مُرغ بیچارے نے جواب دیا۔ "سنو بی لومڑی! نہ میں کسی کو آزار پہنچاتا ہوں۔ نہ بے فائدہ غل مچاتا ہوں۔ میری بانگ آفتاب کی آمد کا اشتہار ہے۔ جب نور کا تڑکا ہوتا ہے۔ تو میں غفلت کی نیند سونے والوں کو ہوشیار کر دیتا ہوں کہ لوگو! اُٹھو۔ اور اپنا اپنا کام کرو۔ خدا نے رات آرام کے لئے بنائی ہے اور دن کام کے لئے۔ اب تمہیں انصاف کرو کہ میرا غوغا مچاتا لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے یا نقصان"؟

۴۔ سنگدل لومڑی پر اِس تقریر کا کچھ اثر نہ ہوا اور یہ کہہ کر "زیادہ بحث کی فرصت نہیں۔ میرے ناشتے کو دیر ہوئی جاتی ہے"۔ بیچارے مُرغے کو چیر پھاڑ کر چٹ کر گئی۔ ۵

بگڑتی ہے جس وقت ظالم کی نیت
نہیں کام آتی دلیل اور حجت

یاد کرو ہجّے اور معنی

رجیلہ باز	سنگدل	بانگ	ہوڈھی
رنجات	جرم	تقصیر	غوغا

ہاتھی

۱- یہ ٹن ٹن گھنٹے کی آواز کہاں سے آئی؟ دیکھنا! وہ جھومتا ہوا ہاتھی آرہا ہے۔ ذرا پاؤں کی آہٹ نہیں معلوم ہوتی! نہ گرد و غبار اُڑتا ہے۔ گھنٹے کی آواز سُن کر لوگ اِدھر اُدھر کترا جاتے ہیں اور اُس کے لئے رستہ چھوڑ دیتے ہیں *

۲- کتنا بڑا ڈیل ڈول خدا نے اِس کو دیا ہے۔ یہ صحرائی جانوروں میں سب سے بڑا اور زیادہ قوی ہے *

۳- اِس کے پاؤں گویا عمارت کے ستون ہیں۔

آنکھیں چھوٹی چھوٹی - مگر شوخ اور تیز ہیں - کان کیسے چوڑے چکلے ہیں جن کو پنکھے کی طرح جھلتا جاتا ہے ÷

۴ - ہاتھی کی گردن بہت چھوٹی ہے - مگر نہایت موٹی ہے جو ایسی موٹی نہ ہوتی - تو اس کے سر کا بھاری بوجھ کیونکر اُٹھاتی ؟ اوپر کے جبڑے میں سے کیا اچھے دو لمبے اور سفید دانت نکلے ہوئے ہیں ! یہ بڑے ہی سخت اور وزنی ہوتے ہیں - دانت سب ہاتھیوں کے نہیں ہوتے - مگر سونڈ سب کے ہوتی ہے ÷

۵ - ہاتھی کے تمام جسم میں سونڈ ہی عجیب و غریب چیز ہے - سر سے پاؤں تک لٹکی ہوئی ہے ! کیسی گاؤ دم ہوتی چلی آئی ہے ! یہ ہی اس کی ناک ہے اور یہ ہی اس کا ہاتھ - اس کو ہر طرف گھما سکتا ہے - اسی کے وسیلے سے چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی چیز اُٹھا سکتا ہے ÷

۶- ہاتھی اپنی سونڈ سے درختوں کو اُکھیڑتا اور شاخوں کو توڑتا ہے- درخت کی شاخ کو سونڈ میں لیکر پنکھے کی طرح جھلا کرتا ہے- کوئی چھوٹا سا دانہ زمین پر پڑا ہو- تو اُس کو بھی سونڈ کی نوک سے اُٹھا سکتا ہے*

۷- اُس کو غُسل کا بڑا شوق ہے- اپنی سونڈ میں پانی بھر کر بدن پر چھڑک لیتا اور پینے کے وقت مُنہ میں ڈال لیتا ہے- کوتاہ گردن ہونے کی وجہ سے اپنے مُنہ کو پانی تک نہیں پہنچا سکتا*

۸- ایشیا اور افریقہ کے ملکوں میں یہ جانور پایا جاتا ہے- جب اس کو بنوں اور جنگلوں میں سے پکڑ کر آدمی سدھا لیتے ہیں- تو بڑا ہوشیار- حلیم اور فرمانبردار بن جاتا ہے*

یاد کرو ہجّے اور معنی

ہُشیار	حَلیم	فرماں بردار	شوق
عجیب	صَحرائی	عِمارت	سرپناہ

ایک ہاتھی اور گیدڑ

۱- ایک جنگلی ہاتھی کو گیدڑوں نے تاکا - آپس میں کہنے لگے جو کسی طرح سے یہ مارا جائے - تو ہم کو فراغت چار مہینے کی خوراک ہاتھ لگے - ایک بڈھے گیدڑ نے وعدہ کیا کہ دیکھو - میں کسی نہ کسی حیلے سے اُس کو ٹھکانے لگاتا ہوں *

۲- ایک روز مکّار گیدڑ ہاتھی کے پاس گیا اور بہت ادب سے سلام کر کے بولا - "جناب عالی ! آپ اجازت دیں - تو میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں" - ہاتھی نے پوچھا - "تم کون ہو ؟ کہاں سے آئے ہو" ؟

۳- جواب دیا کہ "حضور میں ایک غریب گیدڑ ہوں" - اِس جنگل کے تمام جانوروں نے متّفق ہو کر مجھ کو سفیر بنایا اور آپ کی خدمت میں بھیجا ہے - تا کہ آپ کے سامنے سب کی خواہش ظاہر کروں *

۴- حضور ! یہ ایسا وسیع جنگل ہے جس کا انتظام

بغیر ایک زبردست بادشاہ کے نہیں ہو سکتا۔ اور جب تک اچھا انتظام نہ ہو۔ کوئی جانور امن چین سے گزران نہیں کر سکتا۔ ہماری جنس میں حضور کے سوا کوئی بادشاہی کے لائق نہیں۔ اگر آپ اِس بڑے منصب کو قبول فرمائیں۔ تو ہم سب بہت شکر گزار ہونگے۔ یہ سُن کر ہاتھی ذرا سوچنے لگا*

۵۔ گیدڑ نے پھر کہا کہ حضور! اِس وقت سب قسم کے جانور اِس صلاح میں شریک ہیں۔ کسی کو کچھ عذر یا اِنکار نہیں ہے۔ شاید دیر لگنے میں کسی کی راے بدلے اور آپس میں پھُوٹ پڑے۔ بہتر یہ ہے کہ جلد تشریف لے چلئے اور اپنی بادشاہی کا اِشتہار دیجئے*

۶۔ ہاتھی کو دولت اور حکومت کی طمع نے ایسا لُبھایا کہ فوراً گیدڑ کے ساتھ ہو لیا۔ چلتے چلتے ایک تنگ رستے سے گزرے جو ایک گہرے غار کے کنارے دور تک چلا گیا تھا۔ وہاں پہنچ کر گیدڑ

نے اپنی چال تیز کی - ہاتھی بھی اُس کے پیچھے لپکا۔ ناگاہ اُس کا پاؤں پھسل گیا اور دھم سے گہرے غار کے اندر اوندھے مُنہ جا گِرا ۔

۷ - جب یہ مصیبت پیش آئی - تو بیچارہ ہاتھی چنگھاڑا اور بہت عاجزی سے گیدڑ کو پکارا - "اے پیارے رفیق! کوئی ایسی تدبیر کر جو میری جان بچے" - اب مکّار گیدڑ مُسکراتا ہوا لوٹا اور جواب دیا - "خداوند! لو میری دُم پکڑ کر اوپر چلے آؤ" ۔

۸ - اُس وقت ہاتھی کو معلوم ہوا کہ جو کوئی لالچ کے مارے دغا بازوں کی بات پر فریفتہ ہوتا ہے - اُس کا انجام تباہی اور بربادی کے سوا کچھ نہیں - آخر ہاتھی غار کے اندر پڑا پڑا مر گیا اور گیدڑوں کے غول نے اُس کو تِکّا بوٹی کر کے بانٹ کھایا ۔

قطعہ

وہ بڑا ہی کمینہ پاجی ہے	جو دغا سے نکالتا ہے کام
ہوشیار آدمی کو لازم ہے	کام کا پہلے سوچ لے انجام

یاد کرو ہجّے اور معنی

فراغت طمع رنجش وسیع

انتظام تغیر قبضہ منصب

ایک کتّا اور بلّی

ڈالا اک کتے نے اک بلّی کو چیر — سانس ٹھنڈی بھر کے بولی وہ حقیر

رحم کھاتی ہیں اگر چوہے پہ گاہ — تو مرا کیوں حال ہوتا یوں تباہ

جو کیا تھا اُس کا پھل مجھ کو ملا — آہ میں کس سے کروں اپنا گلا

ظلم کی ٹہنی کبھی پھلتی نہیں — ناؤ کاغذ کی کبھی چلتی نہیں

یاد کرو ہجّے اور معنی

حقیر تباہ رحم گاہ ظلم

چوہے اور بلّی
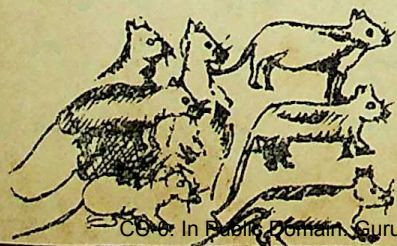
۱- ایک بار چوہوں میں صلاح ٹھیری کہ آؤ- کسی طرح بلّی کا کھٹکا مٹائیں جو ہماری قدیمی دشمن ہے- فوراً بڑا جلسہ کیا گیا- تاکہ سب چوہے جمع ہو کر اپنی قوم کی سلامتی کے لئے کوئی مناسب تدبیر سوچیں +

۲- ایک نوجوان چوہا بھری مجلس میں دو پاؤں پر کھڑا ہو کر بولا- صاحبو! اگر بلی کے ظلم اور شرارت سے بچنا چاہتے ہو- تو اِس سے بہتر کوئی تدبیر نہیں ہو سکتی کہ ایک گھنٹی بلی کی گردن میں باندھ دیں- جب وہ آئیگی- تو ضرور گھنٹی بجیگی- اُس کی آواز سے ہوشیار ہو کر ہم اپنے اپنے سوراخوں میں جا چھپینگے اور دشمن کے حملے سے بچ جائینگے +

۳- یہ نئی تدبیر سُن کر سب نے واہ واہ کی- اور خوشی کی تالیاں بجائیں- مگر ایک پُرانا ضعیف چوہا اِس خوشی میں شریک نہ ہؤا- وہ ایک چُوہے کے سہارے سے اُٹھا اور مُسکرا کر بولا- "اے میرے بھولے بھالے نوجوانو! کیا تم میں کوئی

ایسا دلاور۔دل چلا ہے جو بِلّی کی گردن میں گھنٹی باندھ سکے۔ اگر کوئی ہو۔ تو میں بھی اُس کی صورت دیکھنا چاہتا ہوں۔سُنو! کام کا انجام دینا ایسا سہل نہیں ہوتا۔جیسا زبان۔ سے کہہ دینا"۔

۴۔ بُڈھے کی باتیں سُن کر تمام چوہے دَم بخود رہ گئے اور ایک دوسرے کا مُنہ تکنے لگا۔ ابھی جلسے پر خاموشی چھائی ہوئی تھی کہ ایک بِلّی جھپٹی اور سب چُوہے دُم دبا کر بھاگ گئے۔ ۵

	صرف کہنے سے کہیں چلتا ہے کام کام کے کرنے کو ہمّت چاہیے	

یاد کرو ہجّے اور معنی

قدیم ضَعِیف دَم بخُود
تَدبِیر دِلاوَر ہِمّت
شَرارت سَہل

اَسلم کی بلّی

از مؤلف

چھوٹی سی بلّی کو میں کرتا ہوں پیار
صاف ہے ستھری ہے بڑی ہے کھلار

گود میں لیتا ہوں تو کیا گرم ہے!
گالے کی مانند رؤاں نرم ہے

میں جو نہ چھیڑوں تو نہ جھلائے وہ
میں نہ ستاؤں تو نہ غرّائے وہ

کھینچ کے دُم اب نہ ستاؤنگا میں
گھر میں سے باہر نہ بھگاؤنگا میں

اب نہ ڈریگی وہ مری مار سے
کھیلینگے ہم دونو بہت پیار سے

صحن میں گھر میں کبھی میدان میں
کھیلینگے چپ چاپ ہر اک آن میں

گیند اُسے دونگا میں جب آن کر
کھیلیگی وہ اُس کو چُوہا جان کر

تاک لگائیگی دبوچیگی وہ
مار جھپٹّا کبھی نوچیگی وہ

ہم نے بڑے پیار سے پالا اُسے
کہتے ہیں سب چوہوں کی خالا اُسے

یاد کرو ہجے اور معنی

غُرّانا   صحن   آن

ایک اونٹ اور چوہا

۱- ایک بھاگا ہوا اونٹ جنگل میں آوارہ پھرتا تھا۔
اور نکیل کی رسّی زمین پر گھسٹ رہی تھی ۔

۲- ہری ہری جھاڑیوں کے جھنڈ دیکھ کر ایک
جگہ ٹھٹکا اور چرنے لگا - ایک جنگلی چوہے نے
موقع پا کر اپنے دانتوں میں اُس کی ڈوری پکڑ لی۔
اور چاہا کہ اونٹ کو اپنے گھر لے جائے ۔

۳- اطاعت کرنا تو اونٹ کی عادت ٹھیری - فوراً
ڈوری کے سہارے پر چلنے لگا - یہاں تک کہ چوہا
اپنے سوراخ پر جا پہنچا - مگر بیچارہ بہت حیران رہا -
جب اتنے بڑے قد و قامت والے مہمان کی سمائی
اتنے تنگ مکان میں نہ پائی ۔

۴- ناچار چوہے نے سوراخ کھودنا شروع کیا -
پھر بھی اتنا نہ کشادہ کر سکا کہ اُس کا مقصد پورا
ہوتا - آخر شرمندہ ہو کر بیٹھ رہا ۔

۵- شاید تم ہنسو گے کہ بڑا ہی احمق چوہا تھا- جس نے یہ بیہودہ خیال باندھا اور بے فائدہ کوشش کی- مگر تم غور کرو کہ جو آدمی فضول اور بیہودہ کاموں میں اپنی عمر ضائع کرتے ہیں- کیا وہ اُس چوہے سے زیادہ نادان نہیں ہیں؟ ۵

کیا کیا خیال باندھے ناداں نے اپنے دل میں
پر اونٹ کی سمائی کب ہو چوہے کے بِل میں

یاد کرو ہجے اور معنی

آوارَہ	نامُمکِن	مَقْصَد	قامَت
کُشادَہ	اِطاعَت	ضائِع	اَحْمَق

ایک شہری اور جنگلی چُوہا

۱- ایک چُوہا شہر کے اندر کسی امیر کے گھر میں رہتا تھا- جہاں اچھی اچھی خوش مزہ چیزیں کھانے کو ملتی تھیں- ایک روز وہ اپنے جنگلی دوست کی ملاقات کو گیا جس کا سوراخ کھیت کے کنارے تھا-

۲ - جنگلی چوہے نے مہمان کی بڑی آؤ بھگت اور خاطر تواضع کی - جَو جُوار کے دانے جو اُس کو مُیسّر تھے - حاضر کئے - شہر کے چٹورے چوہے نے میزبان کی خاطر سے کچھ کھایا تو سہی - پر یہ روکھی سوکھی غذا اُس کو کیوں بھانے لگی؟

۳ - شہری تھا بڑا تمیز دار - پہلے تو اِدھر اُدھر کی باتیں کرتا رہا - فصل اور موسم کا حال پوچھا - اُس کے گزارے کی صورت دریافت کی - پھر بولا بھائی! تم کیسے ویران جنگل میں زندگی بسر کرتے ہو جہاں کوئی مزیدار کھانا نصیب نہیں - آؤ - ذرا میرے ساتھ چلو - وہاں تم دیکھو گے - کیسے کیسے اچھّے گھر اور کیا کیا لذیذ نعمتیں خدا کی دی ہوئی موجود ہیں؟

۴ - جنگلی چُوہے نے شہری دوست کی ضیافت بڑی خوشی سے قبول کی - شام کو دونو روانہ ہوئے - اور آدھی رات گئے گھر جا پہنچے - شہری نے اُس کو فوراً نفیس کھانے پر جو گھر والوں کا بچا کُھچا رکھا تھا -

جا بٹھایا ؛

۵- چوہے ابھی پوری سیر کھانے پائے تھے کہ بلی کی خوفناک آواز کان میں آئی- "میاؤں میاؤں"- اب تو دونو کے دل دھڑکنے لگے اور اوسان خطا ہو گئے- ناچار پٹّا توڑ بھاگے اور سُوراخ میں جا گھسے ؛

۶- جب بلی چلی گئی اور کچھ خطرہ باقی نہ رہا- تو شہری نے پھر کھانے کی تواضع کی- مگر جنگلی دوست نے بہت منّت سے واپسی کی اجازت چاہی- اور یوں کہتا ہوا چل دیا- "یارو! اگر تمہارے شہر میں گزارے کا یہی وتیرہ ہے- تو تمہیں کو مبارک رہے- مجھ کو تو وہی اپنا بے خوف گھر اور سادی غذا کافی ہے" ؛

نظم از مؤلف

ملے خشک روٹی جو آزاد رہ کر
تو وہ خوف و ذلّت کے حلوے سے بہتر

جو ٹوٹی ہوئی جھونپڑی بے ضرر ہو
بھلی اُس محل سے جہاں کچھ خطر ہو

یاد کرو ہجے اور معنی

تواضع	خطرہ	ضیافت	میزبان	خوفناک
لذیذ	میسّر	وتیرہ	نفیس	بے ضرر

ایک حریص بلی

رنگین دہلوی

بلّی اِک بڑھیا کے گھر میں تھی پلی
عمر بھر کچھ سوکھے ٹکڑوں کے سوا
بھوک سے ایسی ہوئی تھی ناتواں
ایک دن جو چڑھ گئی دیوار پر
گرتی پڑتی اور بولائی ہوئی
جو پڑوسی ایک نے ماری اُسے
پر سلامت لے گئی وہ اپنی جاں

وہ قدم ہرگز نہ تھی واں سے ٹلی
مطلقاً کھائی نہ تھی اُس نے غذا
چوہوں سے اپنے کترواتی تھی کان
گھر ہمسائے کے کھانا دیکھکر
خوان پر پہنچی وہ گھبرائی ہوئی
وہ گئی ہرچند تھی کاری اُسے
پہنچی واں بڑھیا کا جس جا تھا مکاں

دمبدم کہتی تھی بڑھیا سُن بوا
حرص کا آخر نتیجہ یہ ہوا

یاد کرو ہجّے اور معنی

مُطلَقاً   چُوبِ دُشتی   ناتُوان   ہَرچَند   ہَمسایہ

چند نصیحتیں

۱- ایک دوسرے کو دیکھو- تو خوش ہو کر ملو اور سَلام کرو- بھائی بہنوں سے محبت کرو- ماں باپ کی عزّت اور بزرگوں کی تعظیم کرو ؞

۲- نیکوں کی پیروی اور بدوں کو نصیحت کرو- مُصیبت زدوں کو تسلّی اور دلاسا دو- ضعیفوں کی مدد کرو- قصور واروں کا قصور معاف کرو ؞

۳- بدی کے عوض بدی نہ کرو- تم سے ہو سکے تو بُرائی کا بدلا بھلائی سے کرو- کسی کا احسان مت بھُولو- ادنٰے احسان کی بھی شُکر گزاری کرو ؞

۴- ہر بات کو دیکھو اور آزماؤ- جو بہتر ہو اُس کو اختیار کرو- جو ناقص ہو اُس سے کنارہ کرو- بے ادبوں سے ادب سیکھو- اس طرح کہ جو وہ کرتے ہیں- تم نہ کرو-

۵- ہر وقت ہوشیار رہو- کیونکہ وقت تھوڑا اور کام بہت ہے- ہر روز اپنے کاموں کا حساب کرو اور سمجھو کہ تم نے کیا کھویا اور کیا پایا- جس دن کوئی نئی بات نہ سیکھی ہو- سمجھ لو- کہ وہ دن بیکار گیا +

۶- ہمیشہ سچ بولو- سچ سب آفتوں سے بچاتا ہے- جھوٹ سے پرہیز کرو- کیونکہ وہ آخرکار تباہ کر دیتا ہے +

۷- تم دوسروں کے ساتھ ایسا سلوک کرو- جیسا تم اُن سے اپنے واسطے چاہتے ہو- کسی پر عیب نہ لگاؤ تو تم پر کبھی عیب نہ لگایا جائیگا- تم دوسروں کی مدد کرو- خدا تمہاری مدد کریگا-

کبھی بھول کر کسی سے نہ کرو سلوک ایسا کہ جو تم سے کوئی کرتا تمہیں ناگوار ہوتا

یاد کرو ہجے اور معنی

تعظیم ادنے پیروی شخصیت سلوک

ہماری گائے

از مؤلف

رب کا شکر ادا کر بھائی
جس نے ہماری گائے بنائی

اُس مالک کو کیوں نہ پکاریں
جس نے پلائیں دودھ کی دھاریں

خاک کو اُس نے سبزہ بنایا
سبزے کو پھر گائے نے کھایا

کل جو گھاس چری تھی بن میں
دودھ بنی وہ گائے کے تھن میں

سُبحان اللہ! دودھ ہے کیسا
تازہ - گرم - سفید اور میٹھا

دودھ میں بھیگی روٹی میری
اُس کے کرم نے بخشی سیری

دودھ دہی اور مٹھا مسکا
دے نہ خدا تو کس کے بس کا

گائے کو دی کیا اچھی صورت
خوبی کی ہے گویا مورت

دانہ دُنکا بھوسی چوکر
کھا لیتی ہے سب خوش ہو کر

کھا کر تنکے اور ٹھیڑے
دودھ ہے دیتی شام سویرے

کیا ہی غریب اور کیسی پیاری
صبح ہوئی جنگل کو سدھاری

سبزے سے میدان ہرا ہے
جھیل میں پانی صاف بھرا ہے

پانی موجیں مار رہا ہے
چرواہا چمکار رہا ہے

پانی پی کر چارہ چر کر
دوری میں جو دن ہے کاٹا
گاے ہمارے حق میں ہے نعمت
بچھڑے اُس کے بیل بنائے
رب کی حمد و ثنا کر بھائی

شام کو آئی اپنے گھر پر
بچے کو کس پیار سے چاٹا
دودھ ہے دیتی کھا کے بنسپت
جو کھیتی کے کام میں آئے
جس نے ایسی گاے بنائی

یاد کرو لفظ اور معنی

سُبحان اللہ ۔ نعمت ۔ سیری ۔ حمد ۔ ثنا

کُلہاڑی اور درخت

۱- ایک بڑھئی کسی بَن میں گیا۔ جہاں اونچے اونچے سایہ دار درخت اپنی مضبوط شاخیں پھیلائے اور سبز پتوں کی چھتریاں لگائے بے کھٹکے بَن کی ہوائیں کھا رہے تھے ۔

۲- بڑھئی نے بہت منت سے درخواست کی۔ اے ہرے بھرے درختو! تمہارا بڑا احسان مانوں گا جو مجھ کو اتنی لکڑی کاٹ لینے دو کہ میری کلہاڑی کے دستے

کو کافی ہو +

۳- اُن احمقوں نے مارے غرور کے آگا پیچھا کچھ نہ سوچا- فوراً اجازت دے دی- بڑھئی نے اِس بات کو غنیمت جانا اور ایک چھوٹی سی شاخ تراشکر دستہ تیار کر لیا +

۴- جب کلہاڑی میں دستہ پڑ گیا- پھر تو اُس نے یہ غضب ڈھایا کہ بڑے بڑے درختوں کو جڑ مول سے کاٹ کر پھینک دیا اور بَن کا ستھراؤ شروع کیا +

۵- اس مصیبت کے خوف سے سارے بَن میں کھلبلی مچ گئی- تمام درخت افسوس کر کے کہنے لگے کہ اب کوئی علاج ممکن نہیں- ہم کو اپنے کرتوت کی سزا بھگتنی چاہیئے- کیونکہ ہم نے اپنے پاؤں میں آپ کُلہاڑی ماری ہے- قطعہ

پیش آئے جو مصیبت پڑتی ہے سو بُھگتنی
ہوتی ہے یوں تسلّی- مرضی یہی تھی رب کی

ہر اپنے کو تکوں سے آتی ہے جو مصیبت
ہوتی ہے ساتھ اُس کے شرمندگی غضب کی

یاد کرو ہجے اور معنی

مضبوط	غُرور	تسلّی	مکّاری
مِنّت	درخواست	رَب	غنیمت

برسات اور گاؤں

۱۔ کئی دن سے آسمان نظر نہیں آیا۔ نہ بادل پھٹا۔ نہ دھوپ چمکی۔ پُروا ہوا لہک رہی ہے۔ بادلوں کے دَل چلے آتے ہیں۔ اندھیرا سا ہوا جاتا ہے۔ گھنگھور گھٹا چاروں طرف چھائی ہوئی ہے۔ کیا چھما چھم مینہ برستا ہے! کبھی موسلا دھار ہے۔ کبھی ننھی ننھی پھوار ہے۔ جنگل میں پانی ہی پانی نظر آتا ہے یا سبزہ لہلہاتا ہے۔ تال تلیاں جھیلیں مُنہا مُنہ لبریز ہیں۔ مُرغابیاں تیر رہی ہیں۔ کوئی بازو پھڑپھڑاتی ہے۔ کوئی ڈُبکی لگاتی ہے۔ بگلا

چُپ چاپ پر سمیٹے - مچھلی یا مینڈک کی تاک میں کھڑا ہے - سارس قیں قیں کرتا ہے - تو سارا جنگل گونج اٹھتا ہے *

۲ - نالہ کناروں سے اُبل چلا ہے - پانی موجیں مارتا - بل کھاتا - شور مچاتا چلا جاتا ہے - دھانوں کے کھیت پانی کا تختہ بن گئے ہیں - دھان میں ڈوبنے ہی سے جان آتی ہے - اُس کا ڈوبنا کسان کا ترنا ہے - ایکھ بھی لہلہا رہی ہے - انگلوں روز بڑھتی ہے - باڑی - جوار - باجرا - مکئی سب زوروں پر ہیں - مگر ان کو زیادہ پانی موافق نہیں - اِسی واسطے کسان نے کھیت کی مینڈ کاٹ کر پانی کے نکاس کا رستہ بنا دیا ہے - مؤلف

گھٹا آن کر مینہ جو برسا گئی زمیں سبزے سے لہلہانے لگی جڑی - بوٹیاں - پیڑ آئے نکل ہر اک پیڑ کا اک نیا ڈھنگ ہے	تو - بیجان مٹی میں جان آگئی کسانوں کی محنت ٹھکانے لگی عجب بیل پتے عجب پھول پھل ہر اک پھول کا اک نیا رنگ ہے

یہ دو دن میں کیا ماجرا ہو گیا | کہ جنگل کا جنگل ہرا ہو گیا
جہاں کل تھا میدان چٹیل پڑا | وہاں آج ہے گھاس کا بن کھڑا
ہزاروں پھُدکنے لگے جانور | نکل آئے گویا کہ مٹی کے پر

۳- باغوں میں عجب بہار آ رہی ہے- درختوں کا پتا پتا دُھل گیا ہے- کیا نکھری ہوئی سبزی ہے! مور گھنے پتوں کی ڈالیوں میں چھپے بیٹھے ہیں جب بجلی چمکتی اور بادل گرجتا ہے- تو یکبارگی سب چیخ اُٹھتے ہیں- کوئل بھی کیا پیاری آواز سے کوکتی ہے! ابھی باغ کے اِس کھونٹ تھی- ابھی اُدھر جا بولی! طوطے بھی چُپکے چُپکے آم کُتر رہے ہیں- ذرا کھٹکا ہوا اور اُن کی ڈار پھر سے اُڑ گئی- آموں کی ڈالیاں مارے بوجھ کے جُھک پڑی ہیں- ٹپکا چو رہا ہے- پکے پکے رسیلے آم- سُرخ- زرد- سیندوریا ٹپک رہے ہیں- یہ گرا ٹپ- وہ گرا ٹپ۔

۴- میدان میں گائے بھینسیں چر رہی ہیں- مگر بھیگتی جاتی ہیں- اُن کے پاؤں تلے ہریاول ہے-

سامنے کٹورا سا تال ہے - بستی سے جنگل میں خوش ہیں - گھر پر بندھی رہتیں - تو مکھیوں اور مچھروں کے مارے بڑا سر دُم ہلاتیں - پھر بھی چین نہ پاتیں - یہ موذی جانور اُن کا خون پیتے اور ستاتے پرتے - اب مزے سے نہا رہی ہیں - جنگل کی ہوا کھا رہی ہیں - گوالا کمبل اوڑھے لٹھ لئے پاس کھڑا ہے - کسی کو گلّے سے بچھڑنے نہیں دیتا ◆

۵ - جوں جوں مینہ برستا ہے - کسانوں کا دل ہرا ہوتا ہے - ڈھور ڈنگروں کے لئے چارے کی افراط ہے - بن سینچے کھیتی بڑھتی ہے - مینہ کا دن اُن کے لئے تعطیل کا دن ہے - یا چادر تان کر سوتے ہیں - یا چوپال میں آ کر جمع ہوتے ہیں ◆

یاد کرو ہجّے اور معنی

لبِ نہر	مَوج	مُوافِق	ماجرا
چٹیل	گلّہ	اِفراط	تعطیل

جب لاد چلیگا بنجارا

میاں نظیر اکبر آبادی

ٹک حرص و ہوا کو چھوڑ میاں! مت دیس بدیس پھرے مارا
قزّاق اجل کا لوٹے ہے دن رات بجا کر نقّارا
کیا بدھیا - بھینسا - بیل - شتر - کیا گونیں پلّا سر بھارا
کیا گیہوں - چاول - موٹھ - مٹر - کیا آگ دھواں اور انگارا

سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاویگا - جب لاد چلیگا بنجارا

تو بدھیا لادے - بیل بھرے جو پورب پچھم جاویگا
یا سود بڑھا کر لاویگا یا ٹوٹا - گھاٹا پاویگا
قزّاق اجل کا رستے میں جب بھالا مار گراویگا
دھن دولت ناتی پوتا کیا؟ اک کنبا کام نہ آویگا

سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاویگا - جب لاد چلیگا بنجارا

جب چلتے چلتے رستے میں یہ گون تیری ڈھل جاویگی
اک بدھیا تیری مٹی پر پھر گھاس نہ چرنے پاویگی
یہ کھیپ جو تونے لادی ہے سب حصوں میں بٹ جاویگی

دھی پوت جنوائی بیٹا کیا؟ بنجارن پاس نہ آویگی

سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاویگا - جب لاد چلیگا بنجارا

کیوں جی پر بوجھ اٹھاتا ہے - ان گونوں بھاری بھاری کے
جب موت کا ڈیرا آن پڑا پھر دونے ہیں بیوپاری کے
کیا ساز جڑاؤ زر زیور - کیا گوٹے تھان کناری کے
کیا گھوڑے زین سنہری کے کیا ہاتھی لال عماری کے

سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاویگا - جب لاد چلیگا بنجارا

یاد کرو ہجے اور معنی

قزاق   شتر   اجل   شتر بھارا

کھانے پینے کے آداب

۱- کھانے سے پیشتر ہاتھ دھونا اور کُلی کرنا واجب ہے - اور جو ضرورت ہو - تو ناک بھی صاف کر لینی چاہیئے ۔

۲- کھانے کی چیزوں کو صاف ستھرے کپڑے یا خوان یا تھالی میں رکھ کر کھانا چاہیئے ۔

۳- کھانے کے لئے مناسب طور سے بیٹھو- لیٹ کر یا تکیہ لگا کر کھانا بُری بات ہے +

۴- کھانا اُس وقت کھاؤ- جب بھوک خوب لگی ہو- ورنہ بِن بھوک کھانا تو بیماری کو بُلانا ہے +

۵- کھانا اُس وقت چھوڑ دو- جب ذرا سی بھوک باقی ہو- جو ایسا کرتے ہیں- وہ تندرست رہتے ہیں- جو زیادہ ٹھونستے ہیں- وہ آئے دن بیمار پڑتے ہیں +

۶- جو کچھ میسّر آئے- اُس کو خوشی سے کھانا چاہئے- زیادہ نفیس اور چٹ پٹے کھانوں کی ہوس کرنا چٹور پن ہے- کھانے سے مقصود بدن کو قوت پہنچانا ہے- نہ زبان کے مزے اُڑانا +

۷- خدا کا نام لیکر کھانا شروع کیا کرو- اور خاتمے پر اُس کا شکر ادا کرو- چھوٹا لقمہ لو اور اچھی طرح چباؤ- چبانے سے خوب ہضم ہوتا ہے- پہلا نوالہ کھا لو تو دوسرا اُٹھاؤ- کھانے میں عیب مت نکالو-

پسند نہ ہو تو کم کھاؤ ÷

۸- ہمیشہ اپنے سامنے سے کھانا چاہیئے- ہاں میوہ ہو تو مضائقہ نہیں- جس طرف سے چاہو اُٹھا لو- کھانا بہت گرم ہو تو اُس میں پھونکیں نہ مارو- اتنی دیر صبر کرو کہ ٹھنڈا ہو جائے ÷

۹- پانی پینا ہو تو دائیں ہاتھ میں پیالہ لے کر پیو- کھڑے کھڑے یا لیٹے لیٹے پینا نازیبا ہے- پینے سے پہلے پانی کو دیکھ لینا مناسب ہے- شاید کوئی تنکا یا کیڑا اُس میں پڑا ہو ÷

۱۰- کھا چکنے کے بعد تمیز کے ساتھ سنی ہوئی اُنگلیاں چاٹ لو- پھر رومال سے صاف کرو- کھانے کے ریزے احتیاط سے چُن کر الگ رکھ دو- دانتوں میں خلال کرو- پھر اُنگلیوں سے دانت مانجھو اور کُلّی کرکے مُنہ کو خوب پاک صاف کر لو ÷

۱۱- جو لوگ ادب قاعدے کے موافق کھانا نہیں کھاتے- وہ بے تمیز سمجھے جاتے ہیں- پاس بیٹھنے

والے اُن سے نفرت کیا کرتے ہیں +

یاد کرو ہجے اور معنی

پیشتر	واجب	نازیبا	مقصود
ہضم	مُعانقہ	احتیاط	نفرت

ایک جگنو اور بچّہ

از مؤلّف

سُناؤں تمہیں بات اِک رات کی
کہ وہ رات اندھیری تھی برسات کی

چمکنے سے جگنو کے تھا اِک سماں
ہوا پر اُڑیں جیسے چنگاریاں

پڑی ایک بچّہ کی اُن پر نظر
پکڑ ہی لیا ایک کو دوڑ کر

چمکدار کیڑا جو بھایا اُسے
تو ٹوپی میں جھٹ پٹ چھپایا اُسے

وہ جھم جھم چمکتا اِدھر سے اُدھر
پھرا - کوئی رستہ نہ پایا مگر

تو غمگین قیدی نے کی التجا
کہ چھوٹے شکاری! مجھے کر رہا

خدا کے لئے چھوڑ دے! چھوڑ دے
مِری قید کے جال کو توڑ دے

بچّہ

کروں گا نہ آزاد اُس وقت تک
کہ میں دیکھ لوں دن میں تیری چمک

جگنو

چمک میری دن کو نہ پاؤگے تم | اُجالے میں ہو جائیگی وہ تو گم

بچہ

اے چھوٹے کیڑے! نہ دے دم مجھے | کہ ہے واقفیت ابھی کم مجھے
اُجالے میں دن کے کھلیگا یہ حال | کہ اتنے سے کیڑے میں کیا ہے کمال
دھواں ہے نہ شعلہ نہ گرمی نہ آنچ | چمکنے کی تیری کرونگا میں جانچ

جگنو

یہ قدرت کی کاریگری ہے جناب! | کہ ذرہ کو چمکائے جوں آفتاب
مجھے دی ہے اس واسطے یہ چمک | کہ تم دیکھ کر مجھ کو جاؤ ٹھٹک
نہ اُلٹے چلنے سے کرو پائمال | سنبھل کر چلو آدمی کی سی چال

یاد کرو ہجے اور معنی

التجا واقفیت آزاد پائمال

اپنی عزت آپ کرو

۱- اگر تم چاہتے ہو کہ اور لوگ تمہاری عزت کریں تو ضرور ہے - کہ اوّل تم اپنی عزت آپ کرو۔

۲- اس بات سے تم کو تعجّب ہوگا کہ اپنی عزّت آپ کیونکر کریں؟ کیا اپنے آپ کو اوروں سے بڑا سمجھیں؟ دوسروں کو حقیر جانیں؟ نہیں نہیں! یہ تو نہایت غرور کی بات ہے۔ ایسی بُری صلاح میں تم کو ہرگز نہ دونگا +

۳- تم اپنی عزّت آپ کرو۔ اس بات کے کہنے سے میری یہ مراد ہے کہ تم کسی کے ساتھ ایسا بُرا سلوک نہ کرو۔ جو وہ تم کو بے عزّت سمجھے یا تمہاری بے عزّتی کا ارادہ کرے +

۴- جو شخص اپنی عزّت چاہتا ہے۔ وہ سب کو عزّت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ نہ بُرا کہتا ہے۔ نہ بُرا سُنتا ہے۔ نہ اَوروں کا ہتک کرتا ہے۔ نہ ذلّت اُٹھاتا ہے +

۵- جو شخص اَوروں کو چھیڑتا۔ ستاتا یا گالیاں دیتا ہے۔ وہ خود بے عزّت ہے اور اپنی حقارت آپ چاہتا ہے۔ ایسے بد ذات آدمی کی بات کا ہرگز

جواب نہ دو - نہ اُس کے پاس بیٹھو - ایسے شریروں کی صحبت تم کو بھی کمینہ پن کی باتیں سکھا دیگی - پھر کوئی تمہاری عزّت نہ کریگا -

بد کی صحبت میں مت بیٹھو - اس کا ہے انجام بُرا
بد نہ بنے تو بد کہلائے - بد اچھّا بد نام بُرا

یاد کرو ہجّے اور معنی

تعجّب ہتک شریر صلاح

رخصت کی عرضی

جناب عالی!

کل سے میری آنکھیں آگئی ہیں - آج صبح ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں علاج کے واسطے گیا - تو اُنھوں نے دوا لگا دی - اور کتاب کے دیکھنے یا دھوپ کی طرف نظر کرنے کو بالکل منع فرمایا - اِس لئے مدرسے میں حاضر نہ ہو سکا +
حضور کی مہربانی سے اُمّید ہے کہ غیر حاضری معاف

کی جائے - اور دو روز کی رخصت جو ڈاکٹر صاحب نے تجویز کی ہے - منظور فرمائی جائے +

عرضے

کمترین مین سنگھ طالب علم دفعہ ۱ مدرسہ تحصیلی سروھنہ ضلع میرٹھ - ۲۱ جولائی ۱۸۹۳ء

یاد کرو ہجے اور معنی

منع | حضور | معاف | تجویز

ایک کتا اور اُس کی پرچھائیں

از مؤلف

مُنہ میں ٹکڑا لئے ہوئے کُتا
پانی آئینہ سا رہا تھا چمک
اپنی پرچھائیں پر کیا جو غور
مُنہ میں ٹکڑا دبا رہا ہے یہ
حرص نے ایسا بے قرار کیا
جو ہیں ٹکڑے پہ اُس کے مُنہ مارا

ایک دریا کو تیر کر اُترا
نظر آتی تھی تہ کی مٹی تک
اُس کو سمجھا کہ ہے یہ کُتا اور
گہرے پانی میں جا رہا ہے یہ
جھٹ سے غرّا کے اُس پہ وار کیا
اپنا ٹکڑا بھی کھو دیا سارا

واں نہ ٹکڑا نہ اور کتا تھا	وہم تھا۔ وہم کے سوا کیا تھا
یونہی جتنے ہیں لالچی ناداں	کرکے لالچ اُٹھاتے ہیں نقصاں
باندھتے ہیں کہاں کہاں کے خیال	ہیں وہ کھو بیٹھتے گرہ کا مال
تم ہوس میں پڑی نہ بن جاؤ	جو ملے اُس کو کام میں لاؤ

یاد کرو ہجے اور معنی

غَوْر   حِرْص   وَہْم   نُقْصان

چُغل خوری

۱۔ چُغل خوری سخت عیب ہے۔ کبھی کبھی اُس سے بڑا فتنہ فساد برپا ہو جاتا ہے۔ لوگوں کو ناحق رنج تکلیف اور نقصان پہنچتا ہے۔ جب چغل خور کی قلعی کھُل جاتی ہے۔ تو اُس کو بے حد ندامت اُٹھانی پڑتی ہے +

۲۔ چغل خوری یہ ہی نہیں کہ ایک کی بات دوسرے سے جا لگائی۔ بلکہ کسی شخص کا کوئی کام ہو جس کے ظاہر کرنے سے اُس کے دل کو تکلیف

پہنچے - اُس کا ظاہر کرنا چغل خوری ہے - چغل خوری صرف زبان ہی سے نہیں ہوتی - ہاتھ یا آنکھ کے اشارے سے اور لکھنے سے بھی ہو سکتی ہے *

۳ - چور کی چوری یا دغا باز کی دغا بازی کا ظاہر کرنا چغل خوری میں داخل نہیں ہے - ایسی باتوں کا ظاہر کرنا بے شک روا ہے - کیونکہ اُن کے چھپانے سے لوگوں کا نقصان ہوتا ہے *

۴ - چغل خور کی بات پر کبھی یقین نہ لاؤ - اُس کے کہنے سے کسی کی طرف بدگمانی مت کرو چغل خور سے ہمیشہ نفرت رکھو - تمہارے روبرو کسی کی چغلی کرے - تو منع کرو اور سمجھا دو کہ یہ بہت بُرا کام ہے *

۵ - اگر تم جانتے ہو کہ فلاں شخص چغل خور ہے تو اُس کا عیب اور لوگوں کے سامنے بیان نہ کرو - اگر تم بیان کروگے - تو اُسی کی طرح تم بھی چغل خور

بن جاؤ گے۔ ۹

چُغلی ہے بُرا کام بچو اس سے ہمیشہ
جو لوگ ہیں بے شرم انہیں کا ہے یہ پیشہ
یہ لت ہے بُری اس سے نہیں ہاتھ کچھ آتا
اکثر تو چغل خور ہے ذلت ہی اٹھاتا

یاد کرو ہجے اور معنی

فتنہ فساد ندامت سوا

چھوٹی چیونٹی

از مؤلف

بڑی عاقل ہے بہت دور بیں ہے اسی دھن میں پہنچی کہیں سے کہیں ہے	کر فکر اپنی روزی کا تیرے تئیں ہے کبھی اپنے دھندے سے غافل نہیں ہے

اری چھوٹی چیونٹی تجھے آفریں ہے

نہیں کام سے شام تک تجھ کو فرصت	ذرا سی تو جان اور اُس پر یہ محنت
بہت جھیلتی ہے مُشقّت۔ مُصیبت	نہیں ہارتی پر کبھی اپنی ہمّت

اری چھوٹی چیونٹی تجھے آفریں ہے

کبھی کام تو نے اُدھورا نہ چھوڑا	کبھی تو نے تکلیف سے مُنہ نہ موڑا
بہت کام تو نے کیا تھوڑا تھوڑا	ذخیرہ یہ جاڑے کی خاطر ہے جوڑا

اری چھوٹی چیونٹی تجھے آفریں ہے

جو گرمی کی رُت میں نہ کرتی کمائی	تو جاڑے کے موسم میں مُفتی بن آئی
تجھے ہوشیاری یہ کس نے سکھائی	سمجھتی ہے اپنی بُرائی بھلائی

اری چھوٹی چیونٹی تجھے آفریں ہے

نہ کھو وقت سُستی میں مہلت ہے تھوڑی	وُہی کام کر جس سے مالک ہو راضی
کہ جس نے تجھے زندگانی عطا کی	یہ عمدہ سبق ہم کو دیتی ہے چیونٹی

اری چھوٹی چیونٹی تجھے آفریں ہے

یاد کرو ہجّے اور معنی

عَاقِل	عَطا	عُمدہ	آفریں
مُشقّت	دوربین	ذخیرہ	غفلت

سُستی اور چالاکی

۱- جو آدمی وقت پر کام نہیں کرتا- وہ سُست یا کاہل کہلاتا ہے- ایسا آدمی عزّت یا نیک نامی حاصل نہیں کر سکتا- یہ خراب عادت اُس کو ہمیشہ ذلیل و خوار رکھتی ہے +

۲- سُست آدمی اکثر یوں خیال کرتا ہے کہ ابھی وقت بہت ہے- ذرا ٹھیر کر کام شروع کرینگے- اسی سوچ بچار میں کہ ابھی کام کریں یا نہ کریں- کام کا وقت نکل جاتا ہے +

۳- چالاک آدمی وقت کو نہیں ٹالتا- وہ فوراً اپنے کام میں مشغول ہو جاتا ہے- جب تک کام کو پورا نہیں کر لیتا- اُس کے دل کو چین نہیں آتا- ایسا آدمی ہمیشہ عزّت پاتا اور فائدہ اُٹھاتا ہے +

۴- جو لڑکے سُستی اور کاہلی میں اپنا وقت کھو دیتے ہیں- وہ معمول کا سبق روز یاد کرکے نہیں لاتے-

اُستاد کو اچھّی طرح آموختہ نہیں سُناتے۔اِسی واسطے سزا پاتے ہیں +

۵۔اگر تم ایک لائق طالب علم بننا چاہتے ہو۔ تو اپنے آپ کو کاہلی کی خراب عادات سے بچاؤ۔ صبح سویرے آنکھ کُھل جائے۔تو پڑے پڑے کروٹیں نہ بدلا کرو۔فوراً بستر سے الگ ہو جاؤ۔اور اپنے کام میں جی لگاؤ۔وقت اِتنا تنگ نہیں ہے۔جتنا کہ تم کاہلی سے اُس کو تنگ بنا دیتے ہو۔ ۹

مؤلّف	وقت میں تنگی فراخی دونو ہیں۔جیسے ربڑ کھینچنے سے بڑھتی ہے۔چھوڑے سے جاتی ہے سُکڑ

یاد کرو ہجّے اور معنی

مشغول آموختہ فراخی مُقدّمہ ناشتہ

نقل

۶۔ایک کاہل آدمی سے کسی نے پوچھا۔کیوں صاحب؟ اِتنے دن چڑھے تک آپ بستر پر پڑے

پڑے کیا کیا کرتے ہیں" +

۷- کاہل نے جواب دیا کہ میں ایک بڑے بھاری مقدمہ کے فیصلے میں مصروف رہتا ہوں۔ کاہلی کہتی ہے کہ ابھی اُٹھنا بے فائدہ ہے۔ ذرا اَور آرام کرو۔ چالاکی کہتی ہے کہ فوراً اُٹھو! نہیں وقت چلا! پھر دونو اپنے اپنے قول کی دلیلیں پیش کرتے ہیں۔ میں دونو کا بیان بہت غور سے سنتا رہتا ہوں۔ اور ابھی کچھ فیصلہ نہیں کرنے پاتا کہ ناشتے کا وقت ہو جاتا ہے +

۸- اُس آدمی نے کہا۔ حضرت! ایسا ہی مقدمہ ہے۔ تو نہ کبھی اس کا فیصلہ ہوگا۔ نہ آپ وقت پر اُٹھ سکینگے۔

گھوڑ دوڑ میں کُدائی کی بازی تھی ایک دن
تازی پہ کوئی تُرکی پہ اپنے سوار تھا
جو ہچکچا کے رہ گیا سو رہ گیا اِدھر
جس نے لگائی ایڑ وہ خندق کے پار تھا

یاد کرو ہجے اور معنی

ڈول | تاڑی | فیصلہ | نڑکی

از مؤلف

ایک گھوڑا اور سایہ

ایک گھوڑا تھا نہایت عیب دار
اُس سے مالک نے خفا ہو کر کہا
جسم کا تیرے ہی تو سایہ ہے وہ
جسم رکھتا ہے نہ اُس کے جان ہے
یوں دیا گھوڑے نے مالک کو جواب
آدمی سے بڑھ کے میں وہمی نہیں
بھوت کا قصہ کہانی کے سوا
بھوت سے ڈرنا بھی کوئی بات ہے
سایہ تو آنکھوں سے آتا ہے نظر
اپنے دُکھ کا کیجئے اوّل علاج

اپنے سائے سے بدکتا بار بار
سُن تو۔ احمق! جس سے تو ہے ڈر رہا
نے درندہ ہے نہ چوپایہ ہے وہ
تو بڑا ڈرپوک اور نادان ہے
سچ کہا یہ آپ نے۔ لیکن جناب
اَن ہوئی باتوں کا جس کو ہے یقیں
کچھ نشاں گھر میں نہ جنگل میں پتا
کیا ہی وہمی آدمی کی ذات ہے
کیا عجب ہے جو ہوا مجھ پر اثر
دوسروں کا پوچھئے پیچھے مزاج

یاد کرو ہجے اور معنی

عجیب | خفا | اثر

لکھنا پڑھنا

۱- لکھنا پڑھنا نہایت مُفید ہُنر ہے- اِس ہنر سے آدمی کو بڑی قوت حاصل ہو جاتی ہے - بہت سی ضروری باتیں ہیں جن کو انسان یاد نہیں رکھ سکتا- یاد کے نقصان کا علاج اسی ہنر سے ہو سکتا ہے - جو لوگ اِس ہنر کو اچھّی طرح کام میں لاتے ہیں -اُن کے تمام کام بہت خوبی اور آسانی سے انجام پاتے ہیں *

۲- جو آدمی لکھنا پڑھنا جانتے ہیں - وہ اپنی آمد خرچ کا- لین دین کا- تجارت کا حساب کتاب لکھ لیتے ہیں - بنیوں کا قول ہے :-

بھول پڑے کاغذ سے لے		پہلے لکھ اور پیچھے دے

۳- کبھی بھول چوک سے- کبھی بد نیتی سے آپس میں جھگڑا فساد پیدا ہو جاتا ہے - اِس فساد کے مٹانے کے واسطے اقرار نامہ - پٹہ - قبولیت - تمسّک -

بیعنامہ - وصیّت نامہ لکھا جاتا ہے +

۴ - سلطنت کا کام بھی اسی ہنر سے رونق پاتا ہے - سزا کے قانون - انتظام کے قاعدے - حق حقوق - مقدّموں کے فیصلے لکھے جاتے ہیں - گاؤں گاؤں کا دستور - کھیت کھیت کا رقبہ - پیداوار - محصول سب سرکاری دفتروں میں تحریر ہوتا ہے +

۵ - اس ہنر کے جاننے والے دور بیٹھے آپس میں گفتگو کر سکتے ہیں - پروانہ - عرضی - خط - رقعہ بھیج کر اپنا اپنا خیال ایک دوسرے پر ظاہر کر دیتے ہیں +

۶ - اس ہنر کے وسیلے سے صدہا برس کے مُردوں کی آواز ہمارے کان میں آ رہی ہے - اُن کے نیک و بد کام - اُن کے بُرے بھلے خیال - اُن کا علم و ہنر - اُن کی شجاعت - اُن کا غم و غصّہ - اُن کی خوش بیانی - اُن کی نصیحتیں یہ سب باتیں اُن کی لکھی ہوئی کتابوں سے اُسی طرح سُنائی دیتی ہیں جس طرح اُن کی زبان سے سُنتے +

۷۔ افسوس ہے کہ بُرے آدمی اِس اچھے ہُنر کو بھی بُرا بنا دیتے ہیں۔ فریبی دغا باز آدمی جعل کرتے ہیں۔ جھوٹی باتیں لکھتے ہیں۔ نادان آدمی کتابوں میں حماقت اور بے حیائی کی باتیں تحریر کرتے ہیں۔ بُری کتابوں کا پڑھنا بھی ایسا ہی بُرا ہے۔ جیسا بُرے آدمیوں کی صحبت میں بیٹھنا ٭

یاد کرو ہجّے اور معنی

تحریر جعل ضدہا حماقت شجاعت

کاموں کی تقسیم

۱۔ ہر شخص کو زندگی بسر کرنے کے لئے خوراک لباس اور مکان کی ضرورت ہے۔ لیکن ہر ایک شخص وہ سب کے سب پیشے اور کام نہیں سیکھ سکتا جن سے یہ ضروری چیزیں حاصل ہوتی ہیں ٭

۲۔ ہر آدمی کو لوہار۔ بڑھئی۔ کسان۔ چمار۔ جولاہا۔

درزی اور معمار اِن سب کا پیشہ اختیار کرنا دشوار ہے - اِسی واسطے ہر شخص اپنی پسند کے موافق ایک پیشہ اختیار کر لیتا ہے +

۳ - کوئی شخص لوہار کا کام کرتا ہے - لوہے کے اوزار ہتھیار یا برتن بناتا ہے - کوئی وکیل ہے - جو قانون کے موافق حاکم سے انصاف چاہتا ہے - کوئی طبیب ہے جو بیماریوں کو پہچانتا اور اُن کا علاج کرتا ہے - کوئی سپاہی ہے جو ہتھیار باندھکر غنیم کا مقابلہ کرتا ہے +

۴ - جب کوئی آدمی ایک ہی قسم کا کام یا پیشہ کرتا رہتا ہے - تو رفتہ رفتہ وہ بڑا ہُنرمند اور اُستاد بن سکتا ہے - وہ اپنی دانائی اور مہارت سے اُس کام کو زیادہ مفید بنا سکتا ہے - اور اُس کے انجام دینے کا بہتر طریقہ ایجاد کر سکتا ہے +

۵ - کاموں کی تقسیم سے انسانی گروہ کو بڑا فائدہ پہنچتا ہے - یہ تقسیم نہ ہوتی - تو کوئی پیشہ اور

ہُنر ترقی نہ پاتا - بلکہ ہر کام ناقص رہتا اور دیر میں ہوتا *

یاد کرو ہجے اور معنی

خوراک	ترقی	غنیم	معمار	اختیار
طبیب	لباس	ناقص	مہارت	ایجاد

تجارت

۱ - ہر آدمی کوئی کام یا پیشہ کرتا ہے - اور اپنی محنت کی پیداوار یا اپنی کمائی کو دوسرے پیشہ والوں سے ضرورت کے وقت بدل لیتا ہے *

۲ - اِس مبادلہ کی ضرورت نے اِنسان کو تجارت کا پیشہ سکھایا - ایک گروہ نے یہ ہی کام اِختیار کر لیا کہ وہ ہر ایک کاریگر اور پیشہ ور کا مال مول لیتا اور دوسروں کے ہاتھ بیچتا ہے - اِسی کو بیوپار یا سوداگری یا تجارت کہتے ہیں *

۳- بعض چیزیں ایسی ہیں کہ وہ ایک شہر یا ملک میں پیدا ہوتی اور بنائی جاتی ہیں۔ مگر دوسرے شہروں اور ملکوں میں جاکر بکتی ہیں۔ کیونکہ وہاں اُن کی خواہش زیادہ ہے؀

۴- اگر کاریگر یا پیشہ ور اپنا اپنا مال لے کر خود ہی فروخت کرتے پھرا کرتے۔ تو اُن کا بڑا حرج ہوتا۔ جب بیچنے کے لئے اُن کو سفر کرنا پڑتا۔ تو کچھ عرصے تک ضرور اُن کا کام بند رہتا؀

۵- سوداگر یا تاجر پیشہ وروں سے خریدتا اور گاہکوں کے ہاتھ بیچ ڈالتا ہے۔ ایک جگہ کا مال دوسری جگہ لے جاتا ہے۔ جہاں زیادہ خواہش ہے۔ وہاں پہنچاتا ہے۔ پیشہ وروں اور خریداروں کا وقت بچاتا ہے۔ اِس کے عوض میں خود بھی نفع اُٹھاتا ہے؀

۶- سوداگری نہایت ضروری اور عمدہ پیشہ ہے۔

جس قدر تجارت بڑھتی جاتی ہے - اُسی قدر صنعت اور پیشے کو رونق ہے - آدمیوں کو محنت کرنے کا زیادہ موقع ملتا ہے - اُن کی کمائی اور دولت ترقی پاتی ہے +

یاد کرو ہجّے اور معنی

مُبادلہ　خواہش　خرچ　خریدار
پیشہ ور　فروخت　صنعت　عوض

سِکّہ

۱- دھات کے ہموزن ٹکڑے جن پر کسی حاکم یا بادشاہ کے نام کا ٹھپّہ ہوتا ہے - وہ سکّے کہلاتے ہیں - جیسے آج کل پائی - پیسہ - ادھنّا تانبے کا سکّہ ہے - دوانّی - چونّی - اٹھنّی اور روپیہ چاندی کا - اشرفی سونے کا +

۲- حاکم یا بادشاہ کے نام کا ٹھپّہ اِس بات کی سند اور ضمانت ہے - کہ سکّہ کھری دھات کا

ہے اور جو وزن اُس کا معیّن ہے۔ اُس میں پُورا ہے ٭ جو لوگ کھوٹے سکّے بناتے یا چلاتے ہیں۔ وہ حاکم کے حکم سے سزا پاتے ہیں ٭

۳۔ جب تک سکّے کا رواج نہ ہُوا تھا۔ چیزوں سے چیزوں کا مُبادلہ ہوتا تھا۔ جس طرح گاؤں اور قصبوں میں ضرورت کے وقت اب بھی ہوتا ہے۔ غلّہ دیکر ترکاری خریدتے ہیں۔ کپاس کے بدلے گھی۔ تیل اور نمک لے آتے ہیں ٭

۴۔ سکّے بغیر روزمرہ کے چھوٹے موٹے لین دین تو ہو سکتے ہیں۔ مگر بڑی تجارتوں کا چلنا ممکن نہیں۔ خاص کر بڑے شہروں میں جہاں طرح طرح کے پیشے ہوتے ہیں۔ سکّے کی سخت ضرورت ہے ٭

۵۔ اگر سکّے کا چلن نہ رہے۔ تو تم خیال کر سکتے ہو کہ سرکاری خزانہ میں روپئے کے توڑوں کی بجائے کیا ہو؟ ہر قسم کا غلّہ۔ میوے۔ ترکاریاں

ہر ... کے چوپائے - ہر طرح کا اسباب اور کاٹھ کباڑ محصول کے طور پر جمع ہؤا کرے اور وہی سب سرکاری ملازموں کی تنخواہ میں تقسیم ہو +

٦ - اگر سکہ نہ ہوتا - تو ایک من گیہوں یا چند سیر گھی خریدنے کے واسطے اُپلوں کا مالک پوری دو گاڑیاں بھر کر منڈی لے جایا کرتا - اسی طرح بڑے بڑے حاکموں کو اُن کی تنخواہ کے طور پر غلّہ اور اسباب دیا جاتا - تو اُس کے رکھنے کو اُن کا مکان ہرگز کافی نہ ہوتا +

٧ - سکّے سے تجارت اور لین دین میں بڑی سہولت ہوتی ہے - ہر شخص اپنی محنت یا اپنے مال کے عوض میں سکّے لے لیتا ہے - اور جب چاہتا ہے - اُن کے بدلے میں اپنی خواہش اور ضرورت کے موافق ہر چیز خرید سکتا ہے +

٨ - دھات اور سب چیزوں سے زیادہ مضبوط اور وزنی ہوتی ہے - وزنی ہم اُس چیز کو کہتے ہیں -

جو جگہ کم گھیرتی ہے - تمام دھاتوں میں تانبا - چاندی اور سونا بہت اچھے ہیں - اِسی واسطے اُن کا سِکّہ بنایا جاتا ہے ٭

یاد کرو ہجّے اور معنی

سَنَد ضمانت مُعَیّن مُلازِم سُہولت

گفتگو کے آداب

۱ - ہمیشہ مناسب آواز سے گفتگو کیا کرو - نہ تو اِتنی دھیمی ہو کہ سُنائی نہ دے - اور نہ اِتنی سخت ہو کہ سُننے والے کو ناگوار گزرے - بولنے میں اِس قدر تیزی اور شتابی نہ کرو کہ بات سمجھ میں نہ آئے - نہ اِس قدر رُک رُک کر بولو کہ سُننے والے کا جی اُکتا جائے ٭

۲ - جب کِسی سے گفتگو کرنا چاہو - تو اوّل موقع اور وقت کو دیکھ لو ٭ بات کیسی ہی اچھّی یا ضروری ہو - لیکن بے موقع یا ناوقت کہو گے - تو ضرور بُری

معلوم ہوگی ٭

۳۔ کِسی شخص سے ایسی بات نہ کہو۔ جس کو وہ سمجھ نہ سکے یا جس کے سُننے کی اُس کو رغبت نہ ہو یا جس کے سُننے سے اُس کے دل کو رنج اور صدمہ پُہنچے ٭٭ ۵

چھُری کا تیر کا تلوار کا تو گھاؤ بھرا
لگا جو زخم زباں کا رہا ہمیشہ ہرا

۴۔ کسی کی بات کاٹنا سخت عیب ہے۔ جب تک دوسرے شخص کی گفتگو ختم نہ ہو لے۔ تم ہرگز شروع نہ کرو۔ البتہ کوئی سخت ضرورت ہو۔ تو اوّل اُس شخص سے معافی مانگو تب بات کہو ٭ یہ بھی بڑی حماقت ہے کہ پوچھیں اَور سے اَور جواب دینے لگو تم ٭

۵۔ بات کو زبان سے پیچھے نکالو۔ پہلے اُس کو سوچ لیا کرو۔ بن سوچے بک بک کرنا بے وقوفی ہے۔ ایک ہی بات کو بار بار کہنا ایک ہی لفظ

کو دُہرانا نہ چاہیئے ✤ بات بات پر ہاتھ ہلانا۔مُنہ بنانا آنکھیں مٹکانا۔ بھوؤں سے اشارہ کرنا بھی بہت بُرا معلوم ہوتا ہے ✤

۶۔ گفتگو کے وقت بہت تیزی اور غصّہ ظاہر کرنا۔ سخت لفظ بولنا۔ گڑگڑانا یا ہاتھ جوڑ کر بات کہنا بے حیائی اور مسخرے پن کی باتیں زبان پر لانا۔ اپنے مُنہ سے اپنی تعریف کرنا بڑا ذلیل کام ہے۔ اِس سے ہمیشہ پرہیز کرو ✤

۷۔ ایسی باتیں لوگوں کے سامنے بیان نہ کیا کرو جن کی سچائی ہیں تم کو آپ شک ہو۔ اگر اتفاق سے ایسی بات کہنی پڑے۔ تو اُس کے ساتھ ہی اپنا شک بھی ظاہر کر دو ✤ کسی کے اعتقاد یا مذہب یا بزرگوں کی شان میں بُرا لفظ ہرگز زبان پر نہ لاؤ ✤

۸۔ بزرگوں یا حاکموں سے گفتگو کرنی ہو۔ تو اوّل اُن سے اجازت چاہو۔ جب اجازت دیں۔ تو ادب

کے ساتھ بات چیت کرو۔ بات کو بنا کر یا بڑھا کر نہ کہو۔ صاف اور مختصر کہو ÷

۹۔ جب چھوٹوں سے گفتگو کرو۔ تو نرمی اور مہربانی سے کرو۔ غرور اور شیخی نہ جتاؤ۔ کوئی حقارت کا لفظ نہ بولو ÷ کسی قصور پر ملامت کرنی ہو۔ تو ہمیشہ تنہائی میں کرو ÷

۱۰۔ دوستوں کے جلسے میں بیٹھ کر بیہودہ گپیں نہ ہانکو ÷ جو بات ہو ایسی ہو کہ اُس سے تم کو یا تمہارے دوست کو فائدہ پہنچے۔ جس بات سے کوئی نفع نہ ہو۔ اُس کے کہنے سے چُپ رہنا بہتر ہے ÷ ایسی بحث کبھی نہ چھیڑو۔ جس سے دوستوں کے دل کھٹے ہو جائیں اور دوستی میں خلل پڑے ÷ کبھی کبھی ہنسی اور دل لگی کی بات کا بھی مضائقہ نہیں۔ مگر اُس کی عادت نہ ڈالو ÷ مؤلف

جو بات کہو صاف ہو ستھری ہو بھلی ہو
کڑوی نہ ہو کھٹی نہ ہو مصری کی ڈلی ہو

یاد کرو ہجے اور معنی

موقع	ناگوار	اجازت	رغبت
مذہب	اعتقاد	بیتابی	مختصر

از مؤلف

بچہ اور ماں

اچھی اماں! مجھے بتا دو ابھی — کیوں ہے بچے کی مامتا اتنی؟
تم کو بچے سے کیوں یہ اُلفت ہے؟ — کس لئے اس قدر محبت ہے؟
ماں نے بچے کو یوں جواب دیا — "حیف! تم جانتے نہیں بیٹا!"
کیسا لیٹا ہے یہ خوش و خرم! — نہ کوئی فکر ہے نہ کوئی غم
نہ تو روتا نہ بلبلاتا ہے! — گود میں کیا ہمک کے آتا ہے
مسکراتا ہے کیا ہی خوش ہو کر — جیسے چڑیا مگن ہو ڈالی پر
جبکہ سونے کا وقت ہے آتا — میرے سینے سے ہے چمٹ جاتا
جبکہ آنکھوں میں نیند آتی ہے — بستر اُس کا میری چھاتی ہے
نیند لیکر ہنسی خوشی سے اُٹھا — پھول گویا کھلا چنبیلی کا
لگ گئی بھوک کہہ نہیں سکتا — پیاری نظروں سے ہے مجھے تکتا
پیار کا میرے بس یہی ہے سبب — نہیں آتا بیان میں مطلب

یاد کرو ہجّے اور معنی

مُحَبّت — خَفیف — خُرّم — بَیان — مطلب

ماں اور بچّہ

از مؤلف

بولی بچّے سے ماں مرے پیارے — صدقے امّاں! جواب دو بارے

کہ ہے بچّے کو ماں سے اُلفت کیوں؟ — رکھتا ہے اِس قدر محبّت کیوں؟

دیا بچّے نے یوں جواب سُنو! — لے ہے امّاں! خبر نہیں تم کو؟

مُجھ کو تکلیف سے بچاتی ہو — پیار سے گود میں بٹھاتی ہو

جی مرا بد مزہ اگر ہو جائے — میرے دُکھ کا تمہیں اثر ہو جائے

مجھ کو ہو درد۔ تم کو حیرانی — چُپکے چُپکے کرو نگہبانی

پیار کرتی ہو مُنہ دُھلاتی ہو — اچھے کھانے مجھے کھلاتی ہو

اور سب سے جو آ رہے ہیں نظر — تم زیادہ ہو مہرباں مجھ پر

جانتا ہوں زیادہ سب سے تمہیں — چاہتا ہوں اِسی سبب سے تمہیں

پیاری امّاں کہا نہیں جاتا — نہیں مطلب بیان میں آتا

یاد کرو ہجّے اور معنی

بارِے — اُلفت — حَیرانی — جی بَد مَزہ ہونا

حکایت

۱- ایک بار لقمان حکیم کو زمانے کی گردش نے کسی کسان کا غلام بنا دیا - جو سخت جاہل اور نہایت غافل آدمی تھا +

۲- حکیم نے آقا کو نصیحت کرنی چاہی - مگر سوچا کہ یوں زبانی باتوں سے اُس کے مُردہ دل پر کچھ اثر ہوتا ہوا نظر نہیں آتا - اِس لئے مناسب موقع کا منتظر رہا +

۳- ایک روز آقا نے حکم دیا کہ جاؤ کھیت میں گیہوں بو دو - حکیم نے فوراً جَو لے جاکر بکھیر دئے مگر مالک اُس وقت دیکھنے کو نِکلا - جب کھیتی تیاری کے قریب پہنچ گئی تھی +

۴- اُس نے اپنے حکم کے برخلاف گیہوں کے بجائے جَو اُگے ہوئے پائے - تو نہایت غضبناک ہو کر غلام سے پوچھا - "کیا میں نے تجھ سے گیہوں

بونے کی فرمائش نہیں کی تھی"؟

۵- حکیم نے جواب دیا" حضور بے شک میں نے آپ کی مرضی کے خلاف جَو بو دئے۔ لیکن مجھ کو اُمید یہ ہی ہے کہ غلّہ اُٹھانے کے وقت ہم یہاں سے گیہوں سمیٹ لے جائینگے ÷

۶- اِس جواب نے کسان کے غصّے کو اور بھی زیادہ بھڑکا دیا۔ وہ غضبناک ہو کر بولا۔"کیا اُلٹی سمجھ کا آدمی ہے! بھلا یہ کب ممکن ہے۔ کہ بوئیں جَو اور کاٹیں گیہوں"؟

۷- اب حکیم کے نزدیک نصیحت کا مناسب موقع آگیا تھا۔ اُس نے نہایت نرمی سے کہا۔ "حضرت! یہ بات تو میں نے آپ ہی کے طور طریق سے سیکھی ہے۔ کیونکہ میں ہمیشہ دیکھتا ہوں۔ کہ آپ گناہ اور بدی میں مصروف رہتے ہیں۔ لیکن پھر بھی خدا سے جزائے خیر کے اُمیدوار ہیں ÷ مؤلّف

نتیجہ کیونکر اچّھا ہو نہ ہو جب تک عمل اچھا
نہیں بویا ہے تخم اچّھا۔ تو کب پاؤ گے پھل اچّھا
کرو مت "آج کل" حضرت! بُرائی کو ابھی چھوڑو
نہیں جو کام اچّھا۔ وہ نہ آج اچّھا نہ کل اچّھا
بُرے کو ننگ بھی کرنے اور توقع نیکنامی کی
دماغ اپنا سنوارو تم۔ نہیں ہے یہ خلل اچّھا
جو ہو جائے خطا کوئی۔ کہ آخر آدمی ہو تم
تو جتنا جلد ممکن ہو۔ کرو اُس کا بدل اچّھا

یاد کرو ہجّے اور معنی

جُزا غضبناک نحیف مُنتظِر توقّع

حکایت

۱- ایک جوڑا مُرغابیوں کا اور ایک کچھوا مدّت سے ایک ہی تالاب میں بسر کرتے تھے۔ ہمسائگی کے باعث آپس میں نہایت پیار اخلاص ہو گیا تھا *

۲- ایک بار ایسی خشک سالی ہوئی کہ ناچار مُرغابیوں کو وہاں سے کوچ کرنا پڑا۔ وہ بہت افسوس کے ساتھ اپنے عزیز ہمسائے سے رخصت ہونے لگیں۔ کچھوا اُن کی جدائی سے نہایت غمگین ہو کر منّت کرنے لگا کہ مجھ کو بھی اپنے ہمراہ لے چلو *

۳- مُرغابیوں نے اِس عجیب درخواست کے منظور کرنے سے عذر کیا کہ ہم زمین پر چل نہیں سکتے تُو ہوا پر اُڑ نہیں سکتا۔ پھر ہمارا تیرا ساتھ ہو تو کیونکر ہو؟

۴- آخر کار دوست کی خاطر سے دونو مُرغابیوں نے ایک لکڑی اپنے پنجوں میں لی اور کچھوے سے کہا کہ اِس کو مُنہ میں پکڑ کر لٹک جا۔ لیکن رستے میں بولا تو تُو جائیگا!

۵- جبکہ مُرغابیاں کچھوے کو اُڑائے لئے جاتی تھیں۔ اتفاقاً ایک شہر کے اوپر سے گزر ہوا۔ لوگوں نے یہ انوکھا تماشا دیکھ کر بہت شور و غل مچایا۔

اُس وقت بے وقت کچھوے سے خاموش نہ رہا گیا۔ غل مچانے والوں کو جواب دینے کا ارادہ کیا۔ بات کا شروع کرنا تھا کہ لکڑی اُس کے مُنہ سے چھُٹ گئی۔ وہ دھم سے نیچے گرا۔ اور گرتے ہی بے دم ہو گیا *

۶۔ مُرغابیوں نے اُس نافہم دوست کی حالت پر بہت افسوس کیا اور یوں کہتی ہوئی اُڑی چلی گئیں۔ "جو دانا دوستوں کی نصیحت پر عمل نہیں کرتا۔ اُس کی ایسی ہی بُری گت ہوتی ہے" * قطعہ از مؤلف

اُس سے دنیا میں نہیں کوئی زیادہ بدبخت
جو نہ دانا ہو نہ داناؤں کا مانے کہنا
آج آفت سے بچی جان توکل خیر نہیں
ایسے نادان کا مشکل ہے سلامت رہنا

یاد کرو ہجے اور معنی

بسر کرنا اِخلاص خُشک سالی باعث ہمسائگی

حکایت

۱- ایک دن باز نے کہا "میاں مُرغے! تم بڑے ہی بے وفا - بے مروّت اور ناشکرے ہو! دیکھو- آدمی کس محبت سے تم کو پالتے ہیں - دانہ پانی کی خبر لیتے ہیں! پھر بھی تمہارا یہ حال ہے کہ مالک پکڑنا چاہتا ہے - تو بھاگے پھرتے ہو- خود بھی تھکتے ہو اور مالک کو بھی دق کرتے ہو ؛

۲- مجھ کو دیکھو- جنگل کا پکھیرو- پہاڑ کا پرند- ہَوا پر اُڑنے والا- مگر جہاں دو چار دن آدمیوں میں رہا- ان کی خو بو سے واقف ہُوا اور اُن کا نمک کھایا- پھر تو ایسا مُطیع اور فرمانبردار ہو جاتا ہوں کہ اشاروں پر کام کرتا ہوں - جب شکار پر چھوڑتے ہیں- تو پنجے جھاڑ کر اُس کے پیچھے پڑتا ہوں- کوسوں دور نکل جاتا ہوں- مگر اپنے

آقا کو نہیں بھولتا - ذرا واپسی کا اشارہ پایا اور
خوشی خوشی اُڑتا چلا آیا" ؛

۳ - مُرغے نے جواب دیا "میاں باز! اِس میں
شک نہیں کہ تم بڑے شکاری ہو - بلند ہمّت ہو -
چُست و چالاک ہو - لیکن بھائی! قصور مُعاف -
تم میں بات کے سمجھنے کی تو لیاقت ہے نہیں - اگر
تم ذرا غور کرتے اور میری اور اپنی حالت کا
فرق پہچانتے - تو ہرگز بے وفائی اور کج ادائی کا
طعنہ مجھ کو نہ دیتے ؛

۴ - مَیں نے سینکڑوں مُرغ حلال ہوتے اور
سیخ پر بُھنتے اپنی آنکھ سے دیکھے ہیں - مگر تم نے
کِسی باز کو ذبح ہوتے یا کباب کئے جاتے دیکھا
تو کیا! کبھی سُنا بھی نہ ہوگا - اِس صورت میں اگر
مَیں چوکنّا رہوں اور مالک کی طرف سے میرے دل
میں دُھکڑ پکڑ ہو - تو مَیں عقلمندوں کے نزدیک
ملامت کے قابل نہیں ہوں - اور تم اپنے آقا پر

اطمینان رکھو۔ تو کچھ تعریف کے مستحق نہیں ہو +

یاد کرو ہجے اور معنی

مُطیع کَج اَدائی مُلائمت مُروّت

حرص و طمع

۱۔ جب بھوک۔ پیاس۔ گرمی۔ سردی ستاتی ہے۔ تو انسان کو خواہش ہوتی ہے کہ اِن تکلیفوں کو دور کرکے آرام حاصل کرے۔ اگر یہ خواہش نہ ہوتی تو زندگی دشوار ہو جاتی +

۲۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ آدمی صرف تکلیفوں کے دور کرنے پر قناعت نہیں کرتا۔ بلکہ وہ اپنی خواہش کو حاجت سے زیادہ بڑھا دیتا ہے۔ خواہش کا حد سے بڑھنا حرص و طمع یا لالچ کہلاتا ہے +

۳۔ حریص آدمی کو آرام اور اطمینان کم نصیب ہوتا ہے۔ جس قدر عیش کا سامان بڑھتا ہے۔ حرص و طمع بھی بڑھتی جاتی ہے۔ وہ ہمیشہ محتاج ہی رہتا

ہے۔کبھی خدا کا شکر نہیں کرتا +

۴۔حریص آدمی اپنی خواہشوں کا غلام ہوتا ہے۔ وہ لالچ میں ایسا اندھا بن جاتا ہے۔کہ انجام کو نہیں سوچتا۔ وہ اوروں کی حق تلفی کرتا اور اپنا بھلا چاہتا ہے +

۵۔جو آدمی حریص و طامع ہوتا ہے۔وہ دوسروں کی مدد بھی کم کرتا ہے۔ اِسلئے اُس کے دوست کم ہوتے ہیں۔ وہ اوروں کو خوش حال دیکھکر جل مرتا ہے۔ اُن کی بدخواہی کرتا ہے۔بدخواہی سے عداوت اور عداوت سے ہزار طرح کے فساد پیدا ہوتے ہیں۔اِس لئے اُس کا وقت جھگڑے بکھیڑوں میں تلف ہوتا ہے۔اِتنی فرصت نہیں پاتا کہ کچھ کمال حاصل کرے +

۶۔دوسروں کی دیکھا دیکھی بچوں کو بھی حرص و طمع کا مرض لگ جاتا ہے۔ وہ نفیس کپڑا۔لذیذ کھانا چاہتے ہیں۔میسّر نہیں آتا۔ تو ماں باپ کا

دَم ناک میں کرتے ہیں - آخر اُن کی نظروں سے گر جاتے ہیں - گھر میں کوئی اُن کی عزّت نہیں کرتا *

۷ - جن بچّوں کو چٹور پن اور بانک پن کی بُری لَت پڑ جاتی ہے - وہ علم و ہُنر کے سیکھنے میں جی نہیں لگاتے - وہ چوری اور بد نیتی بھی کرنے لگتے ہیں - جب تک اِس بد عادت کو نہیں چھوڑتے - ہمیشہ ذلیل و خوار رہتے ہیں *

۸ - جو ہوشیار اور نیک بچّے ہیں - وہ اچھّے کھانے - اچھّے کپڑے پر جان نہیں دیتے - جو کچھ گھر میں مُیسّر آتا ہے - اُس کو خوش ہو کر کھاتے پہنتے ہیں - ماں باپ کا اِحسان مانتے اور خدا کا شکر کرتے ہیں *

۹ - بھوک پیاس ایک درد ہے - کھانا پینا اُس کی دوا - گرمی - سردی یا موسم کی سختی ایک بیماری ہے - کپڑا اور مکان اُس کا علاج * دعا اور علاج

کو اتنا مت پڑھاؤ کہ وہ خود بیماری بن جاوے ؛

یاد کرو ہجّے اور معنی

قناعت تکلّف اِحسان عداوت طامع

ہمسایہ

۱ - انسان تنہا رہنے کے لئے نہیں بنایا گیا۔ اُس کی حاجتیں ایسی ہیں جو ایک دوسرے کی مدد سے پوری ہوتی ہیں - اِس لئے انسان گروہ بنا کر رہتے اور ایک جگہ آباد ہوتے ہیں ؛

۲ - جن شخصوں کے گھر قریب ہوتے ہیں وہ ہمسائے کہلاتے ہیں - جو نیک اور شریف آدمی ہیں - وہ ہمیشہ اپنے ہمسائے کی مدد کرتے ہیں - اُس کی راحت کو اپنی راحت - اُس کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھتے ہیں ؛

۳ - انسانوں میں بدتر انسان وہ ہے - جس سے اُس کا ہمسایہ ناراض ہو - ہمسایہ بُرا ہو یا بھلا

اُس کے ساتھ نیکی کرو۔ اگر نیک ہے۔ تم نے اُس کا حق ادا کیا۔ اگر بد ہے۔ تو تم اس کی بدی سے محفوظ رہو گے۔ اس کو فضیحت نہ کرو اس کے عیبوں کو اپنے عیبوں کی طرح چھپاؤ ٭

۴۔ اگر اتفاقاً ہمسائے سے کچھ رنجش ہو جائے تو خاموشی کے ساتھ آپس ہی میں فیصلہ کر لو۔ عدالت میں نالش فریاد لے کر نہ جاؤ۔ کیونکہ عدالت کا فیصلہ بڑی قیمت میں حاصل ہوتا ہے۔ پھر بھی وہ دلوں کی کدورت کو دور نہیں کر سکتا ٭

۵۔ جو سعادت مند بچے ہیں۔ وہ اپنے ہمسایوں کا کام کاج نہایت خوشی سے کرتے ہیں۔ پاس پڑوس کی غریب اور بیکس بوڑھیوں کا سودا سلف بازار سے لا دیتے ہیں۔ وہ ان کو دل سے پیار کرتی اور دُعائیں دیتی ہیں۔ خدا ایسے بچوں کی عمر میں برکت دیتا اور اُن کو خوش نصیب بناتا ہے ٭

یاد کرو ہجے اور معنی

محفوظ سعادت فضیحت برکت کدورت

نشست و برخاست کے آداب

۱- چلنے میں جلد بازی ہرگز نہ کرو۔ بے وجہ دوڑنا جھپٹنا چھچھورا پن ہے۔ لیکن اتنی سستی بھی نہ چاہیئے کہ وقت ضائع ہو۔ سردی کے وقت تیز قدم اور گرمی کے وقت آہستہ چلنا مناسب ہے۔ شیخی سے اکڑ کر یا نزاکت سے مٹک کر چلنا رذالوں کا طریقہ ہے۔ جب چلو۔ رستہ دیکھ کر چلو۔ بار بار پیچھے مڑ کر دیکھنا بیوقوفی ہے۔ سواری ہو تو ایسے تیز نہ ہانکو کہ کسی کو صدمہ یا تکلیف پہنچے ÷

۲- بیٹھو۔ تو پاؤں پھیلا کر نہ بیٹھو۔ نہ کسی کی طرف پشت کرو۔ خاص کر بزرگوں کی طرف۔ سر کو ہاتھ یا زانو پر رکھ کر نہ بیٹھو۔ یہ سستی کی علامت ہے۔ جب حاکموں یا بزرگوں کے سامنے

جاؤ - تو بلا اجازت نہ بیٹھو - تپائی - کرسی یا مونڈھے پر نشست ہو - تو پاؤں اٹھا کر نہ بیٹھو ٭

۳ - کوئی بے فائدہ حرکت نہ کرو - جیسے ہاتھ ہلانا - ناک یا منہ میں انگلی دینا - کپڑے کو منہ میں لینا - انگلیاں چٹخانا - اگر جلسہ ہو - تو انگڑائی - جمائی اور ڈکار لینے سے پرہیز کرو - بار بار تھوکنا بھی عیب ہے - ناک صاف کرنے کی ضرورت ہو - تو اس طرح صاف کرو کہ حاضرین نہ دیکھیں نہ آواز سنیں - آستین یا دامن سے پاک کرنا بے تمیزی ہے - اس کے لئے رومال چاہئے ٭

۴ - جب کبھی محفل - مجلس یا جلسے میں جاؤ - تو ایسی جگہ بیٹھو جو تمہارے رتبے کے لائق ہو - اگر ناواقفیت سے بے موقع بیٹھ گئے ہو - تو جب معلوم ہو - فوراً اپنی جگہ آہستگی سے واپس آؤ اگر جگہ نہ ملے تو گھبرانا یا برا ماننا نہیں چاہئے چپ چاپ وہاں سے الگ ہو جاؤ ٭

۵- غیروں کے روبرو سوائے ہاتھ پاؤں اور چہرہ کے بدن کا کوئی حصّہ نہ کھولو- ناف سے لیکر زانو تک ہر وقت پوشیدہ رکھو- خواہ جلسہ ہو- خواہ تنہائی- البتّہ ضرورت کے وقت مضائقہ نہیں- جیسے غسل وغیرہ غرض چلنے- پھرنے- اُٹھنے- بیٹھنے میں کوئی حرکت ایسی نہ ہو- جس کو دیکھ کر کوئی نفرت کرے یا کسی کو تکلیف پہنچے ٭ مؤلّف

ادب سے ہی انسان انسان ہے
جہاں میں ہو پیارا نہ کیونکر ادب
نہ ہو جسکو اچھے بُرے کی تمیز
بٹھاتے نہیں بے ادب کو قریب

ادب جو نہ سیکھے وہ حیوان ہے
کہ ہے آدمیت کا زیور ادب
نہ وہ گھر میں پیارا نہ باہر عزیز
یہ سچ بات ہے بے ادب بے نصیب

یاد کرو ہجّے اور معنی

قَرِیب   رِذَالہ   فَوْرًا   نِشَسْت   زانُو

زراعت

(۱) پودے کے حصے

۱- پودا تم نے دیکھا تو ہے؟ جی ہاں! دیکھا ہے! اچھا بتاؤ تو سہی! پودا کسے کہتے ہیں؟ چھوٹے اور ملائم پیڑ کو پودا کہتے ہیں- وہ کس چیز پر اُگتا ہے؟ زمین پر*

۲- یہ پودا اُکھیڑ لو- بتاؤ- اِس حصے کو جو پیلا پیلا ہے اور جس میں سوت کے سے ریشے ہیں- کیا کہتے ہیں؟ یہ تو جڑ ہے- جڑ کہاں ہوتی ہے؟ زمین کے اندر- وہاں اُس کی کیا حالت ہوتی ہے؟ بڑھا کرتی ہے*

۳- اچھا یہ بتاؤ- جڑ کیا کام دیتی ہے- تم نہیں جانتے- تو ہم سے سنو- ایک تو پودے کو

پتیاں
پتیاں
جڑ
گیہوں کا پودا
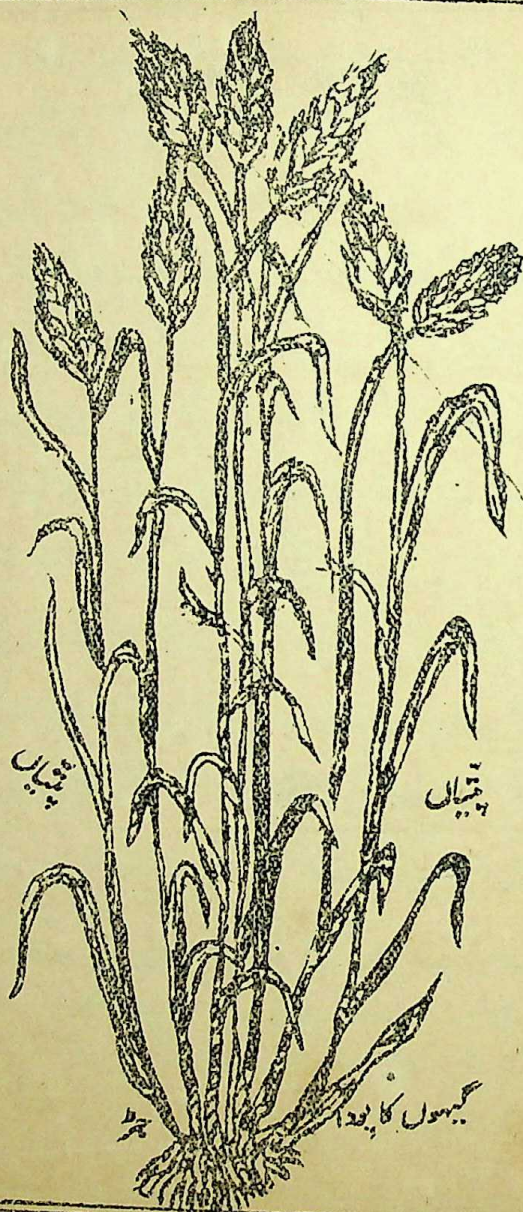
زمین پر تھامے رہتی ہے - دوسرا کام اُس کا یہ ہے کہ پودے کے لئے زمین میں سے خوراک حاصل کرتی ہے ✣

۴ - کیا پودے کو بھی کھانے پینے کی حاجت ہے؟ بے شک! اُس کے بھی جان ہے - اور سب جانداروں کی طرح اُس کی زندگی بھی کھانے پینے پر ہے - اگر پودے کو غذا نہ ملے - یا جڑ کاٹ ڈالو - تو وہ مر جائیگا ✣

۵ - پودے کا مُنہ کیا ہے؟ یہ ہی جڑ جس کے ذریعے سے وہ اپنی خوراک زمین سے لیتا اور بڑھتا ہے - اُس کی غذا کو ہم کھاد یا کھات بولتے ہیں ✣

نوٹ - سب جانداروں کی زندگی کھانے پر موقوف ہے - پودا بھی جاندار ہے اُس کی زندگی بھی کھانے ہی پر ہے ✣

پودا جس مقام پر پیدا ہوتا اُسی جگہ رہتا ہے - وہیں چھوٹے سے بڑا ہوتا اور آخرکار مرکر وہیں خاک میں مل جاتا ہے - جہاں وہ ہوتا ہے - اُسی حصۂ زمین سے اپنی غذا لیتا ہے - اُس کو غذا (کھاد) جڑ کے ذریعے سے ملتی ہے - پودے کی جڑ کیسی ضروری چیز ہے ✣

(۴) پودے کے حصّے

۱- جڑ سے اوپر کا حصّہ جو زمین سے نِکلا ہُوا کیا سخت اور ہرے رنگ کا ہے - بتاؤ - اِس کو کیا کہتے ہیں ؟ جناب اِس کو تنہ کہتے ہیں +

۲- تنہ کیا کام دیتا ہے ! وہ پتّیاں اور پھول پیدا کرتا ہے - اچھّا پتّیوں سے کیا فائدہ ! پتّیاں بھی پودے کے لیئے غذا حاصل کرتی ہیں - جس طرح جڑ زمین میں سے غذا لیتی ہے - اِسی طرح پتّیاں ہَوا میں سے لیتی ہیں +

۳- پھول بھی تنے پر پیدا ہوتے ہیں - رنگ برنگ کے اور بہت خوبصورت ! تم جانتے ہو پھول کا کام کیا ہے ؟ پھول کا کام ہے پھل پیدا کرنا - پھل میں

نوٹ - ہر جنس اپنی جنس پیدا کرتی ہے طلبہ کو خوب سمجھانا چاہیئے کہ صرف یہ ہی کام نہیں ہے کہ گیہوں کے بیج سے گیہوں یا لال گیہوں سے لال - سفید سے سفید اور سخت سے سخت پیدا ہوگا - نہیں بلکہ جو بھلائی بُرائی بیج میں ہوگی - وہی اُسکی پیداوار میں بھی ہوگی - کمزور بیج کی پیداوار بھی کمزور ہوتی ہے غرض جیسا بوؤگے ویسا کاٹو گے -

بیج ہوتے ہیں۔ پکّا بیج زمین میں بونے سے نیا پودا پیدا ہوتا ہے ٭

۴۔ کسی پودے کا پکّا بیج لو۔ زمین کھودو۔ اور مٹّی کو نرم اور باریک کر کے اُس میں بیج بو دو۔ تو کیا ہوگا؟ تین چار دن بعد وہی پودا پیدا ہوگا۔ جس کا بیج تم نے بویا تھا گیہوں سے گیہوں کا پودا اُگیگا۔ چنے سے چنے کا ٭

(۳) پودے کی غذا

۱۔ تم کو یہ تو معلوم ہو چکا ہے کہ پودے کے بھی جان ہے۔ کھانے ہی پر اُس کی زندگی ہے۔ اور اُس کی خوراک یا کھاد زمین میں ہوتی ہے۔ آؤ! اسے آزما کر دیکھیں ٭

۲۔ یہ پودا اُکھیڑ کر الگ رکھ دو۔ دیکھو پتّیاں کیسی مُرجھا گئیں! پودا تو سوکھ ساکھ کر بالکل مُردہ سا ہو گیا! تم سمجھے بھی یہ کیوں مر گیا؟ بیچارہ مرتا

نہیں تو کیا کرتا ؟ جڑ تو اُکھڑ ہی گئی جو زمین
میں سے کھاد لیکر اُس کو پہنچاتی تھی - اُسی کے
سہارے زندہ تھا - ہاں تو ! کھاد نہ ملنے سے مرا ۔

۳ - پودے کو پانی کی بھی بڑی ضرورت ہے -
وہ اپنی غذا بغیر پانی کے زمین سے لے ہی نہیں
سکتا - اِس کا بھی امتحان کرو ! مٹی کے دو برتنوں میں
پودے لگاؤ - ایک برتن میں تو پانی دیتے رہو - اُس کا
پودا خاصہ ہرا رہیگا - دوسرے برتن میں ایک قطرہ بھی
نہ ڈالو - تو اُس کا پودا سوکھ کر مر جائیگا ۔

۴ - دیکھو ! برسات میں پانی برستا ہے - تو قسم قسم

نوٹ - ایک برتن میں شکر - دوسرے میں نمک - تیسرے میں طوطیا (ایک زہر ہے) - چوتھے میں مٹی گھولو - اور کئی گھنٹے رکھا رہنے دو - مٹی تو بیٹھ جائیگی - اور سب چیزیں پانی میں گھلی ملی رہینگی - اِن کو جدا جدا صافی میں چھانو - شکر کے پانی کا مزا میٹھا ہوگا - نمک کے پانی کا نمکین - طوطیا کا پانی تو دیکھنے ہی سے معلوم ہو جائیگا کہ اس میں طوطیا موجود ہے - پودے کی غذا بھی جو مٹی میں ہوتی ہے - شکر - نمک اور طوطیا کی طرح پانی میں حل ہو جاتی ہے - مٹی حل نہیں ہوتی - جب پودے کی جڑ پانی کی آلی (رطوبت) کو چوستی ہے - تو پانی میں رلی ہوئی غذا اُس کو پہنچتی ہے ۔

کے پودے زمین پر پیدا ہو جاتے ہیں اور جب تک زمین میں آل (نمی) باقی رہتی ہے - وہ ہرے بنے رہتے ہیں - گرمی کے موسم میں زمین سوکھ جاتی ہے - تو پودے بھی خشک اور مُردہ ہو جاتے ہیں۔ غرض سوکھی زمین پر پودا نہیں جی سکتا - پانی ہی سے اُس میں جان آتی ہے *

۵ - اچھّا اب ایک پودے کو تول کر جلاؤ - تو تم دیکھوگے کہ بہت بڑا حِصّہ تو جل جلا کر ہوا میں جا... باقی کیا رہ گیا؟ تھوڑی سی راکھ - سُنو! جو حِصّہ ہوا ہو گیا - یہ وہی تو تھا جس کو پتّیاں ہوا میں سے لیتی ہیں - جو راکھ بچی - یہ وہ حِصّہ ہے جس کو جڑ نے پانی کے ساتھ زمین سے حاصل کیا تھا *

(۴) پودے کی پیداوار

۱ - یہ تو بتاؤ! بوئے ہوئے پودوں کے کون کون سے حِصّے ہمارے کام آتے ہیں؟ گاجر اور مولی کی

جڑیں ہم کھاتے ہیں - شلجم اور چقندر کیا ہیں؟
ہاں یہ بھی جڑیں ہیں +

۲ - اِیکھ (اوکھ) کا تنہ ہم چوستے ہیں - آلو - اروی (گھیاں)، زمین قند کی ترکاری بناتے ہیں - اور شکر قند کو اُبال کر کھاتے ہیں - یہ بھی ایک قسم کے تنے ہیں جو زمین کے اندر ہوتے ہیں +

۳ - پالک - سوئے - میتھی اور خُرفے کی پتّیوں کا ساگ پکاتے ہیں - پودینہ اور دھنیہ کی پتّیوں کی چٹنی بناتے گوبھی اور کچنال کے پھول پکا کر کھاتے ہیں - کھیرے ککڑی - خربوزہ - تربوز - لوکی - کدو اور سیم کے پھل کھاتے ہیں +

۴ - اناج جو ہم کھاتے ہیں - سب کے سب بیج

نوٹ ۱ - گیہوں حقیقت میں پھل ہے - مگر ایسا پھل جس کا بیج پھل سے جُدا نہیں ہو سکتا +

نوٹ ۲ - طلبا کو یہ بھی بتاؤ کہ آل جڑ ہے جس سے لال رنگ نکلتا ہے - ہلدی تنہ ہے جس سے زرد رنگ نکلتا ہے - نیل کی پتّیوں سے خوبصورت نیلا رنگ نکلتا ہے جس کو نیل کہتے ہیں - کسمّ کے پھول سے سُرخ رنگ اور تن کے بیج سے زرد رنگ نکلتا ہے - اسی طرح یہ بھی بتا دو کہ آم - امرود - آڑو - ناشپاتی - انار وغیرہ پھل ہیں - بادام - پستے وغیرہ بیج ہیں +

ہیں - گیہوں - جَو - جُوار - مکئی اور باجرے کا آٹا پیسکر روٹی پکاتے اور کھاتے ہیں - مٹر - چنا - مونگ - ماش کی دالیں پکاتے اور بھُنا کر کھاتے ہیں *

۵ - سرسوں کے بیج سے کڑوا تیل - تل اور تلی کے بیج سے میٹھا تیل نکالتے ہیں - اُن میں پکوان پکاتے ہیں - چراغ میں بھی جلاتے ہیں - بدن میں لگاتے ہیں *

(۵) فصلیں اور جنسیں

۱ - تم یہ تو جانتے ہو کہ سال میں تین فصلیں ہوتی ہیں - خریف - ربیع اور فصل زائد - مگر یہ بھی جانتے ہو کہ ہر ایک فصل میں کون کونسی جنسیں بوئی جاتی ہیں ؟

۲ - سُنو ! خریف کی فصل میں جو جنسیں بوتے ہیں - اُن میں ضروری یہ ہیں :-

غلہ { دانہ کی جنسیں - دھان - مکئی - جُوار - باجرا - کاکن - مڑوا - کودوں *
دال کی جنسیں - ارہر - ماش - مونگ - موٹھ - لوبیا *

تلہن - جن سے تیل نکلتا ہے - تل - تلی اور رینڈی *
ریشہ - جن سے تاگا نکلتا ہے - کپاس - سنی - پٹسن - یا سن *
رنگ - نیل *
مصالحہ - ادرک - ہلدی *
ترکاریاں - لوکی - کدو - توری - بھنڈی *

۳ - ربیع کی فصل میں جو جنسیں بوئی جاتی ہیں - اُن میں سے ضروری یہ ہیں *

غلہ { دانہ کی جنسیں - گیہوں - جو - جئی *
غلہ { دال کی جنسیں - چنا - مٹر - مٹری - مسور *
تلہن - جن سے تیل نکلتا ہے - سرسوں - رائی - لاہی - السی *
رنگ - کسم جس کو کڑ یا کرڑ بھی کہتے ہیں *

نوٹ ۱ - بیج دو قسم کے ہوتے ہیں - ایک کو دال دوسرے کو دانہ کہتے ہیں - دال ایسے بیجوں کو کہتے ہیں جن کے دو حصے برابر کے ہو جاتے ہیں - جیسے سیم - بادام وغیرہ - ایسے بیج اُگتے ہیں - تو پہلے دو سبز پتیاں نکلتی ہیں - دانہ ایسے بیجوں کو کہتے ہیں جن کے دو برابر حصے نہ ہوں جیسے گیہوں - جوار وغیرہ - ایسے بیج جمتے ہیں - تو صرف ایک پتی نکلتی ہے پتی کی صورت میں

ترکاریاں - گاجر - مولی - آلو - لوکی - کدو اور گوبھی +

۴ - گرمی کے موسم میں جس کو فصل زائد کہتے ہیں - چنوان - ساواں بوتے ہیں +

ایکھ (اوکھ) پوس مین اور کپاس کو پھاگن میں بھی کاشت کرتے ہیں + بہت سی ترکاریاں بھی بوتے ہیں - کھیرا - ککڑی - لوکی - کدو وغیرہ +

نوٹ ۲ - خریف اصل میں موسم خزاں کو کہتے ہین - نہ کہ برسات کو لیکن برسات کی کھیتی جو خریف کہلاتی ہے تو اس لئے کہ اس کا حاصل خریف میں ملتا ہے + ربیع اصل میں بہار کے موسم کو کہتے ہیں نہ کہ جاڑے کو لیکن جاڑے کی کھیتی جو ربیع کہلاتی ہے - تو اسی وجہ سے کہ اس کا حاصل بہار کے موسم میں ملتا ہے +

चार मडा और ...
दे ५ दिसंबर
२ ... २० ...
...

۱۹۰۶ء

دسمبر

کتب درسی موجودہ مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ

نمبر شمار	نام کتاب	قیمت
	کتب مصنفہ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب	
۱	اُردو زبان کا قاعدہ	۶ پائی
۲	اُردو زبان کی پہلی کتاب	۱ر
۳	ایضاً دوسری کتاب ..	۲ر
۴	ایضاً تیسری کتاب ..	۱ر۹ پائی
۵	ایضاً چوتھی کتاب ..	۲ر۶ پائی
۶	ایضاً پانچویں کتاب ..	۴ر
۷	تزک اردو	۸ر
۸	آثار سلف	۲ر
۹	قواعد اُردو کی پہلی کتاب	ر۳ پائی
۱۰	ایضاً۔ دوسری کتاب	۲ر۶ پائی
۱۱	تصریف المصادر	۶ پائی
۱۲	ترجمان فارسی	۲ر۶ پائی
	کتب مطبع منشی نول کشور	
۱۳	فن زراعت کی پہلی کتاب	۳ر
۱۴	مفید الانشا	۹ پائی

نمبر شمار	نام کتاب	قیمت
۱۵	اُردو کاپی بک از نمبر ۱ لغایۃ ۶	فی ۹ پائی
۱۶	اسپیلنگ انگریزی اُردو حصہ دوم	۶ر
۱۷	ہنٹر ہسٹری حصہ اول اُردو	۵ر
۱۸	صفائی تندرستی اُردو ..	۱ر۳ پائی
۱۹	کریم اللغات	۶ر
۲۰	لغات کشوری	[illegible]
۲۱	ہیتر ہتیشنی	۱ر
۲۲	گرکھی ہ باگی پرتھم پستک ..	۳ر
۲۳	ہندی کاپی بک از نمبر ۱ لغایۃ ۶	فی ۹ پائی
۲۴	ہنٹر ہسٹری حصہ اول ناگری	۳ر۶ پائی
۲۵	ایضاً حصہ دوم ----	۳ر
۲۶	صفائی تندرستی ناگری ..	۱ر۹ پائی
۲۷	سرمیہ ہرکوش	۸ر
۲۸	منگل کوش	[illegible]
۲۹	اکسرسائز بک رولدار ۳۲ صفحہ	۶ پائی
۳۰	ایضاً ..... ۶۴ صفحہ	۱ر

منیجر مطبع منشی نولکشور لکھنؤ

اُردو زبان کی

تیسری کتاب

مؤلفہ

مولوی محمد اسمٰعیل صاحب

سابق مدرس گورنمنٹ سنٹرل نارمل اسکول آگرہ

ٹکسٹ بک

مجوزہ

جناب صاحب ڈائرکٹر بہادر سررشتۂ تعلیم ممالک متحدہ آگرہ و اودھ

لکھنؤ

نولکشور پریس حضرت گنج

سنہ ۱۹۰۶ء

دیباچہ

یہ سلسلہ جس میں قاعدہ سے پانچویں کتاب تک شامل ہے - مدارس سرکاری کی ابتدائی جماعتوں کے واسطے بطور کتب درسیہ اردو زبان کے تالیف کیا گیا ہے +

ہر کتاب مابعد میں بہ نسبت ماقبل کے الفاظ و عبارت و طرز بیان کو بتدریج ترقی دی گئی ہے - تاکہ ایک کے اختتام پر دوسرے کے آغاز کی صلاحیت پیدا ہو جائے - یہاں تک کہ سب سے اخیر کتاب کا درس مڈل کورس کا مرحلہ طے کرنے کے لئے قابل و مستعد بنا دے +

ہر چند کہ مذاق زباندانی کا نشو و نما اِن کتابوں کا موضوع و مقصود اصلی ہے - مگر اُس کے ضمن میں بالخصوص دو اور ضروری فوائد بھی ملحوظ رکھے گئے ہیں +

اوّل - یہ کہ تفنن طبع اور تفریح خاطر کی تا بمقدور رعایت کی گئی ہے - جو طلبہ کے حق میں مشقّتِ مطالعہ کا ایک نقد صلہ اور شغل درس کو دلآویز بنانے میں نہایت مؤثر ہے - چنانچہ مطالب و مضامین کی رنگارنگی - اُن کا نتیجہ خیز ہونا اور مختلف اوزان کی اقسامِ نظم اِن سب کا مجموعی اثر غالباً طلبہ کی طبیعت کے لئے کافی موجبات ترغیب ہیں +

دوم - یہ کہ اِن کتابوں کی تالیف و تلفیف کا ماخذ و منشا چونکہ مختلف علوم و فنون ہیں - مثلاً امثال و قصص - اخبار و سیر - آداب و اخلاق - تواریخ طبعی - تشریح الابدان - فزیالوجی - حفظانِ صحت - اُصول فلاحت - علمِ انتظام وغیرہ - لہذا یہ توقع کچھ بے محل نہیں ہے کہ اِن کا مطالعہ عقلی و اخلاقی تربیت کا معاون اور واقفیت عامہ کی توسیع کا ممد ہوگا + و اللہ الموفق و ھو المستعان +

محمد اسمٰعیل سابق مدرس گورنمنٹ سنٹرل نارمل اسکول آگرہ

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اُردو زبان
کی
تیسری کتاب

از مؤلف

(۱) خدا کی تعریف

تعریف اُس خدا کو جس نے جہاں بنایا
کیسی زمیں بنائی! کیا آسماں بنایا
پیروں تلے بچھایا کیا خوب فرشِ خاکی
اور سر پہ لاجوردی اک سائباں بنایا
مٹّی سے بیل بوٹے کیا خوشنما اُگائے
پہنا کے سبز خلعت اُن کو جواں بنایا
خوش رنگ اور خوشبو گل پھول ہیں کھلائے
اِس خاک کے کھنڈر کو کیا گلستاں بنایا

میوے لگائے کیا کیا خوش ذائقہ رسیلے!
چکھنے سے جن کے ہم کو شیریں دہاں بنایا
سورج سے ہم نے پائی گرمی بھی روشنی بھی
کیا خوب چشمہ تُو نے اے مہرباں بنایا!
سُورج بنا کے تو نے رونق جہاں کو بخشی
رہنے کو یہ ہمارے اچھّا مکاں بنایا
پیاسی زمیں کے مُنہ میں مینہ کا چوایا پانی
اور بادلوں کو تو نے مینہ کا نشاں بنایا
یہ پیاری پیاری چڑیاں پھرتی ہیں جو چہکتی
قدرت نے تیری اِن کو تسبیح خواں بنایا
تنکے اُٹھا اُٹھا کر لائیں کہاں کہاں سے!
کس خوبصورتی سے پھر آشیاں بنایا
اُونچی اُڑیں ہوا میں بچّوں کو پر نہ بھولیں
اُن بے پروں کا اِن کو روزی رساں بنایا
کیا دودھ دینے والی گائیں بنائیں تو نے!
چڑھنے کو میرے گھوڑا کیا خوش عناں بنایا!
رحمت سے تیری کیا کیا ہیں نعمتیں میسّر!

اِن نعمتوں کا مجھ کو کیا قدرداں بنایا
آبِ رواں کے اندر مچھلی بنائی تو نے
مچھلی کے تیرنے کو آبِ رواں بنایا
ہر چیز سے ہے تیری کاریگری ٹپکتی
یہ کارخانہ تو نے کب رائگاں بنایا

یاد کرو ہجّے اور معنی

لاجوردی	خِلقت	تسبیح خواں	خوش الحاں
سائباں	شیریں دہاں	روزی رساں	رائگاں

(۲) پرہیزگاری

۱- جب انسان کی صحت میں خلل پڑتا ہے۔ تو وہ تمام لذّتوں۔ خوشیوں اور مفید محنتوں سے محروم ہو جاتا ہے*

۲- ہم کو نہایت احتیاط کے ساتھ اپنی تندرستی کی حفاظت کرنی چاہیئے۔ کیونکہ یہ حفاظت اُس مصیبت سے آسان ہے جو بیماری کے دور کرنے میں بھگتنی پڑتی ہے*

۳- تندرستی کی حفاظت اِس طرح ہو سکتی ہے-کہ ہم اُن باتوں اور اُن چیزوں سے بچتے رہیں جو تندرستی میں خلل ڈالنے والی ہیں- بُری آب و ہوا نا موافق غذا بے موقع محنت اور بے اندازہ کھانے پینے سے ہم کو ہمیشہ پرہیز کرنا چاہیئے +

۴- جس طرح ظاہر کی بد پرہیزی سے انسان کے بدن میں دُکھ درد پیدا ہو جاتا ہے- اسی طرح باطن کی بد پرہیزی سے اُس کے دل کو طرح طرح کے روگ لگ جاتے ہیں +

۵- جو شخص بُری بات- بیہودہ کام اور ناقص خیال سے پرہیز نہیں کرتا- اُس کا دل درست نہیں رہتا- نہ اُس کو نیکی میں مزہ آتا ہے- نہ اُس کو نیک کام سے خوشی حاصل ہوتی ہے- بلکہ بدی- شرارت اور گنہگاری سے اُس کو رغبت ہو جاتی ہے +

۶- ہم کو ظاہر اور باطن دونو قسم کی پرہیزگاری اختیار کرنی چاہیئے- کیونکہ پرہیزگاری ہی تمام نیکیوں اور خوبیوں کی اصل ہے +

یاد کرو ہجے اور معنی

مَحرُوم اِحتیاط شَرارَت رَغبت اَمَل

(۳) اِطاعت

۱- اِطاعت بھی عجب چیز ہے! اِسی کی بدولت وحشی جانور انسان کے گروہ میں جگہ پاتے ہیں۔ ہاتھی۔ اونٹ۔ گھوڑے۔ گدھے وغیرہ کو آدمی کیوں عزیز رکھتا ہے؟ کس لئے اُن کی خدمت کرتا ہے؟ اسی واسطے کہ وہ آدمی کے مطیع ہو جاتے ہیں۔ اُس کی مرضی کے مطابق کام دیتے ہیں۔

۲- انسانوں میں وہی عزت۔ دولت۔ رتبہ۔ منصب پاتا ہے جو اپنے بزرگوں اور حاکموں کی اطاعت۔ آقاؤں اور اُستادوں کی فرمانبرداری کرتا ہے۔ اُن کی مرضی کے آگے اپنی مرضی نہیں چلاتا۔

۳- جو بچّے ماں باپ کا کہنا مانتے ہیں۔ وہ سب آفتوں سے امن میں رہتے ہیں جو اُستادوں کی مرضی پر چلتے ہیں۔ وہ آدمیّت اور انسانیّت اور علم و ہنر

سیکھتے ہیں - جب جوان ہو جائینگے - بڑا مرتبہ پائینگے -
جو بچّے مرضی کے خلاف کرتے ہیں - وہ کیسے ہی ذہین
اور چالاک ہوں - ہمیشہ بے ہنر اور بے نصیب رہینگے +

۴ - عیش - خوشی اور چین چان اُسی گھر میں ہوتا ہے
جس گھر کے چھوٹے اپنے بزرگوں کی اطاعت دل سے
کرتے ہیں - جس خاندان میں بزرگوں کی مرضی کا لحاظ
نہیں - وہاں اتفاق اور محبّت بھی نہیں - سب کی
زندگی بے لطفی سے گزرتی ہے +

۵ - نوکر - ملازم یا ماتحت وہی کام کا ہے جو اپنے
آقا اور افسر کی ہدایت پر چلتا ہے - اُس کے حکموں
کی تعمیل بلا عذر کرتا ہے - وہی فوج فتح پاتی ہے جو اپنے
سردار کے اشاروں پر کام کرتی ہے - وہی کارخانہ رونق
پاتا ہے جس کے ملازم مالک کی اِطاعت کرتے ہیں +

۶ - وہی ملک مالامال اور نہال ہوتا ہے جہاں کی
رعایا اپنے بادشاہ کا ادب - حاکموں کی اِطاعت اور قانون
کی پابندی کرتی ہے - جہاں کی رعایا سرکش اور نافرمان
ہوتی ہے - وہاں بے امنی - تباہی - بربادی اور مفلسی

کے سوا کچھ نہیں ہوتا ؎

یاد کرو ہجّے اور معنی

اِطاعت	وحشی	مُطیع	مُطابق	مَنصَب	مُلازم
آفت	آقا	ذہین	لحاظ	تعمیل	سرکش

(۴۲) ریشم

۱-ریشم ایک کیڑے کے معدے کا لُعاب ہے-اُس کیڑے کو کرم پیلہ کہتے ہیں-وہ بہت ہوشیاری اور احتیاط سے توت کے درختوں میں پالا جاتا ہے-جب اُس کی پتّیاں کھا کر خوب موٹا تازہ ہو جاتا ہے-تو اُس کے مُنہ سے ایک مہین تار نِکلنے لگتا ہے ؎

۲-اب کرم پیلہ پتّے پر گھر بنانا چاہتا ہے-اِس لئے اپنے مُنہ سے تار تننا شروع کرتا ہے-اور اپنے تاروں کے تانے بانے میں خود بھی پوشیدہ ہو جاتا ہے-مگر اندر ہی اندر اپنا کام جاری رکھتا ہے-یہاں تک کہ وہ فاختہ کے انڈے کے برابر ہو جاتا ہے ؎

۳-اِس گول چیز کو ریشم کا کویا کہتے ہیں-جس

کے اندر کیڑا مر جاتا ہے اور جو اُس کا گھر تھا۔ وہی اُس کا مقبرہ بن جاتا ہے۔ لیکن کبھی کیڑا صحیح سلامت بھی نکلتا ہے۔ جب وہ زندہ رہتا ہے۔ تو پردار بن کر کوئے کو کاٹ کر باہر آتا ہے۔ اِس صورت میں کویا ناکارہ ہو جاتا ہے۔ اُس کا ریشم نہیں بنتا ✣

۴۔ کوئے کو اوّل گرم پانی میں جوش دیتے ہیں۔ پھر چرخی میں اوٹ لیتے ہیں۔ وہی ریشم کہلاتا ہے۔ اُسی کے تاروں سے عمدہ نفیس اور بیش قیمت کپڑے تیّار ہوتے ہیں۔ اطلس۔ گلبدن۔ قناویز وغیرہ ریشم ہی سے بُنے جاتے ہیں جو امیروں رئیسوں کے لباس میں کام آتے ہیں ✣

۵۔ بنگالے میں ریشم پیدا کرنے کے کارخانے کئی جگہ ہیں۔ لیکن قدیم زمانے سے چین کا ریشم مشہور و معروف ہے۔ وہیں سے دنیا کے دور دراز حصّوں میں جاتا ہے ✣

۶۔ کسی زمانے میں روم یعنی اٹلی کے باشندے

بڑے دولتمند اور عیش پسند تھے - نہایت رغبت اور خواہش کے ساتھ ایشیا کے ملکوں سے ریشمی کپڑا منگاتے اور اپنی پوشاکیں بناتے تھے - روم کے ایک بادشاہ کو خیال آیا کہ اگر یہ بیش بہا چیز ہمارے ہی ملک میں پیدا ہونے لگے - تو بڑی منفعت حاصل ہو +

۷ - اِس منصوبے کے پورا کرنے کو شاہ روم نے دو قاصد چین کی طرف روانہ کئے - اُنہوں نے بڑی چالاکی سے اپنا مقصد حاصل کیا - چند کیڑے وہاں سے چُرائے اور ایک بانس کی لاٹھی میں چھپا کر اپنے ملک میں لائے - کہتے ہیں کہ اُس وقت سے روم میں بھی ریشم پیدا ہونے لگا +

یاد کرو ہجے اور معنی

غدّہ	لُعاب	کرم پیلہ	مقبرہ	نفیس
منفعت	منصوبہ	مقصد	قاصد	ریزہ
اطلس	قدیم	معروف	بیش بہا	عیش پسند

(۵) ایک مور اور کُلنگ

از مؤلف

دُم مور نے پھول کر دکھائی
اور بولا کلنگ سے کہ بھائی

کیا خوب ہیں نقش اور کیا رنگ
دنیا مجھے دیکھ کر ہوئی دنگ

میری سی کہاں ہے آپ کی دُم
کر سکتے نہیں مقابلہ تُم

بولا اُس سے کلنگ ہنسکر
ہاں آپ کے لاجواب ہیں پر

لیکن نہیں کچھ بھی کام آتے
بچوں ہی کے دل کو ہیں لبھاتے

اُڑنے نہیں دیتی دُم تمہاری
لیتے ہیں پکڑ تمہیں شکاری

یہ کہہ کے پروں کو پھڑپھڑا کے
بولا اونچا ہوا پہ جا کے

آؤ کریں آسماں کا پھیرا
کچھ دم ہے تو ساتھ دو نہ میرا

مُنہ اپنا سا لے کے رہ گیا مور
تھا اُس میں کہاں اُڑان کا زور

بھاتا ہے جنہیں ذرا دکھاوا
وہ لوگ ہیں مور کے بھی باوا

بس اُن کو ہے ٹیپ ٹاپ کی دُھن
شیخی کے سوا نہیں کوئی گُن

دیکھیں کسے یاد ہے زبانی
مور اور کلنگ کی کہانی

یاد کرو ہجے اور معنی

دُنگ — لاجواب — نقش — اپنا سا مُنہ لے کے رہ گیا

(۶) ناریل کا درخت

۱- ناریل کا درخت جزیرۂ لنکا میں کثرت سے ہوتا ہے۔ اُس کی شکل تاڑ سے مشابہ ہے۔ اوّل اُس میں کلیاں آتی ہیں۔ پھول کھلتے ہیں۔ پھر پھل لگتا ہے۔ جو گولا سا ہوتا ہے۔ وہ گولا ایک سخت خول لکڑی کا ہے جس کے اوپر ریشہ دار غلاف چڑھا رہتا ہے۔ اُس کے اندر سفید عرق دودھ کی مانند بھرا ہوتا ہے۔ وہ عرق رفتہ رفتہ غلیظ ہو کر جم جاتا ہے۔ وہی کھوپرا کہلاتا ہے اور بطور میوے کے کھایا جاتا ہے ۔

۲- لنکا والوں کی زندگی کا بڑا دار مدار اِسی درخت پر ہے۔ اُس کا عرق پیتے ہیں۔ کھوپرا کھاتے ہیں۔ کھوپرے کا روغن نکالتے ہیں۔ اُس کو گھی کی جگہ چاولوں میں ڈال کر نوش کرتے ہیں۔ اُس کے ہرے پتّوں پر کھانا کھاتے ہیں۔ پتّوں ہی کی رسّی بنا کر کوئیں سے پانی کھینچتے ہیں۔ اُس کا ریشہ کوٹ کر جال بُنتے ہیں۔ اُس کے عرق سے تاڑی اور سرکہ

بھی تیّار کرتے ہیں۔ عرق سے ایک قسم کی شکر بھی بناتے ہیں۔ قہوے کے ساتھ ناریل کی شکر اور ناریل ہی کا دودھ ملا کر پیتے ہیں۔ ناریل کے خول سے حقّہ۔ چائے نوشی کے پیالے اور چراغ بناتے ہیں۔ اور چراغ میں ناریل ہی کا تیل جلاتے ہیں۔ شادیوں میں اُس کے پھولوں کے ہار پہنتے ہیں۔ اُس کی شاخوں کے ڈنٹھل کو کھود کر ڈبیاں بناتے ہیں +

۳۔ ستّر برس کے بعد یہ درخت بڈھا ہو جاتا ہے۔ بُڑھاپے کی علامت یہ ہے کہ پھر اُس میں پھل نہیں آتا۔ اُس وقت یہ پُرانا خادم کاٹا جاتا ہے۔ اُس کی لکڑی سے کڑیاں اور ستون بناتے ہیں۔ دروازے کھڑکیاں۔ کرسیاں۔ صندوقچے اور دوسری کار آمد چیزیں تیّار کرتے ہیں۔ غرض یہ درخت لنکا کے باشندوں کا بڑا ہی شفیق مربّی ہے +

یاد کرو ہجے اور معنی

مُشابہ	ریشہ	غِلاف	عَرَق	غَلیظ
دار۔ مَدار	رَوغَن	نوشی	قہوہ	عَلامت
خادِم	سُتُون	باشِندہ	شَفِیق	مُرَبّی

(۷) ورزش

۱-ورزش انسان و حیوان سب کے لئے مفید ہے۔ وہ اعضا کی قوّت اور جسم کی صحت کو قائم و برقرار رکھتی ہے۔

۲-جب اعضا بیکار رہتے ہیں۔ تو اُن کی قوّت روز بروز زائل ہونے لگتی ہے۔ اِسی طرح ایک قسم کی محنت کرتے کرتے آدمی اُکتا جاتا ہے۔ طبیعت سُست اور کُند ہو جاتی ہے۔ مگر ورزش کرنے سے اعضا کی قوّت بحال رہتی ہے اور بُجھی ہوئی طبیعت میں تازگی آجاتی ہے۔

۳-تازہ اور صاف ہوا میں ورزش کرنے سے ہاضمے کی قوّت بڑھتی ہے۔ ہاضمے کی درستی سے تمام جسم چُست و قوی رہتا ہے۔ جن لوگوں کو جسمانی مشقّت یا ورزش کی عادت نہیں۔ اُن کو اکثر بھوک کم لگتی ہے۔ اِسی لئے وہ ضعیف و ناتواں رہتے ہیں۔

۴-جو آدمی نفیس غذائیں کھاتے ہیں۔ مگر جسمانی

ریاضت نہیں کرتے - وہ اُن لوگوں سے کمزور ہوتے ہیں جو سادہ غذا کھاتے ہیں - مگر ایسی مشقّت کرتے ہیں - جس میں تمام اعضا پر زور پڑتا ہے ٭

۵ - کاشتکار اور مزدور اِسی سبب سے زیادہ مضبوط اور طاقتور ہوتے ہیں کہ وہ اپنے پیشے کی ضرورت سے کشادہ میدان کے اندر جسمانی محنت میں مصروف رہتے ہیں - غرض تندرستی کی ایک دوا یہ ورزش ہے -

دوا کوئی ورزش سے بہتر نہیں	یہ نسخہ ہے کم خرچ بالانشیں

یاد کرو ہجے اور معنی

ورزِش مُفید اَعضا قائم زائِل

حاضِرہ قوی جِسمانی مُشقّت ضعیف

رِیاضت کُشادہ مَصرُوف بالانشیں

از مؤلف

(۸) ایک ایماندار لڑکا

ایک لڑکا ہے بڑا ایماندار	آزمائش ہو چکی ہے چند بار
ایک دن وہ نیک دل اور باحیا	اپنے ہمسایہ کے گھر میں تھا گیا
آدمی بالکل نہیں واں نام کو	کیونکہ ہمسایہ گیا ہے کام کو

تازہ تازہ بیر ڈلیا میں بھرے
لیکن اُس نے بیر کو چھیڑا نہیں
آگیا اتنے میں ہمسایہ وہاں
اپنے بیروں میں نہ پائی کچھ کمی
بیر یہ تم نے چُرائے کیوں نہیں
چور جب بنتے کہ کوئی دیکھتا
کچھ بُرائی آپ میں کر پاؤں میں
واہ وا شاباش لڑکے واہ وا!

بے حفاظت گھر کے اندر ہیں دھرے
ہو نہ جائے شُبہ چوری کا کہیں
کھیل میں مصروف تھے لڑکا جہاں
ہو کے خوش لڑکے سے بولا آدمی
کیوں چُرانا چور تھا کیا میں کہیں
دیکھنے کو میں ہی خود موجود تھا
پانی پانی شرم سے ہو جاؤں میں
تو جوانمردوں سے بازی لے گیا

یاد کرو ہجّے اور معنی

باحیا ہمسایہ شُبہ شاباش بازی لے جاتا

(۹) گھوڑا

۱- گھوڑا نہایت باتمیز- قوی- چالاک اور خوبصورت چوپایہ ہے- اُس سے انسان کو بہت کچھ منفعت اپنے کار و بار میں حاصل ہوتی ہے- سواری بھی دیتا ہے- بار برداری کے بھی کام کا ہے- گاڑی اور توپ کھینچتا ہے- یورپ میں وہی ہل چلاتا ہے- لڑائی کے میدان

میں انسان کا بڑا رفیق ہے ٭

۲ - اُس کے عیال اور دُم ہوتی ہے - اپنے چاروں
پاؤں سے چلتا ہے - اُس کی چال رہوار - دُلکی - پویہ -
سرپٹ کہلاتی ہے - اُس کے سُم بیلوں کی طرح دو لخت
نہیں ہوتے - وہ پتھریلے اور سخت رستوں میں چلنے
سے گھس جاتے ہیں - سم کی حفاظت کے لئے لوہے
کے نعل جڑ دئے جاتے ہیں ٭

۳ - اُس کے مختلف رنگ ہوتے ہیں - اور اکثر وہ
اپنے رنگ کے نام سے بولا جاتا ہے - جیسے کمیت -
سُرنگ - سمند - سبزہ - سُرغہ - نقرہ - ابلق - مشکی - کبھی گھوڑا
اپنے ملک کے نام سے مشہور ہوتا ہے - مثلاً ترکی -
تازی - عراقی - پہاڑی - کاٹھیاواڑ وغیرہ ٭

۴ - عرب کا گھوڑا تازی کہلاتا ہے - وہ بے نظیر مشہور
ہے - بڑا چالاک جاندار اور نہایت اصیل ہوتا ہے -
ایسا گھوڑا دنیا کے کسی اور خطے میں نہیں پایا جاتا -
عرب کے لوگ گھوڑے کو نہایت احتیاط اور ہوشیاری
سے پرورش کرتے ہیں - اُس کو اولاد کی طرح عزیز

رکھتے ہیں - کبھی چابک نہیں مارتے - بلکہ آواز یا باگ کے اشارے سے کام لیتے ہیں - اور قومیں جو عمدہ طریقہ پرورش کا نہیں جانتیں - وہ اپنے گھوڑوں کو زد و کوب کرکے بد مزاج اور ٹرّا بنا دیتی ہیں ٭

۵ - اب دنیا میں صحرائی گھوڑے بہت کم رہ گئے ہیں - صرف ایشیا اور امریکہ کے بعض حصّوں میں صحرائی گلّے پائے جاتے ہیں - جب اُن کے سونے کا وقت ہوتا ہے - تو دو ایک گھوڑے تمام گلّہ کی پاسبانی کیا کرتے ہیں - کوئی خطرہ پیش آتا ہے - تو فوراً سوتوں کو ہوشیار کر دیتے ہیں ٭

یاد کرو ہجّے اور معنی

بار برداری	ایال	تخت	نعل	مختلف
اصیل	خطّے	زد و کوب	صحرائی	خطرہ

(۱۰) حکایت

۱- ایک گھوڑا اور ہرن دونو ایک ہی چراگاہ میں چرا کرتے تھے - کسی بات پر باہم نفاق ہو گیا - ہرن نے اپنے نکیلے سینگوں سے مار کر گھوڑے کو چراگاہ سے خارج کر دیا - اب اُس کو یہ فکر ہوئی کہ کسی طرح دشمن سے انتقام لیجئے ٭

۲- گھوڑے نے سوچا میں تنہا اپنے مخالف پر غالب نہ آ سکونگا - اِس لئے انسان سے مدد کا طالب ہؤا - انسان نے اُس کے دشمن کو واجبی سزا دینے کا اقرار کیا - لیکن اِس شرط پر کہ اُس کے مُنہ میں لگام دے - پُشت پر زین کسے اور اُس پر سوار ہو کے چلے ٭

۳- گھوڑے کے دل میں تو کینے کی آگ بھڑک رہی تھی - وہ اِن سب باتوں پر رضامند ہو گیا اور انسان کو اپنی پشت پر سوار کر کے دشمن کے مقابلے کو لایا - ... جلد اُس کو شکار ... دے کر تمام

چراگاہ پر اپنا قبضہ کر لیا +

۴- جب اِس طرح گھوڑے کی دلی مُراد بر آئی- تو اُس نے انسان کی حمایت اور رفاقت کا بہت بہت شکریہ ادا کرکے رخصت چاہی - انسان نے اُس کی باگ پکڑ لی اور کہا "اے رفیق! میں تیری خوبیوں سے محض ناواقف تھا- آج تجربہ ہُوا- کہ تو ایسا مفید اور کار آمد جانور ہے- میں چاہتا ہوں کہ تجھ کو اپنی خدمت میں رکھوں اور یوں جنگل میں آوارہ نہ پھرنے دوں" +

۵- غرض انسان نے گھوڑے کو اگاڑی پچھاڑی لگا تھان پر باندھ لیا- گھاس دانے کا راتب مقرر کیا- اور اُس سے سواری اور بار برداری کا کام لینے لگا- اُس وقت گھوڑے کو معلوم ہُوا کہ خصومت اور نفاق کا نتیجہ یہ ہے کہ ہم دونو اُس عیش و آزادی سے محروم ہوگئے جو چراگاہ میں حاصل تھی +

رباعی مؤلف

جب تک کہ سبق ملاپ کا یاد رہا	بستی میں ہر ایک شخص دل شاد رہا
جب رشک و حسد نے پھوٹ اُن میں ڈالی	دونو میں سے ایک بھی نہ آباد رہا

یاد کرو ہجے اور معنی

خارج کرنا - نفاق - باہم - چراگاہ - انتقام - رضامند - کینہ - مخالف - قبضہ - عداوت - حسد - خصومت - ادارہ - محض - رفاقت

(۱۱) حَسَد

۱-جو آدمی تنگدل ہوتے ہیں - وہ اَوروں کی بہتری دیکھ نہیں سکتے - خاصکر اپنے عزیزوں - دوستوں یا ہم پیشوں کو اچھی حالت میں پاتے ہیں - تو جل بُھن کر خاک ہو جاتے ہیں - ایسے آدمیوں کو حاسِد اور اِس کمبخت عادت کو حَسَد کہتے ہیں ٭

۲-حاسد آدمی اپنے سوا سب پر آفت و زوال چاہتا ہے - لیکن اُس کا چاہا نہیں ہوتا - اِس لئے وہ ہمیشہ رنج و کُلفت میں مبتلا رہتا ہے - اُس کی یہ بُری عادت ایک خدائی مار ہے جو ہر دم اُس کی گردن پر سوار رہے ٭

۳-حاسد جو اَوروں کی تباہی اور بربادی چاہتا ہے -

وہ اکثر اپنی بھلائی اور ترقی میں کوشش نہیں کرتا۔ اُس کو اپنے بنانے کی اِتنی فکر نہیں ہوتی جتنی دوسرں کے بگاڑنے کی آرزو ہوتی ہے۔ اِس لئے وہ روز بروز کاہل ہوتا جاتا ہے اور یہ کاہلی اُس کو خدا کی نعمتوں سے محروم رکھتی ہے ✣

۴۔ جب حسد کی بیماری زور پکڑ جاتی ہے۔ تو حاسد علانیہ لوگوں کی بدخواہی کرتا ہے۔ وہ لوگوں کے شکوے۔ غیبت اور بدگوئی میں مصروف رہتا ہے۔ تہمت لگانے اور بُہتان باندھنے سے بھی نہیں چُوکتا۔ اِسلئے حسد کا انجام عداوت ہے اور عداوت بھی ایک دو سے نہیں۔ بلکہ ہر خوش نصیب اُس کا دشمن ہے ✣ شعر ناسخ

حاسد کو ایک دم نہیں راحت جہان میں
رنج حسد ہے جان ہے جب تک کہ جان میں

یاد کرو ہجّے اور معنی

ہم پیشہ	زوال	تباہی	کاہل	نعمت
علانیہ	بدخواہی	شکوے	غیبت	تہمت
بُہتان	انجام	حاسد	راحت	عداوت

(۱۲) چائے

۱- چائے ایک درخت کی پتّی ہے جس کی کاشت ملک چین میں کثرت سے ہوتی ہے- وہاں ہر آدمی چائے کا ایک باغچہ رکھتا ہے- جتنی چائے اپنے گھر کے صرف سے بچ رہتی ہے- اُس کو فروخت کر کے اَور ضروری سامان خرید لیتا ہے ؂

۲- کچھ مدّت سے ملک آسام اور دامن ہمالہ کے بعض مقامات میں چائے کے باغ لگائے گئے ہیں- وہاں سے لاکھوں روپے کی چائے دوسرے ملکوں کو جاتی ہے ؂

۳- چائے کا درخت بڑی حفاظت اور کوشش سے پرورش پاتا ہے- اوّل ایک قطعہ میں بیج بو کر پودہ تیّار کرتے ہیں- پھر اُس کو اُکھیڑ کر بڑے وسیع قطعوں میں برابر برابر فاصلے پر قطار در قطار جما دیتے ہیں- وہی چائے باغ کہلاتا ہے ؂

۴- جب اُس کا درخت تین سال کا ہو جاتا ہے- تو

پتّی چننی شروع کرتے ہیں - صدہا مزدور عورتیں اور مرد اِس کام میں مشغول رہتے ہیں - سال میں تین بار پتّی چُنی جاتی ہے - پھر ہری پتّی کڑھاؤ میں ڈالکر بھُونتے ہیں - ایک آنچ دیکر میزوں پر پھیلا دیتے اور اُس کے گولے بنا کر مٹھیوں سے خوب نچوڑتے ہیں - نچوڑنے کے بعد اُس کو ہوا میں پھیرا کرکے دوسری بار پھر کڑھاؤ میں بھونتے ہیں - اب پتّیاں چُرمر ہو کر ایسی ہو جاتی ہیں - جیسی تم رکھی ہوئی دیکھتے ہو +

۵ - چاے کی زراعت نہایت خوشنما ہوتی ہے - اُس کا پھول نہایت خوشبودار اور سفید مثل جنگلی گلاب کے ہوتا ہے - جب پھول کھِلتے ہیں - تو دور دور تک جنگل معطّر ہو جاتا ہے - ہوا کے جھونکے چلتے ہیں - تو عجب بھینی بھینی بو آتی ہے - چاے کی دو قسمیں ہیں - ایک سیاہ دوسری سبز - چینی سیاہ کو پسند کرتے ہیں اور روسی سبز کو +

یاد کرو ہجّے اور معنی

کاشت	فروخت	دامنِ ہمالہ	مقامات	قطعہ
وسیع	قطار	صدہا	زراعت	معطّر

(۱۳) دلیری

۱- جس وقت کوئی خطرہ یا دشواری پیش آئے یا آفت و مصیبت کا سامنا ہو - اگر انسان اُس وقت اپنی ذات پر بھروسہ کرے اور اپنی رائے اور تدبیر سے اُن خطروں اور آفتوں کے دفع کرنے پر آمادہ ہو - تو اِس خصلت کو دلیری کہتے ہیں ٭

۲- دلیری سے ثابت قدمی اور استقلال پیدا ہوتا ہے - استقلال کے وسیلے سے مشکلیں آسان ہوتی ہیں - جس کام کو آدمی شروع کرتا ہے - اُس کو تمام کرکے چھوڑتا ہے - دلیری انسان کو بڑے بڑے کاموں کا حوصلہ دلاتی اور کامیابی کی راہیں سُجھاتی ہے دلیری ہی وہ چیز ہے جو آدمی کو ادنٰے درجے سے اعلٰے رُتبے پر پہنچاتی ہے ٭

۳- دلیری دشمنوں کے حملے - ظالموں کے ظلم اور شریروں کی شرارت سے بچاتی ہے - دلیری ہی سے انسان اپنے نفع اپنے حق اور اپنی عزت و حرمت کی حفاظت کرتا ہے -

دلیری سے صبر و تحمل پیدا ہوتا ہے - جو آدمی کو مصیبتوں پر غالب اور فتحمند بنا دیتا ہے *

۴ - شاید تم نے دیکھا ہو کہ انجن کے نیچے آگ جلاتے ہیں - جس سے بھاپ بنتی ہے - بھاپ کی روک تھام سے باقاعدہ حرکت پیدا ہوتی ہے - اِس حرکت سے بڑے بڑے کام نکلتے ہیں - اِسی طرح غصّہ آدمی کے دل میں ایک طاقت پیدا کرتا ہے - جب عقل اِس طاقت کو اپنے قابو میں رکھتی ہے - تو آدمی سے دلیری کی خصلت ظاہر ہوتی ہے *

۵ - جب غصّہ حد سے زیادہ بڑھتا ہے - تو عقل سلامت نہیں رہتی - انجام کا فکر اور نیک و بد کی تمیز اُٹھ جاتی ہے - اِس جوش میں وہ ایسی نامعقول حرکتیں کر بیٹھتا ہے کہ غصّہ فرو ہونے کے بعد اُس کو خود ندامت ہوتی ہے - بدلہ اور انتقام کا خوف دل پر چھا جاتا ہے - ایسے آدمی سے دوست آشنا نفرت کرنے لگتے ہیں - دشمن اُس کی بیہودگی پر ہنستے اور خوش ہوتے ہیں *

۶ - غصّے کی حرارت کا بالکل مر جانا بھی بُرا ہے۔

جب یہ حرارت آدمی کے دل کو نہیں اُبھارتی - تو وہ بودا - ڈرپوک - کم ہمّت - سُست اور بے غیرت بن جاتا ہے - اگر دشمن اُس کی حق تلفی یا ہتک کرے - تو وہ ذلّت کے ساتھ گوارا کرتا ہے - کوئی آفت یا خطرہ سامنے آئے - تو اُس کے اوسان خطا ہو جاتے ہیں - ایسا آدمی کسی دشوار کام کو انجام نہیں دے سکتا - اِسلئے وہ انسانیت کی تمام خوبیوں سے محروم رہتا ہے ؞

از مؤلّف

نہ حلوا بن کہ چٹ کر جائیں بھوکے
نہ کڑوا بن کہ جو چکھّے سو تھوکے

یاد کرو ہجّے اور معنی

دُشواری	رائے	تدبیر	آمادہ	خصلت
ثابت قدمی	اِستقلال	وَسیلہ	حَوصلہ	اَدنےٰ
اَعلےٰ	ظالِم	شریر	حُرمت	تحمُّل
فرد ہونا	ندامت	حق تلفی	ہتک	گوارا

(۱۴) تھوڑا تھوڑا بہت ہو جاتا ہے

بنایا ہے چڑیوں نے جو گھونسلا
سو ایک ایک تنکا اکھٹا کیا

گیا ایک ہی بار سورج نہ ڈوب
مگر رفتہ رفتہ ہوا ہے غروب

گئیں لحظے لحظے میں عمریں گذر
قدم ہی قدم طے ہوا ہے سفر

سمندر کی لہروں کا تانتا سدا
کنارے سے ہے آکے ٹکرا رہا

اسی طرح دریا سے اُٹھتی ہے موج
سدا کرتی رہتی ہے دھاوا یہ فوج

کراروں کو آخر گرا ہی دیا
چٹانوں کو بالکل صفاچٹ کیا

برستا جو مینہ موسلا دھار ہے
سو یہ ننھی بوندوں کی بوچھار ہے

درختوں کے جُھنڈ اور جنگل گھنے
یونہی پتّے پتّے سے ملکر بنے

ہوئے ریشے ریشے سے بن اور جھاڑ
بنا ذرّے ذرّے سے ملکر پہاڑ

لگا دانے دانے سے غلّے کا ڈھیر
پڑا لمحے لمحے سے برسوں کا پھیر

جو ایک ایک پل کرکے دن کٹ گیا
تو گھڑیوں ہی گھڑیوں برس گھٹ گیا

لکھا لکھنے والے نے ایک ایک حرف
ہوئیں گڈیاں کتنی کاغذ کی صرف

ہوئی لکھتے لکھتے مرتب کتاب
اسی پر ہر اک شے کا سمجھو حساب

جُلاہے نے جوڑا ہے ایک ایک تار
ہوئے تھان جس کے گزوں سے شمار

ہر اک علم و فن اور کرتب ہنر
نہ تھا ابتدا ہی سے اس ڈھنگ پر

مگر بڑھتے بڑھتے ترقی ہوئی یونہی بوندیوں بوندیوں بھرے جھیل تال اگر تھوڑا تھوڑا کرو صبح و شام	جو نیزہ ہے اب تھا وہ پہلے سوئی یونہی کوڑی کوڑی ہؤا جمع مال بہٹے سے بڑا کام ہووے تمام

یاد کرو ہجے اور معنی

غروب ہونا لحظہ طے غلّہ لمحہ

(۱۵) ایک عرضی

بحضور صاحب کلکٹر بہادر ضلع بلند شہر

بدرخواست عہدۂ پٹوار گری

جناب عالی

کمترین کا باپ مسمّی دھرم نراین جس نے ۲۰ سال تک پٹوار گری کی خدمت نیکنامی کے ساتھ انجام دی تھی پانچ سال کا عرصہ گزرا ہے کہ وہ قضائے الٰہی سے فوت ہو گیا - اُس وقت فدوی مدرسے میں تعلیم پا رہا تھا - اتنی عمر اور لیاقت نہ رکھتا تھا کہ اپنے باپ کی خدمت خود کافی طور سے انجام کر سکتا - اِس لئے حاکموں کے حضور میں اپنی پرورش کی درخواست کرنا مناسب نہ سمجھا -

لیکن امسال فدوی نے مڈل کلاس کا امتحان پاس کیا۔ اور اُسی وقت سے پیمائش نقشہ کشی اور کاغذات پٹواری کے مرتب کرنے کا طریقہ اپنے ایک رشتہ دار سے جو اس کام میں بخوبی ہوشیار ہے۔ سیکھتا رہا اور اس بات کا منتظر تھا کہ کسی مناسب موقع پر حضور میں درخواست اپنی پیش کرے۔ اب دریافت ہؤا۔ کہ موضع جلال پور اور جھاجھر کے پٹواری کا عہدہ خالی ہؤا ہے۔ اسلئے کمترین نہایت ادب کے ساتھ التماس کرتا ہے کہ جس وقت موضع مذکور کے لئے پٹواری تجویز کیا جاوے۔ تو فدوی کے خاندانی استحقاق پر اور نیز اُس کی ناچیز لیاقت پر جو سندوں کے ملاحظے سے ظاہر ہوگی۔ توجّہ فرمائی جائے۔ فقط۔ ۲۰ مارچ ۱۸۹۵ء

عرضے

فدوی گینڈا رام پسر دھرم نرائن متوفی
پٹواری موضع داتانگر تحصیل خورجہ

یاد کرو ہجّے اور معنی

کمترین — عرصہ — قضا — فوت — فدوی

کافی فُضُول اِرسال مُرتّب مُنتظِر

اِلتماس مَذکُور اِستحقاق مُلاحَظہ مُتَوفّٰی

(۱۶) پھر کوشش کرو

۱- ذہن اور حافظہ دماغی قوتیں ہیں- بعضے دماغ قدرت نے ایسے بنائے ہیں کہ اُن میں یہ قوتیں تیز ہوتی ہیں اور بعض میں مدھم- جس کا ذہن تیز ہوتا ہے- وہ بات کو جھٹ پٹ سمجھ سکتا ہے- جس کا حافظہ قوی ہوتا ہے- وہ فوراً یاد کر لیتا ہے اور دیر تک یاد رکھ سکتا ہے +

۲- ذہن و حافظے کی خوبی ایک خدا داد نعمت ہے- مگر جب تک کہ انسان اِس نعمت کا شکر ادا نہیں کرتا- کوئی فائدہ اِس سے حاصل نہیں کر سکتا- اُس کا شکر محنت اور کوشش ہے- دیکھو! ایک چالاک گھوڑا ایک میل کا سفر بھی طے نہیں کرتا- جب تک تھان پر بندھا ہے- ایک عمدہ پُرزوں کی گھڑی ہرگز وقت نہیں بتاتی- جب تک کوکی نہیں جاتی- ایک تیز رو

کشتی دریا کے کنارے کبھی نہیں پہنچتی - جب تک اپنے مقام سے حرکت نہیں کرتی - یہی حال ذہن اور حافظے کا ہے - وہ کیسا ہی اچھا ہو مگر بیدون کوشش اور محنت کے کچھ سود مند نہیں ۞

۳- ایک معمولی ذہن اور حافظے کا آدمی اگر پورے طور سے برابر کوشش کیے جائے - تو وہ ترقی کی دوڑ میں اچھے ذہن اور حافظے والوں سے پیچھے نہیں رہتا - لیکن بڑی بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ جن کو خدا نے اچھا ذہن اور حافظہ عطا کیا ہے - وہ اکثر اپنی تیزی کے غرور میں کافی محنت اور پوری کوشش نہیں کرتے - اسی سبب سے وہ مات کھا جاتے ہیں - مگر جو محنت ہی کو راحت سمجھتے ہیں اور اپنے کام کی دھن میں لگے رہتے ہیں - وہ کیسے ہی غبی ہوں پھر بھی بازی جیت لیتے ہیں ۞

۴- آؤ! ایک صحیح قصہ سنائیں - جس کو پڑھ کر تم خود سمجھ لوگے کہ کوشش کے ذریعے سے ایک غبی لڑکا اپنے مدرسے میں کیونکر نامور ہوگیا - وہ قصہ یہ ہے -

۵- کسی قصبے کے مدرسے میں ایک لڑکا تھا- نہایت غبی- نہایت کند ذہن- جس کو آموختہ کبھی یاد نہیں رہتا تھا- وہ عادت خصلت کا بُرا نہ تھا- کھلاڑی اور شریر بھی نہ تھا- بد شوق بھی نہ تھا- البتہ اپنے ذہن اور حافظے کی کمی کو پورا کرنے کا طریقہ نہیں جانتا تھا- اِسی سبب سے وہ نہایت رنجیدہ اور بیدل رہتا تھا +

۶- شاید ہی کوئی روز ایسا ہوتا ہو- کہ اُس کو اُستاد کی ناراضی سے شرمندہ ہونا نہ پڑتا ہو- یہ ایک ایسی ذلت تھی کہ وہ اپنے ہم جماعت لڑکوں سے بھی ہر وقت چھپتا تھا- یہاں تک کہ اُس کو کھیل کے گھنٹے میں اَور لڑکوں کی سی خوشی اور دل لگی ہرگز نصیب نہیں ہوتی تھی- روز بروز اُس کی نا اُمیدی بڑھتی جاتی تھی اور وہ اکثر یوں خیال کرتا تھا کہ غالباً خدا نے مجھ کو لکھنے پڑھنے کے واسطے پیدا نہیں کیا ہے -

۷- ایک روز صبح سویرے مکتب میں حاضر ہُوا-

اگرچہ اُس کے حق میں یہ صبح سب سے زیادہ سخت اور ہولناک تھی۔ مگر خدا کی مرضی یوں تھی کہ یہی صبح اُس کی خوش نصیبی کی پہلی صبح ہوگی۔آج اُس کو آموختہ بالکل یاد نہ تھا۔ اُستاد نے جتنے سوال کئے۔ اُن میں سے ایک کا بھی صحیح جواب نہ دے سکا۔ جب کام ختم ہُوا۔ تو اُستاد نے معمول سے زیادہ غیرت دلائی اور صاف کہدیا کہ اگر تم خوب کوشش نہ کروگے۔ تو مجھ کو اندیشہ ہے کہ تم دنیا میں کسی کام کے قابل نہ بن سکوگے +

۸۔ وہ لڑکا یہ باتیں سنکر نہایت غمزدہ سا ایک طرف جا بیٹھا اور اوپری دل سے اُس بھولے ہوئے سبق کو پھر دیکھنے لگا۔ کیونکہ اُس کے دل پر سخت صدمہ تھا۔ تمام بدن پسینے پسینے ہو رہا تھا۔ نہایت مایوس ہو کر اپنے ہم سبق سے جو اُس کے قریب بیٹھا تھا۔ چپکے چپکے کہنے لگا۔ کیا کوشش کروں! مجھ کو یاد تو رہتا ہی نہیں۔ شاید پڑھنا میرے مقسوم میں نہیں +

۹- اُس کے ہم سبق نے کہا بھائی جان! یاد نہیں رہتا- تو کچھ مضائقہ نہیں! کوشش کرو اور پھر کوشش کرو- مگر خدا کے واسطے ہمت نہ ہارو! لڑکے نے جواب دیا- صاحب! کوشش تو کرتا ہوں- مگر سب اکارت ہو جاتی ہے- اب اِس کے سوا کوئی صورت نظر نہیں آتی کہ پڑھنا چھوڑ دوں" اُس کے نیک دل ہم سبق نے پھر نرمی اور مہربانی سے کہا- "اے عزیز! جو ہو سو ہو- ایک بار تو اور کوشش کر دیکھ"

۱۰- اگرچہ اُس غبی لڑکے کا دل ٹوٹ گیا تھا- مگر مہربان ہم نشین کی اس صدا نے- کہ پھر کوشش کرو پھر کوشش کرو! اُس کا ڈھارس بندھایا- اب وہ ایک بار اور کوشش کرنے پر مستعد ہو گیا- رفتہ رفتہ اُس نے معلوم کیا کہ الفاظ اور فقرے ذہن نشین ہونے لگے- پھر تو اُس کی ہمت بڑھ گئی اور تھوڑی دیر میں سارا سبق ازبر کر لیا+

۱۱- وہ اس کامیابی سے ایسا بشاش ہوا کہ گویا اُس نے ایک بڑا بھاری خزانہ پا لیا- اُس کو زیادہ خوشی

اِس بات کی منتی کہ میں آئندہ بھی اپنے ہر ایک سبق کو اِسی طرح جی لگا کر کوشش کرونگا تو یاد کر سکونگا۔ وہ جلدی سے اُٹھا اور بہت ادب کے ساتھ اُستاد کے سامنے جا کھڑا ہوا +

۱۲- اُستاد- اب کیا چاہتے ہو؟

لڑکا- جناب میں چاہتا ہوں کہ مہربانی فرماکر میرا سبق پھر سن لیجئے +

اُستاد- تم کس برتے پر درخواست کرتے ہو؟ آدھ گھنٹہ بھی تو نہیں گزرا کہ تم سنانے کھڑے ہوئے تھے۔ مگر ایک لفظ بھی نہ سُنا سکے +

لڑکا- بے شک- جناب! اُس وقت مجھ کو یاد نہ تھا۔ مگر اب تو خدا کے فضل سے میں اچھی طرح سُنا سکتا ہوں اور اُمید ہے کہ آپ جو کچھ دریافت فرمائینگے- اُس کا ٹھیک جواب دے سکونگا +

اُستاد- خیر سناؤ!

۱۳- لڑکے نے تمام سبق اِس سرے سے اُس سرے تک فرفر سُنا دیا اور سب ٹھیک سُنایا- نہ کچھ بھولا-

نہ کہیں رُکا- جو بات پوچھی گئی اُس کا معقول جواب دیا- اُستاد نے بہت خوشی ظاہر کی اور کہا کہ اگر اِسی طرح آئندہ بھی کوشش کروگے تو میں اُمید کرتا ہوں کہ تم ایک لائق طالب علم بن جاؤگے- پھر تو اُس کا یہ حال ہو گیا کہ مدرسہ بھر میں کوئی لڑکا ایسا نہ تھا جو اُس سے بہتر سبق یاد کرکے لاتا ہو +

یاد کرو ہجّے اور معنی

ذِہن	حافِظہ	خداداد	تیز رَو	غلطا
غَبی	کُنْد ذِہن	ذِلّت	ہَولناک	مایُوس
مَقسُوم	مُضائقہ	ہم نشین	صَدا	مُستعِد
اَلفاظ	ذِہن نشین	اَزبَر	بَشّاش	فَضل

(۱۷) نیل

۱- نیل کا پودا کچھ بہت اونچا نہیں ہوتا- تخمیناً دو گز کے قریب بلند ہوتا ہے- اُس کے پتّوں کی شکل کچھ بیضوی سی ہوتی ہے- پتّوں کے جوڑے شاخ کی دونو طرفوں میں نکلتے ہیں +

۲-جب پودے میں کلیاں پھوٹنے کا وقت آجاتا ہے- تو اُس کو کاٹ لیتے ہیں اور گٹھے گٹھے باندھ کر ایک بڑے حوض کے اندر ڈال دیتے ہیں جو خاص اِسی غرض کے لئے چونے گچ سے تعمیر کیا جاتا ہے- وہ گٹھے اتنی مقدار سے ڈالے جاتے ہیں کہ تین چوتھائی حوض بھر جاتا ہے +

۳-نیل کے گٹھے جو حوض کے اندر ڈالے جاتے ہیں- اُن کے اوپر لمبی لمبی بھاری کڑیاں وغیرہ لاد دی جاتی ہیں- تاکہ وہ اُن کے بھاری بوجھ سے دبے رہیں اور جب حوض میں پانی چھوڑا جائے تو اُس کی سطح پر تیرنے نہ لگیں- پھر حوض کو پانی سے اِس قدر بھرتے ہیں کہ وہ پودے جو کڑیوں کے نیچے دبائے گئے ہیں- بالکل پانی میں غرق ہو جائیں +

۴-جب پودوں کو بھیگے ہوئے چند روز ہو جاتے ہیں- تو اُس پانی کی رنگت میں زردی جھلکنے لگتی ہے- اُس وقت موری کی ڈاٹ- جو حوض کی تہ میں ہوتی ہے- کھول دی جاتی ہے اور تمام پانی دوسرے

حوض میں چلا جاتا ہے جو پہلے حوض کی بہ نسبت نشیب میں بنا ہوتا ہے +

۵- اب اس زردی مائل پانی کو جو نیچے کے حوض میں آگیا ہے- لمبی لکڑیوں اور بانسوں کے ذریعے سے ہلانا شروع کرتے ہیں- اس ترکیب سے باہر کی ہوا پانی میں شامل ہو جاتی ہے- اور اُن زرد رنگ کے ذرّوں کو جو پانی کے اندر گھلے ہوئے ہیں نیلا بنا دیتی ہے +

۶- جب پانی خوب نیلا ہو جاتا ہے تو اُس کو چھوڑ دیتے ہیں- تاکہ نیل کے ذرّے تہ نشین ہو جائیں پھر اوپر اوپر کا صاف پانی ایک موری کی راہ سے باہر نکال دیا جاتا ہے اور نیلی گاد باقی رہ جاتی ہے- جس کو جوش دیکر پانی سُکھا لیتے ہیں +

۷- اب نیل کی ٹکیاں دبا دبا کر بنائی جاتی اور بہت حفاظت کے ساتھ وزن کرکے لکڑی کے صندوقوں میں بند کی جاتی ہیں اور جہاں اُن کی گاہکی ہوتی ہے- وہاں کو سربند صندوق روانہ

کر دئے جاتے ہیں +

۸- نیل رنگنے کے کام آتا ہے- اُس کی بڑی قیمت ہوتی ہے- کبھی کبھی دو سو یا اڑھائی سو روپیہ من کے حساب فروخت ہوتا ہے- جس سال نیل گراں بکتا ہے- نیل کے کارخانہ والوں کو بڑی منفعت حاصل ہوتی ہے- مگر جب ارزاں ہو جاتا ہے یا پیداوار اچھی نہیں ہوتی تو خسارہ بھی بہت ہوتا ہے- یہاں تک کہ کارخانہ پٹ ہو جاتا ہے +

۹- نیل خاصکر ہندوستان کے ملک میں پیدا ہوتا ہے- بنگالہ میں اُس کی کاشت بہت ہوتی ہے اور وہاں نیل بنانے کے بہت سے کارخانے ہیں- اب کسی قدر ملک امریکہ کے گرم حصّوں میں بھی بویا جانے لگا ہے +

یاد کرو ہجّے اور معنی

تخمیناً	بَیضہ	بیضوی	سَطح	عَرَق
حوض	نشیب	ذریعہ	ذرّہ	تہ نشین
	سَربند	ارزاں	خَسارہ	

حکایت (۱۸)

۱-کوئی شکاری ایک تنگ مُنہ والے برتن میں تھوڑی مٹھائی ڈال کر چپکے سے جنگل میں رکھ آیا- ایک بندر نے اُس کو دیکھا- پاس جو گیا تو مٹھائی نظر آئی- فوراً برتن کے مُنہ میں ہاتھ ڈالا اور مٹھی بھر کے مٹھائی نکالنی چاہی- لیکن اب نکلے تو کیونکر نکلے؟ نہ برتن کا مُنہ کشادہ ہو سکتا ہے- نہ وہ بندھی مٹھی کھولتا ہے- اُس کو نہ طمع اجازت دیتی ہے- نہ عقل رہنمائی کرتی ہے کہ مٹھائی سے دست بردار ہو- اور اپنی جان بچائے- آخرکار شکاری آیا اور بندر کو گرفتار کر لیا- بعینہٖ یہ مثال اُن لوگوں پر صادق آتی ہے جو مال کی محبت میں مبتلا ہو جاتے ہیں- یہاں تک کہ وہ بڑا صیاد یعنی موت اُن کو گرفتار کر کے لے جاتا ہے*

یاد کرو ہجے اور معنی

فوراً	طمع	رہنمائی	دست بردار ہونا
بعینہٖ	صادق	مبتلا	صیاد	گرفتار

(۱۹) کھانا پینا اور سونا

۱۔ انسان غذا کی بدولت تازہ توانا ہوتا اور بڑھتا ہے اُس کی خوراک کی خاص چیزیں گیہوں۔ چنا۔ چاول میوہ۔ ساگ پات۔ دودھ۔ گھی ہیں*

۲۔ انسان بخوبی زندہ رہ سکتا ہے اگر حیوانی اور نباتی غذا ملا کر کھاتا رہے۔ حیوانی غذائیں وہ ہیں جو حیوانات کے جسم سے حاصل ہوتی ہیں۔ مثلاً دودھ۔ گھی وغیرہ۔ نباتی غذائیں وہ ہیں جو درختوں سے یا سبزہ سے پیدا ہوتی ہیں*

۳۔ درخت اور سبزہ سے جو خوراک آدمی کو ملتی ہے۔ اُن میں سے بعض تخم ہیں۔ مثلاً گیہوں۔ چنا۔ مٹر۔ ماش۔ مونگ وغیرہ۔ بعض پھل ہیں۔ مثلاً کدو۔ توری۔ بینگن۔ خربوزہ۔ تربوز وغیرہ۔ بعض جڑیں ہیں جیسے گاجر۔ مولی۔ آلو۔ شلغم۔ چقندر۔ پیاز وغیرہ۔ بعض پتے ہیں جیسے میتھی۔ پالک۔ سویہ۔ پودینہ۔ ہرا دھنیا وغیرہ۔ بعض پھول ہیں جیسے گوبھی کا پھول۔ کچنال کی کلیاں*

۴- حیوانی غذائیں اور غلّہ آدمی کی اصلی خوراک ہیں۔ کیونکہ اُن سے گوشت پوست اور ہڈی کو مدد پہنچتی ہے۔ مگر ترکاریاں اور ساگ ایندھن کا کام دیتی ہیں۔ وہ بدن میں حرارت بڑھاتی ہیں۔ اِس حرارت سے کھانا ہضم ہوتا ہے اور آدمی زندہ رہتا ہے۔ اگر ہری ترکاری بالکل نہ ملے۔ تو بعض بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں ٭

۵- دودھ نہایت لطیف و نفیس غذا ہے۔ اُس میں وہ سب چیزیں شامل ہیں جو انسان کی زندگی قائم رکھنے کے واسطے ضروری ہیں۔ قدرت نے کیا حکمت سے یہ سفید عرق تیار کیا ہے۔ جس میں کھانا اور پانی دونو شامل ہیں اور انسان کو ہر حالت میں نفع بخشتا ہے۔ بچہ۔ جوان۔ بڈھا۔ تندرست۔ بیمار سب کے مزاج کے موافق ہے ٭

۶- جو غذا ہم کھاتے ہیں۔ وہ معدے میں پہنچکر پکتی ہے۔ اُس میں سے جو کارآمد حصّہ ہے وہ خون بن کر بدن میں رہ جاتا ہے۔ باقی فضول حصّے خارج

ہو جاتے ہیں۔ مگر ایک بار جس قدر خون بنتا ہے۔ وہ ہمیشہ کے لئے کافی نہیں۔ کیونکہ ہر وقت صرف ہوتا ہے۔ کچھ حصہ سانس اور پسینے کی راہ سے باہر نکل جاتا ہے ٭

۷۔ آدمی کے بدن میں سے کچھ نہ کچھ ہر وقت گھٹتا اور تحلیل ہوتا ہے۔ اس لئے اُس کو تازہ مدد پہنچانے کی ضرورت ہے۔ اس ضرورت کی خبر ہم کو بھوک دیتی ہے۔ گویا بھوک معدے کی آواز ہے کہ اب مجھ کو غذا پہنچاؤ۔ معدے کو بے اندازہ بھرنا نہ چاہئے۔ اس سے ہضم میں فتور پڑتا ہے۔ غذا معدے کے اندر سڑ جاتی ہے۔ اُس وقت آدمی سُست اور بیمار ہو جاتا ہے ٭

نہ کھاؤ اتنا زیادہ کہ ڈال دے بیمار
نہ اتنا کم ہو کہ ناطاقتی ہی ڈالے مار

۸۔ پانی بھی انسان کے لئے ضروری چیز ہے۔ بغیر اُس کے غذا معدے میں گلتی اور گھلتی نہیں۔ جب معدہ اور بدن کو پانی کی خواہش ہوتی ہے تو ہم کو

پیاس لگتی ہے۔نہایت صاف ستھرا اور ٹھنڈا پانی پینا چاہیئے۔گندہ اور نا صاف پانی آدمی کی صحت میں خلل ڈالتا ہے۔چائے اور قہوے کا پینا بھی مفید ہے۔ مگر نشیلی چیزوں کا پینا نہایت مُضِر ہوتا ہے۔اُس سے ہمیشہ پرہیز واجب ہے +

۹۔بعض آدمیوں کو تمباکو پینے یا کھانے کی لت پڑ جاتی ہے۔اُس سے کچھ فائدہ نہیں۔جو دام اُس میں صرف ہوتے ہیں وہ محض بیکار جاتے ہیں۔ اِس کے علاوہ بڑی مضرّت یہ ہے کہ وہ آدمی کے دماغ اور نگاہ کو خراب کرتا ہے۔خاصکر بچّوں کو نہایت احتیاط لازم ہے۔کبھی بھول کر حقّے کو مُنہ نہ لگائیں+

۱۰۔آدمی کی زندگی کے لئے سونا بھی ایسا ہی ضروری ہے۔جیسا کھانا اور پینا۔سونے سے بدن راحت پاتا اور تر و تازہ ہو جاتا ہے۔اگر یہ راحت مُیسّر نہ آئے تو آدمی مر جائے۔جوان کی بہ نسبت بچّوں کو سونے کی زیادہ حاجت ہے۔بچہ جتنا چھوٹا ہوتا ہے۔ اُسی قدر زیادہ سوتا ہے۔سونے میں ہم اکثر خواب

دیکھتے ہیں۔ خواب کیا ہے؟ وہ ہمارے ہی خیالات ہیں جو اُس وقت ہمارے دماغ میں گزرتے ہیں +

یاد کرو ہجے اور معنی

توانا حیوانی نباتی تخم ہضم لطیف
حکمت تحلیل فتور مضر مضرت علاوہ

(۲۰) اب آرام کرو

از مؤلف

جھٹ پٹا سا ہو گیا ہے شام کا
قصد چڑیوں نے بسیرے کا کیا
دیکھنا سورج ہے چھپنے کے قریب
لو کبوتر بھی گرے پر جوڑ کر
شام کو بستی سے باغوں کی طرف
دن میں جو آواز تھی مدھم پڑی
جانور دن بھر قلانچیں بھر چکے
وہ جو کٹ کٹ کر رہی تھیں مرغیاں
بھیڑ۔ بکری۔ اونٹ۔ گھوڑا۔ گاؤ۔ خر
اب ہوا کے تیز جھونکے رک گئے

صاحبو! یہ وقت ہے آرام کا
ڈھونڈھتی ہیں اپنا اپنا گھونسلا
تھم گئے چلتے مسافر بھی غریب
لینگے اپنے چھوٹے بچوں کی خبر
اُڑ چلے کوّے بھی ملکر صف بہ صف
بھنبھناہٹ مکھیوں کی کم پڑی
اپنا اپنا کام پورا کر چکے
ڈھونڈھتی ہیں اپنے دڑبے کا نشاں
آن پہنچے اپنے اپنے تھان پر
سو گئے پیڑ اور پتے جھک گئے

لو سویرے تک ہمارا ابھی سلام	وقت ہے نا وقت کیا کیجے کلام
اب کہاں باقی ہے موقع کام کا	صاحبو! یہ وقت ہے آرام کا

یاد کرو ہجّے اور معنی

جُھٹ پُٹا　　صَف بُفَک　　قُلانچیں بھرنا

(۲۱) پانی کی شکلیں

۱- ہَوا اور روشنی کی مانند دُنیا میں پانی بھی ایک عام چیز ہے- سمندروں اور جھیلوں میں بھرا پڑا ہے- روئے زمین کا تین چوتھائی حصّہ پانی میں پوشیدہ ہے +

۲- پہاڑوں سے چھوٹے نالے- ندیاں- سیلاب جاری رہتے ہیں- وہی باہم مِل جُل کر بڑے دریا بن جاتے ہیں- پانی تالابوں اور حوضوں میں کبھی بھرا رہتا ہے- کہیں اُس کو کوآں کھود کر نکالتے ہیں- کہیں چشموں اور سوتوں سے اُبلتا ہے +

۳- وہ حرارت پا کر بھاپ بن جاتا ہے- آفتاب کی گرمی دن بھر تری اور خشکی کو تپاتی اور پانی کو بھاپ بنا کر ہوا میں اُڑاتی ہے- جب وہ اُٹھتا ہیں

بُخار کہتے ہیں ٭

۴ - جوں جوں رات بھیگتی ہے - خُنکی ہوتی جاتی ہے - اُس وقت پانی کے ذرّے جو ہوا میں شامل ہیں کسی قدر پانی بن جاتے ہیں - اُسی کو ہم اوس یا شبنم کہتے ہیں - کسی قدر دریاؤں - جھیلوں اور گھاٹیوں کے آس پاس ہوا میں اُدھر رہتے ہیں - اُن کو کُہر کہتے ہیں - کسی قدر پہاڑوں کی چوٹیوں پر جم جاتے ہیں - اُس کو پالا بولتے ہیں - مگر پانی کی بڑی مقدار دُھنی ہوئی روئی کے پہلوں کی مانند ہوا میں اُڑتی پھرتی ہے - اُس کو ہم بادل یا اَبر کہتے ہیں ٭

۵ - تم نے بوڑھیوں کی زبانی ضرور سُنا ہوگا کہ بادل سمندر سے پانی پیکر آتے ہیں - کیا تم خیال کرتے ہو کہ وہ کوئی جانور ہیں؟ یہ خیال بالکل غلط ہے - بادل حقیقت میں چھوٹے چھوٹے قطرے اِسی پانی کے ہیں جس کو تم پیتے اور کام میں لاتے ہو ٭

۶ - پانی کے چھوٹے قطرے جو اَبر کی شکل میں قطر

آتے ہیں - جب وہ باہم مِل جُل کر موٹے اور وزنی ہونے لگتے ہیں تو پھر ہَوا اُن کا بوجھ سنبھال نہیں سکتی - اُس وقت وہ پُھہار یا بوندیوں کی صورت میں زمین پر گرنے شروع ہوتے ہیں - اُسی کو ہم مینہ یا بارش کہتے ہیں ٭

۷ - جب سخت سردی ہوتی ہے تو پانی جم کر پتھر کی مانند ہو جاتا ہے - اِسی کو ہم برف کہتے ہیں - سرد ملکوں میں جب کڑاکے کا جاڑا پڑتا ہے تو سمندر - جھیل تالاب اور ندی کی سطح پر ایک طبقہ برف کا بن جاتا ہے کبھی پانی اوپر ہی سے جما جمایا برستا ہے - اُس کو ہم اولا کہتے ہیں - اور جب پانی کی بھاپ جم جاتی ہے تو وہ پالا کہلاتی ہے ٭

۸ - اِس بیان کو پڑھ کر تم سمجھ لوگے کہ گرمی سردی کی تاثیر سے پانی کیا کیا شکلیں بدلتا ہے - بھاپ کُہر - اوس - بادل - اولا - برف یہ سب اُسی کی شکلیں ہیں - کیا قدرت ہے خدا کی ! جو ایک ہی چیز کو اتنی شکلوں میں ظاہر کرتا ہے ٭

یاد کرو ہجے اور معنی:

سیلاب   بخار   خشکی   انجرہ   شبنم   طبقہ

(۲۲) ایک کسان

۱- چند سال گزرے کہ ایک کسان گنگا کنارے کسی چھوٹے سے مزرعے میں آباد تھا - اُس غریب کے پاس ایک گاے تھی - ایک برس ایسا سخت قحط پڑا کہ گاے کے واسطے گھاس کا تنکا بھی مُیسّر نہ آیا ٭

۲- کسان کو سخت تردد ہوا کہ گاے مر گئی تو کیونکر زندگی بسر ہوگی ؟ پھر تو اِتنا سہارا بھی عیال و اطفال کو نہ رہیگا کہ دودھ پی کر دم تھام لیں - کچھ دیر تک ہر قسم کی تدبیریں سوچتا رہا - آخر کار اِس کے سوا کوئی چارہ نظر نہ آیا کہ یا تو چارہ کہیں سے چُرا کر لائے یا گاے سے ہاتھ اُٹھائے ٭

۳- وہ رات کے وقت ایک ہمسایہ کسان کے کھیت میں جا گھسا اور اُس کی گرہی میں سے چارا چُرانا شروع کیا - جب یہ ناجائز کام کر رہا تھا خود اُس کی زبان

سے نکلا - ہ

ایمان بڑی چیز ہے دنیا میں پر افسوس
کیا کیجئے جب جان کی جوکھیں نہ سہی جائے
اب گائے کو رکھتا ہوں تو ایمان ہے جاتا
ایمان کو رکھتا ہوں تو ہاتھوں سے چلی گائے

اُس نے پھر تامل کیا کہ میں یہ کیا کام کر رہا ہوں: فوراً جہاں سے چارہ اُٹھایا تھا وہیں رکھ دیا - اور کہنے لگا - ہ

ایمان سلامت ہے تو ہے آس خدا سے
مرتی ہے اگر گائے تو مر جائے بلا سے

۴ - بھوکی گائے کو یاد کرکے پھر اُس کا جی بھر آیا - اور سوچنے لگا کہ ہائے کیونکر اُس کی جان بچاؤں ؟ اُس کو مر جانے دوں تو بچوں کو کیا کھلاؤں ؟ یہ سوچ کر پھر گری میں سے چارہ نکالا اور مستعد ہوا کہ بوجھ سر پر لے چلے - جس وقت وہ بوجھ اُٹھانے کو جھکا ہے - ایک آواز کان میں آئی - ہ

چارے پر ایمان کو قربان نہ کر	جیسے بُرا یہ کام او ناداں نہ کر

۵ - غریب کسان کو معلوم نہ ہوا کہ یہ آواز کس کی ہے؟ مگر جو ہدایت اس غیبی آواز میں بھری ہوئی تھی وہ اُس کے دل میں اثر کر گئی - حیا کی خصلت جو انسان کو ہر بُرے فعل سے بچاتی ہے - اُس کی طبیعت میں تازہ ہو گئی - وہ چوری سے باز رہا - اور اپنے آپ کو ملامت کرتا گھر کی طرف چل دیا ۔

۶ - دوسرے دن وہ حیرت زدہ سا رہ گیا - جب دیکھا کہ وہی ہمسایہ چری کا بھاری گٹھا لئے اُس کے دروازے پر کھڑا ہے - پہلا لفظ جو اُس نے کہا یہ تھا - ؎

چوری میں کیا دھرا ہے! ایمان ہے تو سب کچھ
لے گا کے کی نہ کرنا اے یار! فکر اب کچھ

۷ - وہ بھی عجیب وقت تھا - غریب کسان کو فوراً معلوم ہو گیا کہ رات کی کارروائی سے میرا ہمسایہ ضرور واقف ہے - وہ خاموش تھا - مگر شرمندگی اور خوشی کی بھری ہوئی نگاہوں سے نیک ہمسائے کا شکریہ ادا کر رہا تھا ۔

۸ - اتفاق یوں ہوا کہ رات کو اُس کا ہمسایہ اپنے

کھیت پر موجود تھا اور ایک پوشیدہ جگہ میں بیٹھا تمام ماجرا دیکھتا رہا - وہ غیبی آواز اُسی ہمسایہ کی آواز تھی - اگرچہ ممکن تھا کہ وہ اُسی وقت اپنی رحمدلی ظاہر کرتا - مگر اُس نے یہ ہی مناسب سمجھا کہ اپنے غریب اور مایوس ہمسایہ کو یکایک خوش کرے *

یاد کرو ہجّے اور معنی

مَزرَعَہ	قحط	تَرَدُّد	عِیال	اَطفال
چارہ	ناجائز	تاَمُّل	حیرت زدہ	ماجرا

२५ जनवरी ९८ ३१

(۲۳) راجہ بکرما جیت

۱- بکرما جیت راجپوت خاندان کا نہایت نامی گرامی راجہ ہُوا ہے - اگرچہ اُس کے زمانے کو ساڑھے اُنّیس سو برس کے قریب ہوئے - مگر ہندوستان کی اعلیٰ قوموں میں اب تک اُس کا نام زندہ ہے - اُجّین جو مالوہ کی سرزمین میں اب بھی ایک مشہور و معروف شہر ہے - اُس کا پائے تخت تھا *

۲- دانشمندی - انصاف اور شجاعت میں یہ راجہ

افضل گنا جاتا ہے - اُس نے فقیرانہ بھیس بدلکر مدت تک سیر و سیاحت کی اور غیر ملک والوں کے علم و ہنر اور عقل و حکمت کو خوب دیکھا بھالا - پچاس برس کی عمر میں ملک گیری کا ارادہ کیا - مالوہ اور گجرات کا خطہ چند مہینوں میں فتح کر لیا - اور بہت تھوڑے عرصے میں وہ ہند کا مہاراجہ بن گیا ❊

۳ - راجہ بکرما جیت کا دربار تو بڑی شان و شوکت کا تھا - مگر اُس کی اپنی گزران کا طریقہ ایسا سیدھا سادہ بے تکلف تھا - جیسا بڑے پرہیزگاروں اور درویشوں کا ہوتا ہے - وہ ایک بوریئے پر سوتا اور پانی کی ایک مٹھلیا کے سوا کچھ سامان اپنے مکان میں نہ رکھتا ❊

۴ - اِس گیانی اور گُنی راجہ کی سبھا میں بڑے بڑے مشہور عالم - فاضل اور شاعر شریک تھے جو اس کی سبھا کے نورتن کہلاتے تھے - کالیداس جو ہندوستان کا نامور شاعر ہؤا ہے وہ بھی اس راجہ کی سبھا کا ایک رتن تھا - انصاف اور شجاعت سے جو شہرت راجہ کو حاصل ہوئی - علم کی حمایت اور عالموں کی قدر دانی

نے اُس کو اَور بھی چمکا دیا ✤

۵ - راجہ نے اپنی قوم کے دشمنوں پر بڑی فتح حاصل کی تھی - اِس لئے اُس کا عہد نہایت مبارک سمجھا گیا اور اُسی سے سمبت شمار ہونے لگا - آج تک ہمارے ملک میں اُس سمبت کا رواج موجود ہے - بہی کھاتوں میں - پتّروں میں اور بہت سے کاغذوں میں وہ سمبت لکھا جاتا ہے - عیسوی سن سے اُس میں ستّاون سال کی زیادتی ہے ✤

۶ - اب تم غور کرو کہ ایسا بڑا راجہ کِس مختصر سامان سے اپنی زندگی بسر کرتا تھا - بے شک اِنسان کو گزران کرنے کے لئے بہت تھوڑا سامان کافی ہے - لیکن عیش و آرام کی ہوس طرح طرح کے فضول سامان جمع کراتی ہے - اور جب کسی چیز کی آدمی کو عادت ہو جاتی ہے - تو وہ چیز ضروری بن جاتی ہے - پھر اُس میں کچھ مزہ نہیں آتا - اُس وقت انسان کو دوسری چیزوں کی طلب ہوتی ہے - غرض جتنا عیش کا سامان بڑھتا ہے - اُسی قدر خواہش کو ترقی ہو جاتی

ہے اور وہ کبھی پوری نہیں ہو سکتی +

یاد کرو ہجّے اور معنی

گرامی پارے تخت شجاعت افضل سیاحت
ٹک گیہری شوکت فاضل مبارک مختصر

(۲۴) دھات

۱- دھات صاف اور چمکدار ہوتی ہے۔ مگر شیشے کی طرح نظر اُس کے وار پار نہیں گزر سکتی۔ اُس کا وزن بھی اَور قسم کی چیزوں سے زیادہ ہوتا ہے۔ مثلاً لوہا بہ نسبت مٹی اور پانی کے بھاری ہے۔ ایک خاصیّت دھات کی یہ ہے کہ کوٹنے سے چوڑی اور چپٹی پڑ جاتی ہے۔ مٹی یا پتھر کی طرح ریزہ ریزہ نہیں ہو جاتی۔ وہ حرارت سے پگل جاتی ہے۔ مگر لکڑی کے طور پر جلتی نہیں۔ اُس کا تار کھینچو۔ تو بہت لمبا کھینچ سکتا ہے +

۲- دھات زمین کے اندر سے نکلتی ہے۔ جہاں سے کھود کر اُس کو نکالتے ہیں۔ وہ کان یا معدن کہلاتی

ہے اور جو دھات کان سے نکلتی ہے۔ اُسی کے نام سے کان مشہور ہوتی ہے۔ جیسے لوہے کی کان۔ تانبے کی کان وغیرہ ٭

۳۔ کئی قسم کی دھاتیں دنیا میں پائی گئی ہیں۔ اُن میں سے پلاٹینم سونا چاندی کمیاب اور بیش قیمت ہیں۔ اِن تینوں میں یہ بھی بڑا وصف ہے کہ اُن کو زنگ نہیں لگتا۔ آگ۔ پانی اور ہوا کی تاثیر سے اُن کی آب و تاب میں کچھ خلل نہیں پڑتا۔ اِسی خوبی کی وجہ سے اِن تینوں کو اصیل اور باقی کو رذیل دھات کہتے ہیں ٭

ہجے اور معنی یاد کرو

خاصیت کم یاب وصف اصیل رذیل

(۱) پلاٹینم

۱۔ یہ دھات دنیا میں بہت کم ملتی ہے۔ چاندی کی مانند اُجلی اور لوہے کی مثال سخت ہوتی ہے۔ اُس کا تار سب سے زیادہ باریک اور دراز بن سکتا ہے۔ وزن میں سونا سب سے زیادہ بڑھیا ہے۔ مگر

یہ اُس سے بھی وزنی ہے - چنانچہ اپنے ہم مقدار
خالص پانی سے ۲۲ گنی بھاری ہوتی ہے - اُس کا
پگلانا بھی مشکل ہے - سب دھاتوں سے زیادہ حرارت
چاہتی ہے - گھڑی کے نہایت مہین اور عمدہ پُرزے
اِسی دھات کے بنائے جاتے ہیں - کیونکہ وہ بہت
پائدار ہوتے ہیں ۔

یاد کرو ہجّے اور معنی

مثال ہم مقدار خالص پُرزہ پائدار

(۲) سونا یا طلا

۱- رنگ میں نہایت خوشنما - وزن میں سب سے
اعلےٰ - خالص پانی سے ۱۹ گُنا بھاری ہوتا ہے - اُس
کے ذرّے آپس میں نہایت پیوستہ ہیں - اِسی وجہ
سے زیادہ وزنی ہے - کُوٹنے پیٹنے سے بہت بڑھ سکتا
ہے - طبقگر جب دو چمڑوں کے بیچ میں رکھ کر اُس
کو ہتھوڑے سے کوٹتے ہیں - تو ایسے ہلکے اور مہین

٭ دھاتوں کے اوزان پروفیسر بیلفر اسٹیورٹ کی فزکس کے مطابق طبع حال میں درست کئے گئے ہیں - مگر کسرات کو چھوڑ دیا ہے - ½ پورا مان لیا ہے ۔

ورق بن جاتے ہیں - کہ پھونک مارو - تو ہوا میں اُڑ جائیں ؛

۲ - سونے کی اشرفی بنتی ہے - جس پر شاہ وقت کا سکّہ ہوتا ہے - انواع و اقسام کے زیورات اُس کے بنائے جاتے ہیں - امیروں اور بادشاہوں کے ہاں بعض برتن بھی سونے کے ہوتے ہیں ؛

۳ - سونے کا ملمع خوب ہو سکتا ہے - اگر ایک چاندی کے تار پر سونا لپیٹ کر اُس کو بڑھانا شروع کریں - تو جس قدر لمبا ہوتا جائیگا - سونا بھی اُس پر پھیلتا جائیگا - یہاں تک کہ ۹ میل لمبے تار کے واسطے ایک تولہ سونا کافی ہے ؛

۴ - سونے میں ایک یہ بھی وصف ہے - کہ وہ بہت سخت نہیں ہوتا - لیکن سیسے اور رانگ کی طرح بہت نرم بھی نہیں - اُس کا مزاج نرمی اور سختی میں معتدل ہے - اِسی سبب سے اُس پر ٹھپّہ خوب اُبھرتا ہے ؛

۵ - سونے کا کھرا کھوٹا پن اُس کے وزن سے

ٹھیک ٹھیک معلوم ہو سکتا ہے - اگر ایک ہی قد و قامت کی دو اشرفیاں ہوں اور اُن میں ایک کچھ ہلکی ہو تو سمجھو کہ یقیناً اُس میں کسی دوسری دھات کا میل ہے ۞

۶ - سونے کی کانیں زیادہ تر جنوبی امریکہ - ساحل افریقہ - یورپ اور آسٹریلیا میں ہیں - بعض ملکوں کے اندر دریا کی ریت میں سونے کے ذرّے ملے ہوئے پائے جاتے ہیں ۞

یاد کرو ہجّے اور معنی

پیوستہ	طبق گر	انواع	اقسام	زیورات
ملمّع	معتدل	قامت	ساحل	سکّے

(۳) چاندی

۱ - یہ تیسرے درجے کی اصیل دھات ہے - سفید اور اُجلی تو ہے - لیکن سونے کی صفائی - پائداری اور چمک دمک کو نہیں پہنچتی - کوٹنے سے بڑھ سکتی ہے ۞

۲ - سونے کی بہ نسبت اُس کے ملمع کا زیادہ رواج

ہے - چنانچہ امیروں اور دولتمندوں کے چمچے - پیالے
وغیرہ چاندی کے پانی سے قلعی کئے جاتے ہیں - اور
دھاتوں کی قلعی کھانے کے ساتھ بلکہ آدمی کی صحت
میں خلل ڈالتی ہے - مگر چاندی کسی طرح مضر نہیں
اس کے علاوہ رانگ کی قلعی سے زیادہ اُجلی اور دیرپا
ہوتی ہے

۳ - سونے کی طرح چاندی کے بھی ظروف - زیور
اور سکّے بنتے ہیں - بلکہ اُس کے سکّوں کا رواج سونے
سے زیادہ ہے - اُس کا وزن سونے سے بہت ہلکا
ہے - خالص پانی سے دس گنی ہوتی ہے ٭

یاد کرو ہجّے اور معنی

رِواج دیرپا خَلَلْ ظَرْف ظُرُوف

(۴) پارہ یا سیماب

۱ - تمام دھاتوں میں پارہ ایک عجیب چیز ہے -
چاندی سا اُجلا - پانی سا پتلا - ذرا حرکت دی اور اِدھر
سے اُدھر بھاگا - اِسی واسطے بیتابی اور بیقراری میں
پارہ کی مثال دیتے ہیں - جو شخص ایک حالت پر

نہیں رہتا یا نچلا نہیں بیٹھتا۔ اُس کو کہتے ہیں۔
"آدمی کاہے کو ہے سیماب ہے"
۲۔ وہ معمولی حرارت میں سیال ہوتا ہے۔ لیکن
زیادہ سردی پاتا ہے۔ تو منجمد ہو جاتا ہے۔ اُس وقت
اَور دھاتوں کی طرح کوٹنے پیٹنے کے قابل ہوتا ہے۔
جب زیادہ گرمی پاتا ہے۔ تو ہوَا ہو جاتا ہے۔ اور
ہمیشہ پانی کی طرح بخارات بن کر اُڑتا رہتا ہے ٭
۳۔ پارہ سے گرمی کے اندازہ کرنے کا ایک عمدہ
اوزار بنایا گیا ہے۔ شیشے کی پتلی نلی کو ہوا سے خالی
کرکے اُس میں پارہ بھر دیتے ہیں۔ جس قدر گرمی
زیادہ ہوتی ہے۔ اُسی قدر پارہ پھیلتا ہے۔ اور جتنی
کم ہوتی ہے۔ اُتنا ہی سُکڑتا ہے۔ اس طرح صحیح
پیمائش گرمی کی ہو جاتی ہے ٭
۴۔ اگر پارہ کو گاڑھا کرکے سونے کے ساتھ ملائیں
تو دونو حل ہوکر ایک ذات ہو جاتے ہیں۔ اب اُس کو
چاندی یا کسی اَور دھات پر پھیلاؤ۔ تو لپٹ جائیگا۔ پھر
اُس کو آنچ دو۔ تو پارہ فوراً اُڑ جائیگا اور سونے کی جھلک

باقی رہیگی۔ اِس طرح پارہ کی لاگ سے سونے کا مُلمّع ہوتا ہے۔

۵۔ پارہ دوا کے طور پر بھی کام میں آتا ہے۔ کتنی ہی بیماریوں کو دور کرتا ہے۔ وہ پانی سے ساڑھے تیرہ گنا وزنی ہے۔ یعنی سونے سے ہلکا اور چاندی سے بھاری۔ یورپ اور جنوبی امریکہ میں پارہ کی کانیں ہیں۔

२२ जनवरी १९३९ ईस्वी

یاد کرو ہجّے اور معنی

عَجیب سَیّال مُنجمِد صحیح حل

(۵) تانبا

۱۔ تانبے کی رنگت میں سُرخی کی دمک ہوتی ہے۔ وہ بہت بھاری بھی نہیں ہوتا۔ پھر بھی پانی سے نو گنا وزنی ہے۔

۲۔ کوٹنے سے اُس کا باریک پتّر اور کھینچنے سے باریک تار بن جاتا ہے۔ گرم تو جھٹ پٹ ہو جاتا ہے۔ البتہ اُس کے پگلانے کو آنچ تیز چاہئے۔ مگر بہت دیر تک جلانے سے میل مٹی سا ہو جاتا ہے۔ تُرشی اور نمک کے لگنے سے اُس کا زنگار بنتا ہے۔

جو آدمی کے لئے سخت زہر ہے ٭

۳- تانبا ارزاں ہے - اسی واسطے اُس کے باسن کثرت سے بنائے جاتے ہیں جن پر رانگ کی قلعی کر لیتے ہیں - اگر قلعی نہ کریں - تو کھانا زنگاری ہو جائے اور کھانے کے قابل نہ رہے ٭

۴- کشتیوں اور جہازوں کے پیندے میں پائداری کی غرض سے تانبے کے پتّر جڑ دیتے ہیں - اس ترکیب سے یہ بھی فائدہ ہے کہ سمندر کے کیڑوں سے لکڑی محفوظ رہتی ہے - تانبے کے سکّے بھی بنتے ہیں - چنانچہ پیسے اور پائیاں اُسی کی ہوتی ہیں ٭

یاد کرو ہجّے اور معنی

البتّہ زنگار محفوظ ترُشی

۶- جست

۱- جست کا اصلی رنگ سفید ہے - وہ تانبے کے خلاف بہت دیر میں گرم ہوتا ہے - اسی واسطے پانی رکھنے کی صراحیاں - گلاس - حقّے وغیرہ جست کے اکثر بنائے جاتے ہیں ٭

۲- وہ دواؤں میں بھی کام آتا ہے۔ مگر کھانے
میں نہیں بلکہ لگاتے ہیں۔ چنانچہ آنکھوں میں جست
لگاتے ہیں۔ زخموں کے لیئے اُس کا مرہم بھی بناتے
ہیں۔ پانی سے ۷ گنا بھاری ہے۔ زیادہ جلانے سے
سفید راکھ کی مانند ہو جاتا ہے ÷

۳- جست اور تانبے کو ملا کر پیتل بناتے ہیں۔
جو بہت خوش رنگ اور صاف ہوتا ہے۔ اُس کے
برتن بہت بنتے ہیں جو سونے کی طرح چمکتے ہیں۔
مگر عیب یہ ہے کہ پیتل ضرب کو برداشت نہیں کرتا۔
اسی واسطے اُس کی کوئی چیز بناتے ہیں۔ تو قالب
میں ڈھال کر بناتے ہیں پھر اُس کو خراط پر چڑھا کر
صاف اور سڈول کر لیتے ہیں ÷

یاد کرو ہجے اور معنی

خلاف حقہ ضرب قالب خراط

۲۶- لوہا

۱- سب سے زیادہ ارزاں اور سب سے زیادہ مفید
اور کارآمد یہی دھات ہے۔ ہمارے بہت سے کام

اس سے نکلتے ہیں - غالباً قدرت نے اِسی واسطے دنیا میں لوہا زیادہ پیدا کیا ہے +

۲ - لوہا وزن میں تو سُبک ہے - یعنی پانی سے صرف آٹھ گُنا وزنی ہے - لیکن سختی اور مضبوطی میں تمام دھاتوں پر فائق ہے +

۳ - اُس کے گلانے کو سونے سے بھی زیادہ حرارت درکار ہوتی ہے - اُس کو بار بار آنچ دیکر فولاد بناتے ہیں جو نہایت سخت اور لچکدار ہو جاتی ہے - چاقو - اُسترہ - نشتر - خنجر - تلوار وغیرہ اکثر فولاد کے بنتے ہیں +

۴ - اِنسان کے تمام ہنر اور ساری صنعتیں لوہے کے اَوزاروں کی محتاج ہیں - جب تک کوئی قوم اِس دھات کے استعمال سے واقف نہیں ہوئی - شائستگی میں ترقی نہیں کر سکی - زراعت اور عمارت کے کام لوہے کے اوزاروں سے چلتے ہیں - تم اپنے گھر میں جتنا اسباب و سامان دیکھتے ہو - اُس میں کوئی بھی چیز ایسی نہیں جو لوہے کی امداد کے بغیر حاصل ہوئی ہو +

۵ - لوہا اگرچہ نہایت مضبوط شے ہے - لیکن تری نمی

اُس کی جانی دشمن ہے - ایسا زنگ لگاتی ہے کہ اُس کو مٹی بنا دیتی ہے - دنیا میں لوہے کی کانیں کثرت سے موجود ہیں - جتنا بگڑتا ہے اُس سے زیادہ ہر سال نکلتا ہے - طبیب اور ڈاکٹر فولاد کا عرق اور سفوف بھی تیار کرتے ہیں جو اشتہا کو بڑھاتا اور کمزوروں کو تقویت دیتا ہے ✣

یاد کرو ہجّے اور معنی

غالباً سَبَک مَضبُوط فائق نِشتَر خَنجَر

اِستِعمال اِمداد سُفُوف اِشتِہا تقویت

۸ - سیسا

۱ - سیسا نہایت نرم مگر بھاری ہوتا ہے - پانی سے اُس کا وزن بارہ گُنا ہے - بہت ہلکی ضرب سے چپٹا ہو سکتا ہے - مگر اُس کا تار نہیں کھنچ سکتا - آنچ دینے سے بہت جلد پگل جاتا ہے - اُس میں سے مَیل بہت نکلتا ہے - زیادہ جلایا جائے - تو بالکل مَیل بن کر سُرخ انگارہ ہو جاتا ہے ✣

۲ - کانچ میں سیسا بھی شامل ہوتا ہے - اکثر رنگتیں

بھی سیسے کی لاگ سے تیار ہوتی ہیں - بندوق کی گولیاں
اور چھرّے زرے سیسے ہی کے بنتے ہیں ۔

۳- سیسا - پانی اور ہوا میں تو نہیں بگڑتا - مگر ترشی
کے ساتھ ملکر زہریلا ہو جاتا ہے - اکثر دغا باز قلعی گر
رانگ میں سیسہ ملا دیتے ہیں - اور اُس کی قلعی تانبے
کے باسنوں پر کرتے ہیں - ایسے برتن میں کھانا صحت
کے لئے مُضر ہے ۔

یاد کرو ہجے اور معنی

ترش	ترشی	زہر	زہریلہ
دغا	دغا باز	قلعی	قلعی گر

۹ - رانگ

۱- رانگ سیسے کی نسبت کسی قدر سفید ہوتا ہے -
سب دھاتوں سے زیادہ سبک ہے - پانی سے سات
گنا وزنی - نرم بھی بہت ہے - سیسے کی طرح ذرا سی
طاقت سے مڑ سکتا ہے - اِس میں لوہے کی سی لچک
نہیں ہوتی کہ موڑنے کے بعد خود بخود سیدھا بھی ہو جائے
کم آنچ میں پگل جاتا ہے ۔

۴ - زیادہ تپانے سے رفتہ رفتہ میل سا بن جاتا ہے۔ پیٹنے سے اُس کے ورق تو بن سکتے ہیں - لیکن تار کھینچو تو نہیں کھنچ سکتا - رانگ میں یہ بڑا وصف ہے کہ اُس کو زنگ کبھی نہیں لگتا - اُس کے برتن تو نہیں بنتے - مگر تانبے اور پیتل کے برتنوں پر اُس کی قلعی خوب ہوتی ہے اور اصل میں رانگ ہی کا نام قلعی ہے

२८ जनवरी ४८

یاد کرو ہجے اور معنی

وَزن وَزنی خود بخود رَفتہ رَفتہ

(۲۵) ایک وقت میں ایک کام

از مؤلّف

ہے کام کے وقت کام اچھا
جب کام کا وقت ہو کرو کام
ہاں کھیل کے وقت خوب کھیلو
خوش رہنے کا ہے یہی طریقہ
ہمّت کو نہ ہارو خدا را

اور کھیل کے وقت کھیل زیبا
بھولے سے کبھی کھیل کا نہ لو نام
کودو پھاندو کہ ڈنڈ پیلو
ہر بات میں چاہیئے سلیقہ
مت ڈھونڈو غیر کا سہارا

اپنے ہوتے یہ کام کرنا
جو کچھ ہو سو اپنے دم قدم سے
چھوڑو نہیں کام کو ادھورا
ہر وقت میں صرف ایک ہی کام
جب کام میں کام آ چھپے
جو وقت گزر گیا لکارت

مشکل ہو تو چاہیئے نہ ڈرنا
کیا کام ہے غیر کے کرم سے
بیکار ہے جو ہوا نہ پورا
پا سکتا ہے بہتری سے انجام
دونو ہی میں پڑ گیا بکھیڑا
افسوس ہوا خزانہ غارت

ہے کام کے وقت کام اچھا
اور کھیل کے وقت کھیل زیبا

یاد کرو ہجے اور معنی

زیبا ۔ سلیقہ ۔ کرم ۔ خدا را ۔ غارت

(۲۶) ہوا چلی

از مؤلف

ہونے کو آئی صبح تو ٹھنڈی ہوا چلی
کیا دیکھی دیکھی چال سے یہ خوش ادا چلی
لہرا دیا ہے کھیت کو ہلتی ہیں بالیاں
پودے بھی جھومتے ہیں لچکتی ہیں ڈالیاں
پھلواریوں میں تازہ شگوفے کھلا چلی

سویا ہوا تھا سبزہ اُسے تو جگا چلی
سرسبز ہوں درخت نہ باغوں میں تجھ بغیر
تیرے ہی دم قدم سے ہے بھاتی چمن کی سیر
پڑ جائے اِس جہان میں تیری اگر کمی
چوپایہ کوئی زندہ بچے اور نہ آدمی
چڑیوں کو یہ اُڑان کی طاقت کہاں رہے
پھر "کائیں کائیں" ہو نہ "غٹرغوں" نہ چہچہے
بندوں کو چاہیئے کہ کریں بندگی ادا
اُس کی کہ جس کے حکم سے چلتی ہے یہ سدا

یاد کرو ہجّے اور معنی

خوش ادا شگوفہ چمن

(۲۷) انسان کا بدن

۱- انسان کا بدن تین حصّوں میں تقسیم ہو سکتا ہے - سر - تن اور اطراف - پھر سر کے دو حصّے ہیں - ایک کھوپری - دوسرا چہرہ - تن کے بھی دو حصّے ہیں - ایک سینہ - دوسرا شکم - اطراف کے دو جوڑے ہیں -
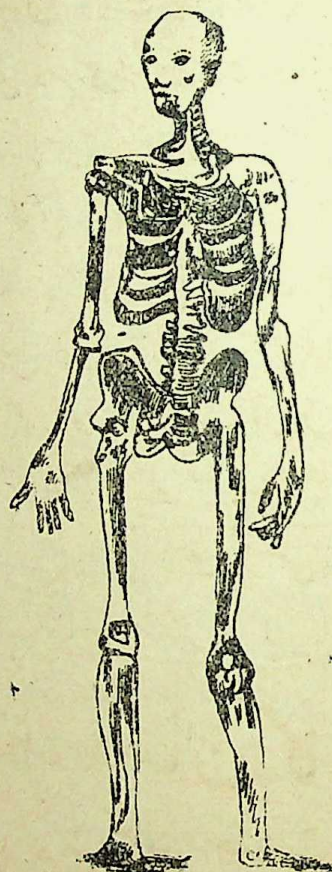
ہاتھ اور ٹانگیں ٭

۲- کھوپری ایک گول ڈبّے کی مانند ہے جو مضبوطی کے لئے محرابدار بنائی گئی ہے - وہ ایک ہڈی سے نہیں بنی بلکہ اُس کے بہت سے ٹکڑے ہیں جن کی تعداد بچپن میں زیادہ ہوتی ہے - جس قدر عمر بڑھتی ہے - وہ ہڈیاں جڑتی جاتی ہیں - اندازاً جوانی میں کھوپری کی ہڈیاں ۲۲ ہوتی ہیں - بڑھاپے میں مل ملاکر بہت کم رہ جاتی ہیں ٭

۳- کھوپری کے دو خانے ہیں - :پچھلے خانے میں ایک لوتھڑا سا بھرا رہتا ہے - جس کو دماغ یا بھیجا کہتے ہیں - دماغ ہی کل حواس اور روحانی کاموں کی جگہ ہے - سامنے کے خانے میں مُنہ اور حلق ہوتا ہے مُنہ میں ۳۲ دانت ہوتے ہیں - سولہ اوپر کے جبڑے میں اور سولہ نیچے کے جبڑے میں ٭

۴- چہرے میں پیشانی - آنکھیں - رخسارے - ناک ٹھوڑی اور لب شامل ہیں - اور اُس کے دونو طرف کان ہیں ٭

آدمی کے پانچ حواس میں سے چار کے مقام چہرہ میں ہیں۔ بصارت کے دو مقام ہیں۔ یعنی آنکھیں۔ سماعت کے بھی دو ہیں۔ یعنی کان۔ شامہ یعنی سونگھنے کی قوت ناک میں ہے۔ ناک ظاہر میں ایک معلوم ہوتی ہے۔ مگر حقیقت میں اس کا بھی جوڑا ہے۔ وہ ایک پردے کے حائل ہو جانے سے دو حصّوں میں تقسیم ہو گئی ہے۔ ذائقہ یعنی چکھنے کی قوت زبان میں ہے ؛

۵۔ سینے میں ۲۴ پسلیاں ہوتی ہیں۔ یعنی ہر ایک جانب میں بارہ اور اُن میں سے اکثر سینے کی ہڈی سے پیوستہ ہیں۔ دوسرا سرا اُن کا پشت کی ہڈی میں جُڑا ہے۔ پشت کی ہڈی کو ریڑھ بولتے ہیں۔ بچپن میں اُس کے ۳۳ ٹکڑے ہوتے ہیں۔ لیکن بڑی عمر میں ۲۴ علیحدہ رہتے اور باقی مل جاتے ہیں۔ ریڑھ کے ہر ٹکڑے کو فقرہ کہتے ہیں۔ اگر یہ جدا جدا فقرے نہ ہوتے۔ تو آدمی کو جُھکنا مشکل ہوتا ؛

۶۔ سینے کے کمرے میں دو عمدہ عضو حفاظت سے

رکھے ہوئے ہیں - اُنہیں دونو کی حرکت پر انسان کی
زندگی کا مدار ہے - ایک تو پھیپھڑا ہے جس کے دو
حصّے ہیں - وہ دونو ہر دم پنکھے کی طرح جنبش میں
رہتے ہیں - اِسی جنبش سے آدمی دم لیتا ہے - دوسرا
اعلےٰ عضو دل ہے جو پھیپھڑے کے بیچ سینے کے وسط
میں رکھا ہوا ہے - اُس کی حرکت سے تمام جسم کے
اندر خون رواں رہتا ہے *
شکم کے اندر دائیں پسلیوں کے نیچے جگر
اور بائیں پسلیوں کے نیچے تلی - پشت کی طرف
دو گردے ہیں - پیٹ ہی کے اندر معدے کی تھیلی
ہے جس میں غذا ہضم ہوتی ہے - معدے کا بالا
حصّہ تنگ نالی کی صورت میں حلق سے جا ملا ہے -
نیچے کا حصّہ بہت طول اور پیچ در پیچ ہے - اُسی کو
آنتیں بولتے ہیں *

۸ - ہاتھ شانہ کی ہڈیوں سے پیوستہ ہیں اور ٹانگیں
کولھے کی ہڈیوں سے - اِن دونو کے حصّوں میں مطابقت
پائی جاتی ہے - بازو کے مقابلے پر ران ہے - کلائی کے

جواب میں پنڈلی - پہنچے کے نمونے پر ٹخنہ - ہتھیلی کے قرینے پر تلوا - اسی طرح دونو میں پانچ پانچ انگلیاں ہیں - ہر ایک ہاتھ اور ہر ایک ٹانگ میں ۳۰ ہڈیاں ہوتی ہیں ؞

۹ - آدمی کے تمام بدن پر جلد بطور غلاف کے مڑھی ہوئی ہے - اس جلد کے دو حصے ہیں - اوپر کا خول بھوسی کی طرح ہمیشہ جھڑتا رہتا ہے - اس میں خراش کرنے سے خون نہیں نکلتا - مگر نیچے کی سطح جو دبیز اور مضبوط ہے - اگر زخمی ہو جائے - تو لہو جاری ہو جاتا ہے - تن کی اندرونی طرف میں بھی ایک غلاف چڑھا ہوا ہے - مگر وہ کھال بہت نرم و نازک اور سرخ ہوتی ہے - اور ہمیشہ تر رہتی ہے جیسی منہ کے اندر کی کھال ہے - غرض کھال کے اندر گوشت - خون رگیں - پٹھے اور ہڈیاں پوشیدہ ہیں ؞

۱۰ - ایک پورے تندرست شخص کے جسم کا وزن ۷۵ سیر ہوتا ہے جس میں ۴۴ سیر پانی شامل ہے - اس کی نبض ایک منٹ میں ۷۵ بار حرکت

کرتی ہے۔ اور وہ ہر منٹ میں ۱۵ دفعہ سانس لیتی ہے۔ اگر آدمی کے بدن کی کل ہڈیاں شمار کرو۔ تو دو سو سے کچھ زیادہ ہوتی ہیں*

یاد کرو ہجے اور معنی

اَطراف	شِکَم	حَلق	رُخسارہ	بَصارت
سَماعَت	پُشت	عُضو	وَسَط	جِگر
طَوِیل	مطابقت	قرینہ	دَبیز	نَبض

(۲۸) دال کی فریاد

از مؤلف

ایک لڑکی بگھارتی ہے دال — دال کرتی ہے عرض یوں احوال

ایک دن تھا ہری بھری تھی میں — ساری آفات سے بری تھی میں

تھا ہرا کھیت میرا گہوارا — وہ وطن تھا مجھے بہت پیارا

پانی پی پی کے تھی میں لہراتی — دھوپ لیتی کبھی ہوا کھاتی

مینہ برستا تھا جھونکے آتے تھے — گودیوں میں مجھے کھلاتے تھے

یہی سورج زمین تھے ماں باوا — مجھ سے کرتے تھے نیک برتاوا

جب کیا مجھ کو پال پوس بڑا — آہ ظالم کسان آن پڑا

گئی تقدیر یک بیک جو پلٹ — کھیت کا کھیت کر دیا تلپٹ

خوب لوٹا دھڑی دھڑی کرکے
ہوگئی دم کے دم میں بربادی
کیا بتاؤں کہاں کہاں کھینچا
ایک ظالم سے واں پڑا پالا
ہؤا نقشہ پر کا لکھا پورا
نہ سنی میری آہ اور زاری
چھانا چھلنی میں چھاج میں پھٹکا
پھر بقدر مجھے یہاں لایا
کھال کھینچی الگ کئے چھلکے
پھر نمک اور مرچ لگایا خوب
اُس پہ کفگیر کے ٹھوکے ہیں
میرے گلنے کی لے رہی ہو خبر
ہائے تم نے بھی کچھ نہ رحم کیا
ہاتھ دھو کر پڑی ہو پیچھے تم
اچھی بی بی! تمہیں کرو انصاف
کہا لڑکی نے میری پیاری دال
تو اگر کھیت سے نہیں آتی

مجھ کو گونوں میں لے گئے بھر کے
چھن گئی ہائے میری آزادی
دال منڈی میں مجھ کو جا پہنچا
جس نے چکی میں مجھ کو دل ڈالا
دونو پاٹوں نے کر دیا چورا
خوب بنیئے نے کی خریداری
قید خانہ مرا بنا مٹکا
تم نے تو اور بھی غضب ڈھایا
زخم کیونکہ ہرے نہ ہوں دل کے
رکھ کے چولھے پہ جی جلایا خوب
اور ناخن کے بھی کچوکے ہیں
دانت ہے آپ کا مرے اوپر
گرم گھی کرکے مجھ کو داغ دیا
جان پر آ بنی حواس ہیں گم
ظلم ہے یا نہیں! (قصور معاف)
مجھ کو معلوم ہے ترا سب حال
خاک میں مل کے خاک ہو جاتی

یا کوئی گائے بھینس چیر لیتی	پیٹ میں اپنے تجھ کو بھر لیتی
میں تو رتبہ ترا بڑھاتی ہوں	اب چھپاتی ہے تجھ کو کھاتی ہوں
نہ ستانا نہ جی جلانا تھا	یوں تجھے آدمی بنانا تھا
اگلی بپتی کا تو نہ کر کچھ غم	مہربانی تھی سب نہ تھا یہ ستم

یاد کرو ہجے اور معنی

مرض آفات بری گہوارہ وطن
زاری مقدر غضب ڈھایا خواص پیٹ

(۲۹) ایک خط

از مقام سہارنپور — ۱۱ - نومبر ۱۸۹۱ء

عزیز من!

تم کو یاد ہوگا کہ جس روز تم سفر کی تیاری میں مصروف تھے - میری طبیعت کسی قدر ناساز تھی - اسی وجہ سے تم کو رخصت کرنے کے لئے ریلوے اسٹیشن تک میں نہ جا سکا تھا - تمہارے جانے کے بعد علالت اور زیادہ ہو گئی - یہاں تک کہ میں رخصت لینے پر مجبور ہوا - دس دن سے کوئی کام نہیں کر سکتا - برابر

علاج ہو رہا ہے - ڈاکٹر مسیح الدین دونو وقت تشریف لاتے ہیں اور ایک اوزار سینے پر رکھ کر پھیپھڑے کی کیفیت کو ملاحظہ کرتے ہیں - البتہ دو روز سے مرض میں قدرے تخفیف ہے - کھانسی کم اُٹھتی ہے - شب کو نیند بھی آ جاتی ہے - مگر میں ضعیف ایسا ہو گیا ہوں کہ ابھی گاڑی میں سوار ہو کر ہوا کھانے نہیں جا سکتا - ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں - کہ ایک ہفتہ کے بعد چلنے پھرنے کی اجازت ملیگی - ذرا اور توانائی آ جائے تو میرا ارادہ ہے کہ سیدھا لاہور چلا جاؤں - وہاں کے جانے سے صرف تبدیل آب و ہوا ہی مقصود نہیں ہے - بلکہ ضرورت بڑی نواب شجاع الدولہ سے جو میرے قدیم عنایت فرما ہیں - معالجہ کا موقع ملیگا - اُمید ہے کہ معاودت کے وقت دو چار روز تمہارے پاس بھی قیام کرونگا - اور ایک دو روز پیشتر تم کو اپنے آنے کی اطلاع دونگا - بچّوں کو دعا اور سب احباب کو سلام شوق - والسّلام ✽

راقم امیر بیگ

یاد کرو ہجے اور معنی

ناساز	علالت	مجبور	مرض	تخفیف
تنقیہ	توانائی	تبدیل	عنایت فرما	معالجہ

(۳۰) رات

از مؤلف

گیا دن ہوئی شام آئی ہے رات
خدا نے عجب شئے بنائی ہے رات

نہ ہو رات تو دن کی پہچان کیا
اٹھائے مزہ دن کا انسان کیا

ہوئی رات خلقت چھٹی کام سے
خموشی سی چھائی سر شام سے

لگے ہونے اب ہاٹ بازار بند
زمانے کے سب کار اور بار بند

مسافر نے دن بھر کیا ہے سفر
سر شام منزل پہ کھولی کمر

درختوں کے پتے بھی چپ ہو گئے
ہوا تھم گئی پیڑ بھی سو گئے

اندھیرا اجالے پہ غالب ہوا
ہر اک شخص راحت کا طالب ہوا

ہوئے روشن آبادیوں میں چراغ
ہوا سب کو محنت سے حاصل فراغ

کسان اب چلا کھیت کو چھوڑ کر
کہ گھر میں کرے چین سے شب بسر

تھپک کر سلایا اسے نیند نے
تردد بھلایا اسے نیند نے

غریب آدمی جو کہ مزدور ہیں
مشقت سے جن کے بدن چور ہیں

وہ دن بھر کی محنت کے مارے ہوئے
وہ ماندے تھکے اور ہارے ہوئے

نہایت خوشی سے گئے اپنے گھر	ہوئے بال بچّے بھی خوش دیکھ کر
گئے بھول سب بال بچّوں کا غم	سویرے کو اُٹھینگے اب تازہ دم
کہاں چین یہ بادشہ کو نصیب	کہ جیسں بے غمی سے ہیں سوتے غریب

یاد کرو ہجّے اور معنی

غالب راحت طالب فراغ تازہ دم

(۳۱) گنّا

۱- اگرچہ کھجور- ناریل اور دوسرے پودوں سے بھی قند و شکر بناتے ہیں - مگر اُن کا سب سے بڑا سرچشمہ گنّا ہے - بالخصوص ہمارے ملک میں تو ہر قسم کی شیرینی کا وہی مورثِ اعلےٰ ہے *

۲- گنّا اِبتدا میں ایک جنگلی گھاس تھا - جس کو پرورش کرتے کرتے انسانی صنعت نے ایسا نرم رسیلا بنا دیا ہے - اُس کی کئی قسمیں ہیں - کسی کا رنگ سُرخ کسی کا سیاہی مائل اور کوئی سفید ہوتا ہے *

۳- ہر مُلک کی آب و ہوا جس طرح انسان و حیوان کے قد و قامت اور رنگ و روغن میں اختلاف پیدا

کر دیتی ہے - اِسی طرح نباتات پر بھی اُس کا اثر ہوتا ہے - چنانچہ ہر خطے کا گنّا بھی مختلف طرز و انداز کا ہو گیا - کہیں بہت موٹا - لمبا - نرم و شاداب - کہیں پتلا - چھوٹا - کم رس - کہیں اوسط درجے کا ہوتا ہے - اکثر سفید رنگ کا گنّا تر و تازہ اور نرم رسیلا ہوتا ہے - سُرخ و سیاہ رنگ کا ذرا سخت ہے۔

۴ - بانس اور نرسل کی مانند گنّے میں پوریاں ہوتی ہیں اور ہر پوری پر گرہ - اُس کے سرے پر لمبے چمکیلے دو دھارے پتّے ہوتے ہیں - یہ حصّہ اگولا کہلاتا ہے اور مویشی کے چارے میں کام آتا ہے - یہ بات تو غلط ہے کہ گنّے کا تخم نہیں ہوتا - بے شک اُس میں پھول آتا اور بیج لگتا ہے - مگر وہ پھول لینے پھلنے سے پہلے ہی کھود لیا جاتا ہے۔

۵ - گنّا اُس قسم کے پودوں میں سے ہے جن کا تخم بھی بویا جاتا ہے اور شاخ بھی لگائی جاتی ہے - مگر اِس کی کاشت کا مروّج طریقہ دوسری قسم کا ہے - چنانچہ اس کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کاٹ کر کھیت میں

دبا دئے جاتے ہیں - ہر گرہ پر آنکھ ہوتی ہے - وہیں سے شاخ پھوٹ نکلتی ہے ٭

۶ - چیت بیساکھ میں اُس کی کاشت ہوتی ہے - اور جب تک برسات شروع نہیں ہوتی - کسان بڑی محنت مشقت سے اُس کے کھیت کو کوئیں یا نہر کے پانی سے سیراب کرتے ہیں - مینہ برستا ہے - تو ایکھ میں جان پڑ جاتی ہے - خوب بڑھتی اور تر و تازہ ہوتی ہے - گنّا جب تک بچّہ اور کچّا رہتا ہے - پھیکا اور کھاری ہوتا ہے - مگر کنوار کے مہینے میں پختگی پر آجاتا ہے - اُس وقت کھائیں تو شیریں اور خوش ذائقہ معلوم ہوتا ہے ٭

۷ - کولھو یا بیلن میں دبا کر گنّے کا رس نکالتے ہیں پھر اُس کو بڑے کڑھاؤ میں ڈال کر جوش دیتے ہیں - جب چاشنی تیار ہو جاتی ہے تو اُس کو ٹھنڈا کر کے گڑ - شکر یا راب بناتے ہیں - راب کی چاشنی نرم رکھتے ہیں اور اُس کو ہنڈوں اور مٹکوں میں بھر لیتے ہیں - گڑ کی چاشنی راب کی بہ نسبت سخت ہوتی ہے اور شکر کی

اُس سے بھی زیادہ کڑی ؞
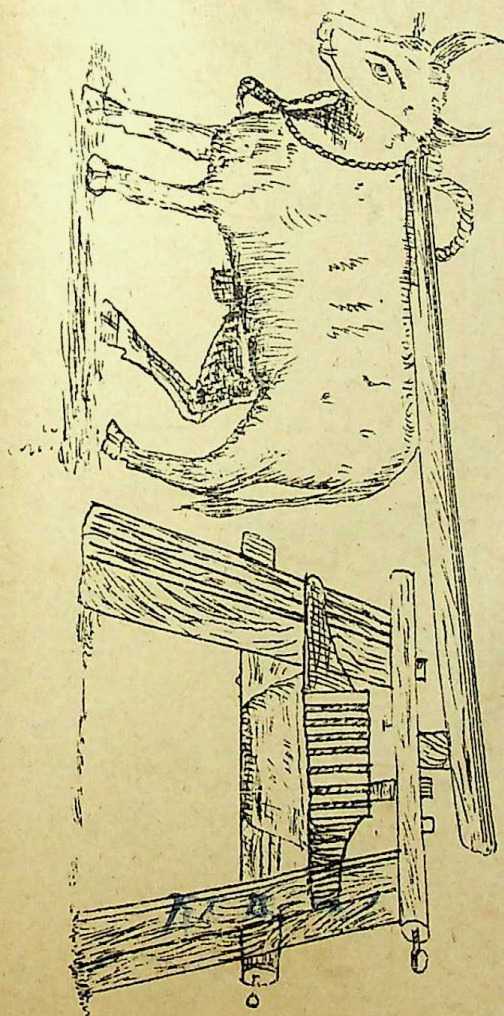
۸-راب کی کھانچی ڈالتے ہیں-جہاں یہ کارخانہ ہوتا ہے-وہ مکان کھنڈسال کہلاتا ہے-کھانچی میں راب کا شیرہ نچڑ کر الگ ہو جاتا ہے اور دانہ دار سفید کھانڈ (قند) باقی رہ جاتی ہے-پھر حلوائی اُس کو پکا کر صاف کرتے اور بورا-بتاسا-مصری-اولا بناتے ہیں-اُسی سے رِقسم رِقسم کی مٹھائیاں نفیس اور خوش مزہ تیّار ہوتی ہیں ❊

۹-جب گنّے کے رس کو گھڑے میں بھر کر رکھ چھوڑتے ہیں-تو کچھ عرصے میں وہ سرکہ بن جاتا ہے-سرکہ سے انواع و اقسام کی چٹنیاں اور اچار بنائے جاتے ہیں ❊

یاد کرو ہجّے اور معنی

قند	بِالخُصُوص	مُورِثِ اعلےٰ	مائل	اختلاف
نباتات	طَرز	شاداب	مَویشی	مُروّج

(۳۲) مطالعہ اور آموختہ

۱-کتاب کا مطالعہ طالب علم کے واسطے نہایت ضروری

کام ہے - کیونکہ اپنے سبق میں جس قدر غور و فکر تم خود کرتے ہو - اُس سے تمہارے ذہن کی قوّت اور اصلی استعداد بڑھتی ہے ٭

۲ - اگر تم اپنی طبیعت پر زور نہ ڈالوگے اور محض اُستاد کی تعلیم پر تکیہ کروگے - تو تمہارا حال اُن اپاہج بچّوں کا سا ہو جائیگا - جو خود پاؤں چلنا نہیں سیکھتے - بلکہ دوسروں کی گود میں لدے لدے پھرتے ہیں ٭

۳ - بے شک ابتدا میں طالب علم کو اِس بات کی طرف زیادہ توجّہ کرنی چاہئے کہ جو کچھ اُستاد بتاتا اور سمجھاتا ہے - اُس کو خوب غور سے سُنے اور حرف بحرف یاد رکھے - جو ذخیرہ اُستاد کی تعلیم سے تمہارے حافظے میں جمع ہوتا جاتا ہے - اُس کو ساتھ ہی ساتھ کام میں لانا شروع کرو ٭

۴ - جو علم تم کو روز بروز حاصل ہوتا ہے - اُس کو کام میں لانے کا یہی طریقہ ہے - کہ اپنے آئندہ سبق کا مطالعہ کیا کرو - یعنی اُسے بغیر کسی کی مدد کے اپنے آپ پڑھو - اِس طور سے تمہارا علم بہت جلد ترقی

پائیگا - اگر آج دو ہے - تو کل چار ہو جائیگا ÷

۵ - شاید شروع شروع میں یہ کام تم کو بہت دشوار اور ناگوار معلوم ہو - لیکن خبردار گھبرانا مت! ذرا صبر کے ساتھ اِس طریقے پر عمل کروگے - تو سب مشکلیں آسان ہو جائینگی اور خود بخود تمہاری طبیعت کو کامیابی کی راہیں سوجھنے لگینگی ÷

۶ - مطالعہ کرنے والوں کی کیفیت ابتدا میں اُن بچّوں کی سی ہوتی ہے جو گھٹنوں کے بل چلتے ہیں پھر کھڑا ہونا سیکھتے ہیں تو گر پڑتے ہیں لیکن وہ اپنی مشق برابر جاری رکھتے ہیں - آخر ایسے شہ زور چُست و چالاک بن جاتے ہیں کہ اپنی دوڑ دھوپ کے آگے اونچے ٹیلوں اور گہری خندقوں کی بھی کچھ اصل نہیں سمجھتے ÷

۷ - مطالعہ کے یہ معنی نہیں کہ ایک دو بار آئندہ سبق سرسری طور پر دیکھ بھال لیا جو سمجھ میں آیا سو آیا۔ باقی کو اِس بھروسے پر چھوڑ دیا کہ اُستاد سے یا کسی ہوشیار ہم سبق سے دریافت کر لینگے -

ایسا مطالعہ بالکل ناکارہ ہے - اُس سے کچھ ترقی
تمہاری استعداد میں نہ ہوگی - اگر تمہارے مُنہ میں
دانت ہیں - تو تم دوسروں کے چبائے ہوئے لقمے
کے منتظر مت رہو - بلکہ خود چباؤ اور کھاؤ ؞

۸ - مفید طریقہ مطالعہ کا یہ ہے کہ ایک ایک لفظ
اور ایک ایک فقرے پر دل لگا کر غور کرو - کیسی
ہی خفیف بات ہو - اُس کو بغیر سمجھے نہ چھوڑو -
جب تم اِس انداز سے مطالعہ کرو گے - تو بعض باتیں
ایسی پاؤ گے جو پہلے سے تمہارے ذہن میں موجود ہیں
اُن پر غور کرنے سے تمہاری یادداشت تازہ اور پختہ
ہو جائیگی - بعض باتیں تمہاری نظر سے ایسی گذرینگی
جو تمہاری جانی ہوئی باتوں سے ملتی جلتی ہیں - اُن
کو تم تھوڑے تامل اور فکر سے سمجھ سکو گے - بعض
باتیں ایسی بھی پیش آئینگی جو بالکل نئی ہیں - مگر
خوب غور کرنے سے وہ تمہارے قیاس میں آ جائینگی
اُس وقت تم کو ایسی مسرت حاصل ہوگی - گویا تم
نے ایک نیا مُلک فتح کیا - اِس کامیابی کے بعد تم کو

خوشی حوصلہ ہوگا کہ آؤ آگے بڑھ کر دوسرا جھنڈا فتحمندی کا بلند کریں - ایسے مطالعہ کے بعد تم سبق پڑھوگے - تو جو کچھ اپنے اُستاد کی زبان سے سُنوگے - اُس کا یاد رکھنا اور سمجھنا بھی تم کو آسان ہو جائیگا ؀

۹ - مطالعہ کے لئے ایک خاص وقت مقرر کرو - تنہا جگہ میں بیٹھو - جہاں نہ کوئی غل مچانے والا یا بات کرنے والا ہو - نہ کوئی کھیل تماشے کی چیز سامنے ہو جس کے سبب سے تمہارا دھیان بٹے - چلّا چلّا کر پڑھنے یا گنگنانے کی عادت نہ ڈالو - بلکہ ہمیشہ چپ چاپ مطالعہ کیا کرو - تاکہ غور و فکر میں خلل نہ پڑے - کتاب پر جُھک کر مطالعہ کرنا جسم کے لئے مُضر ہے - یا تو سیدھے بیٹھو اور اگر ہو سکے - تو چہل قدمی کرتے ہوئے کتاب دیکھا کرو - اگر ایک کتاب کے مطالعہ سے طبیعت اُکتا جائے - تو فوراً کام کو تبدیل کرو - کوئی دوسری کتاب خواہ دوسرا مضمون اختیار کرو - مثلاً زبان کی کتاب سے جی بھر جائے تو ریاضی کا مطالعہ کرو - اُس سے بھی طبیعت سیر

ہو جائے - تو تاریخ و جغرافیہ دیکھو - غرض یوں اول بدل کرکے طبیعت کو کام میں مصروف رکھو *

۱۰- جس طرح مطالعہ طالب علم کو ترقی کے زینے پر چڑھاتا اور اُس کے ذہن کی قوت بڑھاتا ہے۔ اسی طرح آموختہ پر نظر کرنا بھی کامیابی کا بڑا گُر ہے - جن باتوں کو تم نے آج اس قدر محنت اور مشقت سے سیکھا ہے - اگر بے پروائی سے اُن کو بھلا دیا - تو افسوس ہے کہ تمہاری تمام محنت اور وقت رائیگاں گیا - تیلی کے بیل کی مانند مت ہو - جس نے تمام دن سفر کیا اور پھر وہیں کا وہیں رہا - تم کو چاہیے کہ جو کچھ اپنی محنت اور وقت کے عوض میں حاصل کرتے ہو اُس کی خوب حفاظت کرو - جو سبق آج پڑھ چکے ہو اُس کو کل پھر دیکھو - اسی طرح ایک ہفتے کی خواندگی دوسرے ہفتے میں اور ایک مہینے کی دوسرے مہینے میں دُہراتے رہو - جو طالب علم اپنے کام میں اس طرح دل سے توجہ اور کوشش کریگا تو اُمید ہے کہ اُس کے علمی خزانے میں ایک کوڑی

کا گھاٹا نہ آنے پائیگا - دن دونا رات چوگنا بڑھتا جائیگا - اور ایک دن اُس کو جگت سیٹھ بنائیگا ۔

یاد کرو ہجّے اور معنی

مُطالعہ	غور	تکیہ کرنا	ذخیرہ	شہ زور
خفیف	قیاس	مسرّت	سیر	عوض

حکایت (۳۳)

۱ - ایک فاختہ کے گھونسلے پر کسی کوّے نے زبردستی قبضہ کر لیا تھا - اِس بات پر دونو میں خوب جنگ ہوئی - مگر ایک دوسرے کو مغلوب نہ کر سکا ۔

۲ - اب لڑتے لڑتے دونو اِس قدر عاجز آگئے تھے کہ اُن کو ایک منصف تلاش کرنا پڑا - جو انصاف کی راہ سے اُن کا جھگڑا چُکا دے اور آپس کا فساد مٹا دے ۔

۳ - اُس نواح میں ایک بڑھیا بلّی تھی - جس نے ظاہر میں شکار سے توبہ کر لی تھی اور رات دن عبادت میں مشغول رہنے کے باعث تمام جانور جو اُس

کی ظاہری حالت سے واقف تھے۔ اُس کو نہایت نیک سیرت اور پارسا خیال کرنے لگے تھے ٭

۴۔ فاختہ اور کوّے کو اس بات کی تمیز کچھ مشکل نہ تھی کہ وہ بلّی کو اپنی قوم کا دشمن سمجھ کر اُس کے پاس جانے سے پرہیز کرتے۔ کیونکہ اُس کی ڈراؤنی صورت۔ نُکیلے پنجے اور تیز دانت صاف ظاہر کرتے تھے کہ وہ پرندوں پر رحم کرنے کے واسطے ہرگز نہیں بنائی گئی ہے ٭

۵۔ افسوس کہ غصّہ اور عداوت نے اُن کو ایسا دیوانہ بنا دیا کہ وہ اپنی عقل اور تمیز کو کام میں نہ لا سکے اور اُس کی پرہیزگاری کی جھوٹی شہرت پر یقین کر کے فوراً اُس کے روبرو حاضر ہو گئے اور اپنا مقدمہ اس خواہش سے پیش کیا کہ بلا رو رعایت کے طے کر دیا جائے ٭

۶۔ مکّار بلّی دل میں تو بہت خوش ہوئی۔ لیکن ظاہر میں اُن کے آنے کو اس واسطے ناپسند کیا۔ کہ اُس کی عبادت میں خلل پڑا۔ اُن دونو نے بہت التجا

کے ساتھ عرض کیا - کہ اے بزرگ بلّی! دو دشمنوں کا انصاف چُکانا اور اُن میں صلح کرانا بھی خدا کی بندگی کرنے سے کچھ کم نہیں ہے - ہم کو اُمید ہے کہ آپ اس تکلیف کو خوشی سے برداشت فرمائینگی ٭

۷ - بلّی نے نہایت نرمی اور اخلاق سے جواب دیا - کہ اگر مجھ گنہگار کمبخت کی ذات سے خدا کی مخلوق کو کچھ فائدہ پہنچ سکے - تو میں اپنی خوش نصیبی سمجھونگی - مگر اے صاحبو! میں ضعیفی کی وجہ سے ذرا اونچا سُننے لگی ہوں - جب تک تم اپنا معاملہ میرے کان کے قریب چلّا چلّا کر نہ بیان کروگے - میں تمہارے حق میں کوئی مناسب فیصلہ نہ کر سکونگی ٭

۸ - اب بھی موقع تھا کہ وہ دونو بیوقوف داد خواہ بلّی کے اِس داؤ گھات کو سمجھ جاتے کہ وہ اپنی کمزوری کے نقصان کو جس کے سبب سے اُن پر حملہ نہیں کر سکتی - اِس طرح پورا کرنا چاہتی ہے کہ بات سُننے کے حیلے سے اپنے پاس بلائے اور اُن کو آسانی سے شکار کر لے ٭

۹- اُن کی سمجھ بوجھ پر اُس وقت ایسا پردہ غصّے نے ڈال دیا تھا کہ اُنھوں نے کچھ بھی انجام کی فکر نہ کی اور جو بازو قدرت نے اُن کو اِس غرض سے عنایت کئے تھے کہ ہوا میں اُڑ کر اپنے دشمنوں سے محفوظ رہیں - وہ اُنہیں بازوؤں کے وسیلے سے اپنے جانی دشمن کی بغل میں جا بیٹھے

۱۰- نہایت حلم اور بردباری کے ساتھ بلّی نے اپنا سر جھکا لیا اور خوب غور و توجّہ کے ساتھ دونو کی تقریر سُنی - اُس کے بھولے چہرے اور اَدھ کھلی آنکھوں سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ اُن کے معاملے میں ایک بڑے بوڑھے نیک دل سرپنچ کی مانند حق بات کے دریافت کرنے میں غور کر رہی ہے - اور عنقریب اخیر حکم سُنانے والی ہے *

۱۱- اب تم خود قیاس کر سکتے ہو - کہ ایک بلّی کی عدالت سے دو پرندوں کے حق میں کیا حکم صادر ہو سکتا ہے ؟ بے شک وہ اُن دونو غافل دشمنوں کی موت تھی جو یکایک بلّی کے ایک ہی جھپٹے میں

آ پہنچی اور اُن کو اِتنی فرصت بھی نہ دی کہ اپنی غلطی سے واقف ہو سکیں ÷

یاد کرو ہجّے اور معنی

مَغلُوب	مُنصِف	فَساد	نوَاح	عِبادَت
سِیرَت	پارسا	عَداوَت	رِعایَت	اَخلاق
داد خواہ	حِیلہ	حِلم	عَنقَرِیب	فُرصت

(۳۴) مُعافی اور اِنتقام

۱- خطا سے پاک جُرم سے بری عام آدمیوں میں تو کوئی نظر نہیں آتا - نہایت غنیمت ہیں وہ لوگ جن میں خوبیاں زیادہ اور بُرائیاں کم ہیں اور بہت ہی نیک ہیں وہ لوگ جو اوروں کی ٹوہ میں نہیں رہتے بلکہ اپنے ہی کاموں کو جانچتے ہیں - اُن میں جو خطا قصور پاتے ہیں - عین وقت پر اُن کا علاج کرتے ہیں ÷

۲- اگر ہم اپنے تمام فعلوں کو انصاف کی نظر سے دیکھیں - تو معلوم ہو کہ ہم سے بہت سی خطائیں روز مرّہ

سرزد ہوتی ہیں - ہمارے اکثر کاموں سے دوسروں کو تکلیف پہنچتی ہے - لیکن ہم اپنی کرتوت کی جانچ میں بہت غفلت کرتے ہیں - اسی سبب سے نہ اپنی خطاؤں کو پہچانتے ہیں نہ اُن کو بُرا جانتے ہیں ٭

۳ - جب کہ ہم اپنے آپ کو بے قصور - بے خطا - بے جُرم - بے گناہ نہیں پاتے - تو نہایت ناانصافی کی بات ہے کہ اوروں کی خطا کو سخت نگاہ سے دیکھیں کیا وجہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو تو معذور سمجھیں اور دوسروں کی ادنےٰ بھول چوک کبھی معاف نہ کریں - افسوس ہے کہ اپنے قصوروں کو بالکل فراموش کر دیتے ہیں - اسی واسطے دوسروں سے خفیف قصور کا بھی بدلہ چاہتے ہیں ٭

۴ - نیک آدمی سب کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرتے ہیں - لوگوں کی پوشیدہ خطاؤں کی ٹوہ میں نہیں رہتے - ادنےٰ قصوروں پر گرفت نہیں کرتے - اپنے آپ کو ایسا بنا لیتے ہیں - گویا کہ اُنہوں نے کوئی قصور دیکھا ہی نہیں - اسی کو چشم پوشی کہتے ہیں - جو چشم پوشی

کرتا ہے - اُس کا رعب اوروں پر قائم رہتا ہے - جو شخص ذرا ذرا سی باتوں پر بگڑتا اور خفا ہوتا ہے - وہ اپنا ڈر اور بھرم کھوتا ہے +

۵ - البتّہ جو قصور تمہارے مقابلہ میں علانیہ اور قصداً کیا گیا ہو - اُس پر ضرور باز پُرس کرو - اگر قصوروار اپنے قصور کا اقرار کرے اور اپنے کام سے نادم ہو کر اپنی خطا کی معافی چاہے - تو فیاضی اور جوانمردی یہ ہے کہ فوراً معاف کر دو - معافی سے تم کو ایسی خوشی حاصل ہوگی جو انتقام لینے سے ہرگز نہیں ہو سکتی + مؤلف

نادموں کی خطا معاف کرو	ہے معافی میں لذت اور سرور
اپنے دل میں ذرا کرو اِنصاف	کون ہے جو ہے خطا و قصور

۶ - بدلے کے قابل صرف وہ خطائیں ہوتی ہیں جن کا کرنے والا اطلاع پانے کے بعد بھی پشیمان نہ ہو - اور اپنی خطا کو خطا نہ جانے - بلکہ اُس پر اصرار کرے - اِس صورت میں انتقام لینا واجب ہے - نہیں تو وہ قصور عادت بن جائیگا - خود قصور کرنے والے کو بلا میں پھنسائیگا اور دوسروں کو اذیت پہنچائیگا + مؤلف

جو انتقام نہ لینے سے ہو خطا افزوں
تو یہ تمہاری خطا ہے جو انتقام نہ لو
وہ کام جس سے اوروں کو فائدہ پہنچے
تم اُس کے کرنے سے زنہار ہاتھ تھام نہ لو
جو انتقام سے منظور ہو خوشی اپنی
تو ایسے کام کا تم بھول کر بھی نام نہ لو

۷- نیک اور شریف آدمی اوّل تو کسی کے آزارے کے روادار نہیں ہوتے- اور اگر ناوانستہ کسی کے حق میں کوئی ادنےٰ خطا بھی اُن سے ہو جاتی ہے- تو اُن کو بہت افسوس اور بڑی ندامت ہوتی ہے- اور وہ بے تامل اپنی خطا کا اقرار کرتے اور بہت منت سے اُس کی معافی چاہتے ہیں- کیونکہ خطا پر اصرار کرنا اور اُس کو بُرا نہ جاننا یہ دوسری خطا ہے- خطا کرنے سے آدمی کے دل میں اس قدر بُرائی پیدا نہیں ہوتی- جتنی کہ اپنی خطا کو خفیف سمجھنے سے پیدا ہوتی ہے

ہے بیمار تو ٹھیک بچنے کے قابل
مگر ایسے نادان کا کیا ٹھکانا
جو اپنی خطا کو خطا جانتا ہے
کہ جو درد ہی کو دوا جانتا ہے

بُرا مانتا ہے جو سمجھائے کوئی	بُرائی کو اپنی بھلا جانتا ہے
وہ انجام کو روئیگا سر پکڑ کر	نہیں اِس میں دھوکا خدا جانتا ہے

یاد کرو ہجّے اور معنی

مُحْذور فرامُوش گِرِفت رُعب عَلانیہ

شُرُور اِضرار اَذِیّت زِنہار وَقر

(۳۵) معاش

۱- اپنے اور اپنے اہل و عیال کے واسطے کمانا اور معاش پیدا کرنا بھی انسان کی نیکیوں میں سے ایک بڑی نیکی ہے اور باوجود طاقت و قدرت کے دوسروں کا محتاج بننا ایک گناہ ہے - اِس لئے ہر شخص پر واجب ہے کہ وہ معاش پیدا کرنے کے لئے کوئی پیشہ اختیار کرے +

۲- وہ پیشے جن سے معاش حاصل ہوتی ہے - بعض ضروری ہیں - جیسے زراعت - تجارت - کان کھودنا - آہنگری - نجاری وغیرہ - کیونکہ اِن پیشوں کے ذریعے سے انسانوں میں تہذیب پھیلتی اور اُن کی زندگی راحت و آرام سے بسر ہوتی ہے +

۳ - بعض پیشے غیر ضروری ہیں - جیسے زر گری - بازیگری - نقالی - مسخرا پن وغیرہ - کیونکہ یہ پیشے صرف عیش و نشاط کے لئے ہیں - زندگی کی کوئی ضرورت ان پیشوں پر منحصر نہیں - بعض پیشے بالکل مصلحت عام کے خلاف ہیں - کیونکہ اُن کا کرنے والا نہ خود معاش پیدا کرتا نہ اوروں کو دیتا ہے - جیسے قمار بازی - جھوٹی گواہی - چوری - قزاقی وغیرہ +

۴ - اعلےٰ پیشے وہ سمجھے جاتے ہیں جو دانائی اور شجاعت سے تعلق رکھتے ہیں - جیسے - انتظام عدالت - تعلیم - طب - حساب کتاب - مساحت - سپاہگری وغیرہ - ادنےٰ پیشے وہ ہیں جو صرف جسمانی طاقت پر موقوف ہیں - جیسے بوجھ ڈھونا - لکڑیاں چیرنا - مٹی کھودنا وغیرہ - ناکارہ پیشے وہ ہیں جن کے کرنے سے طبیعت کو نفرت ہوتی ہے - جیسے خاکروبی وغیرہ +

۵ - جو لوگ اعلےٰ درجے کی لیاقت حاصل کرتے ہیں - وہی اعلےٰ پیشے اختیار کر سکتے ہیں - جو کم لیاقت ہوتے ہیں - اُن کو مجبوراً کوئی ادنےٰ پیشہ اختیار کرنا

پڑتا ہے - جو شریف آدمی ہیں - وہ جائز پیشے کو اختیار کرتے ہیں - خواہ ادنےٰ ہو خواہ اعلےٰ - وہی نیک معاش کہلاتے ہیں - جو لوگ پاجی کمینے ہیں وہ ناجائز پیشے کرتے ہیں - جیسے چوری - جوآ وغیرہ - وہی بد معاش کہلاتے ہیں ÷

۶ - انسان کو لازم ہے - کہ جائز پیشے اختیار کرے اور جو پیشہ اختیار کرے - اُس میں کامل ہونے اور اُستاد بننے کی کوشش کرے - کیونکہ ناقص اور بے ہنر آدمی کی محنت بہت ضائع ہوتی ہے - وہ بہت سا وقت کھو کر تھوڑا کماتا ہے - کامل اور باہنر آدمی تھوڑے وقت میں زیادہ اُجرت پاتا ہے ÷ مؤلف

کوئی پیشہ ہو زراعت یا تجارت یا کہ علم
چاہیئے انسان کو پیدا کرے اُس میں کمال
کاملوں کی عمر بڑھ جاتی ہے خود کر لو حساب
باہنر کا ایک دن اور بے ہنر کا ایک سال

۷ - ہر ایک پیشے میں سچائی - راستبازی اور ایمانداری سے نفع حاصل ہوتا ہے - دغا - فریب - چالاکی - طراری

کا انجام ہمیشہ نقصان ہے - کیونکہ دنیا میں اکثر کام ایک دوسرے کے اعتبار پر چلتے ہیں - اور جو ایک بار دغا کرتا ہے - اُس کا اعتبار نہیں رہتا اور جس کا اعتبار نہیں - وہ کھوٹا پیسہ ہے جو بغیر بٹے کے ہرگز نہ چلیگا یا کاٹھ کی ہنڈیا یا کاغذ کی ناؤ ہے جو ایک بار کے سوا کام نہ دیگی - جو شخص اپنے نفع کے واسطے دوسرے کو خسارہ دیتا ہے - وہ حقیقت میں خود خسارہ پاتا ہے ٭

۸ - کاریگروں کو چاہیئے کہ لوگوں کو دھوکے میں ڈالنے کی نیت سے کھوٹی چیزیں نہ بنائیں - تاجروں کا فرض ہے کہ اپنے مال کی جھوٹی تعریف نہ کریں - جو عیب و نقص اُن کو معلوم ہو - خریدار کو جتا دیں - کم تولنا - کم ناپنا - فریب دینے کی غرض سے چیزوں میں آمیزش کرنا سخت گناہ ہے - خریدار کو لازم ہے کہ سودے کی دیکھ بھال ہوشیاری سے کر لے - نرخ کے چکانے میں اُس کو حجت کرنے کا اختیار ہے - مگر جو ٹھہر گیا ہو اُس سے زیادہ چاہنا یا داموں میں

کمی کرنا یا کھوٹے دام دینا یا بیچنے والے کو دھمکانا
نہایت کمینہ پن ہے ❊ مؤلف

راستی سیدھی سڑک ہے جس میں کچھ کھٹکا نہیں
کوئی رہرو آج تک اس راہ میں بھٹکا نہیں

یاد کرو ہجے اور معنی

اہل و عیال	معاش	تجّار	آہنگر	تہذیب
زرگر	نشاط	مصلحت	قمار	قزاق
خاکروب	طرّار	خسارہ	آمیزش	رہرو

(۳۶) نمک

۱- کھانے میں نمک نہ ہو- تو کیسا پھیکا اور بے مزہ معلوم ہوتا ہے- مگر نمک کے استعمال سے صرف یہ ہی منفعت نہیں- کہ وہ ہماری خوراک کو مزیدار بنا دیتا ہے- بلکہ بڑا فائدہ یہ ہے کہ وہ غذا کو ہضم کرتا ہے- اُس کے کھانے سے خون صالح پیدا ہوتا ہے- اگر آدمی نمک نہ کھائے- تو بعض بیماریوں میں مبتلا ہو جائے❊

۲- نمک ایک مرکّب شے ہے- وہ قدرتی طور پر دو

عناصر سے ملکر بنا ہے - اگر وہ دونو عنصر خالص حالت میں استعمال کئے جائیں - تو بجائے نفع کے نقصان پہنچائیں - یہ خدا کی حکمت ہے - کہ ان دونو کو ترکیب دیکر ایسی ضروری اور مفید چیز بنا دی ÷

۳ - نمک کی بہت قسمیں ہیں - جو نمک ہمارے کھانے میں آتے ہیں - وہ نمکِ طعام کہلاتے ہیں - وہ بھی کئی طرح کے ہیں - بعض سفید - شفاف - بعضے گلابی - بعضے خاکی یا نیلگوں - نمک کی صفت یہ ہے کہ وہ آسانی سے توڑا اور پیسا جا سکتا ہے - پانی میں بہت جلد گھل مل جاتا اور مرطوب ہوا میں پسیل جاتا ہے ÷

۴ - تم نمک تو روز مرّہ کھاتے ہو - غالباً یہ نہ معلوم ہوگا کہ وہ کس جگہ بنتا اور کہاں سے آتا ہے اُس کی پیداوار ہر ملک میں جُدا جُدا طور پر ہے - کہیں پہاڑ سے نکلتا ہے - کہیں سمندر سے - کہیں جھیل سے - ایک قسم کا نمک لاہوری کہلاتا ہے - اِس کا سبب یہ ہے کہ پنجاب کی مغربی حدود میں

کوہ نمکسار ہے - وہاں سے وہ نمک نکلتا ہے - قدیم زمانے میں اُس کی منڈی لاہور تھی - اِس لئے لاہور کے نام سے معروف ہو گیا ؛

۵ - بنگال - مدراس اور بمبئی میں سمندر کے پانی کو پکا کر نمک نکال لیتے ہیں - ہمارے ملک میں جو نمک زیادہ تر کھایا جاتا ہے - وہ راجپوتانے کی سانبھر جھیل سے آتا ہے - اور اِسی لئے سانبھر کہلاتا ہے - یہ جھیل جے پور - جودھ پور کی سرحد میں واقع ہے - ۲۰ میل لمبی اور قریب ۵ میل کے چوڑی ہے - پانی اُس کا نہایت شور ہے - جھیل کے کنارے کیاریاں بنا کر پانی سے لبریز کر دیتے ہیں - کچھ عرصے میں پانی تو خاک کے اندر جذب ہو جاتا ہے - اور نمک کی تہ جم کر رہ جاتی ہے - جہاں اُس کو کھود کر کنارے پر ڈالا اور پانی چھڑکا صاف ستھرا لُون نکل آیا - ہر سال لاکھوں روپے کا نمک تاجروں کے ہاتھ فروخت ہوتا ہے اور گرد و نواح کے اضلاع کو لدا چلا جاتا ہے - محصول

اُس کا سرکاری خزانے میں داخل ہوتا ہے۔ اِس زمانے میں تجارت کی آسانی کے لئے جھیل کے کنارے تک ریل بنا دی گئی ہے۔ اِس کے علاوہ اَور بھی چھوٹی چھوٹی جھیلیں اور کوئیں ہندوستان میں ہیں۔ جن کے پانی سے نمک نکالا جاتا ہے۔

26 फरवरी 2632

یاد کرو ہجّے اور معنی

صارِح	مُرکّب	عُنصُر	عَناصِر	ترکیب
طَعام	شَفّاف	مَرطوب	شُور	جذب

(۳۷) صُبح کی آمد

از مؤلّف

خبر دن کے آنے کی میں لا رہی ہوں
اُجالا زمانے میں پھیلا رہی ہوں

بہار اپنی مشرق سے دکھلا رہی ہوں
پُکارے گلے صاف چلّا رہی ہوں

اُٹھو سونے والو کہ میں آ رہی ہوں

ہیں سب کار بہار کے ساتھ آئی
ہیں رفتار و گفتار کے ساتھ آئی
ہیں باجوں کی جھنکار کے ساتھ آئی
ہیں چڑیوں کی چہکار کے ساتھ آئی

اُٹھو سونے والو کہ میں آرہی ہوں

اذاں پر اذاں مرغ دینے لگا ہے
خوشی سے ہر اک جانور بولتا ہے
درختوں کے اوپر عجب چہچہا ہے
سہانا ہے وقت اور ٹھنڈی ہوا ہے

اُٹھو سونے والو کہ میں آرہی ہوں

یہ چڑیاں جو پیڑوں پہ ہیں غل مچاتی
اِدھر سے اُدھر اُڑ کے ہیں آتی جاتی
دُموں کو ہلاتی پروں کو پھلاتی
مری آمد آمد کے ہیں گیت گاتی

اُٹھو سونے والو کہ میں آرہی ہوں

جو طوطے نے باغوں میں ٹیں ٹیں مچائی
تو بلبل بھی گلشن میں ہے چہچہائی
اور اونچی منڈیروں پہ تتاباں بھی گائی
ہیں سو طرح دے رہی ہوں دہائی

اُٹھو سونے والو کہ میں آرہی ہوں

ہر اک باغ کو میں نے مہکا دیا ہے
نسیم اور صبا کو بھی لہکا دیا ہے
چمن سرخ پھولوں سے دہکا دیا ہے
مگر نیند نے تم کو بہکا دیا ہے

اُٹھو سونے والو کہ میں آرہی ہوں

ہوئی مجھ سے رونق پہاڑ اور بن میں
ہر اک ملک میں دیس میں اور وطن میں
کھلاتی ہوئی پھول آئی چمن میں
بجھاتی چلی شمع کو انجمن میں

اُٹھو سونے والو کہ میں آ رہی ہوں

جو اس وقت جنگل کی بوٹی جڑی ہے
عجب یہ سماں ہے عجب یہ گھڑی ہے
سحر نولکھا ہار پہنے کھڑی ہے
کہ پچھلے کی ٹھنڈک سے شبنم پڑی ہے

اُٹھو سونے والو کہ میں آ رہی ہوں

ہرن چونک اُٹھے چوکڑی بھر رہے ہیں
ندی کے کنارے کٹڑے چر رہے ہیں
کلولیں ہرے کھیت میں کر رہے ہیں
غرض میرے جلوہ پہ سب مر رہے ہیں

اُٹھو سونے والو کہ میں آ رہی ہوں

ہیں تاروں کی چھاؤں آن پہنچی یہاں تک
مجھے پاؤگے دیکھتے ہو جہاں تک
زمیں سے ہے جلوہ مرا آسماں تک
کروگے بھلا کاہلی تم کہاں تک

اُٹھو سونے والو کہ میں آ رہی ہوں

پوجاری کو مندر کے میں نے جگایا
بھٹکتے مسافر کو رستہ بتایا
مؤذن کو مسجد کے میں نے اُٹھایا
اندھیرا گھٹایا اُجالا بڑھایا

اُٹھو سونے والو کہ میں آ رہی ہوں

لدے قافلوں کے بھی منزل سے ڈیرے
چلے جال کندھے پہ لیکر مچھیرے
کسانوں کے ہل چل پڑے منہ اندھیرے
دلدّر ہوئے دور آنے سے میرے

اُٹھو سونے والو کہ میں آ رہی ہوں

بگل اور طنبور سنکھ اور نوبت
بجانے لگے اپنی اپنی سبھی گت

چلی توپ بھی دن سے حضرت سلامت ۔ نہیں خوب غفلت نہیں خوب غفلت

اُٹھو سونے والو کہ میں آ رہی ہوں

ہوشیار ہو جاؤ اور آنکھ کھولو ۔ شور کرو میں اور نہ بستر ٹٹولو

خدا کو کرو یاد اور مُنہ سے بولو ۔ بس اب خیر سے اُٹھ کے مُنہ ہاتھ دھولو

اُٹھو سونے والو کہ میں آ رہی ہوں

بڑی دھوم سے آئی میری سواری ۔ جہاں میں ہوا اب مرا حکم جاری

ستارے چھپے رات اندھیری سدھاری ۔ دکھائی دئے باغ اور کھیت کیاری

اُٹھو سونے والو کہ میں آ رہی ہوں

میں پورب سے پچھم پہ کرتی ہوں دھاوا ۔ زمیں کے کرہ پیر لگاتی ہوں کاوا

میں طے کر کے آئی ہوں چین اور جاوا ۔ نہیں کہتی کچھ تم سے اِس کے علاوہ

اُٹھو سونے والو کہ میں آ رہی ہوں

یاد کرو ہجے اور معنی

رَفتار	گُفتار	آذان	آمد	گُلشن
نَسیم	صَبا	اَنجُمن		مُوَذّن

(۳۸) سچ کی تاثیر

۱- ایک شریف خاندان کا نو عمر لڑکا علم و کمال

حاصل کرنے کے شوق میں اپنے عزیز وطن کو چھوڑ دینے پر آمادہ ہے۔ وہ اپنی ضعیف ماں سے عرض کرتا ہے۔ "اگر آپ اجازت دیں۔ تو میں ایک قافلے کے ساتھ سفر کرنا چاہتا ہوں جو عنقریب ہمارے ملک کی دار السلطنت کو جانے والا ہے۔ کیونکہ میں سنتا ہوں کہ اُس بڑے شہر میں ہر قسم کے کامل لوگ موجود ہیں اور وہاں علم کا بڑا چرچا ہے"۔

۲۔ اُس یتیم لڑکے کی یہ درخواست اگرچہ ماں کے دل کو غمگین کرنے والی تھی۔ لیکن اُس دانا ماں کی محبت کا ولولہ عقل کے قابو سے باہر نہ تھا۔ اِس لئے وہ اپنے پیارے بچے کی جدائی کو علم کی دولت کے مقابلے میں گوارا کر سکتی تھی۔ چنانچہ اُس نے ہونہار بچے کے اِس نیک خیال کو بہت پسند کیا اور نہایت خوشی کے ساتھ اُس کی درخواست کو منظور فرمایا۔

۳۔ بزرگ ماں نے ضروری سامان سفر کا تیار کیا۔ اور جبکہ قافلے کی روانگی کا وقت قریب آیا۔ تو چالیس روپے جن کا اُس عہد میں رواج تھا۔ لڑکے کو حوالے

کئے - لیکن اس نقدی کے علاوہ ایک اور چیز بھی عطا کی جو کہ دنیا کے تمام جواہرات سے زیادہ بیش قیمت تھی - وہ نفیس چیز کان یا دریا سے نکلی ہوئی نہ تھی - بلکہ وہ نورانی دل کے سرچشمہ سے پیدا ہوئی تھی ؎

۴- وہ بے بہا چیز صرف یہ نصیحت تھی کہ میرے پیارے بچے ہمیشہ سچ بولیو ! اپنے دل - زبان اور ہاتھ کو سچّا رکھیو ! کیسا ہی خوف و خطر پیش آئے - "سچ پر ثابت قدم رہیو" اب تو مجھ سے عہد کر کہ ہمیشہ اس نصیحت پر عمل کرونگا ؎ سعادتمند لڑکے نے مہربان ماں کی باتیں بہت غور سے سُنیں اور سچّے دل سے عہد کیا کہ میں کسی حال میں اس کے خلاف نہ کرونگا یہ کہہ کر سلام رخصت کیا اور قافلہ کے ہمراہ بغداد کو روانہ ہوا ؎

۵- شاید قافلے نے دو تین ہی منزلیں طے کی تھیں - کہ اُس نو عمر مسافر کی آزمائش کا وقت آ پہنچا ناگاہ ایک زبردست گروہ قزاقوں کا نمودار ہوا - اہل قافلہ

اُن کا مقابلہ نہ کر سکے - ہر ایک شخص خوف زدہ اور بیقرار تھا - سوائے اُس لڑکے کے جس کو اپنی سچائی پر پورا اعتماد تھا - اُس کو یقین تھا کہ سچ مجھ کو ہر آفت سے بچائیگا اور سچّائی کی تلوار کا وار کبھی خالی نہ جائیگا +

۶ - جبکہ قزّاق ہر مسافر کی پوشیدہ نقدی طلب کر رہے تھے اور جو شخص کچھ حیلہ یا عذر کرتا تھا - وہ اُن کے بے رحم ہاتھوں سے بُری طرح ستایا جاتا تھا - ایک قزّاق نے لڑکے سے سوال کیا کہ جو کچھ تیرے پاس ہو بیان کر - لڑکے نے بے تامّل اپنے روپیوں کی تعداد بتا دی - اِس دلیرانہ سچّے جواب نے قزّاق کو دھوکے میں ڈال دیا - اِسی طرح چند قزّاقوں نے پوچھا - مگر اپنے رفیق کی طرح لڑکے کی طرف کسی نے توجّہ نہ کی +

۷ - آخرکار تمام قزّاق مالِ غنیمت اکٹھا کرنے کے لئے ایک مقام پر جمع ہوئے - اُس وقت اپنے سردار سے لڑکے کا ماجرا بیان کیا - اُس کو یہ بات ایسی

عجیب معلوم ہوئی کہ فوراً اُس لڑکے کو طلب کر کے خود دریافت کرنے لگا۔ جب اُس نے معلوم کیا کہ وہ عجیب لڑکا اپنے عہد پر ایسا ثابت قدم ہے۔ اور اپنی مہربان ماں کے حکم کی ایسی تعظیم کرتا ہے۔ تو اُس کی حالت میں ایک بڑی تبدیلی پیدا ہوئی۔

۸- اُس کو اپنے دل کے اندر سے ایک آواز آئی۔ "او احمد الفتی! کیا تجھ کو شرم نہیں آتی؟ کہ یہ بچہ اپنی ماں کے عہد پر قائم ہے اور تو اُس بڑے مالک کے عہد کی بھی کچھ پروا نہیں کرتا۔ ناحق اُس کی خلقت کو ستاتا اور غارت کرتا ہے"۔ اِس آواز کے سُنتے ہی قزاقوں کے سردار نے اپنے ظالمانہ پیشے سے فوراً توبہ کی اور اُس کے تمام رفیقوں نے بھی اُس کا ساتھ دیا۔

۹- وہ تمام غارتگر جن کے سامنے لوٹ کے مال کا انبار لگا ہوا تھا۔ یکایک ایسے رحمدل پارسا بن گئے کہ اُنہوں نے ہر ایک شخص کا مال واپس کر دیا اور جن کو اذیت پہنچائی تھی۔ اُن سے معافی چاہی اور

آئندہ تمام عمر نیکی کے ساتھ بسر کی۔ وہ سچا لڑکا جس کے سچ کی ایسی تاثیر ظاہر ہوئی۔ آئندہ زندگی میں ایک بڑا بزرگ شخص ہوا ہے۔ جس کا نام آج تک زندہ ہے۔ اور وہ شیخ عبد القادرؒ جیلانی کے نام سے مشہور ہے۔

یاد کرو ہجے اور معنی

تمام عمر	بیتیم	ولولہ	نورانی
عہد	قافلہ	اعتقاد	غنیمت	تعظیم

از مؤلف

(۳۹) سچ اور جھوٹ

سچ کہو سچ کہو ہمیشہ سچ
ہے بھلے مانسوں کا ہمیشہ سچ
سچ کہو گے تو تم رہو گے عزیز
سچ تو یہ ہے کہ سچ ہے اچھی چیز
سچ کہو گے تو تم رہو گے شاد
فکر سے پاک رنج سے آزاد
سچ کہو گے تو تم رہو گے دلیر
جیسے ڈرتا نہیں دلاور شیر
سچ سے رہتی ہے تقویت دل کو
سہل کرتا ہے سخت مشکل کو
جس کو سچ بولنے کی عادت ہے
وہ بڑا نیک با سعادت ہے
سچ ہے سارے معاملوں کی جان
سچ سے رہتا ہے دل کو اطمینان

سچ میں راحت ہے اور آسانی
سچ سے ہوتی نہیں پشیمانی
سچ ہے دنیا میں نیکیوں کی جڑ
سچ نہ ہو تو جہان جائے اجڑ
سچ کہوگے تو دل رہیگا صاف
سچ سے ہو جائینگے قصور معاف
سچ سے زنہار درگزر نہ کرو
دل میں کچھ خوف اور خطر نہ کرو
وہی دانا ہے جو کہ ہے سچا
اس میں بوڑھا ہو یا کوئی بچا
ہے برا جھوٹ بولنے والا
آپ کرتا ہے اپنا منہ کالا
فائدہ اس کو کچھ نہ دیگا جھوٹ
جائیگا ایک روز بھانڈا پھوٹ
جھوٹ کی بھول کر نہ ڈالو جو
جھوٹ ذلت کی بات ہے اخ تھو

یاد کرو ہجے اور معنی

شاد — سہل — سعادت — اطمینان — پشیمانی

(۴۰) ماں کی مامتا

از مؤلف

مامتا ماں کی جانتے ہیں سب
ماں ہے بچے کی پرورش کا سبب
بھوک بچے کو ہے ستاتی جب
ماں سے کرتا ہے رو کے دودھ طلب
دودھ دیتی ہے پیار کرتی ہے
جان اس پر نثار کرتی ہے
بچہ سینے سے جو رہا ہے چمٹ
نہیں لے سکتی بیدھڑک کروٹ
پاؤں کی بھی ذرا نہ ہو آہٹ
کبھی ننھے کی جائے نیند اچٹ

"اوں اوں" کرتی ٹھنکتی جاتی ہے
جب گیا وہ ننھا بچہ پر سو
گئے سب کام تھے ضروری جو
لیتی رہتی ہے ماں خبر ہر دم
ماں کو آرام کی کہاں فرصت
کپڑے لتّوں کی ہو گئی کیا گت
صبح اُٹھ کر کھنگالتی ہے تمام
بچہ اتنے میں چونک اُٹھا سو کے
ماں نے پھر لے لیا ہے خوش ہو کے
باتیں کرتی ہے پیار سے جوں جوں
رات کو لوریاں سناتی ہے
کس قدر سختی اُٹھاتی ہے
کبھی کنڈی بجا کے بہلایا
ماں کداتی اُچھالتی ہے اُسے
ہر طرح پر سنبھالتی ہے اُسے
دیکھ کر اُس کا چاند سا مکھڑا
جب لگایا ہے آنکھ میں کاجل

ہولے ہولے سرکتی جاتی ہے
چھوٹے ننکیے لگا دیئے دو دو
پر نہیں بھولتی ہے بچّے کو
اپنے بچّے پہ ہے نظر ہر دم
سوئی بیڈھب تو آگئی شامت
ہے بچھونا بھی تر بہ تر لت پت
جاڑے پالے کا وقت اور یہ کام
ناک میں دم کیا ہے رو رو کے
نیا کُرتا بدل کے مُنہ دھو کے
بولتا ہے جواب میں "آغوں"
گود میں لے کے بیٹھ جاتی ہے
بچّہ ہے اور ماں کی چھاتی ہے
کبھی کندھے لگا کے ٹہلایا
دیکھتی اور بھالتی ہے اُسے
"السیں" سے پالتی ہے اُسے
بھول جاتی ہے اپنا سب دُکھڑا
پڑا بچّے کی تیوری میں بل

دونو ہاتھوں سے آنکھیں ڈالیں مل	بچّہ بے چین ہے تو ماں بیکل
چپ کیا جھنجھنا بجا کے اُسے	سوئی خود پیشتر سُلا کے اُسے
اُس کا ہیّا جُدا پکاتی ہے	اُنگلیوں سے اُسے چٹاتی ہے
باتیں کرنا اُسے بتاتی ہے	پاؤں چلنا اُسے سکھاتی ہے
ماں کو بچّے سے جو محبّت ہے	درحقیقت خدا کی رحمت ہے

یاد کرو ہجّے اور معنی

رَحمت اللہ آمین رَحمت شامت نثار

(۴۱) تندرستی

جسم اور دماغ کے کاموں کا ٹھیک طور سے ہونا صحت اور تندرستی ہے - تندرستی ہی سے زندگی خوشگوار معلوم ہوتی ہے ٭

تنگدستی اگر نہ ہو سالک	تندرستی ہزار نعمت ہے

بہت سی آفتیں اِنسان کے پیچھے لگی ہوئی ہیں - جن سے تندرستی میں خلل پڑتا ہے - لیکن اُن میں سے اکثر ایسی ہیں جن سے بچنا انسان کے اختیار میں ہے - بشرطیکہ وہ اپنی عقل و تمیز کو کام میں

لائے - قدرتی قاعدوں کو سمجھے اور اُن پر عمل کرے۔
ہَوا - پانی - غذا - لباس - موسم - زمین - مکان اور ورزش
یہ ایسی ضروری چیزیں ہیں جن کے وسیلے سے
تندرستی قائم رہتی ہے - جہاں اِن میں خلل پڑا۔
تندرستی میں فتور آیا ٭

یاد کرو ہجّے اور معنی

صِحّت ورزِش خوشگوار تنگدستی

(۴۲) ہَوا

ہَوا سب سے زیادہ ضروری چیز ہے - دَم بھر نہ
مِلے - تو دَم ہَوا ہو جائے - اِسی لیئے قدرت نے
اُس کو ایسا بنایا ہے - کہ ہم کو بے تردّد ہر جگہ اور
ہر وقت مل سکتی ہے - یہ قدرتی قاعدہ ہے - کہ
آدمیوں اور جانوروں کے سانس لینے سے آگ یا
چراغ کے جلنے سے - گھاس پات یا مُردار کے سڑنے
سے اور ہر قسم کی عفونت کے پھیلنے سے ہَوا
خراب ہو جاتی ہے - کبھی یہ خرابی اِتنی بڑھ جاتی

ہے۔ کہ انسان کے حق میں زہر قاتل ہوتی ہے۔
مگر قدرت نے اس خرابی کا علاج بھی رکھ دیا ہے۔
جب تازہ ہوا کے جھونکے چلتے ہیں۔ تو خراب ہوا کو اُڑا
لے جاتے ہیں۔ اس طرح اُس کا نقص دور ہو جاتا ہے
پس ہوا کے چلنے اور بدلنے کے رستے کو ہرگز نہ روکنا
چاہیئے ÷

درختوں سے بھی ہوا صاف ہوتی ہے۔ جو ناقص ہوا
آدمیوں کے لیئے مضر ہے۔ وہ اُن کے لئے مفید ہے
پتّوں کے ذریعے سے درخت اُس کو چوس کر تر و تازہ
ہوتے ہیں۔ مگر درختوں کے قریب سونا اچھا نہیں۔
اُس وقت وہ ہوا اُن میں سے نکلتی ہے جو انسان کے
لئے مُضر ہے ÷

یاد کرو ہجّے اور معنی

دم گھُٹنا ہوا ہونا — عفونت — قاتل

(۴۳) پانی

ہوا کے بعد پانی کی زیادہ احتیاج ہے۔ اُسی سے

نباتات و حیوان کی حیات ہے - خالص پانی تمام روئے زمین پر ایک سا ہے - مگر زمین کی چیزوں جو گھل مل جاتی ہیں - وہ اس کے ذائقہ اور تاثیر کو بدل دیتی ہیں - کہیں کا پانی ہاضم اور شیریں ہوتا ہے - کسی جگہ کا ناگوار و شور - بڑے دریاؤں کا پانی چھوٹے ندی نالوں سے بہتر ہوتا ہے - مگر کپڑوں کے دھونے - جانوروں کے نہلانے - مردوں کے بہانے اور غلاظت کے ڈالنے سے دریا کا پانی بھی خراب ہو جاتا ہے - جہاں تک ممکن ہو - پنگھٹ کو ان خرابیوں سے محفوظ رکھنا چاہیئے - تالابوں کا پانی اگر احتیاط نہ کی جائے - تو بہت جلد خراب ہو جاتا ہے ٭

کُوآں جس قدر زیادہ گہرا ہو - پانی اچھا ہوتا ہے جو پانی قریب نکلتا ہے - اُس میں زمین کی گندگی زیادہ گھلی ہوتی ہے - آب نوشی کا کُوآں ایسی زمین میں نہ کھودنا چاہیئے - جہاں مدت تک نجاست ڈالی گئی ہو یا جس میں قبرستان ہو ٭ کوئیں کے پاک

صاف رکھنے میں چند باتوں پر خاص توجہ لازم ہے ؞
۱- مَن اتنی اونچی اور ڈھالو ہو۔ کہ باہر کا پانی اندر نہ جا سکے ؞
۲- کوئیں کے پاس پانی کا گڑھا یا کیچڑ یا کسی قسم کی غلاظت ہرگز نہ ہو ؞
۳- کوئیں کے کنارے نہانا اور کپڑے دھونا نہ چاہیئے ؞
۴- کوئیں کے اندر درختوں کے پتّے نہ جانے پائیں ؞
۵- ڈول اور رسّی کی صفائی کا بھی لحاظ رہے۔ لوٹوں کو مٹی مل کر کوئیں میں ڈالنا بُرا دستور ہے ؞
۶- کبھی کبھی کوئیں کی تہ سے کیچڑ مٹی کو نکال ڈالنا مناسب ہے ؞

२० फरवरी १९३९ ई.

یاد کرو ہجّے اور معنی

اِحتیاج نباتات غِلاظَت اِحتِیاط نجاست

(۴۴) غذا

جو چیزیں ہم کھاتے ہیں۔ اُن کی خاصیتیں مختلف ہیں۔ بعض تو بدن کی پرورش کرتی اور طاقت بڑھاتی

ہیں - جیسے گیہوں - چنا - دودھ - بعض چیزیں صرف گرمی کو قائم رکھتی ہیں - جیسے روغن اور شکر - ہو سکے تو ہر قسم کی چیزیں کھاؤ - تاکہ ہر طرح کا فائدہ حاصل ہو - میوے اور ہری ترکاریاں بھی اکثر کھانی چاہئیں اگر مدّت تک یہ چیزیں نہ ملیں - تو خون خراب ہو جاتا ہے - بعض چیزوں کی کثرت بھی مُضر ہے مثلاً گھی - شکر - چاول سے بدن میں چربی بڑھتی ہے چربی کی افزائش سے موٹاپا زیادہ اور طاقت کم ہو جاتی ہے ÷

جو غذائیں حرارت کو بڑھاتی ہیں - جیسے گھی - گوشت اور مغزیات - اُن کا کھانا زیادہ تر سرد مُلک اور سرد موسم میں مناسب ہے - گرم ملک اور گرم موسم میں غلّہ - دودھ - ترکاری اور پھل زیادہ موافق آتے ہیں ÷ مصالحہ کی بھرمار بھی معدے کو بگاڑ دیتی ہے - صرف اتنا چاہیئے - جس سے کھانے کے ذائقے اور تاثیر کی اِصلاح ہو جائے ÷

کھانا اُس وقت کھاؤ جبکہ پہلا کھانا ہضم ہو چکا ہو

رات کا کھانا اتنی دیر کرکے نہ کھاؤ - کہ کھاتے ہی سو جاؤ - ایک بار بہت کھانے سے کئی بار تھوڑا تھوڑا کھانا بہتر ہے - کم کھانے سے اتنی مضرّت نہیں پہنچتی - جتنی زیادہ کھانے سے - کچّا کھانا - سڑا بُسا کھانا نہایت مُضر ہے - جن برتنوں میں کھانا پکتا ہے - اُن کو خوب صاف رکھنا لازم ہے - اگر تانبے کے ہوں تو اُن پر قلعی ہونی چاہیئے - تانبے کا زنگار سخت زہر ہے +

یاد کرو ہجّے اور معنی

فاسد · اَفزائش · مُضرّیات · اِصلاح

(۴۵) لباس

باہر کی گرمی - سردی کی شدّت سے بدن کو محفوظ رکھنا واجب ہے - تاکہ اُس کی اندرونی حرارت اعتدال کے ساتھ قائم رہے - بدن کی جلد سے بھی یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے - مگر اُس سے کامل حفاظت نہیں ہو سکتی - جانوروں کو کھال کی امداد کے لئے اُون

اور پر عطا کئے گئے ہیں - انسان کو لباس تیار کرنے
کی حکمت دی گئی ہے - پس لباس ایسا ہونا چاہئے
کہ سردی کے وقت اندرونی حرارت کو خارج ہونے سے
اور گرمی کے وقت بیرونی گرمی کو بدن میں سرایت کرنے
سے روکے - سخت جاڑوں میں اون یا روئی کے دبیز کپڑے
موزوں ہوتے ہیں - معتدل موسم میں ہلکے کپڑے
تمام جسم میں سر اور دھڑ زیادہ حفاظت کے قابل
ہیں - بچّوں کو لباس کی سب سے زیادہ ضرورت ہے
سردی کھانے سے وہ بہت جلد بیمار ہو جاتے ہیں
بوڑھاپے میں اصلی حرارت کم ہو جاتی ہے - اسلئے
جوانوں کی بہ نسبت بوڑھوں کو لباس کی زیادہ حاجت
ہے +

سونے کی حالت میں بدن کی اصلی گرمی زیادہ نکلتی
ہے - خصوصاً فصل بہار میں پچھلی رات کی خنکی
اور شبنم بہت بُرا اثر کرتی ہے - ایسے وقت میں
بدن کو گرم رکھنے کے لئے سایہ کی جگہ یا اوڑھنے
بچھونے کا معقول سامان ہونا چاہیئے - تر لباس پہننا

ہمیشہ مُضر ہے۔ اِس کو جھٹ پٹ سُکھا لو یا بدل ڈالو۔ میلا کچیلا اور بدبو دار لباس بھی تندرستی میں خلل ڈالتا ہے۔ موٹے جھوٹے کم قیمت کپڑے کا کچھ مضائقہ نہیں۔ مگر صاف اور ستھرا ضرور ہو۔ کپڑے کو دھوپ دکھانے سے پسینے وغیرہ کی بو رفع ہو جاتی ہے۔ گرد و غبار جھاڑنے جھٹکنے سے اور میل کچیل دھونے سے دور ہوتا ہے۔

لباس کی مقدار اور وضع حیا اور ادب کے برخلاف نہ ہونی چاہیئے۔ بدن کے وہ حصّے ضرور پوشیدہ رہیں۔ جن کا پوشیدہ رکھنا واجب ہے۔ خوش رنگ۔ پھولدار اور زرّیں کپڑے زیب و زینت کے لئے ہوتے ہیں۔ ایسا مہین کپڑا پہننا جس سے نہ بدن کی حفاظت ہو نہ پردہ۔ محض فضولی اور حماقت ہے۔

یاد کرو ہجے اور معنی

شدت	اعتدال	مُضائقہ	جلد	سرایت
خصوصاً	کشیف	رفع	زرّیں	فضولی

(۴۶) موسم

مناسب درجے کی گرمی تری - صحت کے لئے مفید ہوتی ہے - زیادہ گرم و سرد یا زیادہ خشک و تر موسم بھی تندرستی میں فتور ڈالتا ہے ÷

(۴۷) زمین

جس قطعہ زمین پر مکان بنایا جائے - وہ خشک اور پاکیزہ ہونا چاہیئے - خشک وہی مقام رہتا ہے - جو بلند اور پانی ڈھال ہو - نشیب کی جگہ یا جھیل تالاب اور دلدل کے قریب تری نمی رہتی ہے اور تری نمی سے ہوا خراب ہوتی ہے جس زمین کے نیچے گندگی دبی ہوئی ہو - وہاں رہنا یا مکان بنانا ہرگز نہ چاہیئے - زمین کے سوراخوں میں ہوا گھس جاتی ہے اُس کے ساتھ اندر کی کثافت باہر آتی ہے اور اُس جگہ کی تمام ہوا کو بگاڑ دیتی ہے ÷

(۴۸) مکان

مکان کے بنانے کی بڑی غرض تو یہ ہے - کہ دھوپ - بارش اور سردی کی اذیّت سے پناہ ملے - مگر اس کے ساتھ روشنی اور حرارت کے اعتدال کا اور ہَوا کی تبدیل کا بھی لحاظ رکھنا نہایت ضروری ہے - اِس مقصد کے واسطے دریچے - روشندان مناسب طور سے رکھنے چاہئیں ٭

تنگ و تاریک مکان میں جہاں روشنی اور ہَوا کا گزر بخوبی نہ ہو - انسان تندرست نہیں رہ سکتا - تنگ اور بند مکانوں میں آدمیوں کا ہجوم ہونا یا آگ کا جلنا نہایت خوفناک بات ہے - زچّہ اور بچّہ کو تازہ ہَوا اور روشنی سے محروم رکھنا بُرا طریقہ ہے - اِسی وجہ سے اکثر بچّے ضائع ہوتے ہیں - آدمی جس مکان میں رہتے ہوں - وہیں جانوروں کا باندھنا بہت بُرا ہے ٭

مکان کے فرش اور صحن کو مٹی اور کوڑے سے چھتوں اور دیواروں کو مکڑی کے جالوں سے ہمیشہ

پاک صاف رکھنا چاہیئے ٭

کبھی کبھی سوندھی مٹّی سے لیپنا پوتنا۔ چونے کی سفیدی پھیرنا ہَوا کی صفائی اور مکان کی خوشنمائی کے لئے ضروری بات ہے ٭

مناسب موقع پر بیل بوٹوں کا لگانا اور پھلواڑی کا بونا بھی مفید ہے۔ مگر زیادہ سبزی اور جھاڑ جھنکار کا ہونا بھی اچّھا نہیں ٭

برتنوں اور کپڑوں کا دھوون اور غسل کا پانی صحن میں مت بہاؤ۔ نہ گھر کی زمین میں جذب ہونے دو۔ اُس کے بہ جانے کے لئے نالی بنا دینی چاہیئے ٭

پاخانے کی صفائی پر زیادہ توجّہ لازم ہے۔ جب تک غلاظت اُٹھائی جائے۔ مٹّی یا راکھ اُس پر ڈال دینی چاہیئے۔ اُس سے ہَوا میں بدبو نہ پھیلنے پائیگی۔ گھر کے آس پاس کوڑے کا انبار یا مُرجھائی ہوئی نباتات کا ڈھیر ہرگز نہ لگنے دو۔ اگر بستی میں صفائی کا انتظام نہ ہو۔ تو جہاں تک ہو سکے۔ گھر سے بہت دور فاصلے پر کوڑا ڈالو ٭

یاد کرو ہجّے اور معنی

ہُجُوم صَحن غُسَل

22 फरवरी 9

(۴۹) غسل

ہمارے بدن کی جلد میں نہایت باریک باریک سوراخ ہیں - جن کو مسامات کہتے ہیں - ان مسامات کی راہ سے ہر دم ناقص اور فضول چیزیں نکلا کرتی ہیں - جلد کا بیرونی چھلکا بھی ہمیشہ مُردار ہوتا رہتا ہے - گرد و غبار بھی ہوا میں سے جلد پر بیٹھ جاتا ہے - اس طرح میل کی تہیں جمتی چلی جاتی ہیں اور مسامات کو بند کر دیتی ہیں - اُن کے رُکنے اور کھال کے میلے رہنے سے بعض بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں - اس لئے تندرست آدمی کو ہر روز غسل کرنا ضروری ہے - غسل سے طبیعت کو فرحت اور ہاضمے کو تقویت ہوتی ہے - صبح کے وقت نہانا بہتر ہے - مگر کھانا کھاتے ہی یا شدّت کی بھوک میں نہانا مُضر ہے ۔

بچّے - بوڑھے اور ناتواں آدمی کے لئے نیم گرم۔ جوان اور قوی کے واسطے سرد پانی سُود مند ہے۔ مگر موسم کے لحاظ سے پانی کے مزاج کو تبدیل کرنا مناسب ہے - پانی صاف سُتھرا ہو - میلا یا گدلا نہ ہو ٭

زیادہ دیر تک پانی میں رہنا اچھا نہیں - مگر جھوٹ موٹ تھوڑا سا پانی بہا لینا بھی کچھ مفید نہیں - بدن کو خوب دھونا اور صاف کرنا چاہئے۔ اگر میسّر ہو - تو صابون کا اِستعمال کرو - اِس سے پسینے کا کھار اور میل خوب کٹ جاتا ہے - غُسل کے بعد فوراً بدن اور بالوں کو صاف کپڑے سے پونچھ ڈالو - بدن کے تر رہنے اور ٹھنڈی ہوا کے لگنے سے نقصان ہوتا ہے ٭

یاد کرو ہجّے اور معنی

مسامات قرحت نیم مسام

(۵۰) آدمی

میاں نظیر اکبر آبادی

دنیا میں بادشاہ ہے سو ہے وہ بھی آدمی	اور مفلس و گدا ہے سو ہے وہ بھی آدمی
زردار و بے نوا ہے سو ہے وہ بھی آدمی	نعمت جو کھا رہا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

ٹکڑے جو مانگتا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

یاں آدمی پہ جان کو وارے ہے آدمی	اور آدمی کو تیغ سے مارے ہے آدمی
پگڑی بھی آدمی کی اُتارے ہے آدمی	چلّا کے آدمی کو پکارے ہے آدمی

اور سُن کے دوڑتا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

اک آدمی ہیں جن کے یہ کچھ زرق برق ہیں	اُن کے پاؤں ہیں سونے کے کفش ہیں
جیتے تمام عمر سے تا بہ فرق ہیں	کمخواب تاس شال دوشالوں میں غرق ہیں

اور چیتھڑوں لگا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

اشراف اور کمینے سے لے شاہ تا وزیر	ہیں آدمی ہی صاحبِ عزت بھی اور حقیر
یاں آدمی مرید ہیں اور آدمی ہی پیر	اچھا بھی آدمی ہی کہاتا ہے اے نظیر

اور سب میں جو بُرا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

یاد کرو ہجے اور معنی

گدا — بے نوا — تیغ — زرق برق — فرق

(۵۱) مُلمّع کی انگوٹھی

از مؤلف

چاندی کی انگوٹھی پہ جو سونے کا چڑھا جھول
اوچھی تھی لگی بولنے اِترا کے بڑا بول
چاندی کی انگوٹھی کے نہ ہیں ساتھ رہونگی
وہ اَور ہے میں اَور - یہ ذِلّت نہ سہونگی
میں قوم کی اونچی ہوں بڑا میرا گھرانہ
وہ ذات کی گھٹیا ہے نہیں اُس کا ٹھکانہ
میری سی چمک اُس میں نہ میری سی دمک ہے
چاندی ہے کہ ہے رانگ مجھے اس میں بھی شک ہے
میری سی کہاں چاشنی میرا سا کہاں رنگ
وہ مول میں اور تول میں میرے نہیں پاسنگ
اے دیکھنے والو! تم ہی انصاف سے کہنا
چاندی کی انگوٹھی بھی ہے کچھ گہنوں میں گہنا
یہ سُنتے ہی چاندی کی انگوٹھی بھی گئی جل
اللہ رے ملمع کی انگوٹھی ترے چھل بل

سونے کے مُلمّع پہ نہ اِترا مری پیاری
دو دن میں بھڑک اِس کی اُتر جائیگی ساری.
مت بھول کبھی اصل کو اپنی اری احمق
جب تاؤ دیا جائیگا ہو جائیگا مُنہ فق
سچّے کی تو عزت ہی بڑھیگی جو کریں جانچ
مشہور مثل ہے کہ "نہیں سانچ کو کچھ آنچ"
کچھ دیر حقیقت کو چھپایا بھی تو پھر کیا؟
چھوٹوں نے جو سچّوں کو چِڑایا بھی تو پھر کیا؟
کھوٹے کو کھرا بن کے نکھرنا نہیں اچّھا
چھوٹے کو بڑا بن کے اُبھرنا نہیں اچّھا

یاد کرو ہجّے اور معنی

بڑا بول بولنا مُنہ فق ہونا
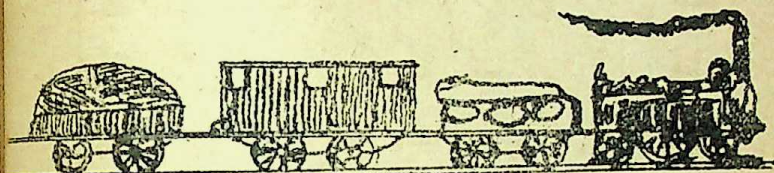
(۵۲) ریل گاڑی

از مؤلف

حیواں ہے وہ نہ انساں - جن ہے نہ وہ پری ہے
سینے میں اُس کے ہردم - اِک آگ سی بھری ہے
کھا پی کے آگ پانی - چنگھاڑ مارتی ہے
سر سے دھوئیں اُڑا کر غصہ اُتارتی ہے
وہ گھورتی گرجتی بھرتی ہے اِک سپاٹا
ہفتوں کی منزلوں کو گھنٹوں میں اُس نے کاٹا

آتی ہے شور کرتی جاتی ہے غُل مچاتی
وہ اپنے خادموں کو ہے دور سے جگاتی
بے خوف و بے محابا ہر دم رواں دواں ہے
ہاتھی بھی اُس کے آگے اِک مورِ ناتواں ہے
آندھی ہو یا اندھیرا ہے اُس کو سب برابر
یکساں ہے نور و ظلمت اور روز و شب برابر
اُتّر سے لے دکھن تک۔ پورب سے لے پچھاں تک
سب ایک کر دیا ہے پہنچی ہے وہ جہاں تک
بجلی ہے یا بگولا۔ بھونچال ہے کہ آندھی
کیسے یہ ہے پہنچتی۔ پنکھوں کی ہے وہ باندھی
ہر آن ہے سفر میں۔ کم ہے قیام کرتی
رہتی نہیں معطّل۔ پھرتی ہے کام کرتی
پردیسیوں کو جھٹ پٹ پہنچا گئی وطن میں
ڈالی ہے جان اُس نے سوداگری کے تن میں
ہر چیز سے نرالی ہے چال ڈھال اُس کی
پاؤ گے صنعتوں میں کمتر مثال اُس کی
برکت سے اُس کی لیے پر تپ دار بن گئے ہیں

ملک اُس کے دم قدم سے گلزار بن گئے ہیں
ہم کہہ چکے مفصّل - جو کچھ ہے کام اُس کا
جب جانیں تم بتا دو بن سوچے نام اُس کا
جی ہاں! سمجھ گیا میں پہلے ہی میں نے تاڑی
وہ دیکھو! آگرے سے آتی ہے ریل گاڑی

یاد کرو ہجّے اور معنی

جن　　بے محابا　　مُور　　ظُلمت　　مُعطّل

گلزار　　مفصّل　　رواں　　دَواں

زراعت

(۱) کھیتی کے کام

۱- آپ نے یہ تو فرمایا تھا کہ کھیتی کے کاموں کو زراعت کہتے ہیں - اب مہربانی فرما کر یہ بھی بتا دیجئے کہ زراعت کے لئے کیا کیا چیزیں ضروری ہیں؟ سُنو!

۲- زمین - اوّل تو بڑی ضروری چیز زمین ہے - جو زمین نہ ہو - تو کھیت کہاں بنائیں؟ اگر کھیت نہ ہوں - تو غلّہ جس کے کھانے پر ہماری زندگی کا مدار ہے - کیونکر پیدا ہو؟

۳- ہل - یہ بھی ضروری اوزار ہے جس کے ذریعے سے کھیت جوت کر مٹّی کو ملائم کرتے ہیں - جبھی جانئے سخت مٹّی میں بیج نہیں بویا جا سکتا - اگر ہل نہ ہو - تو تم ہی بتاؤ - کھیت کو کیونکر جوتیں؟

۴- سراون - اس اوزار سے جوتے ہوئے کھیت

کے ڈھیلے ٹوٹ پھوٹ کر مٹی باریک ہوتی - اونچی نیچی مٹی برابر ہو کر دب جاتی اور کھیت چورس بن جاتا ہے +

۵- بیل - یہ تو بہت ہی بڑا مددگار ہے - جو بیل نہ ہوں - تو ہل اور سراون کون چلائے ؟ بیج بونے کے لئے کھیت کیونکر تیار ہو ؟

۶- بیج - اصل چیز تو یہ ہی ہے جس سے نیا پودا پیدا ہوتا ہے - جو بیج ہی نہ ہوں - تو بوئیں کیا خاک ؟ پھر تو سب چیزیں بیکار ہیں +

۷- جوتائی - بوائی - سنچائی - نرائی - کٹائی - مرائی (گاہنا) اور اوسائی - یہ سب زراعت کے کام ہیں - جو زمین سے پیداوار حاصل کرنے کے لئے کئے جاتے ہیں +

نوٹ ۱- زراعت میں زمین سے مراد مٹی ہے - ایسے کھیت طلبا کو دکھانے چاہئیں - جن کی مٹیاں مٹیار دومٹ اور بھوڑ ہوں - جو ہل کسی مقام پر مستعمل ہو - طلبہ کو دکھا کر اُس کا نام بتانا چاہئے +

نوٹ ۲- سراون کو کہیں پھٹہ - کہیں ہینگا - کہیں پٹیلا بھی کہتے ہیں - مگر طلبہ کو سراون ہی یاد کرانا چاہئے +

نوٹ ۳- بیل بھی دکھانے چاہئیں - اچھی ذات اور اچھے کھیت کے اور ان کی ذات اور کھنت بھی بتانا چاہئے +

نوٹ ۴- بگا اور گدر بیج اچھا ہوتا ہے - گھنا - سڑا بونے کے لائق نہیں ہوتا - مٹر - چنے اور گیہوں کے بیج ایک رات اور ایک دن بھگو کر رکھے جائیں - جب جمنے لگیں - تو ان کا جمنا اور اکھوے کا نکلنا طلبہ کو دکھایا جائے +

(۲) ہل اور جوتائی

۱- لو دیکھو یہ ہل ہے - جس سے کھیت کی جوتائی کرتے ہیں ⁂
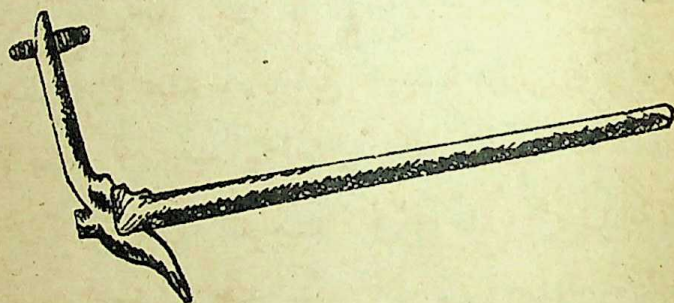
۲- سارا ہل لکڑی کا بنا ہوا ہے - صرف یہ پھار لوہے کی ہے - جس کی نوک زمین میں دھنستی ہے - یہ تو بتائیے - ہل کیونکر چلاتے ہیں ؟ آؤ ! تم کو ہل چلا کر دکھائیں - دو بیلوں کے کاندھے پر ماچی رکھی - پھر ماچی سے ہل کی یہ لمبی لکڑی ہریس باندھی - ہل کی مٹھیا ہاتھ میں پکڑ بیلوں کو سیدھا ہانک دیا - دیکھو بیلوں کے چلنے سے ہل کی پھار زمین کے اندر اندر

آگے بڑھتی ہے - زمین پھاڑتی - مٹی کو توڑتی - ایک نالی بناتی چلی جاتی ہے - اِس نالی کو کونڑ کہتے ہیں - بس اِسی طرح سارے کھیت میں ہل چلانے سے جمی ہوئی مٹی اُکھڑ کر ٹوٹ جاتی ہے ٭

۳ - یہ بھی یاد رکھو کہ ایک دفعہ سارا کھیت کھڑا (لمبائی میں) دوسری بار سارا کھیت آڑا (چوڑائی میں) جوتتے ہیں - کئی بار کی آڑی اور کھڑی جوتائی سے کل کھیت کی مٹی چھ سے لیکر آٹھ اُنگل تک اُکھڑتی اور ٹوٹتی ہے - ہر جوتائی کے بعد سراون چلاتے ہیں اِس سے کھیت کی اونچی نیچی مٹی برابر ہو کر دب جاتی ہے ٭

نوٹ ۱ - جو ہل مدرسے کے گرد و نواح میں چلتا ہو وہ طلبہ کو دکھایا جائے - اُس کے پُرزوں کے نام اور کام بتائے جائیں - پھر بیلوں کی جوت سے ہل کا باندھنا - کھیت میں چلانا - اُس سے کونڑ کا بننا بھی ضرور دکھانا چاہیے +

نوٹ ۲ - جوتائی کی عمدگی یہ ہے کہ دو کونڑوں کے بیچ میں بے جوتی زمین (آنتر) نہ چھوٹنے پائے - کونڑ سیدھی اور اُس کی گہرائی یکساں ہو ٭

(۳۱) سراون اور میائی

۱- سراون کیا ہے؟ یہ ہی لکڑی کی ایک موٹی دھنّی ہے- جس سے کھیت میاتے ہیں +
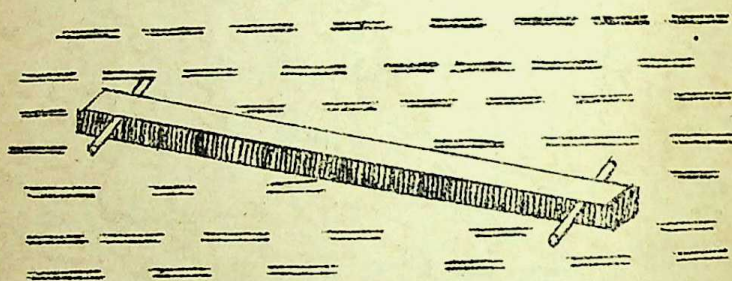
۲- سراون کیونکر چلاتے ہیں؟ اِس کے دونو سروں کے پاس دو کھونٹیاں ہیں- ہر ایک کھونٹی میں ایک ایک یا دو دو بیل رسّی سے باندھ دیتے ہیں اور ہانکنے والے سراون پر کھڑے ہو کر بیلوں کو ہانکتے ہیں +

۳- ہانکنے والے سراون کے اوپر کیوں کھڑے ہوتے ہیں- اُن کے کھڑے ہونے سے یہ فائدہ ہے کہ سراون پر بوجھ زیادہ پڑتا ہے- جس سے مٹی خوب ٹوٹتی اور دبتی ہے +

۴- میائی کِس کو کہتے ہیں؟ سراون میں بیل باندھکر

جوتے ہوئے کھیت میں اُس کو چلانا - تاکہ کھیت کی مٹی ملائم اور باریک ہو جائے - اِس کام کو مبائی کہتے ہیں ÷

۵ - یہ بتائیے کہ مبائی سے فائدہ کیا ہے ؟ مبائی سے کھیت کے ڈھیلے ٹوٹتے اور مٹی باریک ہوتی ہے - اونچی جگہ کی مٹی کھسک کر نیچی جگہ آ جاتی ہے اور کھیت چورس بن جاتا ہے اور مٹی دب بھی جاتی ہے ÷

۶ - مٹی کو پہلے اُکھیڑنا پھر دبانا اِس سے کیا حاصل؟ مٹی کے اُکھیڑنے سے تو یہ مطلب ہے کہ وہ ریزہ ریزہ اور باریک ہو جائے - پھر دبا دینے سے یہ فائدہ ہے کہ کھیت کی رطوبت یا تری - جلد نہیں سوکھنے پاتی ÷

۷ - کھیت کو بار بار جوتنے اور مبانے سے کھیت کی مٹی رس پر آتی اور کھیت بیج بونے کے واسطے تیّار ہو جاتا ہے ÷

نوٹ - بعض اضلاع میں سراون کے بدلے کاٹ کا بیلن - مبائی کے واسطے استعمال کیا جاتا ہے - بیلن اور سراون کا کام تو ایک ہی ہے فرق صرف اِتنا ہے کہ بیلن سخت چکنوٹ مٹیوں کے لئے اور سراون نرم دومٹ قسم کی مٹیوں کے واسطے مفید ہے - اِس کام کو سراون دینا - میانا - ہنگانا - پھٹہ یا میڑا دینا بھی کہتے ہیں ÷

(۴۷) بیل

۱۔ بتاؤ! یہ کیا جانور ہے؟ یہ تو بیل ہے۔ دیکھو! کیسا خوبصورت اور محنتی جانور ہے؟
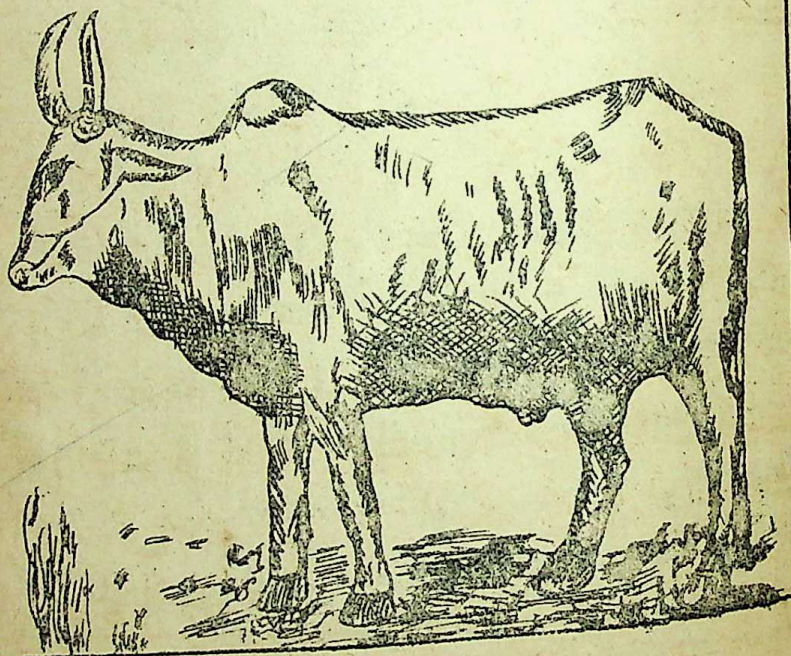
۲۔ محنتی جانور جیسے بیل۔ گائیں۔ بھینسے اور بھینسیں مویشی کہلاتے ہیں۔ مویشی زراعت کے کیا کیا کام کرتے ہیں؟ ہل چلاتے ہیں۔ جس سے ہمارے کھیتوں کی

جمی ہوئی مٹی ٹوٹتی اور اُکھڑتی ہے - سراون چلاتے ہیں - جس سے جوتے ہوئے کھیتوں کی مٹی ٹوٹ کر باریک ہوتی اور دبتی ہے - کھیت چورس ہو جاتا ہے - مویشی کوئیں سے پانی کھینچتے ہیں - جس سے ہمارے بوئے ہوئے کھیتوں کے پودوں کی سنچائی ہوتی ہے - اور وہ اپنی کھاد پانی ہی کے ساتھ زمین سے چوستے ہیں *

۳- مویشی اَور بھی بہت سے کام زراعت کے کرتے ہیں - ہماری کاٹی ہوئی فصل کو ماڑتے (اگاہتے) ہیں - جس سے دانہ اور بھوسہ جُدا جُدا ہوتا ہے - مویشی کھاد بھی ڈھوتے ہیں - جس سے ہمارے کھیت زور دار ہوتے اور بوئے ہوئے پودے غذا پاتے ہیں - ہماری گاڑیاں اور بہلیاں بھی کھینچتے ہیں - جو مویشی نہ ہوں تو ہمارے بہت سے کام معطّل رہیں *

نوٹ - کھیتی کے کام میں بھینسے - گھوڑے - اونٹ - خچّر اور کہیں کہیں گائیں اور بھینسیں بھی لگائی جاتی ہیں - مگر ہمارے ملک میں تو بیل زراعت کے لئے نہایت ضروری جانور ہے *

(۵) بیج اور بوائی

۱۔ تم بتا سکتے ہو! بیج کیا چیز ہے؟ بیج دانے ہیں۔ جو پھلوں کے اندر ہوتے ہیں۔ اُن کے بونے سے نیا پودا اُگتا ہے۔ اچھّا! بوائی کسے کہتے ہیں؟ بیج کو نرم و باریک مٹّی میں دبا دینا **بوائی** کہلاتا ہے۔

۲۔ بیج بونے کے کیا کیا طریقے ہیں؟ ایک تو اِس طرح بویا جاتا ہے کہ تیّار کھیت میں بیج کو ہاتھ سے چھیٹ دیا اور ہل چلا کر مٹّی میں دبا دیا۔ اِس کو **چھیٹواں بوائی** کہتے ہیں۔ مگر زیادہ تر اِس طرح بوتے ہیں کہ تیّار کھیت میں ایک آدمی تو ہل چلاتا ہے۔ دوسرا آدمی ہل کے پیچھے کونڑ میں بیج ڈالتا جاتا ہے۔ اِس کو **کونڑواں بوائی** یا **ہل کے پیچھے بوائی** کہتے ہیں۔

۳۔ سب سے بہتر طریق یہ ہے کہ سیدھی قطاروں میں بیج بویا جائے۔ اوّل ہل چلا کر کھیت میں سیدھی کونڑیں بناؤ اور برابر دوری پر بیج کو ہاتھ سے ڈالتے

چلے جاؤ۔ پھر سراون چلا کر کھیت کی مٹی برابر کرو۔ اس کو بین کی بوائی کہتے ہیں۔ نائی ہل سے بھی بیج خوب بویا جاتا ہے۔ اس کے سوا اور بھی اوزار ہیں۔ جن سے بیج اچھی طرح بو سکتے ہیں۔ بونے والے کو بھی آرام ملتا ہے اور بیج خراب نہیں جاتا ✤

۴۔ یاد رکھو! اچھے بیج کا پودا بھی اچھا ہی ہوتا ہے۔ اسلئے کھیت میں اچھا اچھا بیج چُن چھانٹ کر بونا چاہئے۔ اور بونا بھی اس انداز سے کہ بیج برابر پڑے۔ ایسا نہ ہو۔ کہیں زیادہ کہیں کم۔ اگر بیج برابر نہ پڑیگا۔ تو پودے کہیں گھنے ہونگے۔ کہیں چھدرے۔ یہ بھی لحاظ رہے۔ کہ بیج یکساں گہرائی میں دیا جائے۔ ورنہ بیج آگے پیچھے جمینگے اور اسی طرح آگے پیچھے پک کر تیّار ہونگے ✤

نوٹ۔ نائی ہل ایک چھوٹا ہل ہے جس میں عموماً پھار نہیں ہوتی۔ اس میں ایک نلکی باندھ دیتے ہیں۔ جس کو بخارا کہتے ہیں۔ اُس بخارے میں اناج ہاتھ سے ڈالتے جاتے ہیں۔ اناج کونڑ میں برابر گرتا ہے اور اُس پر مٹی پڑ جاتی ہے۔ خشک موسم اور خشک زمینوں میں اس ہل سے بیج بونا اچھا ہے۔ ضلع علی گڑھ اور ضلع آگرہ میں اس کا استعمال بہت ہے۔ بخارے کو ویرنا بھی کہتے ہیں ✤

(۶) کھاد

۱- تم جانتے ہو! کھاد کس کو کہتے ہیں؟ جی ہاں! کھاد پودے کی غذا ہے- جس کو جڑیں زمین سے لیتی ہیں +

۲- یہ بتاؤ! کھاد جو پودے کو زمین سے ملتی ہے- تو کس حالت میں؟ پودے کو اُس کی کھاد زمین سے اُسی حالت میں مل سکتی ہے جبکہ وہ پانی میں گھلی ہوئی ہو- فرض کرو- زمین بالکل خشک ہو جائے- تری نمی نام کو نہ رہے- تو پودوں کی کیا کیفیت ہو؟ پھر تو سب پودے سوکھ ساکھ کر مر جائیں- بس پانی کیا ہے؟ گویا پودوں کی جان ہے +

۳- کیا سب زمینوں میں پودے کی کھاد ہوتی ہے؟ بے شک اچھی زمینوں میں تو ضرور ہوتی ہے- اِن کو قابل زراعت یا کھشار زمینیں کہتے ہیں- لیکن بعض میں نہیں بھی ہوتی- ان کو نا قابل زراعت یا اوسر زمینیں کہتے ہیں +

۴- زمین میں کھاد کہاں سے آتی ہے؟ مرے ہوئے پودوں سے اُن کے حصّوں سے- جیسے پتّیاں ہیں- جانوروں کے گوبر اور مینگنی سے- مرے ہوئے جانوروں کے سڑنے گلنے

سے کھاد زمین میں جمع ہوتی رہتی ہے +

۵-زمین میں گڑھے کھودتے ہیں-پھر نباتی اور حیوانی چیزیں اُن میں بھر کر بند کر دیتے ہیں-تو وہ چیزیں سڑ گل کر آخرکار کھاد بن جاتی ہیں-اس کھاد کو ہم کھیتوں میں دیتے ہیں-کھیتوں میں کھاد کو برابر برابر پھیلاتے پھر ہل سے جوت کر مٹی میں ملا دیتے ہیں +

نوٹ-پودے جس چیز کو مٹی سے لیکر پرورش پاتے ہیں-اُسی کو کھاد کہتے ہیں-جب تک کھاد زمین میں رہتی ہے-پودے اُس پر اُگتے اور بڑھتے ہیں-جب زمین میں کھاد باقی نہیں رہتی-تو وہ بنجر یا ادسر ہو جاتی ہے-اصل چیز جس پر زمین کی قدر و قیمت ہوتی ہے وہ پودے کی کھاد ہے اور کھاد زمین میں اُسی وقت جمع ہوتی ہے جبکہ زمین کُھدی ہوئی ہو اور دھوپ میں رہے

اکتوبر ۱۹۰۶ء

کتب درسی موجودہ مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ

نمبر شمار	نام کتاب	قیمت
	کتب مصنفہ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب	
۱	اردو زبان کا قاعدہ	۶ پائی
۲	اردو زبان کی پہلی کتاب	۱/
۳	ایضاً دوسری کتاب	۲/
۴	ایضاً تیسری کتاب	۲/۶ پائی
۵	ایضاً چوتھی کتاب	۳/۶ پائی
۶	ایضاً پانچویں کتاب	۴/
۷	تزک اردو	۸/
۸	آثار سلف	۲/
۹	قواعد اردو کی پہلی کتاب ...	۱/۳ پائی
۱۰	ایضاً دوسری کتاب	۲/۶ پائی
۱۱	تصریف المصادر	۶ پائی
۱۲	ترجمان فارسی	۲/۶ پائی
	کتب مطبع منشی نولکشور	
۱۳	فن زراعت کی پہلی کتاب ...	۲/
۱۴	مفید الانشا	۹ پائی

نمبر شمار	نام کتاب	قیمت
۱۵	اردو کاپی بک از نمبر ا لغایۃ ۶	فی ۹ پائی
۱۶	اسپیلنگ انگریزی اردو حصہ دوم	۶/
۱۷	ہنٹر ہسٹری حصہ اول اردو	۵/
۱۸	صفائی تندرستی اردو	۱/۳ پائی
۱۹	کریم اللغات	۶/
۲۰	لغات کشوری	۶/
۲۱	ہنٹر ہیتیشنی	۱/
۲۲	کرکہی بدیا کی پرتہم پستک...	۳/
۲۳	ہندی کاپی بک از نمبر ا لغایۃ ۶	فی ۹ پائی
۲۴	ہنٹر ہسٹری حصہ اول ناگری	۳/۶ پائی
۲۵	ایضاً حصہ دوم	۳/
۲۶	صفائی تندرستی ناگری	۱/۶ پائی
۲۷	سرید ہر کوش	۸/
۲۸	منگل کوش	۸/
۲۹	اکسرسائز بک رولدار ۳۲ صفحہ	۶ پائی
۳۰	ایضاً .... ۶۴ صفحہ	۱/
۳۱	دیسی کسرت اردو	۱/
۳۲	ایضاً ہندی	۱/

مینیجر مطبع منشی نولکشور لکھنؤ

اُردو زبان کی

چوتھی کتاب

مؤلفہ

مولوی محمدؐ اسمٰعیل صاحب

سابق مدرس گورنمنٹ سنٹرل نارمل اسکول آگرہ

ٹکسٹ بُک

مجوّزہ

جناب صاحب ڈائرکٹر بہادر سررشتۂ تعلیم ممالک متحدہ آگرہ و اودھ

لکھنؤ

نولکشور پریس حضرت گنج

۱۹۰۶ء

دفعہ ۲۵

قیمت

دیباچہ

یہ سلسلہ جس میں قاعدے سے پانچویں کتاب تک شامل ہے۔ مدارس سرکاری کی ابتدائی جماعتوں کے واسطے بطور کتب درسیہ اُردو زبان کے تالیف کیا گیا ہے +

ہر کتاب مابعد میں بہ نسبت ماقبل کے الفاظ و عبارت اور طرز بیان کو بتدریج ترقی دی گئی ہے۔ تاکہ ایک کے اختتام پر دوسری کے آغاز کی صلاحیت پیدا ہو جائے۔ یہاں تک کہ سب سے اخیر کتاب کا درس مڈل کورس کا مرحلہ طے کرنے کے لئے قابل و مستعد بنا دے +

ہرچند کہ مذاق زباندانی کا نشو و نما اِن کتابوں کا موضوع و مقصود اصلی ہے۔ مگر اس کے ضمن میں بالخصوص دو اور ضروری فوائد بھی ملحوظ رکھے گئے ہیں +

اوّل یہ کہ تفنن طبع اور تفریح خاطر کی تا بمقدور رعایت کی گئی ہے۔ جو طلبہ کے حق میں مشقت مطالعہ کا ایک نقد صلہ اور شغل درس کو دلآویز بنانے میں نہایت مؤثر ہے۔ چنانچہ مطالب و مضامین کی رنگارنگی۔ اُن کا نتیجہ خیز ہونا اور مختلف اوزان کی اقسام نظم۔ اُن سب کا مجموعی اثر غالباً طلبہ کی طبیعت کے لئے کافی موجبات ترغیب ہیں +

دوم یہ کہ اِن کتابوں کی تالیف و تلفیق کا ماخذ و منشا چونکہ مختلف علوم و فنون ہیں۔ مثلاً امثال و قصص۔ اخبار و سیر۔ آداب و اخلاق۔ تواریخ طبعی۔ تشریح الابدان۔ فزیالوجی۔ حفظانِ صحت۔ اصول فلاحت۔ علم انتظام وغیرہ۔ لہذا یہ توقع کچھ بے محل نہیں ہے۔ کہ ان کا مطالعہ عقلی و اخلاقی ترغیب کا معاون اور واقفیت عامّہ کی توسیع کا نمونہ ہوگا۔ واللہ الموفق و ھو المستعان +

محمد اسمٰعیل سابق مدرس گورنمنٹ سنٹرل نارمل اسکول آگرہ

فہرست مضامین

२६ फरवरी को प्रारम्भ की।

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اُردو زبان کی

چوتھی کتاب

(۱) خدا کی قدرت

از مؤلف

جو چیز خدا نے ہے بنائی — اُس میں ظاہر ہے خوشنمائی

کیا خوب ہے رنگ ڈھنگ سب کا — چھوٹی بڑی جس قدر ہیں اشیا

روشن چیزیں بنائیں اُس نے — اچھی شکلیں دکھائیں اُس نے

ہر چیز کی ہے ادا نرالی — حکمت سے نہیں ہے کوئی خالی

ہر چیز ہے ٹھیک ٹھیک لاریب — ہیں اُس کے تمام کام بے عیب

ننھی کلیاں چٹک رہی ہیں — چھوٹی چڑیاں پھدک رہی ہیں

اُس کی قدرت سے پھول مہکے — پھولوں پہ پرند آکے چہکے

چڑیوں کے عجیب پر لگائے — اور پھول ہیں عطر میں بسائے

چڑیوں کی ہے بھانت بھانت آواز — پھولوں کا جدا جدا ہے انداز

محلوں میں امیر ہیں بآرام
ہے کوئی غنی تو کوئی محتاج
روزی دونو کو دی خدا نے
تاروں بھری رات کیا بنائی!
موتی سے پڑے ہوئے ہیں لاکھوں
کیا دودھ سی چاندنی ہے چھٹکی
تارے ہے صبح تک نہ وہ چاند
نیلا نیلا اب آسماں ہے
شام آئی تو اُس نے پردہ ڈالا
جاڑا - گرمی - بہار - برسات
جاڑے سے بدن ہے تھرتھراتا
سردی سے ہیں ہاتھ پاؤں ٹھٹھرتے
سرسوں پھولی بسنت آیا
بیلیں نئی کونپلیں سجی ہیں
جاڑے کی جو رُت پلٹ گئی ہے
گرمی نے زمین کو تپایا
برسات میں دل ہیں بادلوں کے
رَو آئی ہے زور شور کرتی

ہے در پہ کھڑا غریب ناکام
بے گھر ہے کوئی کسی کے گھر راج
مشہور ہیں قدرتی خزانے
دن کو بخشی عجب صفائی
ہیرے سے جڑے ہوئے ہیں لاکھوں
حیراں سی ہو کر نگاہ ٹھٹکی
آگے سورج کے ہو گئے ماند
وہ رات کی انجمن کہاں ہے
پھر صبح نے کر دیا اُجالا
ہر رُت میں نیا سماں نئی بات
ہر شخص ہے دن میں دھوپ کھاتا
سب لوگ الاؤ پر ہیں گرتے
سب نے پھاگن کا راگ گایا
اِک جوش بھرا ہوا ہے سر میں
دن بڑھ گیا رات گھٹ گئی ہے
بھانے لگا ہر کسی کو سایا
ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کے جھونکے
دامن زمین کو کرتی

کس زور سے بہ رہا ہے نالا
بل کھا کے ندی نکل گئی ہے
دریا ہے رواں پہاڑ کے پاس
بستی کے اِدھر اُدھر ہے جنگل
مٹی سے خدا نے باغ اُگائے
میوے سے لدی ہوئی ہے ڈالی
سبزے سے ہرا بھرا ہے میدان
ہم کھیلتے ہیں وہاں کبڈّی
گائیں بھینسیں عجب بنائیں
پیدا کئے اونٹ - بیل - گھوڑے
روشن آنکھیں بنائیں دو دو
دو ہونٹ دئیے کہ مُنہ سے بولیں

اونچے ٹیلے کو کاٹ ڈالا
رُخ اپنا اُدھر بدل گئی ہے
بستی ہے بسی اُجاڑ کے پاس
جنگل ہی ہیں ہو رہا ہے منگل
باغوں میں اُسی نے پھل پکائے
دانوں سے بھری ہوئی ہے بالی
اونچے اونچے درخت ذیشان
میری ہے کوئی - کوئی پھسڈی
کیا دودھ کی ندیاں بہائیں
ہر شے کے بنا دئیے ہیں جوڑے
قدرت کی بہار دیکھنے کو
شکر اُس کا کریں زبان کھولیں

بے شک ہے خدا قوی و قادر
ہر شے اُس نے بنائی نادر

विलक्षण پڑھو تلفظ اور معنی १. उच्चारण

اَشیا　ناکام　مانند　قادر　اژدر　غنی
قیصر　نادر　حِکمت　معمور　ذی شان

(۲) خود رائی کا نتیجہ

۱- دو کبوتر ایک ہی آشیانے میں رہا کرتے تھے- ایک کا نام تھا بازندہ- دوسرے کا نوازندہ بازندہ کے دل میں سیر و سیاحت کا شوق پیدا ہؤا- ہمسایہ سے کہا کہ آؤ- ہم تم ملکر دنیا کا گشت لگائیں- کیونکہ سفر میں بے شمار عجائبات نظر سے گزرتے ہیں اور بڑا تجربہ حاصل ہوتا ہے

سیر کر دُنیا کی غافل زندگانی پھر کہاں!
زندگی گر کچھ رہی تو نوجوانی پھر کہاں!

۲-(نوازندہ) سُنو بھائی! تم نے کبھی سفر کی محنت نہیں سہی اور غربت کی مشقت نہیں اُٹھائی- اگر تم اُس سے واقف ہوتے- تو ہرگز ایسا فضول ارادہ نہ کرتے

۳-(بازندہ) یہ تو سچ ہے کہ سفر کی تکلیفات سے کبھی کبھی جان پر آ بنتی ہے- مگر جہان کا سیر و تماشا کچھ ایسا دلچسپ اور راحت افزا ہے کہ تمام کلفتوں کو بُھلا دیتا ہے- اور جب طبیعت شدائد سفر کے تحمّل کی عادت ہو جاتی ہے اور عجائباتِ عالم کی دیکھ بھال کا چسکا لگ جاتا ہے- تو پھر مصیبت بھی راحت معلوم ہونے لگتی ہے مؤلف

گلستان جہاں میں پھول بھی ہیں اور کانٹے بھی
مگر جو گل کے جویا ہیں انہیں کیا خار کا کھٹکا

۴-(نوازندہ) اے رفیق! دنیا کا سیر و تماشا تو اسی وقت بھلا معلوم ہوتا ہے-جب اپنے عزیز-رفیق-دوست-احباب ساتھ ہوں-اور اگر ان سب کی مفارقت گوارا کرکے سیر کی تو ہیچ ہے-اُن کی جدائی کا رنج و الم تمام کیفیتوں کو خاک میں ملا دیتا ہے-اب تم کو رہنے کے لئے گھر-کھانے کے لئے دانہ پانی بافراغت میسّر ہے-بس اسی پر قناعت کرو+ اپنے گوشۂ عافیت میں سلامتی سے رہنے کو غنیمت سمجھو+

۵-(بازندہ)-بھائی جان! دوستوں کی جدائی کا ذکر تو فضول ہے-اِس لئے کہ جب قطع تعلق کرکے چل کھڑے ہوئے-تو جہاں کہیں جائینگے-وہاں کیا دوست آشناؤں کا قحط ہوگا؟ ملنسار کو ہر جگہ ملنے والے بہم پہنچ سکتے ہیں-اور خود مسافرت ہی مسافر کو پختہ کار بنا دیتی ہے-اُس کو دوستوں کی کچھ پرواہ نہیں+

(نوازندہ) اچھّا صاحب! جب آپ قدیم دوستوں کی صحبت ترک کرنے پر مستعد اور نئے دوست آشنا پیدا کرنے پر آمادہ ہیں-تو میری باتوں کا اثر آپ کے دل پر کیوں ہونے لگا-

اِس صورت میں صلاح و مشورہ سب بے سُود - بہتر خدا حافظ! جو تمہارے جی میں آئے - سو کرو ✣

۷- الغرض بازندہ اپنے پُرانے رفیق کو چھوڑ کر اُڑا - جنگلوں میدانوں کا سپاٹہ پھرتا - دریاؤں کی سیر کرتا - ایک پہاڑی کے دامن میں جا ٹھیرا - وہاں کا سبزہ زار میدان اور دلکشا منظر اُس کو بہت ہی بھایا - شام بھی قریب تھی - وہیں قیام کا ارادہ کر دیا ✣

۸- ابھی سستانے بھی نہ پایا تھا کہ یکایک زور شور کی آندھی اُٹھی - بجلی کی کڑک چمک اور بادلوں کی گھور گرج کے ساتھ ایک سخت طوفان نے اُس کو گھیر لیا - بازندہ کو کوئی جائے پناہ نہ ملی - درختوں کی شاخوں اور پتوں میں چھپ چھپا کر ہزار خرابی سے وہ رات بسر کی - صبح ہوئی - تو پھر اُڑا - اب سوچتا تھا کہ وطن کو پھر چلئے - کبھی کہتا تھا کہ جب ارادہ کیا ہے - تو چند روز اور بھی کیفیت سفر دیکھنی چاہیئے ✣

۹- اسی فکر و تردّد میں بڑھا چلا جاتا تھا - کہ ایک شاہین نہایت قوی چست و چالاک اور بڑا شکاری اُس کی طرف جھپٹا - یہ آفت ناگہانی جو پیش آئی - تو بازندہ کے

ہوش اُڑ گئے - سر سے پاؤں تک سناٹا نکل گیا - دل سینے میں دھڑکنے لگا - اپنی عقل و فہم پر نفرین کی اور اپنے نامعقول ارادے پر سخت پشیمان ہو کر دل میں کہنے لگا - اگر اب کی بار اِس بلا سے نجات پاؤں - تو پھر کبھی سفر کا نام نہ لوں اور اپنے رفیق کی صحبت کو ہمیشہ غنیمت سمجھوں +

۱۰ - اِدھر اُس نے یہ نیّت کی - اُدھر غیب سے رہائی کا سامان شروع ہؤا - ایک تیز پرواز عقاب دوسری جانب سے بازندہ کی طرف لپکا اور چاہا کہ شاہین سے پہلے ہی اُس کو جا دبوچے - اگرچہ شاہین اُس کے جوڑ کا نہ تھا - مگر غیرت اور غصّے نے اُس کو ایسی جُرأت دلائی کہ فوراً عقاب کے مقابل ہو گیا - دونو میں چونچ پنجوں سے جھڑپ ہونے لگی +

جب کہ دو موذیوں میں ہو کھٹ پٹ
اپنے بچنے کی فکر کر جھٹ پٹ

بازندہ نے اِس موقع سے فائدہ اُٹھانے میں جلدی کی - ایک پتھر کے تلے جا گھسا - سکڑ سکڑا کر ایک تنگ سوراخ میں بہزار دقت اپنے تئیں چھپایا اور ساری رات وہیں کاٹی +

١١- جب آشیانۂ مشرق سے خورشید جہاں تاب نے سر نکالا اور روئے زمین پر اپنے نورانی بازو پھیلا دئے - تو بازندہ بھی سوراخ سے باہر آیا - اگرچہ سفر کی تکان - خوف کے صدمے اور بھوک پیاس کی شدت سے قوت پرواز باقی نہ تھی - مگر چار ناچار پھر اڑا - چلتے چلتے ایک کبوتر نظر آیا - جس کے سامنے تھوڑا سا دانہ بھی پڑا تھا - یہ بھوک کے مارے بیتاب تھا ہی - اپنے ہم جنس کی وہی صورت اور آب و دانہ حاضر - فوراً اتر پڑا ٭

١٢- بیچارے نے ابھی دانے پر منہ بھی نہ ڈالا تھا - کہ جال میں پھنس گیا - بہت تڑپا - بہت پھڑپھڑایا - مگر جال سے مخلصی نہ پائی - آخر اس کبوتر کو لعنت ملامت کرنے لگا کہ تیری وجہ سے میں اس دام میں مبتلا ہوا - تو نے ہمجنس ہو کر مجھ غریب پردیسی کے ساتھ دغا کی - تجھ کو لازم تھا کہ یہاں اترنے سے پیشتر ہی مجھ کو اس خطرے سے آگاہ کر دیتا ٭

١٣- اس کبوتر نے جواب دیا کہ بھائی! قضا کے سامنے سعی پیش نہیں جاتی - یہ تمہارا افسوس محض لاحاصل ہے - بازندہ نے کہا کہ خیر جو ہوا سو ہوا - اب میری مخلصی کی

سبیل نکالو! جب تک زندہ رہونگا۔ تمہارا احسان نہ بھولونگا۔
کبوتر بولا۔ ارے بیوقوف! اگر ایسا حیلہ مجھ سے بن پڑتا۔
تو میں اپنی ہی رہائی کی فکر نہ کرتا۔ تیرا حال تو اُس
اُونٹنی کے بچے کا سا ہے۔ جس نے سفر کی ماندگی سے گھبرا کر
کہا تھا۔ اے میری پیاری ماں! اتنی دیر تو ٹھیر جا کہ ذرا
میں دم لے لوں۔ ماں نے جواب دیا۔ اے میرے بھولے
بھالے بچے! اگر مہار میرے ہاتھ میں ہوتی۔ تو بھلا میں
یوں لدی لدی کیوں پڑی پھرتی؟

۱۴۔ جب بازندہ کی بالکل آس ٹوٹ گئی۔ تو بے اختیار
پھڑکنے لگا اور ایک بارگی جی توڑ کر زور مارا۔ اتفاق سے
جال تھا کہنہ فرسودہ۔ فوراً ڈورے ٹوٹ گئے اور بازندہ نکل
بھاگا۔ اب نعمت چھوٹتے ہی وطن کی طرف رُخ کیا۔ اثنائے
راہ میں ایک ویرانہ گاؤں پڑا۔ وہاں ایک دیوار پر جو کھیت
کے قریب ہی تھی ذرا دم لینے کو ٹھیرا۔

۱۵۔ کسان کے لڑکے نے جو کھیت کی رکھوال کر رہا تھا۔
کبوتر کو دیکھ پایا اور چپکے چپکے ایک غلہ ایسا تاک کر مارا۔
کہ اُس کے بازو کو رگڑتا ہوا سن سے نکل گیا۔ وہ تڑپ کر
گرا اور لڑکا اپنے شکار کی تلاش میں دوڑا۔ یہاں پہنچ کر

معلوم ہُوا کہ کبوتر اُس کُوئیں میں جا گرا ہے جو زیرِ دیوار
تھا۔ تو لڑکا مایوس ہو کر لوٹ گیا ✣

۱۶- بازندہ نے چونکہ ضربِ شدید کھائی تھی۔ اس لئے
ایک رات اُسی کُوئیں کے اندر افسردہ و پژمردہ پڑا رہا۔
اگلے روز ذرا افاقہ ہُوا۔ تو افتاں و خیزاں وہاں سے چل
نکلا اور اپنے قدیم آشیانے کی راہ لی ✣

۱۷- نوازندہ نے جو اُس کی آہٹ سُنی۔ تو نہایت خوشی
ہو کر پیشوائی کے لئے دوڑا اور بڑی خاطر و مدارات سے
اُس کو آشیانے میں لے گیا۔ پھر سفر کا حال پوچھا۔ بازندہ
نے وہ مصیبت کی داستان سُنائی اور کہا کہ میں سُنا کرتا تھا
کہ سفر سے بڑا تجربہ حاصل ہوتا ہے۔ خیر مجھ کو یہی تجربہ
حاصل ہُوا کہ بغیر دوست کے مشورہ اور صلاح کے کوئی
کام نہ کرنا چاہیئے ✣

یاد کرو تلفّظ اور معنی

خودارائی شدائد عافیت شاہین دام افسُردہ
سیاحت تحمّل قطعِ تعلق نفرین سبیل پژمُردہ
غمگسار مُفارقت تحرّک عُقاب مہار اِفاقہ

غربت احباب بے سروپا جہاں تاب گہنہ افتاں

راحت افزا الم دل کشا مخالفی فسودہ حزاں

کلفت سچ شفقت فضا انتہا درازیٔ

(۳) محمود غزنوی اور بڑھیا

۱- محمود کے حال میں مورخوں نے ایک بڑا دلچسپ قصّہ لکھا ہے - جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نیک دل اور منصف مزاج تھا - اور جب کوئی اُس کو نیک مشورہ دیتا تھا - تو گو اُس کی طبیعت کے خلاف ہوتا - مگر فوراً مان لیتا تھا ٭

۲- لکھا ہے کہ غزنی سے ایران کو جو سڑک جاتی ہے - اُس پر بلوچی قزّاقوں نے ایک مضبوط قلعہ اپنی جائے پناہ بنا لیا تھا - جو سوداگر اس راہ سے گزرتے - وہ قزّاق اُن کو قتل و غارت کرتے - ایک دفعہ اُنہوں نے تاجروں کے ایک کاروان کو لوٹ لیا اور خراسان کے ایک نوجوان کو مار ڈالا ٭

۳- اُس نوجوان کی بڑھیا ماں روتی پیٹتی داد خواہی کے واسطے محمود کے دربار میں حاضر ہوئی - بادشاہ نے جواب دیا کہ وہ مقام میرے پایۂ تخت سے اتنے دور دراز فاصلے پر ہے

کہ یہاں کی وارداتوں کا انتظام دشوار ہے - یہ سُن کر
اُس مظلومہ نے کہا کہ پھر ایسا ملک جس کی امن و امان
کا بندوبست تجھ سے نہیں ہو سکتا - اپنے قبضے میں کیوں
رکھ چھوڑا ہے؟ اور اُس پر حکومت و حراست کا دعوےٰ
کیوں کرتا ہے؟

۴ - بُڑھیا کی اِس بیباکانہ تقریر اور سچّی بات نے
بادشاہ کے دل پر ایسا اثر کیا کہ وہ فوراً اُن قزاقوں کے
غارت کرنے پر مستعد ہو گیا - اور آئندہ کے لئے حکم دے
دیا کہ جو قافلہ اس راہ سے گزرے - اُس کے ہمراہ ایک
فوجی گارد جایا کرے ۞

یاد کرو تلفّظ اور معنی

مؤرّخ	قزّاق	غارت	کارواں	وارِدات
مُنصِف مزاج	قتل	تاجر	مظلومہ	حراست

(۳) محمود غزنوی اور کنور رائے والیِ قنّوج

۱ - ایک بار سلطان محمود غزنوی نے قنوج پر یورش کی -
یہ شہر اُس زمانے میں نہایت آراستہ و پیراستہ بارونق و مالامال
اور راجہ کنور رائے کا دارالسلطنت تھا - جب سلطانی لشکر

قریب پہنچا - تو اُس کی عظمت و شوکت دیکھ کر راجہ کو تاب مقاومت نہ ہوئی - ناچار سلطان کے روبرو خود حاضر ہوکر اظہار عجز و نیاز کیا ٭

۲ - یہ کیفیت دیکھ کر سلطان کا دل بھی نرم ہو گیا - شاہانہ لطف و مدارات سے پیش آیا اور اِس کے ملک و مال سے کچھ تعرض نہ کیا - تین روز تک راجہ کے ہاں مہمان رہا اور بوقت رخصت وعدہ کیا کہ اگر کوئی غنیم تمہاری اذیت کے درپے ہوگا - تو امداد و اعانت کے لئے میں خود آؤنگا ٭

۳ - جب سلطان واپس چلا گیا - تو راجگان ہند نے اس اتحاد و اخلاص پر اُس کو سخت لعنت ملامت کی - اور راجہ کالنجر کے ساتھ متفق ہوکر دیار قنوج پر سب نے حملہ کیا - سلطان یہ خبر پاکر حسب وعدہ اپنے دوست کی کمک کے واسطے روانہ ہوًا - مگر قبل اِس سے کہ وہ یہاں پہنچے کنور رائے کا کام تمام ہو چکا تھا ٭

یاد کرو تلفظ اور معنی

یُورش	عَظمت	مُقاوَمت	غَنِیم	اِتِّحاد	دِیار
پیراستہ	شَوکَت	عِجز	اَذِیَّت	اِخلاص	حَسب
مالامال	تاب	تَعَرُّض	اِعانَت	لَعنَت	کُمَک

(۵) گرمی کا موسم

از مؤلّف

مئی کا آن پہنچا ہے مہینا
بجے بارہ تو سورج سر پہ آیا
چلی لُو اور تڑاقے کی پڑی دھوپ
زمیں ہے یا کوئی جلتا توا ہے
در و دیوار ہیں گرمی سے تپتے
پرندے اُڑ کے ہیں پانی پہ گرتے
درندے چھپ گئے ہیں جھاڑیوں میں
نہ پوچھو کچھ غریبوں کے مکاں کی
نہ پنکھا ہے نہ ٹٹی ہے نہ کمرہ

بہا چوٹی سے ایڑی تک پسینا
ہُوا پیروں تلے پوشیدہ سایا
لپٹ ہے آگ کی گویا کڑی دھوپ
کوئی شعلہ ہے یا بچھوا ہُوا ہے
بنی آدم ہیں مچھلی سے تڑپتے
چرندے بھی ہیں گھبرائے سے پھرتے
نکہ ڈوبے پڑے ہیں کھاڑیوں میں
زمیں کا فرش ہے چھت آسماں کی
ذرا سی جھونپڑی محنت کا ثمرہ

امیروں کو مبارک ہو حویلی
غریبوں کا بھی ہے اللہ بیلی

یاد کرو تلفظ اور معنی

بنی آدم　ثمرہ

रक्षक
اللہ بیلی

२ मार्च १९३२

(۶) سلطان ناصر الدین

۱- دلّی کے بادشاہوں میں سلطان ناصر الدین بڑا نیک اور خلیق - شجاع - عابد اور سخی تھا - اُس کا دربار اور سلطنت کا ساز و سامان تو نہایت شاندار تھا - مگر اپنی بود و باش کا خاص محل نہایت سادہ اور بے تکلف تھا - اور بادشاہوں کی طرح اُس کی حرم سرا بیگمات اور کنیزوں کی چھاؤنی نہ تھی - صرف ایک بیگم تھی وہی بیچاری گھر کا سب کام کاج کرتی - کھانا بھی اپنے ہی ہاتھ سے پکاتی +

۲- ایک روز اُس نیک بخت بی بی نے سلطان سے درخواست کی کہ ایک لونڈی باورچیخانے کا کام کرنے کو خرید لیجئے - تو بہتر ہو - روٹیاں پکانے سے میرے ہاتھ جھُلستے ہیں - سلطان نے جواب دیا کہ شاہی خزانہ رعایا کا مال ہے - میرا حق اُس میں کچھ نہیں کہ روپیہ لیکر لونڈی خریدوں - میرا ذاتی خرچ قرآن شریف کی لکھائی سے چلتا ہے - اُس میں صرف کھانے پہننے کا گزارہ ہو سکتا ہے - اے بیگم! تو صبر کے ساتھ اِس مشقت کو برداشت کر - اُمید ہے - کہ خدا آخرت میں اُس کا اجر دیگا *

۳- تمام عمر اس بادشاہ کی فقیرانہ بسر ہوئی - ہمیشہ عبادت الٰہی اور پرہیزگاری میں مشغول رہا- اپنے مصارف کے واسطے سلطنت کے خزانے سے اُس نے کبھی ایک پیسہ نہیں لیا- صرف قرآن شریف کی کتابت پر اوقات بسر کی - ایک بار کسی امیر نے اِس خیال سے کہ بادشاہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن ہے معمول سے زیادہ دام دیئے - یہ امر سلطان کو ناگوار خاطر ہوا - اِس لئے آئندہ سے خفیہ طور پر ہدیہ کرنے کا اہتمام کیا ÷

۴- اِسی بادشاہ کے عہد سلطنت میں ہلاکو خاں مغل کا ایلچی آیا تھا- اُس کے استقبال کو سلطان کا وزیر بلبن بڑی شان و شوکت کے ساتھ شہر دہلی سے نکلا- جس کی جلو میں پچاس ہزار سوار - دو لاکھ پیادے اور دو ہزار جنگی ہاتھی تھے- اُس وقت طبل و نقارہ کی صدا - نفیریوں کا شور - ہاتھیوں کا چنگھاڑنا - گھوڑوں کا ہنہنانا - ہتھیاروں کا چمکنا - آتشبازی کا چھوٹنا ایسا عجیب ہنگامہ تھا - جس نے مغل سفیر کے دل پر بڑا اثر کیا - جب اُس کو سلطانی دربار میں بار ملا - تو بارگاہ کی آرائش اور اُس میں عالی جاہ شاہزادوں - ذی شان امیروں اور ہند کے راجہ مہاراجوں کا ہجوم دیکھ کر اور بھی دنگ رہ گیا ÷

یاد کرو تلفظ اور معنی

خلیق — عابد — سخی — خرم — سرا — کنیز

کتابت — حبشہ — ہدیہ — طبل — بار

آخرت — مصارف — خفیہ — جلو — نفیری — بارگاہ

(۷) میرا خدا میرے ساتھ ہے

ہے ہمیشہ مری خدا پہ نظر — رات ہو دن ہو شام ہو کہ سحر
نہ اُجالے میں ہے کسی کا ڈر — نہ اندھیرے میں کوئی خوف و خطر

کیونکہ میرا خدا ہے میرے ساتھ

شام کا وقت یا سویرا ہو — چاند نہ ہو کہ گھُپ اندھیرا ہو
مینہ نے آندھی نے مجھ کو گھیرا ہو — لیک پر ہول دل نہ میرا ہو

کیونکہ میرا خدا ہے میرے ساتھ

جب کہ طوفان کا ہو سناٹا — سخت اندھیاؤ کا چلے جھونکا
جڑ سے پیڑوں کو دے اکھیڑ ہوا — میرے دل میں نہ خوف ہو اصلا

کیونکہ میرا خدا ہے میرے ساتھ

ٹوٹتے کے آسمان سے تارے — شب کو گرتے ہیں جیسے انگارے
وہم کرتے ہیں لوگ بیچارے — میں نہ گھبراؤں خوف کے مارے

کیونکہ میرا خدا ہے میرے ساتھ

چاند سورج کا دیکھ کر گہنا
لوگ کرتے ہیں خوف کا چرچا

میرے ہمجولیوں کو ہے کھٹکا
پر مجھے اس کی کچھ نہیں پروا

کیونکہ میرا خدا ہے میرے ساتھ

جب ستارہ طلوع ہو دُم دار
سب پہ طاری ہوں خوف کے آثار

دُم ہو ایسی کہ چھوٹتا ہے انار
میرے بھائیوں مگر نہ ہو زنہار

کیونکہ میرا خدا ہے میرے ساتھ

میرے رستے میں ہو اگر میدان
کوئی مرگھٹ ہو یا ہو قبرستان

یا پُرانا کوئی کھنڈر سنسان
نہ خطا ہوں وہاں میرے اوسان

کیونکہ میرا خدا ہے میرے ساتھ

ہو بیابان میں گزر میرا
دور رہ جائے مجھ سے گھر میرا

یا سمندر پہ ہو سفر میرا
رہے پھر بھی قوی جگر میرا

کیونکہ میرا خدا ہے میرے ساتھ

جب کہ دریا میں آئے طغیانی
پار سے کھیوا نہ ہو بہ آسانی

اور ہاتھی ڈباؤ ہو پانی
مجھ کو اندیشہ ہو نہ حیرانی

کیونکہ میرا خدا ہے میرے ساتھ

لشکروں کی جہاں چڑھائی ہو
اور گھمسان کی لڑائی ہو

غنہ سواروں نے باگ اُٹھائی ہو
واں بھی ہیبت نہ مجھ پہ چھائی ہو

کیونکہ میرا خدا ہے میرے ساتھ

یاد کرو تلفظ اور معنی

ہَتّوُل پُرہول اَصلاً طَارِی طُغیانی شُہ سوار ہَیبَت

(۸) جزیرہ لاپ لینڈ کے باشندے

۱-لاپ لینڈ ایک جزیرہ ہے برّ اعظم یورپ کی شمالی حدود میں- وہاں سردی کے موسم میں ایسا کڑاکے کا جاڑا پڑتا ہے کہ تالاب اور دریا تک جم جاتے ہیں- تین تین ہاتھ برف زمین پر چڑھ جاتی ہے- گرمی کی فصل میں ایسی ہی تڑاقے کی گرمی ہوتی ہے- باعث یہ ہے کہ شمالی حصہ میں چھ مہینے متواتر دن رہتا ہے- آفتاب بالکل غروب نہیں ہوتا- ہر وقت کی دھوپ سے گرمی تیز ہو جاتی ہے- دوسری ششماہی میں رات رہتی ہے- آفتاب بالکل طلوع نہیں ہوتا- اِس لئے سردی کی شدت ہوتی ہے +

۲-غرض موسموں کی سختی اور طوفانوں کی مارا مار سے نہ کہیں درخت کا نشان ہے- نہ گھاس کا پتہ- پہاڑ دیکھو- تو بالکل صفاچٹ ہیں- لیکن انسان کی نسل وہاں بھی آباد ہے- سب دشواریوں کو سہتی اور زندہ رہتی ہے- بعض خاندان پہاڑوں پر بستے ہیں- بعض سمندر کے کنارے بود

و باش کرتے ہیں +

۳- پہاڑ کے رہنے والے ہرن پالتے ہیں- وہی اُن کی غذا کا وسیلہ ہے اور وہی اُن کے لباس کا ذریعہ- اُس کے دودھ کا پنیر بنا کر کھاتے ہیں- مٹھے کو پانی کے بجائے نوش کرتے ہیں- اُس کی کھال سے پہننے کو کوٹ اور بچھانے کو فرش بناتے ہیں- مکان کی چھت پاٹتے ہیں- اُس کے رگ و پوست کی تانت بنا کر کمان میں باندھتے ہیں- اُسی کے پھندے بنا کر چڑیوں کا شکار کرتے ہیں- اُسی سے پوستین سیتے ہیں- سینگوں سے سریش بناتے ہیں اور یورپ کے ملکوں سے چمڑے کی تجارت کرتے ہیں- وہی ہرن اُن کی سواری ہے- ہلکی ہلکی گاڑیاں اُس سے کھنچواتے ہیں + القصہ اُن کے حق میں یہ جانور ایسا سود مند ہے- جیسا عرب کے لئے اونٹ اور ہندوستان کے لئے گائے +

۴- جو لوگ سمندر کے کنارے آباد ہیں- اُن کی گزران صرف مچھلی کے شکار پر ہے- اُس مفلس بے مایہ سرزمین میں نہ دولت کے ذخیرے ہیں- نہ عیش و عشرت کے سامان- اِس لئے علم و ہنر اور شائستگی حاصل کرنے کا بہت کم موقع ہے- انسان کی عقل و حکمت کو ترقی اُسی

سرزمین میں ہوتی ہے - جہاں ہر قسم کی پیداوار افراط سے ہو ٭

۵- وہاں کے باشندوں کی عقل و تمیز کا اندازہ تم اس بات سے بخوبی کر سکتے ہو کہ وہ سو سے زیادہ گنتی نہیں جانتے - جن لوگوں کے پاس پانسو ہرنوں کا گلہ ہوتا ہے - وہ بڑے دولتمند - متموّل اور مرفہ حال سمجھے جاتے ہیں - وہ اپنے گلے کے کئی غول بناتے ہیں - تاکہ شمار میں دقت نہ ہو - جن کے پاس سو سے کم ہرن ہوتے ہیں - وہ اپنے ہر ایک ہرن کا جدا نام رکھ لیتے ہیں - جس طرح آدمیوں کے نام رکھتے ہیں ٭

۶- اِن لوگوں نے برف پر چلنے کا عجیب طریقہ ایجاد کیا ہے - جب شکار کے لئے نکلتے ہیں - تو پاؤں میں کفش چوبیں پہنتے ہیں جس پر ہرن کی کھال کا غلاف چڑھا ہوتا ہے - بالوں کا رُخ باہر کی جانب رکھتے ہیں - تاکہ برف کی سطح پر بخوبی پھسلتے چلے جائیں - ہاتھ میں ایک طولانی عصا ہوتا ہے اور اُس کے زیریں سرے میں گول لٹو لگا رہتا ہے - لٹو کے لگانے میں یہ حکمت ہے کہ لکڑی برف کے اندر دھسنے نہیں پاتی - یہی جوتی اور لاٹھی اُن کا مرکب ہے - اِس

کی امانت سے بغیر قدم اُٹھائے پھسلتے چلے جاتے ہیں۔ اور دن بھر میں تیس تیس کوس کی مسافت طے کر لیتے ہیں*

یاد کرو تلفّظ اور معنی

بَرّ	رُوْدَہ	مُستَعمَل	ہو چُنیں	مُرکّب
خِطّہ	بے مایہ	مُرفّہ حال	طُولانی	مسافت
مُتواتر	ذخیرہ	گُفتش	عَصا	ریتر ہیں

از مؤلف (۹) ایک پودا اور گھاس

اتفاقاً ایک پودا اور گھاس
گھاس کہتی ہے کہ اے میرے رفیق
ہے ہماری اور تمہاری ایک ذات
مٹّی اور پانی ہوا اور روشنی
تجھ پہ لیکن ہے عنایت کی نظر
کون دیتا ہے مجھے یاں پھیلنے
تجھ پہ مُنہ ڈالے جو کوئی جانور
اولے پالے سے بچاتے ہیں تجھے
چاہتے ہیں تجھ کو سب کرتے ہیں پیار
اس سے پودے نے کہا یوں سر ہلا

باغ میں دونو کھڑے ہیں پاس پاس
کیا انوکھا اس جہاں کا ہے طریق
ایک قدرت سے ہے دونو کی حیات
واسطے دونو کے یکساں ہے بنی
پھینک دیتے ہیں مجھے جڑ کھود کر
کھا لیا گھوڑے گدھے یا بیل نے
اُس کی لی جاتی ہے ڈنڈے سے خبر
کیا ہی عزّت سے بڑھاتے ہیں تجھے
کچھ پتا اس کا بتا اے دوستدار
گھاس! سب بجا ہے یہ تیرا گلا

مجھ میں اور تجھ میں نہیں کچھ بھی تمیز	صرف سایہ اور میوہ ہے عزیز
فائدہ اِک روز مجھ سے پائینگے	سائے میں بیٹھینگے اور پھل کھائینگے
ہے یہاں عزّت کا سہرہ اُس کے سر	جس سے پہنچے نفع سب کو بیشتر

یاد کرو تلفظ اور معنی

اِتّفاقاً طَرِیق حَیات تمیز عزیز بیشتر

(۱۰) راستی اور ناراستی

۱- صدق و راستی یا سچائی یہ ہے کہ انسان کسی امر کو اُسی طور سے ظاہر کرے جیسا کہ اُس کے علم و یقین میں ہے - اگر وہ اپنے علم و یقین کے خلاف ظاہر کرتا ہے تو وہ کذب - ناراستی یا جھوٹ کا مُرتکب ہوتا ہے *

۲- یہ تو ظاہری یا قانونی راستی ناراستی ہے - لیکن حقیقی راستی اور چیز ہے - اُس کا رتبہ اِس ظاہری راستی سے بالاتر ہے - کیونکہ انسان جو کچھ اپنے علم و یقین کے مطابق ظاہر کرتا ہے - کچھ ضرور نہیں ہے کہ وہ امر حقیقت میں بھی راست و درست ہو *

۳- ایسا اکثر ہوتا ہے کہ اِس خلافِ واقع کا یقین حاصل ہو جاتا ہے اور وہ یقین جس طرح صاحبِ یقین کو دھوکے

میں ڈالتا ہے۔ اسی طرح دوسروں کو گمراہ کرتا ہے۔ مثلاً ایک احمق نے دیکھا کہ گاڑی اور کُتّا ساتھ ساتھ چلے جاتے ہیں۔ اور جب ٹھیرتے ہیں۔ تو دونو ٹھیر جاتے ہیں ÷

۴- اس احمق نے اپنی بے تمیزی سے یقین کر لیا کہ گاڑی کے چلنے کا سبب کُتّا ہے اور اپنے یقین کے مطابق لوگوں کے روبرو بیان کیا کہ "کُتّے کے پاؤں گاڑی چلتی ہے" اگرچہ وہ اپنے قول میں سچا تھا۔ مگر درحقیقت اُس کا مقولہ محض باطل اور خلاف واقع تھا۔ اِس قسم کی ناراستی کو گمراہی کہتے ہیں ÷

یاد کرو لفظ اور معنی

صِدق کِذب بالاتر خِلاف واقع مقولہ باطِل

(۱۱) سلطان جلال الدّین خِلجی

۱- جلال الدین عہد بلبن کے سرداروں میں سے تھا۔ جب بلبن کا پوتا کیقباد مے نوشی کی کثرت سے لقوہ۔ فالج میں مبتلا ہو گیا۔ تو جلال الدین تخت شاہی پر جلوہ افروز ہوا۔ کچھ عرصہ کے بعد کوشک لعل میں گیا جو سلطان بلبن کا دیوانِ خاص تھا۔ وہاں پہنچکر دستور قدیم کے موافق گھوڑے

سے اُتر پڑا۔ مقربانِ خاص میں سے ایک نے سبب پوچھا۔ تو کہا کہ میں اِس مکان کا ادب اِسلئے کرتا ہوں۔ کہ وہ میرے آقا کا بنوایا ہُوا ہے۔ مجھے اپنی جان کے خوف سے مجبوراً بادشاہ بننا پڑا۔ ورنہ میں کہاں اور تختِ شاہی کہاں!

۲۔ وہ اپنے قدیم دوستوں سے ہمیشہ اُسی بے تکلّفی کے ساتھ ملتا رہا۔ جو حصولِ سلطنت سے پہلے تھی۔ نہایت سادہ مزاج۔ راستباز اور رحمدل آدمی تھا۔ یہاں تک کہ بعض اوقات اُس کی رحمدلی سلطنت کے نظم و نسق میں بھی خلل انداز ہوتی تھی۔ چنانچہ ایک بار قلعۂ رنتھنبور کو فتح کرنے سے صرف اِس واسطے چھوڑ دیا۔ کہ بندگانِ خدا کا خون نہ بہے ۔

۳۔ وہ اکثر موقعوں پر قہر و غضب کے بجائے احسان و مروت سے کام لیتا تھا۔ چنانچہ باغیوں کے ساتھ وہ سلوک کیا جو وفادار۔ جاں نثار دوستوں کے ساتھ کرنا چاہیئے ۔ اِس بادشاہ نے سلطان بلبن کے بھتیجے کو کڑا مانک پور جاگیر میں دے دیا تھا۔ مگر کسی سبب سے وہ باغی ہوگیا اور بادشاہی فوج سے مقابلہ کر بیٹھا ۔

۴۔ آخر کار وہ اور اُس کے رفقا گرفتار کرکے بادشاہ کی

حضور میں لائے گئے۔ اس خدا ترس رحمدل نے فوراً
سب قیدیوں کی مشکیں کھلوا دیں۔ اُن کو غسل کرایا۔
نیا لباس پہنایا۔ عطر لگایا اور نہایت لطف و عنایت سے
اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلایا ÷

۵ - جب آب و طعام سے فراغت پا چکے۔ تو باغی جاگیردار
کے رفیقوں سے خطاب کیا کہ اگرچہ تم میری فوج سے لڑے
ہو۔ مگر میں تمہاری اُس وفاداری اور نمک حلالی سے نہایت
خوش ہُوا۔ جو تم نے اپنے آقا کی موافقت میں کی ہے۔ غرض
اتنی خاطر و مدارات کی کہ وہ لوگ اپنے کردار سے بہت
نادم اور منفعل ہوئے۔ اِس کے بعد اُن کا قصور معاف
کیا اور بلبن کے بھتیجے کو ملتان کے علاقے میں جاگیر دیکر
رخصت کر دیا ÷

یاد کرو تلفظ اور معنی

مے نوشی ‏‏ جلوہ افروز ‏‏ آقا ‏‏ نسق ‏‏ مُروّت

رُفقا ‏‏ نقوہ ‏‏ کوشک ‏‏ راستبازہ ‏‏ خلل انداز

جاں نثار ‏‏ طعام ‏‏ فالج ‏‏ مُقرّب ‏‏ نظم

قہر ‏‏ باغی ‏‏ مُنفعل

(۱۴) سلطان فیروز

۱- فیروز کا باپ سلطان غیاث الدین کا حقیقی بھائی اور سپہ سالار تھا - ابھی فیروز کی عمر پورے سات برس کی بھی نہ ہونے پائی تھی کہ یتیم ہو گیا - مگر چچا نے اُس کے سر پر دستِ شفقت رکھا اور باپ سے زیادہ اُس کی تعلیم و تربیت میں سعی فرمائی - آدابِ سلطنت اور آئینِ حکومت کے اسرار سے اس کو ماہر کیا +

۲- جب اٹھارہ برس کا سِن ہُوا - تو شفیق چچا نے بھی رحلت کی - اب چچازاد بھائی محمد تغلق بادشاہ ہُوا - اُس نے بھی اس نوجوان بھائی کے حال پر ہمیشہ نظرِ عنایت رکھی - یہاں تک کہ دمِ آخر وصیت کی کہ میرے بعد تاج و تخت کا وارث میرا عزیز اور لائق بھائی فیروز ہے +

۳- دوسرے دن تمام اُمرا - علما اور صلحا اُس کی خدمت میں حاضر ہوئے - اور تختِ سلطنت پر اجلاس کرنے کی درخواست کی - فیروز نے جواب دیا کہ صاحبو! اوّل تو اس بارِ گراں کے اُٹھانے کی مجھ میں قابلیت نہیں - دوسرے میرا قصد ہے بیت اللہ کا - پس مجھ کو معاف رکھئے +

۴- مگر جب لوگوں کا اصرار حد سے زیادہ پایا۔ تو اُٹھ کر وضو کیا اور نہایت عجز و نیاز کے ساتھ دعا مانگی کہ خدایا! تیری اعانت کے بغیر کوئی کام سر انجام نہیں پا سکتا ہیں اس بار عظیم کو محض تیری حفظ و حمایت کے بھروسے پر اُٹھاتا ہوں۔ تو ہی میری مدد کر۔ یہ کہہ کر تاج شاہی پہنا۔ مگر ماتمی لباس نہ اتارا۔ مقربان خاص نے تبدیل لباس کے لئے التماس کیا۔ تو فرمایا کہ یہ اُس شخص کے ماتم کا لباس ہے جو میرا باپ۔ استاد۔ مربی اور آقا تھا۔ ممکن نہیں کہ سلطنت کی مسرت اُس کی جدائی کے غم کو بھلا دے۔

۵- وہ بڑا رعایا پرور۔ نیک نفس اور رحم دل بادشاہ تھا۔ پہلا کام اُس نے یہ کیا کہ تغلق کے زمانے کا زر تقاوی جو رعایا کے ذمے واجب الادا تھا۔ یک لخت معاف کر دیا۔ ایک بار اُس نے ملک سندھ پر فوج کشی کی تھی۔ سندھیوں نے شاہی فوج کی تباہی کا یہ سامان کیا کہ فصل ربیع کی زراعت جو تیار تھی خود برباد کر دی۔ جب یہ کیفیت معلوم ہوئی۔ تو فیروز شاہ نے دوسرے ملک سے غلہ خرید کر منگوا لیا اور حملہ جاری رکھا۔ اتفاق سے چار ہزار آدمی غنیم کے گرفتار آئے۔ اگرچہ ان لوگوں نے شاہی فوج کو فاقے مارنے کی تدبیر کی۔

تھی۔ مگر اس فیاض نے اُن کو خوب شکم سیر کھانا کھلایا+

۶- یہ بادشاہ تکلّف اور اِسراف کو بہت ناپسند کرتا تھا۔ خود بھی موٹے کپڑے عام آدمیوں کے سے پہنتا تھا۔ چاندی سونے کے ظروف اور جواہرات کے استعمال کی بھی ممانعت کر دی تھی۔ اُس نے نگرکوٹ سے چند فاضل پنڈت بُلوا کر سنسکرت کی بعض کتابوں کا ترجمہ فارسی زبان میں کرایا تھا۔ اُس کو عمارتوں کا بھی بڑا شوق تھا۔ سرائیں۔ خانقاہیں۔ مسجدیں اکثر بنوائیں۔ آبپاشی کے لئے نہریں کھدوائیں۔ بیشمار باغات لگوائے۔ کئی شہر آباد کئے۔ چنانچہ جونپور اُسی کا آباد کیا ہوا ہے۔ بعض حرکات اس کی ایسی تھیں۔ جو اُس کے ضعفِ عقل پر دلالت کرتی ہیں۔ مثلاً فال۔ شگون اور خواب کی بڑا معتقد تھا۔ اور اہلکاروں کی رشوت ستانی سے دیدہ و دانستہ چشم پوشی کرتا تھا۔

یاد کرو تلفظ اور معنی

یتیم	خلعت	صُلحا	تقاوی	اِسراف
تکبیر		وصیت	مُربّی	یک تخت
ظروف	معتقد	ماہر	بیت اللہ	نیک نفس
	شکم سیر	خانقاہ	رشوت ستانی	

(۱۳) کوشش کئے جاؤ

از مؤلف

دُکاں بند کرکے رہا بیٹھ جو — تو وہی اُس نے بالکل ہی لٹیا ڈبو
نہ بھاگو کبھی چھوڑ کر کام کو — تو سچ تو ہے خیر جو ہو سو ہو

کیئے جاؤ کوشش مرے دوستو!

جو پتھر پہ پانی پڑے متصل — تو گھس جائے بے شبہ پتھر کی سِل
رہوگے اگر تم یونہیں مستقل — تو اِک دن نتیجہ بھی جائیگا مِل

کیئے جاؤ کوشش مرے دوستو!

اگر طاق میں تم نے رکھدی کتاب — تو کیا دوگے کل امتحاں میں جواب
نہ پڑھنے سے بہتر ہے پڑھنا جناب — کہ ہو جاؤگے ایک دن کامیاب

کیئے جاؤ کوشش مرے دوستو!

نہ تم ہچکچاؤ نہ ہرگز ڈرو — جہاں تک بنے کام پورا کرو
مشقت اُٹھاؤ مصیبت بھرو — طلب میں جو جستجو میں مرو

کیئے جاؤ کوشش مرے دوستو!

جو تم شیر دل ہو تو مارو شکار — کہ خالی نہ جائیگا مردوں کا وار
مشقت میں باقی نہ رکھنا اُدھار — جو ہمت کروگے تو بیڑا ہے پار

کیئے جاؤ کوشش مرے دوستو!

جو بازی میں سبقت نہ لے جاؤ تم — خبردار! ہرگز نہ گھبراؤ تم

نہ ہٹکو نہ جھجکو نہ پچھتاؤ تم	ذرا صبر کو کام فرماؤ تم

کئے جاؤ کوشش مرے دوستو!

مقابل میں خم ٹھوک کر آؤ ہاں	بکھیڑے سے ڈرتے نہیں پہلواں
کرو پاس تم صبر کا امتحاں	نہ جائیگی محنت کبھی رائگاں

کئے جاؤ کوشش مرے دوستو!

تردد کو آنے نہ دو اپنے پاس	ہے بیہودہ خوف اور بیجا ہراس
رکھو دل کو مضبوط! قائم حواس	کبھی کامیابی کی چھوڑو نہ آس

کئے جاؤ کوشش مرے دوستو!

کرو شوق و ہمت کا جھنڈا بلند	کروگے اولوالعزموں کا کام
اگر صبر سے تم ہوگے کمربند	تو کہلاؤگے اک دن فتحمند

کئے جاؤ کوشش مرے دوستو!

یاد کرو لفظ اور معنی

مُتَّصِل مُسْتَقِل ہِمَّت اُولُوالعزم ہمدم کمربند

۱۲۔ نور جہاں بیگم

۱- اس بیگم کا نام مہرالنسا خانم تھا۔ جب جہانگیر سے شادی ہوئی۔ نور محل اس کا لقب ہوا۔ پھر نور محل سے نور جہاں خطاب پایا۔ جو آج تک اسی نام سے

مشہور و معروف ہے *

۲- یہ بیگم ایران کے ایک معزز خاندان کی بیٹی تھی۔ ایک زمانے میں اُس کا دادا (خواجہ محمد) شاہ ایران کا وزیر تھا۔ اُس کے انتقال کے بعد اُس کے بیٹے مرزا غیاث کا ستارہ کچھ ایسا گردش میں آیا کہ ٹکڑوں کو محتاج ہو گیا۔ آخر تنگ آ کر وطن کو ترک کیا۔ اور تلاش معاش کے لئے ہند کی جانب روانہ ہُوا *

۳- اثنائے راہ میں قندھار کے قریب اُس کے ہاں یہ لڑکی پیدا ہوئی۔ اُس پر دو تین دن کا فاقہ تھا۔ ایسی مصیبت اور بے سامانی کی حالت میں ماں باپ کو اُس کی پرورش دوبھر معلوم ہوئی۔ ناچار کلیجے پر پتھر رکھ اِس نحیف جگر کو رستے میں ڈال آگے بڑھے۔ اُس وقت تو اِس لڑکی کی ولادت اُن کو منحوس معلوم ہوئی۔ مگر یہ خبر نہ تھی کہ ایک دن یہ اقبال مند لڑکی ایک نامور عظیم الشان ملک ہند بنیگی *

۴- جب نور جہاں کے والدین اُس کو جنگل میں چھوڑ کر آگے چلے۔ تو پیچھے سے ایک قافلہ پہنچا۔ اور اِس معصوم بچہ کو یوں جنگل میں پڑا دیکھ کر ایک سوداگر کو ترس آیا۔ وہ

پرورش ہوا اور اُس کی ماں ہی کا کچھ مہینہ کر کے دودھ پلانے اور پالنے کو مقرر کیا +

۵ - غرض اِس طور سے نور جہاں اور اُس کے ماں باپ ہند میں پہنچے اور اُسی سوداگر کے ذریعے سے جس نے لڑکی کی پرورش اپنے ذمے لی تھی - مرزا غیاث کی رسائی اکبر کے دربار تک ہو گئی - اس کے بعد تھوڑے ہی عرصے میں نور جہاں کے باپ اور بھائی نے دربارِ شاہی میں بہت کچھ رسوخ حاصل کر لیا - اور اُس کی ماں بے تکلّف محلِ شاہی میں آنے جانے لگی +

۶ - جب نور جہاں جوان ہوئی - تو اکبر نے اُس کی شادی ایک ایرانی نوجوان شیر افگن سے کرا دی اور اُس کو بردوان کا حاکم مقرر کر دیا - مگر جہانگیر کے عہد میں خود بادشاہ کے ایما سے شیر افگن مارا گیا اور اُس کی بیوہ شاہی محل میں داخل ہو کر بادشاہ کی ماں کی مصاحب مقرر ہوئی - کچھ مدّت کے بعد بادشاہ کے نکاح میں آئی - اور ملکہ نور جہاں کہلائی +

۷ - صورت اور سیرت کی خوبیوں کے علاوہ وہ نہایت عاقل - ہوشیار اور سلیقہ مند عورت تھی - اُس نے بادشاہ کے مزاج

کی بہت اصلاح کی - تند خوئی اور غصے کو دبا کیا - شراب
کم کرا دی - سلطنت کے کاروبار کو خود سنبھال لیا - روپیہ
اور اشرفی کے سکے میں بادشاہ کے نام کے ساتھ اُس کا
نام بھی شامل تھا - زیور - لباس اور کھانوں میں نئی نئی
ایجادیں کیں - وہ بڑی شاعرہ - فصیح اور حاضر جواب تھی
گھوڑے کی سواری اور فنونِ سپہ گری میں بھی اُس کو
خوب مہارت تھی +

۸ - ایک روز بادشاہ مع بیگم کے شکار گاہ میں تھا -
وہاں قراولوں نے چار شیر گھیر رکھے تھے - جس وقت شیر
نظر آئے - تو نور جہاں بیگم نے جو ہاتھی کی عماری میں سوار
تھی - بادشاہ سے التماس کیا - اگر حکم ہو - تو میں ان
شیروں پر بندوق چلاؤں ! بادشاہ نے اجازت دی - ان
میں سے دو کو بندوق کی دو گولیوں سے گرا دیا اور دو کا
کام دو دو تیروں سے تمام کیا +

۹ - یہ پھرتی اور نشانہ بازی دیکھ کر بادشاہ کو بڑی حیرت
ہوئی کہ چھ نشانے پیہم لگائے - جن میں سے ایک بھی
خطا نہ ہوا - اُسی وقت بادشاہ کے حکم سے ہزار اشرفیاں نثار
کی گئیں اور ایک پہنچی الماس کی جس کی قیمت ایک لاکھ

روپیہ تھی اس کام کے عطے میں بیگم کو مرحمت ہوئی +

۱۰- جب جہلم کے کنارے جہانگیر بادشاہ کو مہابت خاں نے قید کر لیا تھا - تو بیگم نے تمام سرداروں کو بلا کر لعنت ملامت کی - کہ تم نے اپنے جیتے جی اپنے آقا کو کیوں گرفتار ہو جانے دیا - پھر تمام فوج کو ساتھ لیکر بادشاہ کی رہائی کے لئے مہابت خاں کی سپاہ پر حملہ کیا +

۱۱- بیگم خود تیر و کمان لیکر ہاتھی کے ہودہ میں بیٹھی - سب سے پہلے اپنا ہاتھی دریا میں ڈالا اور لڑتی بھڑتی خیمہ گاہ تک پہنچی - مگر بد قسمتی سے اُس کی فوج نے شکست کھائی - تمام سردار اور سپاہی بھاگ گئے - یہ حال دیکھ کر خود بھی بادشاہ کے پاس قید میں چلی گئی اور وہاں پہنچ کر اپنی دانشمندی سے ایسا بندوبست کیا کہ بادشاہ کو مہابت خاں کی قید سے صاف چھڑا لیا +

۱۲- جب جہانگیر مر گیا اور اس کے سہاگ بھاگ کا زمانہ ختم ہوا - تو بارہ برس رنج کی حالت میں کاٹے - اور بعد انتقال بمقام لاہور اپنے خاوند کے پہلو میں مدفون ہوئی +

یاد کرو تلفظ اور معنی

مرحمت عظیم الشان ایما فنون بنا۔

مغموم	کھیل	بصیرت	تند خوئی	صلہ
لخت جگر	شوخ	لطیفہ سنج	قراول	مدفون

(۱۵) دو مکھیاں

از مؤلف

ایک مکھی ہے بڑی احمق
کوتہ اندیش لالچی ناداں
گری شیرے پہ حرص کے مارے
آنکھ اُس کے پیٹ کی پھوٹ گئی
آخرش پھنس کے رہ گئی مکھی

دیکھ انجام اُسے نہیں معلوم
دینی پھرتی ہے مفت اپنی جاں
پاؤں اور پر لتھڑ گئے سارے
ہاتھ بازو تو ٹانگ ٹوٹ گئی
کیا حماقت کی چاشنی چکھی

ایک مکھی ہے سخت دور اندیش
اُس پہ غالب نہیں ہوسناکی
کہیں شکری کی جب ڈلی پائی
گرچہ اُس کام میں لگی کچھ دیر
سیر ہوتے ہی اُڑ گئی پھُر پھُر

سوچ لیتی ہے کام کا پس و پیش
گرم پرواز ہے یہ چالاکی
تو نہ آہستگی سے اتر آئی
بات گو ہو گئی مگر وہ بسیر
دور بینی کا اُس کو یاد ہے گر

کس مزے سے گزارتی ہے دن
شکر کا گیت گاتی ہے بھن بھن

یاد کرو لفظ اور معنی

انجام کوتہ اندیش دور اندیش ہوسناکی دور بینی

(۱۶) کوئلے کی کان

۱- بعض ملکوں میں کان کھود کر ایک قسم کا کوئلہ نکالا
جاتا ہے جو پتھر کا کوئلہ مشہور ہے - لیکن حقیقت میں وہ
پتھر نہیں بلکہ نباتات کی قسم سے ہے - یورپ اور امریکہ
کی اکثر ولایتوں میں یہ کوئلہ نکلتا ہے - مگر نہایت عمدہ قسم
کا کوئلہ انگلستان کا ہوتا ہے - انگلستان کے لئے اس کوئلہ
کی کان گویا دولت کی کان ہے - تمام دخانی کلوں کے
کارخانے اور دخانی کشتیاں اسی وسیلے سے جاری ہیں -
اور چونکہ وہ سرد خطہ ہے - اس لئے کھانا پکانے اور
مکان کو گرم رکھنے کے لئے بھی یہ کوئلہ بکار آمد
ہے *

۲- کوئلے کی کان کھودنے کو بڑی عقل و حکمت
درکار ہے - کلوں کے وسیلے سے کھودا اور نکالا جاتا ہے - اول
ایک گہرا غار کوئلے کے مخزن تک کھودتے ہیں - پھر وہاں
کا پانی کل کے وسیلے سے نکال کر باہر پھینک دیتے ہیں -
اس کے بعد کوئلہ کھدنا شروع ہوتا ہے - بیچ بیچ میں کوئلہ
کے ستون چھوڑتے جاتے ہیں - تاکہ اوپر کی زمین بطور

چھت کے قائم رہے - ستون ایک دوسرے کے محاذی اور برابر فاصلے پر ہوتے ہیں *

۳ - جب دور تک اندر ہی اندر کان کھد جاتی ہے - تو نہایت خوبصورت گھر کی مانند معلوم ہوتی ہے - تمام کوئلہ ایک ہی جگہ نہیں ملتا - بلکہ اُس کی شاخیں اطراف زمین میں پھیلی ہوئی ملتی ہیں - اِس لئے کان کے اندر مختلف سمتوں میں ستون اور حجرے بن جانے سے ایک بڑا شہر سا معلوم ہوتا ہے *

۴ - کان کے اندرونی رستے نہایت تیرہ و تار ہوتے ہیں - وہاں نہ سورج روشن کا اثر ہوتا ہے - نہ شب یا دن کی خبر - ہر دم اندھیرا گھپ رہتا ہے - اِس لئے کام کرنے کے مقامات پر جابجا روشنی کا انتظام رکھتے ہیں *

۵ - جب کان دُور تک پہنچ جاتی ہے - تو کوئلہ بیلوں اور گھوڑوں کے ذریعے سے اُس کے دہانے تک پُہنچایا جاتا ہے - اِنہیں ستونوں کے اندر لدے لدائے جانور آتے جاتے ہیں - زمین کے نیچے ہی گھوڑے بیلوں کے لئے اصطبل اور تھان بناتے اور وہیں اُن کے لئے دانہ چارہ پُہنچاتے ہیں - صرف ہفتے کے روز جانوروں کو تعطیل

ملتی ہے +

۶- کان کے اندر کی ہوا نہایت خراب ہوتی ہے۔ اِس لئے تازہ ہوا بذریعۂ نل کے اوپر سے پہنچائی جاتی ہے - تھوڑی دُور تک اُس کے اندر چراغ لے جا سکتے ہیں - مگر زیادہ اندر کی طرف چراغ یا آگ جائے - تو ہوا مشتعل ہو کر تمام کان کو اُڑا دے اور جو اُس کے اندر ہو - اُس کی وہیں قبر بنا دے +

۷- کبھی کبھی آتشزدگی کا حادثہ بھی ہو جاتا ہے + اُس وقت بڑا دھماکا ہوتا ہے - اور اُس سے کام کرنے والے دب کر مر جاتے ہیں - زمانۂ سابق میں ایسے حادثات اکثر ہُوا کرتے تھے - مگر اب تو مدت سے ایک قسم کی محفوظ لالٹین خاص کان کے اندر کام کرنے کے لئے ایجاد ہو گئی ہے +

۸- ہندوستان میں بھی ضلع بردوان و سلہٹ کے علاقے میں کانی کوئلہ نکلتا ہے جو ریل کے انجنوں میں جلایا جاتا ہے - اگر یہ قدرتی کوئلہ نہ ملتا - تو لکڑی بہت ہی گراں ہو جاتی - غرض کوئلہ بھی ایک قدرتی دولت ہے جو زمین کے اندر دھات اور جواہرات کی طرح مدفون ہے +

یاد کرو تلفظ اور معنی

نباتات — تبصرہ — تابہ — مخزن
مشغول — تجربہ — مُحاذی — آتشزدگی

(۶۷) دُمدار ستارے

۱- کبھی کبھی آسمان میں دُمدار ستارہ نظر آتا ہے۔ جس کو دیکھ کر عام لوگ خوف کرتے اور اپنی خام خیالی سے اُس کو قحط، وبا یا انقلاب حکومت یا کسی ایسے ہی بڑے حادثے کا سبب سمجھتے ہیں ٭

۲- ستارہ شناسوں نے دریافت کیا ہے کہ اِس قسم کے ستارے آفتاب کے احاطے میں ۴۵۰ کے قریب ہیں جو کبھی تو آفتاب کے نہایت قریب سے گزرتے ہیں۔ گویا اُس کے اندر داخل ہو جائینگے اور کبھی نہایت دور فاصلے پر نکل جاتے ہیں ٭

۳- اُن کے ساتھ ایک نورانی دُم لگی رہتی ہے جو حرارت آفتاب کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ اسلئے جب وہ قریب آفتاب کے پہنچتے ہیں۔ تو دُم بڑی نظر آتی ہے اور جس قدر بعید ہوتا جاتا ہے۔ اُسی قدر دُم کا حجم گھٹتا جاتا ہے ٭

۴- اُن کی روشنی ذاتی نہیں - بلکہ وہ سورج کی روشنی سے چمکتے نظر آتے ہیں - اُن کا دورہ بھی مدّتوں کے بعد ہوتا ہے - چنانچہ بعض دُمدار ستارے سو سو سال بلکہ اس سے بھی زیادہ عرصے کے بعد نظر آتے ہیں

۵- بعض علمائے ہیئت نے دُمدار ستاروں کی نسبت بڑی تحقیقاتیں کی ہے اور اُن میں سے بعض کے طلوع و غروب کا ٹھیک زمانہ بھی معلوم کر لیا ہے

۶- غرض اجسامِ افلاک میں جتنے اجرامِ آسمانی نظر آتے ہیں - اُن تمام میں زیادہ تعجب خیز اور حیرت انگیز یہی دُمدار ستارے ہیں - مگر لوگوں نے جو بُرے آثار ان سے منسوب کر رکھے ہیں - وہ بیہودہ توہمات کے سوا کچھ اصل نہیں رکھتے ✤

یاد کرو تلفظ اور معنی

خام خیالی   بُعد   مشتّقین   افلاک   تعجب   خیز   آثار

انقلاب   منجّم   ساخت   اجرام   حیرت انگیز   منسوب

۲۶ مارچ ۱۹۳۲	اشعارِ ذوق (۱۸)	۲۲ شوال ۱۳۵۰

جو آپ ہی مر رہا ہو اُس کو گر مارا تو کیا مارا	... اگر مارا تو کیا مارا

نہ مارا آپ کو جو خاک ہو اکسیر بن جاتا	اگر پارے کو اے اکسیر گر مارا تو کیا مارا
بڑے موذی کو مارا نفس امّارہ کو گر مارا	نہنگ و اژدہا و شیر نر مارا تو کیا مارا
ہنسی کے ساتھ یاں رونا ہے مثل قلقل مینا	کسی نے قہقہا اے بے خبر مارا تو کیا مارا
گیا شیطان مارا ایک سجدے کے نہ کرنے میں	اگر لاکھوں برس سجدے میں سر مارا تو کیا مارا
دل بدخواہ میں تھا مارنا یا چشم بد بیں میں	فلک پر ذوق تیر آہ گر مارا تو کیا مارا

یاد کرو تلفظ اور معنی

بیداد گر ۔ امّارہ ۔ نہنگ ۔ قلقل ۔ مینا ۔ بد بیں

(۱۹) قوت کہربائی یا برق یا بجلی

۱- مکتبوں میں بعض لڑکے یہ کھیل کھیلا کرتے ہیں - کہ کبوتر یا کسی اور جانور کا تازہ پر لیکر اُس کو تختی یا سلیٹ پر رکھتے ہیں - ایک ہاتھ سے اُس کی ڈنڈی دبا کر دوسرے ہاتھ کی اُنگلیاں جلدی جلدی اُس کے اوپر چند بار رگڑتے ہیں - ایسا کرنے سے پر کا رُواں رُواں کھِل جاتا ہے +

۲- اُس وقت ایک باریک سُوت کا ٹکڑا تھوڑی دُور سے اُس پر کو دکھائیں - تو وہ دوڑ کر اُس کو چمٹ جاتا ہے - اگر اِس حالت میں پر کو دیوار سے لگا دیں - تو اُس کا ہر ایک ریشہ دیوار کو پکڑ لیتا ہے +

۳- تم شیشے کو اون کے کپڑے یا خشک ہاتھ پر رگڑ کر سوت یا کاغذ کا ہلکا سا ٹکڑا اس کے قریب لاؤ۔ تو وہی تماشا نظر آئیگا جو پر کے رگڑنے سے نظر آیا تھا۔ یہی قوت مقناطیس میں ہوتی ہے جو لوہے کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے*

۴- تم یہ تماشا دیکھ کر غالباً تعجب کروگے کہ یہ کیا طلسم اور کیسا شعبدہ ہے۔ حقیقت میں نہ تو یہ طلسم ہے۔ اور نہ شعبدہ۔ بلکہ ایک قدرتی خاصہ ہے جس سے تم ناواقف ہو۔ اسی کو قوت کہربائی یا برق یا بجلی کہتے ہیں*

۵- اہل تحقیق نے دریافت کیا ہے کہ زمین و ہوا اور تمام اشیا کے اندر جو اُن میں ہیں ایک نہایت لطیف چیز پھیلی ہوئی ہے۔ لیکن ہر چیز میں وہ ظاہر نہیں ہوتی۔ بلکہ بعض اشیا میں کبھی کبھی اُس کا جلوہ بڑی چمک دمک سے نظر آتا ہے*

۶- برق کے خواص میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اگر وہ ایک شے میں زیادہ اور دوسری میں کم ہو اور وہ دونو چیزیں متصل ہو جائیں۔ تو فوراً ایک میں سے نکل کر وہ دوسری میں داخل ہوتی ہے۔ تاکہ دونو جسموں میں اُس کی مقدار مساوی ہو جائے۔ جب اُس کی موج رواں ہوتی ہے

प्रवेश करना घुसना
تو ایک چیز سے دوسری میں سرایت کرتی ہے۔ اُس وقت
ڈراونی
ایک تیز روشنی اور مہیب آواز پیدا ہوتی ہے +

۷۔ دو ایسے بادل جن میں برق کم و بیش ہو۔ قریب
ہوتے ہیں۔ تو تم چمک اور کڑک معلوم کرتے ہو۔ جس
وقت بجلی ابر سے زمین کی کسی چیز میں یا زمین کی چیز
سے بادل میں داخل ہوتی ہے۔ تو یہی تماشا اُس وقت
بھی ظہور میں آتا ہے +

۸۔ اِس قوت کی خاصیتیں زیادہ تر اسی صدی میں
دریافت ہوئی ہیں۔ اور اُن کے معلوم ہو جانے سے چند
अतिशय आविष्कार
ایسے مفید اختراعات ہوئی ہیں۔ جو انسان کے لئے نہایت
बाड़ीरा
کارآمد ہیں۔ تار برقی کا جال جو اب دنیا کے اکثر حصوں
میں پھیلا ہوا ہے اور جس کے ذریعے سے دم دم کی خبریں
دور دراز ملکوں کی ہمیں معلوم ہو جاتی ہیں۔ وہ اِسی قوت کی
2. प्रभाव, ज्यू
برکت کا ظہور ہے
ज़रिया यंत्र
۹۔ ایک اور آلہ ایجاد ہوا ہے۔ جس کی وساطت سے
सैकड़ों
سینکڑوں کوس تک آواز پہنچ جاتی ہے اور باہم بات چیت
ہو سکتی ہے۔ ایک اور آلہ ہے جس کے وسیلے سے آدمی کے
الفاظ بجنسہٖ محفوظ رہتے ہیں۔ جب چاہو اُس میں سے

2. बोलनेवाला

وہی بات سُن لو۔ جو برسوں پہلے کہی گئی تھی۔ بعض بیماریوں کے مُعالجہ میں بھی قوتِ برقی سے کام لیا جاتا ہے +

۱۰۔ غرض قدرتی خزانے انہیں معمولی چیزوں میں دبے پڑے ہیں۔ جس قدر انسان اُن سے وقوف و شعور حاصل کرتا ہے۔ اُسی قدر فیض و فائدہ اُٹھاتا ہے +

یاد کرو تلفظ اور معنی

مِقناطیس	خاصّہ	خَواص	اِختراعات
طِلسم	لطیف	مُساوی	ثابت
شُعبدہ	بَرق	مُہیب	ہیجنس

مُعالجہ
سرایت
وُساطت

(۲۰) اشعارِ رند

ہیں یہ سارے جیتے جی کے واسطے
آدمی سہتا ہے کیا کیا ذلتیں!
کیوں دیئے ہیں تو نے قسّامِ ازل
غم نے اس درجہ کیا دل میں ہجوم
رنج و اندوہ و ملال و درد و غم
بیکسی میرے لیئے پیدا ہوئی
کیجئے ہر دم عبث تن پروری

کون مرتا ہے کسی کے واسطے
نفسِ مردود شقی کے واسطے
رنج لاکھوں ایک جی کے واسطے
جا نہیں ہے خرمی کے واسطے
صدمے ہیں یہ آدمی کے واسطے
میں بنا ہوں بیکسی کے واسطے
اے اجل کس زندگی کے واسطے

یاد کرو تلفظ اور معنی

نفس — شفقی — خرّمی — ملال

مردود — قسّامِ ازل — اَندوہ — اَجَل

(۲۱) کفایت شعاری

۱- بعض آدمیوں کو اپنے بزرگوں کی میراث اس قدر مل جاتی ہے کہ وہ اس کی آمدنی سے بغیر محنت کئے اپنا گزارہ بخوبی کرسکتے ہیں- لیکن دنیا میں زیادہ تر ایسے آدمی ہیں- جو اپنی ذاتی محنت کی اُجرت سے بسر کرتے ہیں +

۲- میراث کی آمدنی یا اپنی محنت کی اُجرت سے وہی لوگ فائدہ اُٹھاتے ہیں- جو نیک چلن اور دور اندیش ہوتے ہیں- کیونکہ نیک چلنی انسان کو معاش پیدا کرنے پر آمادہ کرتی اور دور اندیشی خرچ کرنے کا طریقہ سکھاتی ہے +

۳- دور اندیش آدمی آمد و خرچ کو اپنی نظر میں رکھتا ہے- وہ آگے اور پیچھے دونو طرف دیکھتا رہتا ہے- وہ بے ضرورت خرچ کرنے کو سخت گناہ جانتا ہے- اگر آمدنی کم ہوتی ہے- تو اپنی ضرورتوں کو مختصر کر دیتا ہے- حتےالامکان کچھ نہ کچھ بچاتا ہے- تا کہ بیکاری- بیماری- قحط

اور اتفاقی ضرورتوں کے وقت کام آئے - وہ موقع پر دوسروں کی دستگیری کرتا ہے - ایسا آدمی کفایت شعار کہلاتا ہے +

۴ - جو شخص کم فہم اور کوتہ اندیش ہیں - وہ آگا پیچھا کچھ نہیں دیکھتے - نہ آمد کی خبر رکھتے ہیں نہ خرچ کی - وہ ضروری اور فضول کاموں میں کچھ تمیز نہیں کرتے - صرف موجودہ حالت کو دیکھتے ہیں - بچوں کی طرح اپنی ہوا و ہوس پورا کرنے پر آمادہ رہتے ہیں - اتفاقی ضرورتوں کے واسطے کچھ نہیں بچاتے - اسلئے بہت جلد مصیبتوں میں گرفتار ہو جاتے ہیں - ایسے لوگ فضول خرچ یا مسرف کہلاتے ہیں +

۵ - کفایت شعاری اختیار کرنے اور فضول خرچی سے بچنے کے لئے چند باتیں یاد رکھنے کے قابل ہیں - اپنی آمد و خرچ کا حساب رکھو - بیجا خرچ سے فوراً ہاتھ روک لو - کوئی شے (کیسی ہی ارزاں ہو) بلا ضرورت ہرگز نہ خریدو - جو خرچ محض شیخی جتانے - فخر کرنے اور اترانے کی غرض سے کئے جاتے ہیں - اُن میں ایک خرمہرہ کا اُٹھا دینا بھی گناہ سمجھو - جو کچھ خرید نقد داموں سے خریدو قرض کے طور پر کوئی چیز ہرگز نہ لو - اگرچہ تھوڑی دیر کے واسطے ہو +

۶ - غریب آدمی جو اپنی محنت کی اُجرت سے گزران

کرتے ہیں - اگر وہ کفایت شعاری کے طریقے پر چلتے -
اور اپنی آمد میں سے کچھ پس انداز کرتے رہتے ہیں - تو
ایک دو نسلوں کے بعد اُن کی اولاد اچھّی خاصی دولتمند
بن جاتی ہے - اسی طرح جو دولتمند فضول خرچی کی بلا
میں مبتلا ہو جاتے ہیں - وہ بہت جلد مفلس اور تہیدست
ہوکر گداگری یا بد معاشی کرنے لگتے ہیں +

۷ - اکثر غریب آدمی ایسے ہیں - جو کفایت شعاری کر کے
کچھ پس انداز کر سکتے ہیں - مگر اُس کے محفوظ رکھنے کا موقع
اُن کو میسّر نہیں - ایسے لوگوں کی آسانی کے واسطے سرکار
نے ہر ڈاک خانے میں امانت رکھنے کا انتظام کر دیا ہے -
کم سے کم چار آنے تک وہاں جمع ہو سکتے ہیں - ساڑھے
تین روپیہ فی صدی سود بھی ملتا ہے - جمع کی ہوئی رقم میں
سے ہفتے میں ایک بار (جس قدر چاہو) واپس لے سکتے
ہو - روپیہ جمع کرنے والے کو ایک کتاب مل جاتی ہے -
اُس میں وصول باقی کا حساب لکھا جاتا ہے +

یاد کرو تلفظ اور معنی

میراث کِفایت شعار مُشرِف مُبتَلا پس انداز
حتّےٰ الاِمکان ہوَا خرخُرہ تہیدست

حکایت (۲۲)

۱- ایک مچھر جاڑے کی فصل میں سردی اور فاقہ میں تکلیف سے عاجز آ کر شہد کی مکھیوں کے پاس بھیک مانگنے گیا اور نہایت منت و زاری سے کہنے لگا - "اے خوش قسمت مکھیو! خدا تعالٰے نے تم کو خالص شہد کا اتنا ذخیرہ عطا کیا ہے کہ مزے سے بیٹھی نوش کرتی ہو۔ اگر دو چار قطرے اس بے نوا عاجز کو خیرات کے طور پر دے دو گی - تو تم کو بڑا ثواب ہوگا"

۲- شہد کی مکھیوں میں سے ایک مکھی نے پوچھا - "میاں مچھر! بہار کی فصل میں تم نے اتنی معاش کیوں نہ پیدا کی - جو خزاں کے موسم میں تمہارے کام آتی - اور یوں در بدر بھیک مانگتے نہ پھرتے" - مچھر نے جواب دیا - "بی مکھی! میں نے سخت غفلت کی کہ بہار کا سارا موسم رقص و سرود اور عیش و نشاط میں صرف کر دیا - جاڑے کی مصیبت کا کچھ خیال نہ کیا - اب حسرت کے سوا کچھ علاج نہیں ہے"

شہیدی

ایام مصیبت کے تو کاٹے نہیں کٹتے

دن عیش کے گھڑیوں میں گزر جاتے ہیں کیسے

۴- مکھی نے کہا- "ہمارا طریقہ تمہارے شیوہ سے بالکل خلاف ہے- ہم گرمی کے موسم میں نہایت محنت مشقت سے جاڑے کے واسطے ذخیرہ جمع کرتے ہیں- ایک لمحہ بیکار نہیں کھوتے- جب سخت جاڑا پڑتا ہے- اور درختوں کے پتے تک جھڑ جاتے ہیں- ہم آرام اور اطمینان سے اپنے چھتے میں بیٹھ کر شہد کھایا کرتے ہیں- نہ فاقہ کرتے ہیں- نہ کسی کا احسان اٹھاتے ہیں- تم نے کام کے دن گانے بجانے میں گنوا دئے- اسی لئے آج گدائی کرتے اور مصیبت بھرتے ہو"

جنہیں دی ہے خدا نے عقل دانا
ہے ان کو آج ہی سے فکر کل کی
مسافر چل پڑا جو آخر شب
تو ہو جاتی ہے منزل اس کی ہلکی

یاد کرو تلفظ اور معنی

بے نوا	زعفران	سرود	شیوہ
ثواب	رقص	نشاط	

(۲۳) آم کی تعریف

از آرایشِ محفل

کیوں نہ درختوں میں ہو وہ سر بلند
اُس کا ہے پھل شاہ و گدا کو پسند

ہند کے سب میووں کا سردار ہے
رونقِ ہر کوچہ و بازار ہے

جو صفاہانی اُسے اِک بار کھائے
میوے صفاہاں کے سبھی بھول جائے

اور مٹھائی جو کبھو اِک ذری
کھائے اِک بار۔ تو پھر جائے جی

آم میں ہے ایک حلاوت عجب
رہتی ہے اُس کی تو ہمیشہ طلب

پیٹ بھرے۔ جی نہ پر اُس سے بھرے
آدمی پھر کھائے نہ۔ تو کیا کرے

ہوتا ہے شہوں تو بہت پال کا
لیک ہے ٹپکے کا بھی طرفہ مزا

میووں میں ہے فوقیت اُس کے تئیں
باغ میں پھر کیوں نہ ہو بالا نشیں

شوخ کے سیندوریے کا رنگ ہے
سیب سمرقند بھی یاں دنگ ہے

میووں میں ہے بس وہی ہر دلعزیز
سیب غلام اُس کا بھی ہے کنیز

یاد کرو تلفظ اور معنی

سر بلند صفاہاں حلاوت طرفہ کنیز سمرقند

(۲۴) محنت سونے سے بہتر ہے

۱- ایک زمانے میں یورپ کے باشندے جنوبی امریکہ کو اِس مدعا سے جایا کرتے تھے کہ کانہائے سیم و زر کے کھودنے میں اپنی قسمت آزمائی کریں - یہی ہوس ملک اسپین کے ایک باشندے کو دامنگیر ہوئی - اوّل اپنے بڑے بھائی سے اپنا منصوبہ بیان کیا اور اصرار کے ساتھ درخواست کی کہ "آپ میرے ہمراہ چلیں - جو دولت ہاتھ آئیگی - بحصۂ مساوی باہم تقسیم کرینگے"*

۲- بڑا بھائی نہایت قانع اور دور اندیش آدمی تھا - اس نے تمام نشیب و فراز سمجھا کر کہا کہ اِس ارادہ میں کامیابی کی توقع بہت کم ہے - لیکن چھوٹے بھائی پر جب اپنی نصیحت کا کچھ اثر نہ دیکھا - تو ناچار اُس کی رفاقت پر آمادہ ہو گیا اور کہا کہ میں تمہاری دولت میں شرکت نہیں چاہتا - مجھ کو صرف اِتنی اِجازت دو کہ کچھ اسباب و آلات اور میرے چند نوکر ساتھ چلیں - اُس نے یہ بات مان لی اور جب اِس بات کا اطمینان ہو گیا کہ بڑا بھائی ساتھ چلیگا - اُس نے سفر کی تیاری شروع کر دی - اور خوشی خوشی اپنا

تمام مال و اسباب اور جائداد بیچ کھوچ کر ایک جہاز خریدا ٭

۳- جب یہ خبر مشہور ہوئی - تو چند اور بوالہوس بھی جو اسی کی طرح مال و دولت کے حریص تھے - اُس کے ہم سفر بنے - بڑا بھائی بھی تمام آلات کاشتکاری اور غلہ اور ترکاریوں کے تخم جو بوروں میں بند تھے لایا اور اپنے چند ملازموں سمیت اُس کے جہاز پر جا سوار ہوا اگرچہ اِس الّم غلّم کا لے جانا چھوٹے بھائی کو محض فضول نظر آتا تھا - مگر اُس اقرار کے بموجب جو پہلے ہو چکا تھا عذر و انکار مناسب نہ سمجھا ٭

۴- اتفاق ایسا ہوا اور خدا کے فضل سے ہوا ایسی موافق آئی کہ بغیر کسی حادثہ اور مصیبت کے اس بندرگاہ تک جا لگا جہاں کا عزم کر کے چلے تھے ٭ سب مسافر بخیر و عافیت خشکی میں اُترے - بڑے بھائی نے کچھ بھیڑیں اور بیل خریدے اور مع اپنے نوکروں اور آلات و اسباب کے ایک عمدہ قطع اراضی میں جو ساحل بحر سے ملحق تھا - قیام کیا اور چھوٹے بھائی سے کہہ دیا کہ میں یہاں نہ تو بود و باش کرنے آیا ہوں - نہ دولت کی طمع

مجھ کو لائی ہے - بلکہ صرف تمہاری رفاقت کی غرض سے
آیا ہوں - جب تم سونا لے کر آ جاؤ گے - تو میں تمہارے
ساتھ وطن کو واپس چلونگا *

۵ - سونے کے مشتاقوں نے کان کھودنے کو مزدور
نوکر رکھے اور سب سامان ضروری مہیا کرکے اُس نواح
کا قصد کیا - جہاں سونا نکلتا تھا - اثنائے سفر میں چھوٹا
بھائی بڑے بھائی کی سمجھ پر افسوس کرکے اپنے ساتھیوں
سے کہنے لگا کہ دیکھو "حضرت نے بیل اور بھیڑیں خریدی
ہیں - پردیس میں آ کر کاشتکاری کا کھڑاگ پھیلایا ہے - ہم
تو اپنا عزیز وقت یوں اکارت کرنا پسند نہیں کرتے - اگر
قسمت نے یاوری کی - تو اتنا کما لائینگے کہ کئی پُشت تک
کافی ہوگا" سب رفیقوں نے اُس کی فراست اور ہمت پر
آفرین کی - لیکن ایک پیر مرد نے سر ہلا کر کہا "میاں تمہارا
بھائی ایسا نہیں ہے - جیسا تم خیال کرتے ہو - وہ نہایت
عاقبت اندیش آدمی ہے *

۶ - غرض یہ قافلہ دریاؤں کو عبور کرتا - دشوار گزار وادیوں
سے گزرتا - سخت بارش اور تیز دھوپ کی تکلیفیں اُٹھاتا جابجا
کانِ زر کی جستجو میں پھرتا رہا - آخر "جوینده یابنده" ایک

جگہ سونا بافراط نکلا - اس کامیابی نے ایسا مسرور کیا کہ جس قدر کلفتیں اُٹھائی تھیں - سب فراموش ہو گئیں۔ مدت تک وہاں کام جاری رکھا - لیکن غلّے کا ذخیرہ تھوڑا تھا - اسلئے خوراک میں کمی کرنی پڑی اور جب غلّہ بالکل نبڑ گیا - تو بھی ان لوگوں نے دولت کی خوشی میں ہمّت نہ ہاری - جنگل کی جڑی بوٹی کھاکر دن کاٹے اور جتنا سونا جمع کیا تھا - اُس کو لیکر بندرگاہ کی طرف جوں توں کرکے مراجعت کی - لیکن خلقے کی صعوبت سے چند ہمراہی اثنائے راہ میں راہیِ عدم ہو گئے ✦

۷ - اِس عرصے میں بڑے بھائی نے اپنے نوکروں کی اعانت سے زراعت کا ڈول ڈالا - اُس کی کوشش و محنت نے جس کے ساتھ سلیقہ اور تجربہ بھی شامل تھا - اس ویرانہ جنگل کو باغ و بہار اور لالہ زار بنا دیا - خدا کی عنایت سے فصل اچھی ہوئی - ہر جنس کا غلّہ اور ہر قسم کی ترکاریاں افراط سے پیدا ہوئیں - بھیڑوں نے اتنے بچّے دئے کہ ایک بڑا گلّہ ہو گیا - دودھ - مکھن اور پنیر کی کچھ کمی نہ رہی - اُس کے نوکروں نے وقت فرصت میں سمندر کی مچھلیوں کا شکار کیا اور نمک سود کرکے ایک انبار جمع کر لیا ✦

۸- جب چھوٹا بھائی بڑے بھائی کے پاس پہنچا - تو
اُس کی اور اُس کے باقیماندہ ہمراہیوں کی حالت بہت
نازک تھی- دو روز سے فاقے پر فاقہ کیا تھا- پہلی بات جو
اُس مصیبت زدہ گروہ نے کہی وہ کھانے کا سوال تھا +

۹- بڑے بھائی نے اُن کے واپس آنے سے خوشی تو
ظاہر کی اور اُن کو زندہ و سلامت پہنچنے کی مبارکباد بھی
دی- مگر کھانے کا سوال سُن کر ایسا روکھا جواب دیا- جو
رشتہ داری اور ہموطنی ہی کے خلاف نہ تھا- بلکہ انسانیت
اور خداترسی سے بھی ظاہرا بعید معلوم ہوا- اُس نے کہا-
"سُنو صاحبو! جب تمہاری دولت سے مجھ کو کچھ سروکار نہیں-
تو میری کمائی سے تم کو کیا واسطہ؟ جو دانہ دُنکا میں نے اپنی
قوّتِ بازو سے پیدا کیا ہے- میں کیوں مُفت دیدوں؟ اگر
تم کو ایسی ہی احتیاج ہے- تو سونا دو اور کھانا لو +

۱۰- اِس بد خلقی نامہربانی اور بیرحمی پر اُن لوگوں
کو بڑا طیش آیا- مگر بھوک کے مارے لبوں پر دم آ رہا تھا-
ناچار سونے کی ڈلیاں دیکر خریدا اور اپنی جان بچائی- اِسی
طور سے ہر روز خرید و فروخت کا معاملہ ہوتا رہا- یہاں تک
کہ اُن کا تمام سونا حوائج ضروری کے بہم پہنچانے میں صرف

ہو گیا ؎

۱۱- جب بڑے بھائی کو معلوم ہؤا کہ ان لوگوں کا سرمایہ سب ختم ہو چکا ہے - تو کہا - "آج کل موسم اچھا ہے ہوا بھی موافق چل رہی ہے - بہتر ہے کہ یہاں سے جہاز کا لنگر اُٹھاؤ اور وطن پہنچکر اہل و عیال کی خبر لو - خدا جانے اُن پر کیا گزری اور تمہارے انتظار میں اُن بیچاروں کا کیا حال ہؤا ؟

۱۲- چھوٹے بھائی نے نہایت ملول ہو کر جواب دیا کہ "جو کچھ اپنی جان کھپا کر اور صعوبتیں اُٹھا کر ہم نے کمایا - وہ تو سب کا سب آپ کی نذر کر چکے - اب خالی ہاتھ کیا جائیں اور یگانوں اور بیگانوں کو کیا مُنہ دکھائیں ؟ اور تم جیسے سنگدل آدمی کے ساتھ جانے سے تو یہیں مر رہنا بہتر معلوم ہوتا ہے" ؎

۱۳- یہ تلخ آمیز اور مایوسانہ باتیں سُنکر بڑا بھائی ہنستا ہؤا اُٹھا اور سارا سونا لاکر چھوٹے بھائی اور اُس کے ساتھیوں کے حوالے کر دیا اور کہا - "لو تمہاری دولت تم کو مبارک ہو - مجھے اس کا خواستگار ہرگز نہیں ہوں - یہ مروّتی اور کج ادائی میں نے برتی - اس میں یہ

تھی کہ تم اپنی غلطی سے متنبہ ہو جاؤ اور ہمیشہ اِس نصیحت کو یاد رکھو کہ "محنت سونے سے بہتر ہے"۔

۱۴-آخر کار سب لوگ خوش و خرّم اپنے وطن کو روانہ ہوئے۔ چھوٹے بھائی نے گھر پہنچ کر چاہا کہ اپنے سونے میں سے نصف حصّہ بڑے بھائی کو دے - مگر اُس عالی ہمت نے پھر وہی جواب دیا - کہ "محنت سونے سے بہتر ہے"۔

یاد کرو تلفظ اور معنی

اِضرار آلات تُحفّ فراست صُعوبت کج خلقی
قانع بُو البوس عُہدیا عُبُور آشنا حوائج
نشیب اراضی نواح جویندہ یابندہ اُفتادہ اہل و عیال
فراز ساحل یاوری مُراجعت خُدا ترسی متقنبہ

(۲۵) بارش کا پہلا قطرہ

از مؤلف

گھنگھور گھٹا تُلی کھڑی تھی
پر بوند ابھی نہیں پڑی تھی
ہر قطرہ کے دل میں تھا یہ خطرہ
ناچیز ہوں میں غریب قطرہ
ترمجھ سے کسی کالب نہ ہوگا
میں اور کی گوں نہ آب ہوگا
کیا کھیت کی میں بجھاؤنگا پیاس
اپنا ہی کرونگا ستیاناس
آتی ہے برسنے سے مجھے شرم
مٹی پتھر تمام ہیں گرم

خالی ہاتھوں سے کیا سخاوت
پھیکی باتوں میں کیا حلاوت

کس برتے پہ میں کروں دلیری
میں کون ہوں؟ کیا بساط میری

ہر قطرہ کے دل میں تھا یہی غم
کھسر پھسر ہو رہی تھیں باہم

کھچڑی سی گھٹا میں پک رہی تھی
کچھ کچھ بجلی چمک رہی تھی

اِک قطرہ کہ تھا بڑا دلاور
ہمّت کے محیط کا شناور

فیاض و جواد و نیک نیت
بھڑکی اُس کی رگِ حمیت

بولا للکار کر کہ آؤ!
میرے پیچھے قدم بڑھاؤ

کر گزرو جو ہو سکے کچھ احسان
ڈالو مُردہ زمین میں جان

یارو! یہ ہچر مچر کہاں تک
اپنی سی کرو بنے جہاں تک

مل کر جو کروگے جانفشانی
میدان پہ پھیر دوگے پانی

کہتا ہوں یہ سب سے برملا میں
آتے ہو تو آؤ - لو چلا میں

یہ کہہ کے - وہ ہو گیا روانہ
دشوار ہے جی پہ کھیل جانا

ہر چند کہ تھا وہ بے بضاعت
کی اُس نے مگر بڑی شجاعت

دیکھی جرأت جو اُس سخی کی
دو چار نے اور جی کڑی کی

پھر ایک کے بعد ایک لپکا
قطرہ قطرہ زمیں پہ ٹپکا

آخر قطروں کا بندھ گیا تار
بارش لگی ہونے موسلادھار

پانی پانی ہوا بیابان
سیراب ہوئے چمن خیابان

تھی قحط سے پائمال خلقت
اُس مینہ سے ہوئی نہال خلقت

جرأت قطرہ کی کرگئی کام اے صاحبو! قوم کی خبر لو قطروں ہی سے ہوگی نہر جاری	باقی ہے جہاں میں آج تک نام قطروں کا سا اتفاق کر لو چل نکلینگی کشتیاں تمہاری

یاد کرو تلفظ اور معنی

بساط　محیط　جوّاد　جانفشانی　رسیراب
سرخوشی　شمشاد　حمیّت　بضاعت　خیابال

(۲۶) اچھا زمانہ آتا ہے

از مؤلف

تنیگا محبت کا اب شامیانہ حمایت کا گائینگے رل کر ترانہ ہم روشنی دن کی دیکھینگے لیکن رکیگا نہ عالم ترقی کئے بن نہ ان قلم سیف پر ہوگی غالب کہ محکوم حق ہوگا دنیا کا غالب زمانہ نسب کو نہ پوچھیگا ہے کیا اسی کو بڑا سب سے مانیگی دنیا بھلائی کو انسان سمجھینگے ڈاڑن مشیخت کی خاطر اٹھیگی نہ گردن	بجیگا محبت کا نقّار خانہ کرو صبر۔ آتا ہے اچھا زمانہ چمک اپنی دکھلائینگے اب بھلے دن کرو صبر۔ آتا ہے اچھا زمانہ دبینگے نہ طاقت سے پھر حق کے طالب کرو صبر۔ آتا ہے اچھا زمانہ مگر وصف ذاتی کا ڈنکا بجیگا کرو صبر۔ آتا ہے اچھا زمانہ تفاخر یہ ہوگی نہ قوموں میں ان بن کرو صبر۔ آتا ہے اچھا زمانہ

عہدوں کی بٹ جائیگی سب رقابت	مذاہب کو ہوگی تعصب سے زحمت
مگر ان کی بڑھ جائیگی اور طاقت	کرو صبر آتا ہے اچھا زمانہ
کریں سب مدد ایک کی ایک ملکر	یہی بات واجب ہے ہر مردوزن پر
لگے ہاتھ سب کا تو اٹھ جائے چھپر	کرو صبر آتا ہے اچھا زمانہ

یاد کرو تلفظ اور معنی

مُسرّت سبَب تفاخُر عقیدہ تعصُّب
ترانہ قالِب مشقّت رقابَت زَن

(۳۷) نئی دُنیا کا پانا

۱- سمندر میں کشتیاں اور جہاز چلانا اور کنارے کے قریب سفر کرنا تو مدت ہائے دراز سے جاری تھا- مگر ساحل کو چھوڑ کر بحر اعظم کی موجوں میں جہاز ڈالنے کی جُرأت کسی قوم کو نہ تھی- کیونکہ اُس وقت تک بڑے سمندر کے اندر سمتوں کا پہچاننا اور منزل مقصود کا سُراغ لگانا کسی کو نہ آتا تھا +

۲- تیرھویں صدی عیسوی میں مقناطیس کی قوت کشش کا قدرتی راز انسان پر منکشف ہوا اور اُس کی بدولت قطب نما یا قبلہ نما ایک آلہ ایجاد ہوگیا- جس میں ایک سوئی کیل پر

گھومتی ہوئی لگائی جاتی ہے - اور وہ مقناطیسی خاصیت سے
جس کا سمجھا کوئی نہیں جان سکتا - ہمیشہ قطب شمالی
کی جانب لگی رہتی ہے

۲ - جبکہ قطب نما کی وساطت سے شمالی سمت ٹھیک
ٹھیک معلوم ہونے لگی - تو باقی تین سمتوں کا دریافت ہونا
کچھ مشکل نہ تھا - اِس طرح فن جہاز رانی میں ایک نئی
جان پڑ گئی - اور حق یہ ہے - کہ اس ڈیڑھ انچ کے چھوٹے
سے آلہ کے ایجاد نے انسان کو اُس بحر بیکراں کا مالک
بنا دیا جو تین چوتھائی کرۂ زمین پر محیط ہے *
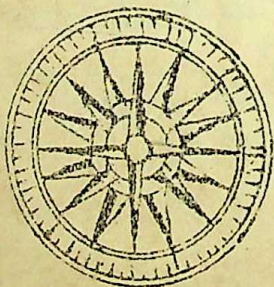
۳ - اوّل اوّل اہل کے
ملاح اِس قدرتی طلسم سے
فائدہ اُٹھاتے رہے - اور
نہایت احتیاط کے ساتھ
یہ راز سر بستہ اپنے خاص
عزیزوں یا فرزندوں کو مخفی
طور پر تعلیم کرتے رہے -
تاکہ غیر قومیں کو اِس کی
ہوا نہ لگے - مگر کہاں تک اخفا کرتے - آخر کار دوسری قوموں

قطب نما

مغرب
جنوب
شمال
مشرق

کے عیّار بھی لے اُڑے اور یہاں تک کہ ہُنر پھیلا کر
عام ہو گیا - پھر تو دل چلے جہاز راں بڑے بڑے زخّار اور عمیق
سمندروں کے طے کرنے کا حوصلہ کرنے لگے

۵- اِس خاصیت کے انکشاف سے دو صدی بعد
کولمبس سرزمین اٹلی کے شہر جنیوہ میں پیدا ہوا اور ہوش
سنبھال کر پرتگیز ملاحوں کے ساتھ جو اُس زمانے میں اس فن
کے اُستاد تھے - بحری سفر کے خوب خوب تجربے کئے

۶- اُس زمانے میں ہندوستان کی بیشمار دولت - بیش قیمت
جواہرات اور زر و سیم کے خزانوں کی کہانیاں اہل یورپ کے
کانوں میں گونج رہی تھیں اور ہر قوم کے عالی ہمت و
بلند حوصلہ اشخاص ہندوستان کی تلاش و طلب میں بیتاب
تھے - زمانے کی ہوا نے عالی حوصلہ کولمبس کے دل کو بھی
اُبھارا اور ہند کا سودا اُس کے سر میں پیدا کر دیا ۔

۷- اُس کو علم جغرافیہ کے قاعدوں سے یقین ہو گیا تھا
کہ زمین ایک مُدوّر کرہ ہے - اسلئے مغرب کو سفر کریں خواہ
مشرق کو - ہر طرف سے منزل مقصود تک رسائی ممکن ہے ۔
اس کے علاوہ مغربی سمندر میں اُس نے کچھ ایسی لکڑیاں
بھی پائی تھیں - جن سے صاف ظاہر ہوتا تھا - کہ اِس بحر

اعظم کے پار ضرور کوئی سرزمین ہے - مگر علم - ہمت اور
استقلال کے سوا غریب کولمبس کے پاس کیا دھرا تھا؟ کہ
وہ سفرِ عظیم کے لئے جہازی بیڑہ تیار کر سکتا - ناچار
اُس کو والیانِ مُلک اور صاحبانِ تخت و تاج سے امداد
کی التجا کرنی پڑی +

۸- اوّل اپنے ہی مُلک کے بادشاہ سے درخواست کی -
مگر کون سُنتا تھا؟ پھر والیِ پُرتگال سے - پھر فرمانرواے
برطانیہ سے مدد چاہی - مگر کہیں دال نہ گلی - کیونکہ اِس عہد
کے کم علم وُزرا اُمرا اس کے منصوبے کو سمجھ ہی نہ سکتے تھے +

۹- آخرکار شاہِ ہسپانیہ کو عرضی دی - اُن دنوں شہر غرناطہ
اہلِ اسلام سے اُس کی جنگ ہو رہی تھی - اسلئے کچھ
التفات اُس وقت نہ ہُوا - کچھ دنوں بعد جبکہ بادشاہ فتح کی
خوشیاں منا رہا تھا - اُس کی درخواست پھر پیش ہوئی - اور
ملکۂ ہسپانیہ کی سفارش اور فیاضی سے منظور بھی ہو گئی +

۱۰- ۳۲ ہزار روپیہ سے اُس نے تین جہازوں کا بیڑہ
تیار کیا اور آٹھ برس کی متواتر محنت کے بعد سامانِ سفر مہیّا
کرکے ۳- اگست ۱۴۹۲ء کو اِس اولوالعزم - ذی حوصلہ ناخدا
نے خدا کے نام پر جہازوں کا بادبان کھولا اور لنگر اُٹھا کر

مغربی سمت کو خاک ہند کی جستجو میں روانہ ہوا

۱۱۔ جہاز رانی کا تمام کام اسی کی رائے و تدبیر اور اسی
کے حکم پر موقوف تھا۔ وہ نہایت سرگرمی سے اپنے کام میں
مشغول رہتا۔ نہ رات کو چین تھا۔ نہ دن کو آرام۔ منزل
مقصود کی دھن میں ٹھیک پچھم کی طرف جہازوں کو اڑائے
چلا جاتا تھا۔ مگر جہازیوں کو صحیح نہ بتاتا۔ کہ کتنی مسافت
طے ہوئی ہے +

२५ मार्च ४८ ३९

۱۲۔ اکتوبر کی پہلی تاریخ تک اس نے چھ سو پچاس
کوس قطع کئے۔ مگر ہمراہیوں کو چار سو کوس ہی بتائے۔
کنارے کا اب تک کچھ پتا نشان نظر نہ آتا تھا۔ الٹے
بحر ظلمات و ناپیدا کنار میں بڑھے چلے جاتے تھے۔
تمام جہازی گھبرا گئے اور یاس و خوف تباہی ان کے
دلوں پر ایسا چھایا۔ کہ سب نے جہازوں کا رخ وطن
کی طرف پھیرنے کے لئے سخت اصرار کیا۔ مگر واہ رے
کولمبس! تیری ہمت اور استقلال کہ باوجود اس شور
و غوغا اور مزاحمت کے کبھی پست ہمتی کو پاس نہ پھٹکنے
دیا۔ اور اپنے عزم بالجزم کے پورا کرنے پر نہایت دلیری
سے ثابت قدم رہا +

१ जज़्म = निश्चित इरादा

۱۳- اُس نے اپنے ہوش و حواس ہمیشہ بجا رکھے۔
دل ... ساتھیوں کو کبھی نرمی سے تھپکتا۔ کبھی
گرمی سے جھڑکتا۔ اِس تدبیر سے تھوڑی دیر کو لوگوں کا
ولولہ دب جاتا۔ مگر پھر اُبھر آتا اور نخوت کا جوش و
خروش اُن کو بے قابو کر دیتا تھا ۞

۱۴- ایک دن جہاز والوں نے باہم سازش کی کہ یوں
اِس بلائے ناگہانی سے پیچھا چھڑانا مشکل ہے۔ آؤ۔
اِسے سمندر میں دھکیل دیں اور جہازوں
کو لیکر اپنے وطن کو مراجعت کریں۔ جب اُس نے دیکھا کہ
لوگوں کے تیور بدلے ہوئے ہیں۔ نہ تو اب تشفی کام دیتی
ہے۔ نہ غصّہ کا موقع ہے۔ تو ناچار اُن سے عہد و پیمان
کیا۔ کہ تین دن اَور صبر کرو۔ پھر بھی ساحل نہ ملے۔
تو البتہ مراجعت کرینگے ۞

۱۵- اُس وقت بعض علامات سے اُس کو اطمینان ہو
چلا تھا۔ کہ غالباً کوئی سرزمین قریب ہے۔ کیونکہ سمندر
کا عمق کم ہوتا جاتا تھا اور میووں کے خوشے۔ ہری شاخیں
سطح آب پر دکھائی دینے لگی تھیں ۞

۱۶- غرض اکتوبر کی ۱۱ تاریخ کو بہادر کولمبس نے حکم۔

دیا - کہ "جہازوں کے بادبان اُتارو" - اِس مژدے کے سُنتے
ہی سارے جہازیوں کی جان میں جان آگئی - اور ہر
شخص آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر کنارے کی جانب اُمید کی
بھری ہوئی نگاہوں سے دیکھنے لگا - آدھی رات کا وقت تھا
کہ اِس تاریکی میں کنارے کی آبادیوں کی روشنی نے یکایک
اُن کی مایوس آنکھوں کو مُنوّر کیا - فوراً اگلے جہازیوں نے
جوشِ مسرّت میں ایک نعرہ مارا اور "زمین زمین" کہکر چلّا
اُٹھے - کیا ہی جانفزا صدا تھی جو ہوا اور سمندر کی
موجوں میں گونجتی ہوئی پچھلے جہاز والوں کے کان میں
پڑی - جس سے ہر شخص نے جان لیا - کہ اب ہماری
کشتیاں ساحلِ مراد پر آ لگی ہیں +

۱۷ - صُبحدم اِدھر اُدھر نگاہ ڈالی - تو کوس بھر کے فاصلے
پر ایک جزیرہ - اُس کے گھنے درخت اور سبزہ زار نظر آنے
لگے - ہر شخص کا دل خوشی سے لبریز ہو گیا - سب نے
کولمبس سے اپنی بے صبری - بے ادبی اور گستاخی کی معافی
مانگی - چھوٹی کشتی دریا میں ڈالی گئی اور کچھ لوگ سوار ہوکر
کنارے کی جانب چلے - سب سے پہلے کولمبس ہی نے اِس
نئی سرزمین پر قدم رکھا - اُس کے بعد اور لوگ اُترے

خدا کا شکر بجا لائے - اور شاہ سپین کے نام کا جھنڈا گاڑ دیا۔

۱۸ - اِس جزیرے کے وحشی اور جنگل آدمی اِن گورے گورے باشندوں کو دیکھ کر دنگ رہ گئے - اُنہوں نے خیال کیا کہ یہ جہاز اُڑنے والے جانور ہیں - بادبان اُن کے پَر ہیں - جہاز والوں نے جو توپیں داغیں - تو بہت ڈرے - اِس آواز کو بادل کی گرج اور روشنی کو بجلی کی چمک تصور کیا - اِن آدمیوں کو سورج کی اولاد سمجھے اور خیال کیا کہ بالضرور یہ آسمان سے نازل ہوئے ہیں ؞

۱۹ - شام کے وقت کئی دیسی آدمی کشتی پر سوار کرکے جہاز کے پاس لائے گئے - اُنہوں نے چیزیں قسم کا کھانا بطور سوغات کولمبس کو نذر کیا - جس کے صلے میں پوتھوں کے ہار - چھوٹی چھوٹی گھڑیاں اور کچھ کم قیمت چیزیں اُن کو دی گئیں - یہ پہلی ملاقات تھی جو نئی اور پرانی دنیا کے باشندوں میں ۱۱ - اکتوبر ۱۴۹۲ء کو ہوئی ؞

یاد کرو تلفظ اور معنی

سُراغ	سَربستہ	مُدوّر	رِہیم	جانفزا	نمُوَر
منکشف	اِنعُفا	وُزَرا	ہلاکت	صَدا	مُژدہ
مائل	غبار	متواتر	عزم بالجزم	نو وارد	ولولہ

२६ मार्च ९८२३

وساطت	زنّار	سرگرمی	حمق	نازل
بے کراں	عمیق	مسافت	خوشہ	ضیافت
طلسم	انکشاف	مزاج	نقرہ	اُمرا

از آرائش محفل

(۳۸) ہندوستان کے پھول

ہے اِس ملک کی عجب گُل زمیں
دل آلست دیکھ اِن کو ہو باغ باغ
گُندھے بن گُندھے گروہ محفل میں آئیں
کروں وصف کیا موتیے کا بیاں
خوش آئندہ ہے نکہت اِسکے پھول
بہت موتیا کی پیاری ہے بُو
نواڑے کی از بسکہ بیٹھی ہے بُو
جدا سب سے دوپہریا کی ہے رُوپ
شگوفوں سے نرالا ہے گُل چاندنی
ہر اِک گُل کا ہے رنگ و عالم جدا
جسے دیکھئے ہر طرح خوب ہے
اُدے سُننے ہیں - تاکہ بیٹے منگا
جو عالم دکھاتے ہیں دمڑی کے پھول

کہیں پھول یاں کے سے ہوتے نہیں
جو سونگھے - تو بھر جائے بُو سے دماغ
تو مجلس کا عالم چمن کا بنائیں
کہ ایک اِک کلی اس کی ہے عطرداں
رہے بزم میں اُس کی نت ریل پیل
ہر اِک گُل سے اُس کی نیاری ہے بُو
دلوں کے وہ مقبول کیونکر نہ ہو
بکمال اُس کی رنگت کو گیتی ہے دھوپ
چمن کا اُجالا ہے گُل چاندنی
نہیں لُطف سے کوئی خالی ذرا
طبیعت کا ہر اِک کی مرغوب ہے
زِلن بے نوا دُر زِن پادشاہ
وہ ہرگز نہ ہو موتیوں سے پھول

یاد کرو تلفظ اور معنی

مُملکت دِل بستہ خوش آئندہ بزم
محل نشین عالم شکست مرغوب

26 मार्च 29

(۲۹) غضب و غصہ

۱- انسان صدہا دشمنوں سے گھرا ہوا ہے - اِسلئے اُس کو اکثر ایسا موقع پیش آجاتا ہے کہ وہ اپنی امن و عافیت اور دولت و عزّت کو دشمنوں کے حملے سے بچائے ؛

۲- اگر انسان میں قوّتِ غضبی نہ ہوتی اور اُس کے دل کو مقابلہ اور اِنتقام پر نہ اُبھارتی تو وہ ہرگز اِس لائق نہ ہوتا کہ اپنے آپ کو دشمنوں کی ضرر رسانی سے محفوظ رکھ سکے ؛

۳- یہ قوّت صرف انسان ہی کی ذات میں نہیں پائی جاتی - بلکہ ہر جنس کے حیوان میں کم و بیش اُس کا ظہور ہوتا ہے - خواہ وہ حیوان ایسا عظیم الجثّہ ہو - جیسا کہ ہاتھی ! ہوئیل مچھلی - یا ایسا ضعیف و نحیف جیسے کہ چیونٹی یا بھنگا - یہاں تک کہ اُن ناچیز کیڑوں میں بھی جو خوردبین کی مدد سے نظر آتے ہیں - اِس قوّت کا جوش و خروش موجود ہے - وہ بھی دشمنوں کے حملے کو روکتے - انتقام لیتے اور

باہم جنگ و جدال کرتے ہیں +

۴- غرض اکثر جانور اِس قوت کو عمل میں لاتے ہیں - مگر وہ اُس کے حد و اندازے کو نگاہ رکھنے کے قابل نہیں ہیں - اگر ایک چوپایہ دوسرے کے ٹکر مارتا ہے - تو دوسرا دو لتیاں جھاڑتا ہے - اگر ایک لات مارتا ہے - تو دوسرا اپنے سینگوں سے اُس کا پہلو پھاڑتا ہے - اگر ایک درندہ غراتا ہے - تو دوسرا نوچ لیتا ہے - اگر ایک پنجہ مارتا ہے - تو دوسرا بھنبھوڑ کھانے کا قصد کرتا ہے اور کبھی ایسا جوش بڑھ جاتا ہے کہ باہم کشت و خون کی نوبت پہنچتی ہے - برخلاف اِس کے بعض جانور ایسے بھی ہیں کہ وہ مخالف کا مقابلہ خوف اور بودے پن کی وجہ سے نہیں کرسکتے - بلکہ بھاگ جانا ہی اپنی فتح سمجھتے ہیں +

۵- اگر انسان بھی ایسا ہی عمل کرے - جیسا کہ اور جانور کرتے ہیں - تو وہ ایک وحشی جانور ہونے سے زیادہ رتبہ اور عزت کے سزاوار نہیں - کیونکہ اس صورت میں غصہ یا تو حدِ اعتدال سے بڑھ جاتا ہے یا گھٹ جاتا ہے +

۶- غصے کی زیادتی صبر و سکون اور حلم و وقار کو کھو دیتی ہے - ظلم - فساد - وحشت - بیرحمی - جھگڑا - غصہ - بہتان اور اِسی

طرح کے اور کمینہ افعال کراتی ہے - اُس کی کمی ذلت - بے آبروئی - بے حیائی - خوشامد - غلامی اور نامردی کی عادتیں سکھاتی ہے ۰

۷ - پس انسان کے رُتبہ اور شرافت کے لائق یہ ہے کہ زیادتی اور کمی سے بچ کر ایک بیچ کی راہ اختیار کرے - اور اس قوت کو صحیح و مناسب موقع پر کام میں لائے - اور کام میں لانے سے پہلے ہی اُس کے موقع کو اور اُس کی تیزی کی مقدار کو جانچ لے - تاکہ اُن خرابیوں سے محفوظ رہے - جو بے اعتدالی سے پیدا ہوتی ہیں ۰

۸ - چونکہ غصّہ کی بھلائی بُرائی صرف اُس کے جا اور بیجا استعمال پر موقوف ہے - تو ہم کو اُس شے کی تلاش کرنی چاہیئے - جو اُس کا ٹھیک استعمال سکھائے اور کمی بیشی کے عیب و نقصان سے بچائے - پس ایسی چیز جو اس قوت کو حدِّ مناسب سے کم و بیش نہ ہونے دے - وہ صرف عقل و دانائی ہے - جو تمام حیوانات کی بہ نسبت انسان کے حصّے میں زیادہ آئی ہے ۰

۹ - جب تک یہ قوّت عقل و دانائی کی رہنمائی میں کام کرتی ہے - اُس وقت تک کبھی نقصان کا خطرہ نہیں اور

وہ ایک واجبی غصہ ہے۔ جو ہر طرح مفید ہے۔ مگر جب اتنا غالب ہو جائے۔ کہ آدمی کی عقل ٹھکانہ نہ رہے۔ تو اس سے سوائے نقصان کے کبھی فائدے کی امید نہ کرنی چاہیئے۔ کیونکہ وہ ایک جاہلانہ اور وحشیانہ غصہ ہے +

۱۰۔ جب کوئی ایسی بات پیش آئے۔ جو غصہ دلانے والی ہو۔ تو غصے کے اظہار سے پہلے اُس کا سبب معلوم کرنا چاہیئے۔ اگر اس کا سبب تمہارا تکبر۔ خود بینی۔ حرص۔ طمع بخل۔ بے صبری یا بیہودہ دل لگی ہو۔ تو ایسے موقع پر واجب ہے کہ غصے کو پی جاؤ اور بجائے اس کے کہ دوسرے کو دھمکاؤ۔ خود اپنے ہی نفس کو سرزنش کرو +

۱۱۔ البتہ جب تحقیق ہو جائے۔ کہ تم کو بلا وجہ نقصان پہنچتا ہے۔ نصیحت و نرمی کا اثر نہیں ہوتا اور خاموشی و چشم پوشی سے بھی کام نہیں چلتا۔ تو اُس واجبی غصے کو عمل میں لانا چاہیئے۔ واجبی غصے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ جیسا برا معاملہ تمہارے ساتھ کسی نے کیا ہو۔ ویسا ہی تم بھی کرو۔ گالی کے بدلے گالی دو۔ اور ہاتا پائی کی نوبت پہنچاؤ۔ یہ بیہودہ تو عقلمندی اور شرافت سے بہت بعید ہے کیونکہ اس صورت میں فتنہ و فساد کی زیادتی ہو جاتی ہے +

۱۲- اگر تم دانشمند ہو- تو ایسے موقع پر محض اپنی عقل پر بھروسہ مت کرو- کیونکہ ممکن ہے- کہ غصّہ زیادہ بھڑکے اور وہ تمہاری عقل کو مغلوب کرے- بلکہ دوسرے عقلمندوں اور بے غرض لوگوں کی عقل و دانش سے مدد لو- اور اپنا معاملہ ایک لائق اور عادل صحیح کو سپرد کرو- اور جو فیصلہ وہ تمہارے اور تمہارے مخالف کے درمیان کردے- اس پر راضی ہو جاؤ +

۱۳- غضب و غصّہ حقیقت میں ایک قدرتی ہتھیار ہے- جس کے وسیلے سے تم اپنا بچاؤ اور دشمنوں کی روک تھام ہی نہیں کرتے ہو- بلکہ وہ ایسی مفید قوت ہے کہ اُس کے ذریعے سے تم اپنی اور اپنے دشمنوں کی اصلاح و درستی بھی کر سکتے ہو- بشرطیکہ اُس کو صحیح طور سے کام میں لاؤ +

۱۴- حاکم رعایا پر- اُستاد شاگردوں پر- آقا نوکروں پر- ماں باپ فرزندوں پر غضب و غصّہ کرتے ہیں- مگر وہ اُسی حد و اندازہ سے ہونا چاہئے- جو اُن کی بُرائیوں کی اصلاح کے لئے کافی

یاد کرو تلفظ اور معنی

ضرر رسانی - نحیف - اعتدال - حاکم - فساد - متکبر

عظیم الجثّہ - سزاوار - سکون - وقار - مخمّش - سرزنش

9 April 1931

از مؤلف

(۳۰) آسمان اور ستارے

اگر تیری قدرت کی کاریگری
تو وہ سر پٹکتی ہی رہتی مدام
بنائی ہے تو نے یہ کیا خوب چھت
یہ سقفِ کہن ہے ابھی تک نئی
زمیں پر گئیں کتنی نسلیں گزر
اسے سب نے پایا اسی ڈھنگ پر
عجب ہے یہ خیمہ رسن ہے نہ چوب
نہ در ہے - نہ منظر نہ کوئی شگاف
کہیں جوڑ ہے اور نہ پیوند ہے
عجب قدرتی شامیانہ ہے یہ
بنایا ہے کیا دستِ قدرت نے گول
یہ تارے جو ہیں آتے جاتے ہوئے
نظر آ رہے ہیں عجب شان سے

نہ کرتی سمجھ بوجھ کی رہبری
طلب میں بھٹکتی ہی رہتی مدام
کہ ہے سارے عالم کی جس میں کھپت
اسے دیکھتی یوں ہی دنیا گئی
رہی اس کی ہیئت پہ سب کی نظر
اسے سب نے دیکھا اسی رنگ پر
ہمیشہ مصفّا ہے بے رفت و روب
ادھر سے ادھر تک ہے میدان صاف
جدھر دیکھئے اس طرف بند ہے
نظر کی پہنچ کا ٹھکانہ ہے یہ
شکن ہے نہ جھرّی نہ سلوٹ نہ جھول
چمکتے ہوئے جگمگاتے ہوئے
ہیں لٹکے ہوئے سقفِ ایوان سے

چراغ ایسے روشن جو بن تیل ہیں
ہیں یہ لعل و گوہر جو بکھرے پڑے
نظر میں جو اتنے سے آتے ہیں
جداگانہ رکھتے ہیں اپنا مدار
یہ قائم ہیں تیری ہی تقدیر سے
وہ زنجیر کیا ہے؟ کشش باہمی
عجب تو نے باندھی ہے یہ باگ ڈور
یہ سب لگ رہے ہیں اسی لاگ پر
ہر اک کے لئے اک معیّن ہے دور
سدا چال کا ایک انداز ہے
ہے ان سب کا یکساں ایجاد ایک
ہر اک چیز ذرّے سے تا آفتاب
ہیں ذرّوں میں خورشید کی سی صفات
حقیقت میں ہے یاں دو رنگی کہاں

یہ تیری ہی قدرت کے سب کھیل ہیں
زمیں سے بھی ہیں اُن میں اکثر بڑے
بہت دور چکر لگاتے ہیں یہ
نہیں جانتا کوئی اِن کی شمار
بندھے ہیں بہم سخت زنجیر سے
نہ اُس میں خلل ہو نہ بیشی کمی
مُلا سب کا رہنا ہے آپس میں زور
لگاتے ہیں چکر اُسی باگ پر
وہی اک وتیرہ - وہی ایک طور
نہ کھٹکا - نہ آہٹ - نہ آواز ہے
ہنر ایک ہے اور اُستاد ایک
بلا شبہ رکھتی ہے - یکساں حساب
ہے خورشید بھی ذرّۂ کائنات
جہاں ذرّہ ہے اور ذرّہ جہاں

یاد کرو تلفظ اور معنی

رہبری	گُلشن	رُفت و روب	ایوان	خورشید
مُدام	رَسَن	مُنتظر	مَدار	کائنات
سَقف	مُصفّا	شگاف	وتیرہ	مُعیّن

(۳۱) سمندر میں سے موتی نکالنا

۱- وہ صدف جس کے اندر سے بیش بہا موتی نکلتا ہے - اُس سمندر میں کثرت سے ملتی ہے - جو جزیرۂ سیلون کے چاروں طرف پھیلا ہے ۔ جس سال بارش زیادہ ہوتی ہے - سیپ بھی افراط سے پیدا ہوتی ہے - اُس کے نکالنے کے دو موسم مقرر ہیں - ایک چیت بیساکھ ۔ دوسرا بھادوں کنوار ۔

۲- بعض اوقات دو سو پچاس کشتیاں اس موقع پر جمع ہو جاتی ہیں - ہر ایک کشتی میں دو دو سو غوّاص ہوتے ہیں - غوطہ خور ایک رسی کے سہارے سے اُترتا ہے اور ایک پتھر اُس میں باندھ لیتا ہے - تاکہ پتھر کی گرانی اُس کو جھٹ پٹ قعرِ دریا تک پہنچا دے ۔

۳- پانی کے اندر چٹانیں ہیں - جن میں سیپ چھپی رہتی ہے - اُس کو چھڑانے اور سمیٹنے کے لئے چمڑے کا دستانہ پہن لیتے ہیں یا کوئی اوزار لے جاتے ہیں جس کے وسیلے سے سیپ کو پتھر سے چھڑا کر زنبیل کے اندر بھرتے جاتے ہیں ۔

۴- ایک ایک زنبیل ہر غوطہ زن اپنے گلے میں لٹکا لیتا

ہے - جس میں ایک رسّی بندھی ہوتی ہے - اور اُس رسّی کا سِرا کشتی میں رہتا ہے - جب زنجیل پُر ہو جاتی ہے - یا غوّاص کو سانس لینے کی حاجت ہوتی ہے - یا کوئی آفت پیش آتی ہے - تو وہ رسّی کو ہلاتا ہے - تو فوراً کشتی والے اُس کو اوپر کھینچ لیتے ہیں +

۵ - اکثر ۲۰ گز گہرے پانی میں پہنچ کر سیپ کا شکار کرتے ہیں اور یہ عجیب بات ہے کہ جس قدر گہرے پانی میں غوطہ خور پہنچتا ہے - اُسی قدر زیادہ دیکھ بھال سکتا ہے - علاوہ اور دشواریوں کے اس کام میں ایک بڑا خطرہ یہ ہے کہ بعض وقت مچھلیاں غوّاص پر حملہ کرتی ہیں - اُس وقت وہ تہِ آب کی کیچڑ ایک اوزار سے اُچھالتا ہے - اور پانی کو تیرہ و تار کر دیتا ہے - اس تدبیر سے مچھلی بھاگ جاتی ہے +

۶ - جو لوگ فنِّ غوّاصی میں مہارت کامل پیدا کر لیتے ہیں - وہ گھڑی سوا گھڑی تک سانس روکے ہوئے پانی کے اندر رہ سکتے ہیں - اور جو نوآموز ہیں - وہ صرف ادھ گھڑی کا دم رکھتے ہیں +

۷ - کبھی کبھی ایک غوطہ خور پانسو سیپ نکال لیتا ہے -

مگر سمندر کے اندر سے موتی رولنا کچھ آسان کام نہیں ہے
ہر دم کی جان جوکھوں کے سوا اِس فن کی مشاقی بھی
مدت میں حاصل ہوتی ہے ÷

یاد کرو تلفظ اور معنی

صَدَف غوّاص قعر غوطہ زن
بیش بہا غُوطہ زنبیل نو آموز

۱۳۲ شیر شاہ سوری

۱- شیر شاہ ہندوستان کے بادشاہوں میں ایک عظیم الشان بادشاہ گزرا ہے - جس نے ایک سپاہی کے درجے سے ترقی کرکے شاہی کا مرتبہ حاصل کیا تھا ÷

۲- اُس کا دادا ابراہیم خاں سوری تلاش معاش کے لئے ہندوستان میں وارد ہوُا اور مدت العمر اُمرائے لودی کی نوکریاں کرتا رہا - اُس کا باپ حسن خاں جو ہندوستان ہی میں پیدا ہوُا تھا - حُسنِ لیاقت کی بدولت ابراہیم لودی کے عہد میں پانسو سواروں کا افسر مقرر ہوُا اور صوبہ بہار میں سہسرام کا پرگنہ اُس کو بطور جاگیر کے مل گیا ÷

۳- فرید خاں جو آئندہ شیر شاہ کہلائیگا - عالمِ نوجوانی میں

باپ کی سختیوں سے ملول ہو کر سہسرام سے جونپور چلا گیا۔
اور وہاں تحصیل علم میں مصروف رہ کر عربی ادب اور تواریخ
میں اُس نے بڑی مہارت پیدا کی۔ آخر منا پرچا کے باپ
نے بلا لیا اور جاگیر کے کاموں کا انصرام اُس کے سپرد کیا
اِس ہونہار نے ایسا عمدہ انتظام کیا۔ کہ رعایا خوشحال اور
باپ کا خزانہ مالا مال ہو گیا۔ باپ کی وفات کے بعد ابراہیم لودی
کے حکم سے یہ جاگیر خود اُس کے نام ہو گئی۔

۴۔ تھوڑے ہی عرصے بعد ایک انقلاب عظیم واقع ہوا۔
ابراہیم لودی مارا گیا۔ بابر فتحیاب ہوا۔ صوبہ دار بہار خود مختار
بادشاہ بن بیٹھا۔ اب فرید خاں بہار کے نئے بادشاہ کا ملازم
ہو گیا۔ ایک روز تلوار سے شیر کا شکار کیا۔ اس دلاوری
کے صلے میں شیر خاں کا خطاب پایا۔ پھر شاہ بہار سے
ناچاقی ہو گئی۔ تو آکر بابر کے ہوا خواہوں میں داخل ہو گیا +

۵۔ بابری دربار کے رنگ ڈھنگ دیکھ کر اُس نے خوب
جانچ لیا کہ اگر ہمارے پٹھان بھائی باہمی نزاع کو دور کر کے
یکدل ہو جائیں۔ تو اِن مغلوں کو ابھی دم کے دم میں
ہندوستان سے نکال باہر کریں۔ اُس کے احباب نے یہ
باتیں سُنیں۔ تو جوانی کی ترنگ سمجھ کر اُس کا مضحکہ اُڑایا

بالجبر وہ بابری دربار سے مستعفی ہو کر بلا رخصت
چل دیا - اور دوبارہ شاہِ بہار کا تقرب حاصل کیا ۔

۶ - جب شاہِ بہار نے عالمِ فانی سے ملکِ جاودانی کی راہ
لی - تو اُس کے جانشین کو خارج کر کے شیر خاں نے ملک
بہار کو اپنے قبضہ و تصرف میں کر لیا - پھر ملک بنگالہ کی
تسخیر پر متوجہ ہوا - اسی اثنا میں ہمایوں نے اُس پر
لشکر کشی کی ۔

۷ - چند معرکوں میں شیر خاں غالب اور ہمایوں مغلوب ہوا
مگر قنوج کی اخیر جنگ میں تو ہمایوں نے ایسی ہزیمت پائی
کہ پھر ہندوستان میں ٹھیر ہی نہ سکا - چار ناچار ایران جا کر
پناہ لی - اب شیر خاں بلقب شیر شاہ ہندوستان کے
تخت و تاج کا مالک ہوا اور جو منصوبہ اُس نے باندھا
تھا - پورا کر دکھایا ۔

۸ - اس بادشاہ کا ایجاد قانون بڑا پکا تھا - رعایا اور
کاشتکاروں کی سرسبزی کو ہمیشہ مدِ نظر رکھتا - کسی ملک پر
چڑھائی کرتا - تو کسانوں کو آزار نہ پہنچاتا - زراعت کی
پامالی کا معاوضہ دلاتا - عدالت گستری میں چاہے اُس کا عزیز
و قریب ہی کیوں نہ ہو - کسی کی رو رعایت نہ کرتا ۔

راستوں کی امن و حفاظت کا خوب بندوبست کیا تھا - کوئی
تاجر اثنائے راہ میں مر جاتا - تو اُس کا مال اُس کے
وارثوں کو پہنچاتا ٭

۹- فوج کے گھوڑوں پر داغ لگانے کا قاعدہ اُسی نے
اختراع کیا تھا - خیراتخانے اور سرائیں بکثرت تعمیر
کرائیں - کاروانوں کی آمد و رفت کے لئے عمدہ سڑکیں بنوائیں
غرض وہ بڑا عالی ہمت - فیاض اور منتظم تھا - مگر بعض
معاملوں میں اُس نے دغا و فریب بھی کیا - جو اُس
کے اخلاق پر سخت بدنما دھبہ معلوم ہوتا ہے ٭

۱۰- اُس کی موت قلعۂ کالنجر کے محاصرہ کے وقت اِس طرح
سے ہوئی کہ غنیم کا گولہ اُس کے میگزین میں آ پڑا - جس سے
اُس کا بدن جھلس گیا - اِس نزع کی حالت میں بھی وہ اپنی فوج
کو قلعے پر حملہ کرنے کا حکم دیتا رہا - اور جونہی فتح کی صدا اُس
کے کان میں پہنچی - خدا کا شکر ادا کیا اور پھر سانس نہ لیا ٭

یاد کرو - لفظ اور معنی

عظیم الشان ناچاقی متفکر فانی تلک اختراع
سلطنت [illegible] ہوا خواہ بالجملہ جاودانی حالت [illegible] میگزین
نزاع تقریب تسخیر محاصرہ نزع

انصرام — ترنگ — تصرف — ہزیمت — مستنفر

قطعۂ مرزا غالب (۳۳)

پیر و مرشد اگرچہ مجھ کو نہیں	ذوقِ آرائش سر و دستار
کچھ تو جاڑے میں چاہئے آخر	تا نہ دے بادِ زمہریر آزار
کیوں نہ درکار ہو مجھے پوشش	جسم رکھتا ہوں ہے اگرچہ نزار
کچھ خریدا نہیں ہے اب کے سال	کچھ بنایا نہیں ہے اب کی بار
رات کو آگ اور دن کو دھوپ	بھاڑ میں جائیں ایسے لیل و نہار
آگ تاپے کہاں تلک انسان	دھوپ کھائے کہاں تلک جاندار
میری تنخواہ جو مقرر ہے	اُس کے ملنے کا ہے عجب ہنجار
رسم ہے مُردے کی چھ ماہی ایک	خلق کا ہے اسی چلن پہ مدار
مجھ کو دیکھو تو ہوں بقیدِ حیات	اور چھ ماہی ہو سال میں دو بار
بسکہ لیتا ہوں ہر مہینے قرض	اور رہتی ہے سود کی تکرار
میری تنخواہ میں تہائی کا	ہو گیا ہے شریک ساہوکار
آپ کا بندہ اور پھروں ننگا	آپ کا نوکر اور کھاؤں اُدھار
میری تنخواہ کیجے ماہ بماہ	تا نہ ہو مجھ کو زندگی دشوار

تم سلامت رہو ہزار برس
ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

یاد کرو تلفظ اور معنی

مُرشد ذَوق دَستار زَمہریر پوشش
نزار کیل نہار ہنجار حیات

(۳۴) بخاری یا دُخانی کشتی
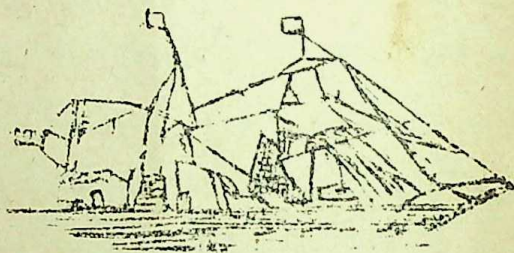
۱- دُخانی یا دھوئیں کی کشتی اُس کشتی کو کہتے ہیں
جس میں ایک انجن لگا رہتا ہے اور جب وہ گرم کیا
جاتا ہے - تو اُس کے دُود کش میں سے دھواں نکلتا نظر
آتا ہے - جس طرح تم ریل گاڑی کے انجن میں سے دھوئیں
کے بُغارے اُٹھتے ہوئے دیکھتے ہو - اسی طرح کشتی کے انجن
سے نکلا کرتے ہیں - عام لوگوں نے جب یہ کیفیت دیکھی - تو
خیال کیا کہ کشتی دھوئیں کے زور سے چلتی ہے - اِسی

واسطے اس کا یہ نام تجویز کر لیا ۔

۲ - در حقیقت کشتی میں دھوئیں کا زور کچھ کام نہیں دیتا - بلکہ انجن میں ایک دیگ ہوتی ہے - جس میں پانی ہو جاتا ہے - جب اُس دیگ کے تلے لکڑی یا کوئلہ جلاتے ہیں - تو حرارت کے اثر سے پانی گرم ہو کر بھاپ بنتا ہے - بھاپ اپنے پھیلنے کو بہت جگہ چاہتی ہے - چونکہ وہ ہر طرف سے بند ہوتی ہے اور صرف ایک پُرزہ پر اُس کا سارا زور جا پڑتا ہے - اسلئے وہ پُرزہ حرکت کرتا ہے - اُس کی حرکت سے کارخانہ کی تمام کلیں چلنے لگتی ہیں - اِس قسم کے انجنوں سے کہیں تو لوہے اور لکڑی کا کارخانہ جاری ہے - کہیں کپڑا بُنا جاتا ہے کہیں کاغذ بنتا ہے - کہیں اینٹیں پکتی ہیں - کہیں برف جمائی جاتی ہے ۔

۳ - بعض انجن اِس قسم کے بنائے گئے ہیں جو پہیوں کے ذریعے سے خود بھی حرکت کرتے ہیں اور جو شئے اُن کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے - اُس کو بھی اپنی زبردست طاقت سے کھینچ لے جاتے ہیں - اِن متحرک انجنوں کے وسیلے سے خشکی میں ریل گاڑیاں اور تری میں کشتیاں مال

مسافروں سے معمور اُڑتی پھرتی ہیں *

۴- کچھ بہت زمانہ نہیں گزرا کہ کشتیاں محض ڈانڈ کے سہارے سے چلائی جاتی تھیں - ڈانڈ کی حرکت سے ملّاح پانی کو جھکولا دیتا تھا - پانی کے ہٹتے ہی کشتی آگے بڑھ جاتی تھی - اِس ترکیب سے کشتی بہاؤ پر تو خوب چلتی - مگر دریا کے چڑھاؤ پر یا دھارا کو کاٹ کر یا ہوا مخالف کے مقابلہ میں جانا البتّہ دشوار تھا *

۵- جب بخار کی طاقت سے انواع و اقسام کی کلیں چلنے لگیں - تو ملک امریکہ میں ایک دانشمند نے اِس کام پر توجہ کی کہ انجن کے ذریعے سے کشتی چلائے - اُس نے کشتی میں ایک انجن لگایا اور اُس کے ساتھ دو گھومنے پہیے کشتی کی اطراف میں قائم کیے - پہیوں میں چند ڈانڈ لگا دئے - جب بھاپ کی طاقت سے حرکت پیدا ہوئی - تو انجن کی چرخیاں گردش کرنے لگیں - اُن کے وسیلے سے دونو پہیے جو کشتی کے پہلوں پر لگائے گئے تھے - چکّر کھانے لگے - اُن کی گردش سے ہر ایک ڈانڈ پے در پے پانی کو ہٹانے لگا - اِس طرح کشتی بغیر ملّاح کی کوشش کے نہایت سُرعت کے ساتھ سطح آب پر رواں ہو گئی *

۶ - سب نے اِس کشتی کو پسند کیا اور روز بروز اُس کا رواج بڑھتا گیا - یہاں تک کہ امریکہ اور یورپ کے ملکوں میں بخاری کشتیوں اور جہازوں کی ساخت کے بڑے بڑے کارخانے قائم ہو گئے اور جس قدر زمانہ گذرتا گیا - دُخانی کشتیوں کی ساخت میں اور مفید باتیں ایجاد ہوتی چلی گئیں +

۷ - اگلے زمانے میں انگلستان اور ہندوستان کے درمیان پانچ چھ مہینے بلکہ اِس سے بھی زیادہ عرصے میں سفر طے ہوتا تھا - اب دُخانی جہازوں کی بدولت چار پانچ ہفتے سے زیادہ نہیں لگتے - پہلے بادِ مخالف اور طوفان کے مقابلے میں جہازوں کا کچھ قابو نہ چلتا تھا - مگر اب طوفان کے جھوکوں اور دریا کی موجوں کو ریلتا پیلتا سیدھا چلا جاتا ہے - دخانی کشتیاں تیز دھارا کو کاٹتی ہوئی چڑھاؤ کے رُخ بے تکلّف رواں دواں پھرتی ہیں +

۸ - اِن دُخانی کشتیوں کے ایجاد نے سفر اور تجارت کو نہایت آسانی اور ترقی بخشی ہے - برسوں کا سفر مہینوں میں اور مہینوں کا ہفتوں میں قطع ہونے لگا - یا یوں سمجھو کہ دُنیا سُکڑ کر چھوٹی ہو گئی - اور دُور و دراز کے ملک ایک دوسرے کے قریب آ گئے +

یاد کرو تلفظ اور معنی

دُوْ کش وَابَستہ مُتَحَرِّک اَنْوَاع سُرعت مَلّاح
پُرزہ مَعمُور بَاد مُخَالِف اَقسام ساخت اَطرَاف

६ अप्रैल १८३२

(۳۵) اشعار رند

یہ آج صاحبِ طبل و علم ہے - کل وہ ہے
ہے اپنے نام کی نوبت ہر اک بجا جاتا
محیط دہر میں استادہ صورتِ کشتی
دکھائی دیتا ہوں سب کو یہ ہوں چلا جاتا
کوئی یہ بڑھ کے مرے ساتھ والوں سے کہدے
یہ ناتواں ہے پسِ قافلہ رہا جاتا
خبر نہیں ہے کدھر جاؤنگا چلا ہوں کہاں
مثالِ ریگ پریدہ ہوں پر اُڑا جاتا
نہیں ہے دست و قلم اختیار میں قاصد
زبانی کہیو تو "خط تو نہیں لکھا جاتا"
ہماری آپ کی بس آج سے ہنسی موقوف
ذرا سی بات میں غصہ ہے تم کو آ جاتا
اکیلے منزلِ ہستی میں کیا کروگے رند

چلو علم کو ہے یاروں کا قافلہ جاتا
متاع و مال کی لذت اٹھائیگا پھر کیا
گدا کو دیگا نہ منعم تو پائیگا پھر کیا
جفا و ستم نہ کر ظالم اس کے بندوں پر
خدا کو حشر کے دن منہ دکھائیگا پھر کیا

یاد کرو لفظ اور معنی

طفل	مُحیط	ریگ	قدم	مُنعم	جور
علم	استفادہ	پرندہ	متاع	جفا	حشر

(۳۴) ریلوے انجن کا موجد جارج

۱-اب سے ایک صدی قبل ۱۷۸۱ء کے قریب کسی موضع میں ایک مزدور رہتا تھا۔ اُس کی بمشکل گزران ہوتی۔ ۱۷۸۱ء میں اُس کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا۔ غربت کی وجہ سے کم سنی ہی میں مزدوری پر لگا دیا۔ شام کے وقت کوئلوں کے احاطے کا پھاٹک بھیڑ دینا اور پون پیسہ روز پاتا۔ پھر شلجم کھودنے لگا جس کی اُجرت ڈیڑھ پیسہ یومیہ تھی۔

۲-ایک دن اُس لڑکے کی بڑی بہن ٹوپی خریدنے

ٹو کاسل کو چلی - لڑکا تھا اُن دنوں ٹھالی بہن کے ساتھ ہو لیا - بہت جستجو کے بعد لڑکی کو ایک ٹوپی پسند آئی قیمت پوچھی - تو کہتے دو آنے - بھلا اُس بیچاری کے پاس اتنے دام کہاں ؟ دُکاندار سے کمی قیمت کی خواہش کی - مگر بے سود - ناچار آگے بڑھی - پر کہیں خاطر خواہ ٹوپی نہ پائی - پھر واپس آئی - اور حسرت بھری نگاہوں سے اُسی ٹوپی کو تکنے لگی ؛

۳ - دفعتہً جارج بولا - بہن ذرا یہیں ٹھیری رہنا " - یہ کہکر چلدیا - راہ دیکھتے دیکھتے پورے چار گھنٹے ہو گئے - لڑکی بیچاری بہت گھبرائی کہ ضرور میرے بھائی پر کوئی آفت آئی - اسی تشویش میں تھی کہ جارج ہانپتا ہوا دوڑا چلا آرہا ہے - دور ہی سے چلّایا - " لو بہن پیسے لایا " - جارج نے امیروں کے گھوڑے تھام کر یہ پیسے کمائے تھے اور اسی کام میں اتنی دیر لگی تھی - مگر آفرین اُس کی ہمت پر کہ بغیر کام پورا کیے نہ پھرا - اب دونو خوش خوش دُکان میں گئے - دام حوالے کیے - اور ٹوپی لے کر بڑے فخر کے ساتھ اپنے گاؤں کو واپس آئے ؛

۴ - جب جارج چودہ برس کا ہوا - تو اپنا آبائی ہمیشہ

اختیار کیا - یعنی کان کے اندر کوئلہ کھودنے لگا - جس کی مزدوری آٹھ آنے فی یوم تھی - شراب خوری اور کھیل تماشوں سے اُسے سخت نفرت تھی - ابھی تک وہ محض ناخواندہ تھا - مگر علم و فن کا ایسا شائق کہ اپنے مسکن سے چار میل کے فاصلے پر ایک بڑے میاں پاس حساب سیکھنے کبھی کبھی جاتا - بیس٭ سال کی عمر تک خاصہ محاسب بن گیا +

۵ - اِس اثنا میں وہ اپنے کام میں بھی ترقی کرتا رہا اور زیادہ مزدوری پانے لگا - اپنی شادی بھی کر لی - اُس زمانے میں کتابوں کی قیمت گراں تھی - اتنا پس انداز نہ ہوتا کہ پڑھنے کے لئے کتابیں خرید سکے - اِسلئے موچی اور درزی کا پیشہ کرنے لگا - جوتیاں بھی بناتا اور کوٹ بھی سیتا - اِن دو٭ پیشوں کی آمدنی سے گھر کا کام چلاتا اور جو بچتا - اُس کی کتابیں خرید لیتا +

۶ - کچھ عرصے کے بعد وہ انجن چلانے والے کا نائب ہو گیا - اُس کے کل پرزوں پر خوب غور کیا اور کامل واقفیت حاصل کرنے کے بعد نمونے کے طور پر ایک انجن اپنے ہاتھ سے بنایا - اُس میں ایک ایسی ایجاد کی -

کہ پہلے انجنوں سے اُس کا انجن زیادہ کام دینے لگا۔ اب اُس کی تنخواہ بارہ روپے فی ہفتہ ہو گئی +

۷۔ ایک بار اتفاقاً اُس کے گھر میں آگ لگی۔ ہمسایوں نے آگ تو بجھا دی۔ مگر اِس ہنگامہ میں اُس کی گھڑی جو سارے اثاثے میں ایک عزیز چیز تھی۔ خراب ہو گئی۔ اُس کی درستی میں روپیہ بہت صرف ہوتا تھا۔ ناچار اپنے ہاتھ سے اُس کو ٹھیک ٹھاک کرکے چلتا کیا۔ پھر تو سب محلے والے اپنی گھڑیاں اُس سے صاف کرانے لگے۔ موچی اور درزی کے علاوہ جارج گھڑی ساز بھی مشہور ہو گیا +

۸۔ اب جارج کو پھر ترقی ملی اور وہ انجن کا افسر مقرر ہُوا۔ جہاں یہ کام کیا کرتا تھا اُس کے قریب ہی ایک اور کان تھی۔ اُس میں اتنا پانی بھرا کہ کام مسدود ہو گیا۔ کارخانہ سخت مایوسی کی حالت میں تھا۔ جارج بھی دیکھنے کو گیا۔ اور بہت ہی غور و خوض کرکے بولا۔ "ایک ہفتے میں اِس کو خشک کر سکتا ہوں"۔ غرض وہ کام جارج کو سپرد ہُوا۔ تو دو ہی دن میں کل کے ذریعے سے سارا پانی کھینچ ڈالا۔ اِس خدمت کے صلے میں اُس کو ہزار روپے کا انعام اور چیف انجنیری کا عہدہ مل گیا +

۹- ۱۸۱۲ء میں وہ انجن سازی کے کام پر مقرر ہوا
جب تک متحرک انجن ایجاد نہیں ہوا تھا - بڑی دیر تک
غور و فکر کرکے اُس نے ایک چلتا ہوا انجن بنا کھڑا کیا -
جو ۲۵ - جولائی ۱۸۱۴ء کو چلایا گیا - وہ پانسو من وزن کے
آٹھ چھکڑے فی گھنٹہ چار میل کی رفتار سے لے جانے لگا
پھر ایک اور انجن پہلے سے بھی بہتر بنایا - سب لوگ
اُس کو حیرت کی نظر سے دیکھتے اور کہتے کہ ایک نہ ایک
دن یہ ضرور پھٹیگا ۔

۱۰- اُس زمانے میں ایک امیر آدمی کوئلہ کی کان کا
مالک تھا - اُس کو کان سے جہاز تک کوئلہ پہنچانے کی
اشد ضرورت تھی - اتفاقاً جارج سے ملاقات ہو گئی - اس
نے ترغیب دی کہ تم کہو - تو کان سے جہاز تک ریلوے
بنا دوں ! وہ راضی ہو گیا - چنانچہ ۲۷ - ستمبر ۱۸۲۲ء کو وہ
بارہ میل کی سڑک کھولی گئی ۔

۱۱- اُسی وقت میں لیور پول اور مانچسٹر والوں کو بھی
مال تجارت کے جلد لانے لے جانے کی فکر لگی ہوئی تھی
اوّل تو یہ تجویز ٹھیری کہ چند چھکڑوں کی قطار گھوڑوں
سے کھنچوائی جائے - جارج سے بھی اِس بارے میں مشورہ

کیا۔ اُس نے صلاح دی کہ ریل کی سڑک بناؤ اور متحرک انجن سے کام لو +

۱۲- یہ بات لغو سمجھی گئی - لوگوں نے اعتراض کیا - کہ ان مہیب انجنوں کا دھواں ہوا کو زہریلا بنا دیگا - اُن کے شعلے نباتات اور زراعت کو تباہ اور خس پوش گھروں کو خاک سیاہ کر دینگے - جارج تو دیوانہ ہے - اُس کو متحرک انجن ہی کی دُھن لگی ہوئی ہے - مگر فرقہ تجار نے زر کثیر جمع کرکے جارج کو کام شروع کرنے کی اجازت دیدی اوّل رستے کی پیمائش کے لئے ایک گروہ مقرر ہوا - وہ اپنا کام رات کو کیا کرتا - کیونکہ دن میں قرب و جوار کے گنوار اُن پر پل پڑتے تھے - جن کو زمینداروں اور تعلقہ داروں نے اُبھار دیا تھا +

۱۳- بارے خدا خدا کرکے پیمائش کا کام ختم ہوا اور پارلیمنٹ میں ریل بنانے کی غرض سے ایک قانون پیش کیا گیا - مگر فوراً نامنظور ہوا - ممبران پارلیمنٹ نے کہا - "ہم واقف ہیں کہ اس رستے میں ایک عمیق دلدل ہے - جس کی تھاہ آج تک نہیں ملی - یہ کون دیوانہ ہے - جو اُس پر ریل بنانی چاہتا ہے" - جارج کا دعوے تھا

کہ یہ امر ممکن ہے - آخر دو نامی انجنیروں نے اُس کی
رائے کی تصدیق کی - وہی پل پیش ہو کر منظور
ہو گیا - اِلّا عام لوگ اِس کام کے حامیوں کو خبط الحواس
ہی کہتے رہے ۔

۱۴ - جارج نے ریل کی سڑک بنانی شروع کی - جب
دلدل کی نوبت آئی - تو ہزار ہا چھکڑے - پتھر اور مٹی کے
اُس میں ڈالے اور سب غائب - حتّےٰ کہ لوگ مایوس ہونے
لگے - مگر جارج یہی کہتا رہا کہ اور ڈالو - آخر دلدل بھر
گئی - سڑک بن گئی اور اُس پر ریل بچھا دی گئی -
پھر بھی لوگ اُس کو مجنون ہی کہتے رہے ۔

۱۵ - جب سڑک مکمل ہو چکی - تو ڈائرکٹروں نے اشتہار
دیا کہ جو انجنیر فی گھنٹہ دس میل چلنے والا انجن بنائیگا -
اُس کو پانچ ہزار روپے کا انعام دینگے - جارج نے بھی
اپنے بیٹے کی اعانت سے ایک انجن تیار کیا - امتحان کے
روز چار انجن پیش ہوئے - ہر ایک کی رفتار دیکھی گئی -
جارج کا انجن جو گھنٹے میں پچیس تیس میل چلا - سبقت
لے گیا - حکم ہوُا کہ ایسے ہی آٹھ انجن اور بناؤ -

۱۵ - ستمبر ۱۸۳۰ء کو مانچسٹر اور لیورپول کے درمیان

ریلوے کھولی گئی - اکثر نامی گرامی اُمرا اُس وقت موجود تھے - سب کچھ ہُوا - مگر جارج اور اُس کے بیٹے کو عوام الناس پھر بھی وہمی خبطی - دیوانہ اور پاگل ہی کہتے رہے -

یاد کرو تلفظ اور معنی

مُوجِد	عُسرت	ناخواندہ	خوش	مُہیب	تکرّر
تقبل	بومبہ	مسکن	صِلہ	خس پوش	حصّے
قلیل	تشویش	مُحاسب	اَشد	تُجّار	حامی
عیال	حوالہ	اثاثہ	اکثر	جوار	خبط الحواس
کبیر	آبائی	مسدود	اِعتراض	تصدیق	عوامُ النّاس

(۱۴) تاروں بھری رات

از مؤلف

ارے چھوٹے چھوٹے تارو! ‏ کہ چمک دمک رہے ہو
نہیں دیکھ کر نہ ہووے ‏ مجھے کس طرح تحیّر
کہ تم اونچے آسماں پر ‏ جو ہے کُل جہاں سے اعلیٰ
ہوئے روشن اِس روش سے ‏ کہ کسی نے جڑ دیئے ہیں

گُہر اور لعل گویا

جو نہیں آفتاب تاباں ‏ نے - چھپایا اپنا چہرہ
وہیں جلوہ گر ہوئے تم ‏ یہ تمہاری جگمگاہٹ

ہے مسافروں کے حق میں
اگر اتنی روشنی بھی
تو غریب جنگلوں میں
نہ تمیز راس و چپ کی

بڑی نعمت اور راحت
نہ میسّر آتی اُن کو
یونہی بھولتے بھٹکتے
نہ طرف کی ہوتی پہچان

نہ نشان راہ پاتے

وہ غریب کھیت والے
کہ کھڑی ہے جن کی کھیتی
کہیں گھر رہا ہے خرمن
یہ نہیں شام سے سحر تک
نہ گھڑی ہے واں نہ گھنٹہ
مگر اے چمکنے والو!

وہ امیدوار
کہیں کھیت کٹ رہا ہے
نہیں آنکھ اُن کی جھپکی
ہیں تمام رات جاگے
نہ شمارِ وقت و ساعت
ہو تمہیں اُنہیں سُجھاتے

کہ گئی ہے رات اِتنی

وہ جہاز جن کے آگے
اُنہیں ہولناک موجوں
کوئی ہے چلا وطن سے
اُنہیں کچھ خبر نہیں ہے
نہ تو مرحلہ نہ چوکی
کوئی میل کی

ہے بحرِ اعظم
سے مقابلہ ہے کرنا
کوئی آ رہا ہے واپس
کہ کدھر ہے اُن کی منزل
نہ سُراغ راہ کا ہے
مگر اے فلک کے تارو

	تمہیں اُن کے رہنما ہو

یاد کرو تلفظ اور معنی

دِہقان مَرحلہ اَعلےٰ رَہبر رَاس تجرِ تاباں

تُنک گُہر چپ ہَولناک وَبیل مُرغ خرمن

(۲۸) اُونٹ

۱- چوپائے دو قسم کے ہیں - اہلی اور وحشی - اہلی وہ ہیں - جو پالنے اور پرورش کرنے سے انسان کے ساتھ مانوس ہو جاتے ہیں - جیسے گھوڑا - بیل - اونٹ وغیرہ - وحشی وہ ہیں جو جنگل میں بسر کرتے اور آدمی کی صورت سے بھڑکتے ہیں - جیسے نیل گائے - بارہسنگا - ارنا بھینسا وغیرہ ٭

۲- تمام اہلی جانوروں میں اونٹ نہایت عجیب - حلیم - سلیم جانور ہے - اُس کے جُثے اور اعضا کی ساخت سے صاف عیاں ہے کہ وہ گرم و خشک ریگستانوں کی صعوبتیں جھیلنے اور وہاں کے باشندوں کو مدد دینے کے لئے پیدا کیا گیا ہے ٭

۳- اُس کے معدے میں قدرت کاملہ نے ایسے خانے

بنا دئے ہیں - جن کے اندر وہ ہفتہ بھر کی رسد پانی
اپنے واسطے بھر لیتا ہے اور بے آب و غیر آباد میدان
کوسوں بے تکان طے کرتا چلا جاتا ہے - اُس کی پشت پر
کوہان ہوتا ہے جو حقیقت میں چربی کا ایک ذخیرہ
اور یہ ذخیرہ اُس کے معدے کو بھوک کی شدت میں
غذا پہنچاتا ہے - جبکہ چٹیل اور اُجاڑ ریگستانوں میں کہیں
گھاس کا تنکا یا جھاڑی جھنڈے کے پتے - ببول
کانٹے یا چھوارے کی چند گٹھلیاں بھی اُس کو میسر
نہیں آتیں - تو کئی کئی روز تک وہ بیچارہ بغیر
کھائے نہایت صبر و تحمل کے ساتھ اپنی کڑی منزل
طے کرتا ہے ؟

۴ - اُس کے سُم چوڑے - چپٹے اور نرم گدگدے
ہیں جو ریت کے ایسے ٹیلوں کو بخوبی قطع کرنے کے
قابل ہیں - جہاں گھوڑے کا سخت سُم ٹخنے تک غرق
ہو جاتا ہے - اُس کی طویل گردن - اونچی ٹانگیں - اُس
کی مضبوط پسلیاں اور گھٹنوں اور کولھوں کے جوڑ
ظاہر کرتے ہیں کہ وہ بار برداری اور سواری کے
نہایت موزوں بنایا گیا ہے - وہ مالک کے اشارے

زانو کے بل بیٹھ جاتا اور اپنی پیٹھ پر بوجھ لدواتا ہے۔
لیکن جب غلطی سے اُس کا مالک بارگراں اُس کی
پشت پر لاد دیتا ہے۔ تو وہ اُس کو آگاہ کرنے کے
لئے بڑبڑاتا اور شور غل مچاتا ہے ٭

۵۔ ایسے ریگستانی خطّوں میں جیسا کہ عرب اور افریقہ
کا صحرا ہے۔ اسی سودمند جانور کی بدولت آدمیوں کو
خوراک و لباس میسّر آتا ہے اور اُسی کی اعانت سے
اُن کے اکثر کام چلتے ہیں۔ وہ لوگ اونٹ کے بالوں
سے کپڑا بُنتے اور رسّی بناتے ہیں۔ اُس کی کھال کے
خیمے اور فرش تیار کرتے ہیں۔ اُس کے گوشت اور
دودھ سے اپنا پیٹ بھرتے ہیں۔ یہاں تک کہ اُس
کی ہڈّی کو بھی کام میں لاتے ہیں۔ غرض کہ اُن کے
حق میں اونٹ ایک رحمتِ الٰہی ہے ٭

یاد کرو تلفظ اور معنی

اہلی اَصیل حَلیم جُثّہ صُعُوبَت تَحَمُّل

وَحشی نَجیب سَلیم عیَال کوہان زانو

از رنگین دہلوی

(۳۹) مکڑی اور مکھی

کود کر مکڑی نے مکھی لی پکڑ
بھنبھنائی وہ بہت ہو بےقرار
اس میں آ پہنچا وہاں اک نیک مرد
بولا اس کو میں چھڑاؤں قید سے
جو نہیں مکھی کو دیا اس نے چھڑا
تو نے مکھی کی بچائی اس سے جان
لب پہ جاں آئی تھی اس کی بے ندا
کُنہ کی اس کی ہمیں کب وید ہے

اور جالے سے دیا اس کو نکال
پر نہ چھوٹی اس بلا سے زینہار
دیکھ اس کو اس کے مونہہ پہنچا دل کو درد
پکڑا مکڑی نے ہے اس کو جسے
وہ نہیں آئی غیب سے اس کی ندا
بھوک پر مکڑی کے رکھا کچھ نہ دھیان
صاف گزرے اس پہ تھے یہ سات دن
اس کی حکمت کی کہاں فہمید ہے

یاد کرو تلفظ اور معنی

زِنہار کَید نِدا کُنہ وید فہمید

(۴۰) اہلیا بائی

۱۔ یہ نیک سیرت بائی سیندھیا کے خاندان سے تھی ۱۷۳۵ء میں پیدا ہوئی۔ میانہ اندام۔ سبزہ رنگ اور اکہرے بدن کی عورت تھی۔ گو چنداں خوبصورت نہ تھی۔ مگر خدا نے اس کو فہم کامل۔ ہمت عالی اور صفات حمیدہ عطا کی

نہیں جن کے آگے اخلاص ظاہری کچھ حقیقت نہیں رکھتا +

۲- ملہار راؤ ہلکر کے بیٹے سے اُس کی شادی ہوئی -
ابھی بیس برس کی بھی نہ ہونے پائی تھی کہ بیوہ ہو گئی - اُس
کا شوہر اپنے باپ کے سامنے ہی اس جہان سے انتقال
کر گیا - صرف ایک لڑکا اور ایک لڑکی یادگار چھوڑے -
ملہار راؤ کی وفات کے بعد اُس کا پوتا جانشین ہوا - مگر
نو مہینے کے بعد وہ بھی راہی عدم ہوا - اسلیئے دھرم شاستر
کی رُو سے اہلیا ریاست کی وارث ٹھیری - ۱۷۶۵ء میں اُس
نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی - اُس وقت اُس کی عمر
۳۰ برس سے زیادہ نہ تھی +

۳- کہتے ہیں کہ اُس نے خزائن سلطنت پر متصرف
ہوکر تمام رعیت کی آسائش عطیہ اور رفاہ عام کے لیئے وقف
کر دیا تھا - وہ اپنے علاقہ کا انتظام خود کرتی تھی - اور
چاہتی تھی کہ حلم اور انصاف کے ساتھ حکمرانی کرکے اپنے
ملک کی حالت کو بہتر اور رعایا کو خوشحال کرے - ساہوکاروں
اور تاجروں - زمینداروں اور کاشتکاروں کی ترقی جس قدر اُس
کے دل کی خوشی کا باعث تھی - اتنی کوئی اور چیز نہ تھی +

۴- سب سے افضل یہ وصف تھا کہ وہ غیر مذہب والوں

کے ساتھ زیادہ مہربانی سے پیش آتی تھی - اُس کی انصاف پروری اور معدلت ہی کا یہ نتیجہ تھا - کہ اُس کا ملک غنیم کے حملے سے محفوظ اور اندرونی فتنہ فساد سے پاک صاف رہا ۔

۵ - یوں تو ہر ادنےٰ اعلےٰ کے ساتھ اُس کا برتاؤ نیک تھا - لیکن غریب اور محنتی آدمیوں کے حال پر از حد توجہّ کرتی تھی - وہ اپنے ہی علاقے میں دان پُن نہ کرتی - بلکہ اُس کا فیض عالمگیر تھا - ہندوؤں کے جتنے تیرتھ جاترا ہیں - سب مقامات پر اُس نے مندر بنوائے تھے - اور سالانہ خیرات بھی وہاں بھیجا کرتی تھی ۔

۶ - اُس کا دستور تھا - کہ تمام مقدمات آپ سُنتی - ہر مستغیث اُس کے دربار میں باریاب ہوتا - اُس کا قول تھا - کہ مجھے اپنے تمام افعال حکومت کا حساب خدا کو آپ دینا پڑیگا ۔

۷ - اُس کی پُوجا پاٹ اور ریاضت کے کاموں میں بجز کسی خاص ضرورت کے کبھی فرق نہ آتا تھا - سب لوگ تہِ دل سے اُس کی تعظیم و تکریم کرتے تھے - نہ صرف اُس کے ہم قوم بلکہ غیر قوم والے بھی اُس کو ایسا

ہی مانتے تھے - نظامِ دکن اور ٹیپو سلطان بھی اُس کی
ایسی ہی عزّت کرتے جیسی کہ پیشوا کرتا تھا ÷

۸ - اِن باتوں کے سِوا ایک بڑی قابلِ تعریف بات یہ
ہے - کہ خوشامد سے اُس کو نفرت تھی - چنانچہ ایک برہمن
اُس کی تعریف میں کتاب بنا کر لایا - جب تک وہ پڑھتا
رہا - خاموش بیٹھی سُنا کی - مگر جب وہ ختم کر چکا تو کہا -
کہ بھلا میں ضعیفُ العقل اِس تعریف و ثنا کی مستحق کب
ہوں ؟ یہ کہکر وہ کتاب دریائے نربدا میں ڈلوا دی - اور
اُس برہمن کی طرف التفات نہ کیا ÷

۹ - آخر عمر میں اُس کو اپنی بیوہ دختر کے ستی ہو جانے
کا سخت صدمہ اُٹھانا پڑا - ۱۷۹۵ء میں جب اُس کی عمر
۶۰ سال کی تھی - اُس نے نہایت فیاضانہ اور منصفانہ
حکومت کے بعد اِس عالم سے رحلت کی ÷

سیرت	اِنتقال	مُنحصِر	مَنزلت	باریاب	تعظیم
اَقدام	راہی	رفاہِ عام	عالمگیر	رِیاضت	تکریم
خَمیدہ	خزائن	مُرفہ حال	مُتنبّہ	تردل	ضعیفُ العقل

(۴۱) حکایت مرد کور و بینا

از رنگین دہلوی

ایک اندھا مرد بینا کا تھا یار
ربط تھا دونو میں باہم بیشمار

ایسے اِک باری ہوئے وہ ہمسفر
ایک جا شب کو ہوا اُن کا گزر

تھی پُرانی قمچی اک اندھے کے پاس
کچھ سفر کٹنے کی تھی جس سے آس

یک بیک ڈورا گیا قمچی کا ٹوٹ
ہاتھ سے قمچی پڑی اندھے کے چھوٹ

تھی نہ خواہش اُس کی چنداں گو اُسے
پھر لگا وہ ڈھونڈھنے ہر سو اُسے

ڈھونڈھتا اُس کو جو وہ ہر جا گیا
سانپ اُس کے ہاتھ میں اک آگیا

خوب جو نرمی پہ اُس کی غور کی
جی میں سمجھا ہے یہ قمچی اور کی

اُس سے اس قمچی کو اچھا جان کر
بولا اے دل اُس کا مت ارمان کر

روشنی اِس میں ہوئی جب روز کی
تب پڑی آنکھ اُس پہ اُس دلسوز کی

یک بیک گھبرا کے وہ اُٹھا پکار
"مار تیرے ہاتھ میں ہے اِس کو مار"

کور بولا "میں دغا کھاتا نہیں
اِن دموں میں [illegible] آتا نہیں

پا گیا اے دوست! مطلب میں ترا
یعنی میں دوں پھینک - اور تو لے اُٹھا"

کور تھا اس گفتگو کے دھیان میں
سانپ نے کاٹا اِسی کی ران میں

زہر کا رنگین! اثر اُس کو ہوا
کاٹتے ہی اُس کے وہ اندھا

یاد کرو تلفظ اور معنی

رَبط قمچی ارمان دِلسوز مار دَم

(۴۲) سیتا جی

۱- ہندوؤں کے ہاں جو شہرت رام چندر جی کی بی بی سیتا جی نے پائی ہے - وہ کسی اور عورت کو نصیب نہیں ہوئی - طرح طرح کی مصیبتوں کا جھیلنا اور عجیب عجیب سانحوں کا پیش آنا - خاندان اور مرتبہ کی شرافت - حسن خداداد کی لطافت - خوبی خصائل کی فضیلت - یہ سب باتیں ایسی ہیں کہ جن کی وجہ سے ہر فرقے کے ہندو اُن کے نام کو محبت و عقیدت سے یاد کرتے ہیں ؛

۲- سیتا جی کا باپ راجہ جنک ترہٹ کا فرمانروا تھا - اور صرف یہی دختر نیک اختر مشکوئے سلطنت کا اُجالا تھی - اسلئے نہایت ناز و نعمت سے اُس کی پرورش ہوئی - اُس کے جمال ظاہری کو کمال اوصاف نے اور بھی چمکا دیا +

۳- اُس زمانے میں سپہ گری اور شجاعت ہی بڑا جوہر تھا - اسلئے جنک نے عہد کر لیا تھا کہ جو کوئی اُس کڑی کمان کو کھینچ لیگا - جو اُس کے ہاں رکھی ہوئی تھی - وہی اُس کی قرۃ العین سیتا کو پائیگا +

۴- جب سیتا کے جمال و کمال کا آوازہ تمام آریہ ورت

میں پھیل گیا - تو دور و نزدیک کے راجہ اُس کے خواستگار ہوئے - مگر رامچندر جی کے سوا جن کا آغازِ شباب تھا - اور فنِ تیر اندازی میں دستگاہ کامل پیدا کی تھی - کوئی کامیاب نہ ہؤا - اُنہوں نے صرف کمان کو کھینچا ہی نہیں - بلکہ اپنی شہ زوری سے اُس کے دو ٹکڑے کر دئے - پس عہد کے بموجب اُن کے ساتھ سیتا کی شادی ہو گئی - اور اُس کو لیکر اجودھیا میں واپس آئے - جو اُن کے باپ کا دار الحکومت تھا ؞

۵ - کچھ مدّت کے بعد اُن کے پِتا جسرتھ نے اپنی ایک عزیز بی بی کے اِغوا سے رامچندر کو چودہ برس کا بن باس دیا - رامچندر نے بلا عذر باپ کے اِس سخت حکم کی تعمیل کی - اُس جلا وطنی میں اُن کی باوفا بی بی سیتا اور اُن کے برادرِ عزیز لچھمن نے حقِ رفاقت ادا کیا - یہ شاہی گروہ اجودھیا کی رعایا برایا کو اپنی مفارقت کے رنج و الم میں گریہ و زاری کرتا ہؤا چھوڑ کر رخصت ہؤا - الٰہ آباد سے گزر کر چترکوٹ پہاڑ پر پہنچے - کئی سال کی دشت نوردی کے بعد منبع گوداوری کے قریب پنچوٹی پر اقامت اختیار کی - تاکہ باقی ایّام وہاں بسر کریں ✛

۶- جنگل کے پھل پھلاری اور شکار پر گزر اوقات کرتے
تھے - رامچندر اور لچھمن باری باری سے صید افگنی کو جاتے
مگر ایک بھائی سیتا کی تشفی خاطر اور حفاظت کی نظر سے
موجود رہتا - قضارا ایک روز رامچندر جس سمت کو شکار
کے لئے گئے تھے - اُدھر سے نالہ و بکا کی آواز آئی -
ناچار لچھمن سیتا کو تنہا چھوڑ تفتیش حال کے لئے چلے
گئے - اُن کا جانا تھا کہ لنکا کا راجہ راون سیتا جی کو
جبراً اپنے ساتھ لے گیا ٭

۷- جب رامچندر جی نے مُعاودت کی اور سیتا کو قیامگاہ
پر نہ پایا - تو بغایت مضطرب ہوئے - اور جنگل جنگل تلاش
کرتے پھرے - آخر کو جب پتا مل گیا - تو راجہ کرناٹک کے
بھائی سگریو کی اعانت سے لنکا پر لشکر کشی کا عزم کیا +

۸- آغاز جنگ سے پیشتر ہنومان جو سگریو کا وزیر اعظم
اور سپہ سالار تھا - راون کے سمجھانے کو بھیجا گیا - جب
صلح و صلاح سے راون راہِ راست پر نہ آیا - تو ہنومان
سیتا کو تسلی و تشفی دیکر واپس چلا آیا - پھر تو رامچندر جی
کے لشکر نے سیت بند کو عبور کرکے خوب معرکہ آرائی اور
جدال وقتال کیا - یہاں تک کہ بد ذات راون اُن کے ہاتھ

سے ہلاک ہوا اور اپنے کردار کی پاداش کو پہنچا +

۹ - یہ فیروز مند گروہ سیتا کو زندانِ بلا سے چھڑا کر
کی جانب پھرا - مگر اوّل اُس غمزدہ قیدی کو اپنی عفت
عصمت کے ثبوت میں ایک ہولناک امتحان آگ میں گر
کا حکماً دینا پڑا - کیونکہ اُس زمانے میں مشتبہ عورت
کے لئے دہکتی آگ یا جلتے توے پر برہنہ پا چلنا
پاکدامنی کی شہادت خیال کی جاتی تھی +

۱۰ - اِس سخت آزمائش کے بعد راجچندر اور سیتا
دھوم سے اجودھیا میں داخل ہوئے اور تختِ شاہی نے
راجہ راجچندر جی کے جلوس سے رونقِ تازہ پائی - سیتا جی
نے جبلّی نیک مزاجی - خوشخوئی اور نہایت خلوص و وفاداری
سے اپنے نامور شوہر کے دل میں ازدیادِ محبت کا بیج
بویا - کچھ عرصے کے بعد آثارِ حمل نمودار ہوئے اور دستور
کے موافق حاملہ کی حفاظت اور خوشی کے ساز و سامان
کئے گئے - مگر افسوس! کہ انقلابِ روزگار نے بہت جلد
اِس مسرّت کو کلفت سے بدل دیا +

۱۱ - عوامُ النّاس نے سیتا جی کی عفّت اور بے گناہی
کو تسلیم نہ کیا - بلکہ گھر گھر یہ کہانی اور الزام کا چرچا

ہونے لگا - ناچار رامچندر جی نے بیاری بی بی کو جلا وطن کیا لچھمن جی اس بیکس شکستہ خاطر کو بن کے اندر بالمیک کی منڈھی کے پاس چھوڑ آئے - وہیں لو اور کُش دو توام لڑکے پیدا ہوئے جنہوں نے بالمیک کی سرپرستی میں پرورش پائی ❊

۱۲- جس وقت رام چندر جی نے اسومیدھ جگ کیا - تو یہ لڑکے بھی بالمیک کے ساتھ اجودھیا کو گئے - اگرچہ اُن کا لباس غریب برہمن زادوں کا سا تھا - مگر اُن کی شکل و صورت سے جلال شاہی اور شکوہ امارت ٹپکتا تھا - اِسلئے اصل حال مخفی نہ رہ سکا اور بہت جلد اُن کا حسب و نسب سب پر آشکارا ہو گیا ❊

۱۳- اس وقت بالمیک نے بھری مجلس میں سیتا جی کی سفارش کی اور تمام الزام و اتہام جو اُن کی عصمت پر لگائے گئے تھے رفع کر دئے - تب تمام راجاؤں اور سرداروں نے جو اُس جشن میں جمع ہوئے تھے متفق اللفظ یہی کہا سیتا ستونتی ہے اور اُس کو واپس بُلا لینا مناسب ہے - لیکن اور اہل مجلس نے خاموشی اختیار کی اور واپسی کی رائے نہ دی - اِس لئے رامچندر جی کو رعایا کی رضامندی

کے بغیر ایسا کرنا مصلحت نہ معلوم ہؤا ÷

۱۴- بالمیک نے یہ صورت دیکھ کر کہا - کہ اب بھی کسی کو شک و شبہ ہو - تو مکرر آزمائش ہو سکتی ہے - سیتا جی کو (جو تکلیفیں سہتے سہتے اور مصیبتیں اُٹھاتے اُٹھاتے نہایت نحیف و ناتواں ہو گئی تھیں) یہ باتیں اس قدر شاق گزریں کہ تاب نہ رہی - غم و غصہ کے جوش میں غش کھا کر گر پڑیں اور آخر دم تک ہوش میں نہ آئیں - رام چندر جی کو اس سانحہ کا ایسا قلق ہؤا - کہ آخر اپنے تئیں دریائے سرجو کے حوالے کیا ÷

۱۵- الغرض سیتا ایک نیک طینت - باوفا - صابر - مستقل مزاج اور خاوند کی فرمانبرداری کرنے والی بی بی کا ایک عجیب اور بے نظیر نمونہ تھی ÷

یاد کرو تلفظ اور معنی

لَطَافت	خصائل	قُرَّةُ العَین	شَباب	دَستگاہ
اِغوا	دَشت نَوَردی	صَید افگنی	تَفتیش	مُعاوَدت
مُضطَرِب	عُبُور	جِدال	قِتال	پاداش
عِفّت	عِصمَت	شہادَت	جُلُوس	جِبلّی
خلوص	اِزدیاد	حَمل	جَلال	شُکوہ
اِمارت	حَسَب	اِتّہام	سانحہ	طِینت

(۴۳) حکایت روباہ

رنگین دہلوی

لومڑی کا دشمن اِک خرگوش تھا
پر بہت بے عقل اور بے ہوش تھا

ایک دن اِک بھیڑئے کا بن کے یار
یوں لگا کہنے اُسے اے غمگسار!

صدقے تجھ پر سے یہ میری جان ہے
آج کے دن تو مرا مہمان ہے

بھیڑئے کو مکر سے تھے ہر چند یاد
ہو لیا پر ساتھ اُس کے ہو کے شاد

لومڑی کے در پہ اُس کو کر کھڑا
آپ وہ خرگوش پھر اندر بڑھا

لومڑی سے یوں کہا۔کر کچھ علاج
تیرے گھر مہمان اِک آیا ہے آج

اُس نے گھبراہٹ سے جو یہ بات کی
سمجھی وہ۔کچھ ہے مقرر اس میں نی

تھی عداوت کی جو آئی اُس سے بُو
جانتی تھی اُس کو وہ اپنا عدو

بولی اِس رستے سے اُس کو لائیو
آگے آگے اُس کے پر تو آئیو

تھا بنایا اُس نے جو اُس راہ کو
واں کیا خس پوش تھا اِک چاہ کو

جوہیں پہنچے آکے اِس رستے سے واں
گر پڑے اُس میں وہ دونو ناگہاں

آپ سے دونو اسیر چہ ہوئے
بچ رہی وہ اور وہ دونو ہوئے

ہے بُرائی کا ثمر رنگیں یہی
پوست کندہ میں نے تجھ سے یہ کہی

نیک و بد کی کیا تجھے اٹکل نہیں؟
راہ سے بے راہ ہرگز چل نہیں

یاد کرو تلفظ اور معنی

غمگسار مُقرّر عدو اسیر شاد فی چاہ پوست کندہ

(۴۴) چھاپہ کا ایجاد

۱- اِس صنعت کے ایجاد نے علوم و فنون کے قالب
میں ایک تازہ رُوح پھونک دی ہے - جب تک قلم سے
کتابت ہوتی تھی - کتابوں کی تصنیف و تالیف اور اُن کی
اشاعت کم ہوتی تھی - اِس لئے علم و ہنر کا بازار سرد
تھا - مگر چھاپہ کے ایجاد نے کتابوں کو پانی کے مول
کر دیا اور بہت سا وقت اور بڑی محنت جو کتابوں
کے لکھنے میں صرف ہوتی تھی بچا دی ٭

۲- اگلے وقتوں میں جب روم و یونان پر تباہی آئی
تو جنگ و جدل کے زمانے میں اکثر حکما کی تصنیفات جن
کے نسخے بہت کم تھے - غارت ہو گئیں - پھر وہ ایسی
مفقود ہوئیں کہ دنیا میں اُن کا نام و نشان بھی نہ رہا
اب چھاپہ کی بدولت ایک ایک کتاب کے ہزارہا نسخے تیار
ہو سکتے ہیں - اِس لئے کتابوں کے بالکل نیست و نابود
ہو جانے کا خطرہ بہت کم ہو گیا ہے - مگر چھاپہ کی بدولت
جس طرح عمدہ کتابیں اور مفید مضامین رواج پاتے ہیں
جن کا مطالعہ انسان کے لئے مفید ہے - اِسی طرح بُرے

مضمون اور مضرت ناک کتابیں بھی شائع ہو سکتی ہیں -
اسی نظر سے چھاپہ خانہ کے واسطے گورنمنٹ نے خاص قانون
بنا دیا ہے - تاکہ کوئی شخص اس مفید آلہ کو بُرے کام میں
نہ لائے ٭

۳ - چھاپہ کے ایجاد کا دعوٰے اہلِ ہالنڈ اور اہلِ جرمنی
دونو کرتے ہیں - مگر تحقیق یہ ہے کہ موجد اس کا ہالنڈ
ہے - البتہ اہلِ جرمنی نے اس کو رونق و ترقی دی ہے -
کہتے ہیں کہ ۱۴۲۳ء میں ایک شخص نے بطور تفنن
درخت پر کچھ نقش و نگار کھودے اور سیاہی لگا کر کاغذ
چپکا دیا - اُس کاغذ پر اچھے خاصے نقش اُبھرے - پھر تو
لکڑی کھود کر چھاپنے کا رواج شروع ہو گیا ٭

۴ - بارہ برس کے بعد ایک شخص جو چھاپہ خانہ کا
ملازم تھا ہالنڈ سے بھاگ کر جرمنی میں آیا - آلاتِ طبع
چرا کر ساتھ لایا اور یہاں اس صنعت کو رواج دیا - جب
اُس نے دیکھا کہ لکڑی جلد گھستی اور حرف خراب ہو جاتے
ہیں - تو سیسے پر حرف بنانے کی ترکیب نکالی - مگر اس
طرح حرفوں کے کندہ کرنے میں بھی بہت وقت صرف
ہوتا تھا - پھر اُس نے ایک اور شخص کو اپنا شریک حال

بنایا اور اس کو نصفا نصف منافع کا ساجھی کر لیا۔ باہم قول و قرار ہو گیا۔ کیونکہ اُس وقت تک یہ صنعت بطور خفیہ راز کے تھی۔ اِس شخص نے اوّل فولادی حرف تیّار کئے اور اُن کا ٹھپّہ تانبے پر اُٹھایا۔ اِس طرح تانبے کا قالب بنا کر اُس میں سیسے کے حروف ڈھالنے لگا۔ پھر تو چھاپنے میں آسانی ہو گئی *

۵۔ ۱۴۶۲ء میں ایک بار اُس شہر کو جہاں یہ چھاپنے والے رہتے تھے۔ غنیم نے فتح کر لیا۔ باشندے خوفِ جان سے بھاگ نکلے۔ یہ لوگ بھی اپنے وطن کو چھوڑ اِدھر اُدھر نکل گئے۔ اُس وقت سے اور ملکوں میں بھی اِس صنعت نے رواج پایا۔ ملکِ انگلستان میں یہ صنعت ۱۴۷۰ء سے شروع ہوئی ہے۔ مگر اکسفورڈ کے مدرسے میں بعض کتابیں ۱۴۶۰ء کی مطبوعہ بھی ملتی ہیں *

۶۔ انگلستان میں چھاپہ کے آنے کا قصّہ یوں مشہور ہے کہ شاہِ انگلستان نے ایک مُعتمد ملازم زیرک ہالنڈ کو روانہ کیا۔ کہ کسی تدبیر سے اِس صنعت کو حاصل کرے۔ اُس نے بھیس بدل کر کچھ عرصے تک اُس ملک میں قیام کیا۔ کیونکہ اس وقت تک یہ صنعت غیر دل

سے مخفی رکھی جاتی تھی اور اگر معلوم ہوتا کہ کوئی شخص
غیر ملک کا اس کو سیکھنے آیا ہے - تو وہ اِس قصور پر
قید کر دیا جاتا تھا ÷ غرض انگلستانی عیار نے اپنے حسن
تدبیر سے چھاپہ خانہ کے ایک ملازم کو جو اِس فن سے
بخوبی واقف تھا پرچا لیا اور زرِ کثیر دیکر اُس کو انگلستان
آنے پر رضامند کیا - ایک روز خفیہ طور پر یہ دونو آدمی
شہر سے نکلے اور سمندر کے ساحل پر پہنچکر اُس جہاز میں
سوار ہو گئے جو شاہِ انگلستان کی طرف سے اِس خدمت
کے واسطے متعین تھا ÷

۷ - جب چھاپہ کا ہنرمند انگلستان جا پہنچا - تو بادشاہ
نے لندن میں اِس کارخانہ کا بنانا مصلحت نہ جان کر
اُس کاریگر کو اکسفورڈ میں بھیج دیا جہاں اُس نے کارخانہ
کی بنا ڈالی اور چند انگریزوں کو یہ فن سکھایا - پھر تو
روز بروز اس عجیب اور مفید صنعت کا رواج بڑھتا گیا -
اور بہت کچھ ترقی اُس میں ہوئی - یہاں تک کہ آج کل
چھاپہ کی کلیں بخاری انجن کے ذریعے سے چلائی جاتی
ہیں - اور ایک روز میں اتنا کاغذ چھاپ دیتی ہیں - جتنا
ہاتھ کی کلیں مہینوں میں نہ چھاپ سکیں - انگریزوں کی بدولت

یہ صنعت ہندوستان میں پہنچی اور اُس کی برکت سے کتابوں کی وہ ارزانی ہوئی کہ ہر ادنے اور غریب شخص بھی خرید سکتا ہے - اگلے وقتوں میں جو قلمی کتاب روپیہ کو بمشکل میسّر آتی تھی - وہ اب آنہ میں دستیاب ہو سکتی ہے ٭

یاد کرو تلفظ اور معنی

تصنیف	جدول	مُضرّت	تصنّن
تالیف	مفقود	نتائج	آلات
اشاعت	نسخہ	موجد	طبع

(۴۵) حکایت ماہی عقلمند و کم عقل و بے عقل

ازرنگین دہلوی

وشت میں مدت سے تھا اک آبگیر
شام کو صیاد پہنچا اک وہاں
وہ جو تھی دانا نے سن اس بات کو
صبح کو صیاد نے اٹھتے ہی بس
وہ جو تھی کم عقل مچھلی اس گھڑی
جان پر اپنی وہ اک دم اڑ گئی

مچھلیاں تین اس میں تہیں رہتی تھیں
بولا - ڈالونگا سحر کو جال یاں
بہ گئی آگے وہاں سے رات
جال کو پانی میں پھینکا - کر
سمجھی اب مجھ پر مصیبت آ
بن کے مردہ پھر تو وہ چت

جان کر مُردہ اِسے صیّاد نے
یوں بچا کر لے گئی وہ اپنی جاں
لیک وہ احمق تھی آئی دام میں
بس یہ لازم ہے کہ پیش از مرگ یار
تاکہ دانا سب کہیں دانا تجھے
یعنی کر لے کچھ جوانی میں حصول
اور جو پیری میں تجھے آیا خیال
گر رہا پیری میں بھی اُس چال پہ

دور پھینکا واں سے اُس اُستاد نے
تیسری کا اب سنو مجھ سے بیاں
اُس کو وہ صیّاد لایا کام میں
کام فرما عقل کو رہ ہوشیار
جانیں عاقل اور فرزانہ تجھے
بندگی ہوتی ہے اِس سِن کی قبول
ہے غنیمت تو بھی اے فرخندہ فال
تو تو رنگیں وائے تیرے حال پر

یاد کرو تلفظ اور معنی

دشت آبگیر صغیر فرخندہ فال وائے

(۴۷) غیاث الدین و شہاب الدین

۱۔ یہ دونو حقیقی بھائی خاندان غور کے شہزادے تھے۔ شجاعت سخاوت خلق و مروت میں ایک دوسرے سے فائق و برتر۔ جب غیاث الدین کو تختِ سلطنت نصیب ہُوا۔ تو چھوٹے بھائی کو مدار المہام اور سپہ سالار بنایا۔ یہ ہی شہاب الدین تھا جس نے ہندوستان کو فتح کرکے مسلمانی سلطنت کی بنیاد جمائی۔ اِن دونو بھائیوں میں ساری

عمر ایسا اِتّفاق و اِتّحاد رہا - جس کی نظیر شاہی خاندان
میں بہت کم پائی جاتی ہے ٭
۳ - ایک بار اُن کے چچا ملک فخر الدین نے سلطنتِ
غور کے دعوے سے دونو بھتیجوں پر یورش کی - لیکن اُن
کے مقابلے میں شکست کھا کر گرفتار ہو گیا - یہ دونو بھائی
جب چچا کے روبرو پہنچے - تو فوراً پیادہ پا ہو کر اُس کی
رکاب کو بوسہ دیا اور نہایت تعظیم و تکریم بجا لائے -
قیدی چچا نے یہ مدارات دیکھ کر شبہ کیا - کہ شاید میری
ہنسی کرتے ہیں - مگر یہ شبہ بہت جلد رفع ہو گیا - اور
اُس کو یقین آگیا - کہ دونو سعادت مند صدق دل
سے انسانیت و قرابت کا فرض ادا کر رہے ہیں - آخر کار
بہت آرام کے ساتھ اُس کو بلخ تک پہنچا دیا ٭

یاد کرو تلفظ اور معنی

مُدارات   مَدارُ المُہام   فائق

(۴۷) پرتھی راج اور شہاب الدین غوری

۱- خاندانِ چوہان کا اخیر فرمانروا پرتھی راج تھا جس کو رائے پتھورا بھی کہتے ہیں - دلّی اور اجمیر دونو ریاستیں اُسی کے زیرِ نگین تھیں - اجمیر کو اپنا پایۂ تخت بنایا تھا - دِلّی کی حکومت اپنے بھائی کھانڈے رائے کو سپرد کی تھی - اِسی عہد میں سلطان غیاث الدین غور کا بادشاہ اور اُس کا چھوٹا بھائی شہاب الدین امیر لشکر اور حاکم غزنی تھا ٭

۲- شہاب الدین غزنی کا انتظام کرکے ملک ہند کی تسخیر پر آمادہ ہُوا - اوّل لاہور کے بادشاہ خسرو ملک کو اسیر و دستگیر کرکے پنجاب پر قبضہ کر لیا - پھر ہندو راجاؤں کی عملداری میں قدم بڑھایا اور قلعۂ سرہند کو سر کیا - اب سلطان مراجعت کی تیاری کر رہا تھا کہ رائے پتھورا کی لشکر کشی کا غلغلہ سُنا - خود پیش قدمی کرکے آگے بڑھا - اِدھر سے رائے کا لشکر پُہنچا - تلاوڑی کے میدان میں ہنگامۂ کارزار گرم ہو گیا ٭

۳- جس وقت سلطان کی فوج راجپوتوں کے قلب

پر جھکی ہوئی تھی۔ اُس کا دایاں اور بایاں بازو شکستہ
کھا کر بھاگا۔ مگر سلطان کچھ رفیقوں سمیت میدان میں
جما رہا۔ کھانڈے رائے نے ہاتھی اُس پر ریلا۔ سلطان
بھی گھوڑا چمکا کر بڑھا اور نیزے کا ایسا ہاتھ مارا کہ دانت
توڑ کر اُس کے منہ میں اُتر گیا۔ مگر سلطان کے بھی
زخم کاری لگا۔ قریب تھا۔ کہ پشت زین سے جدا ہو جائے
یہ کیفیت دیکھ کر ایک خلجی بچہ اُس کے پیچھے ہو بیٹھا
اور گھوڑے کو مہمیز کر کے زمرۂ اعدا سے صاف نکال لے گیا
پھر تو باقی فوج کے قدم بھی اُٹھ گئے۔ اور یہ ہزیمت
خوردہ لشکر سخت تباہی کے بعد لاہور میں داخل ہوا
یہ۔ چند روز قیام کر کے سلطان نے غزنی کی جانب
کوچ کیا اور وہاں پہنچ کر فراریوں کو سخت سخت سزائیں
دیں۔ ظاہرا عیش و آرام کا نقشہ جمایا۔ اور اپنے
آپ کو بے پروا بنایا۔ لیکن خفیہ طور پر لشکر کی
درستی اور سامان جنگ کے تہیہ میں شب و روز
مصروف رہا ✦

۵۔ رائے پتھورا غنیم کے خطرے سے فارغ البال
ہو کر فتح کا نقارا بجاتا اپنی راجدھانی میں آ بیٹھا۔ اسی اثنا

میں قنوج کے راجہ جے چند نے جگ راجسو کا ارادہ کیا۔ اس جشن کا آئین یہ تھا کہ گرد و نواح کے راجہ طلب ہوتے۔ ہر قسم کی خدمتیں اپنے ہاتھ سے بجا لاتے۔ اسی جلسے میں راجہ کی لڑکی کا سوئمبر بھی قرار پایا تھا۔ رائے پتھورا اس تقریب کی شرکت پر آمادہ تھا۔ اتفاقاً کوئی ہمنشین بول اٹھا۔ "چوہانوں کے ہوتے جے چند کو یہ حوصلہ زیب نہیں دیتا۔" رائے کو بھی راجپوتی مڑک آگئی۔ جانا ملتوی کر دیا۔

۶۔ جے چند اس کے نہ آنے سے ایسا برہم ہوا کہ رائے کی طلائی مورت بنوا کر ایام جشن میں بجائے دربان کے کھڑی کرا دی۔ پھر تو رائے کو تاب نہ رہی۔ کچھ جودھا جوان ہمراہ لے تماشائیوں کے لباس میں جا دھمکا اور اس مورت کو بے دھڑک اٹھا لایا۔ قنوج والے دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے۔

برق تھی صرصر تھی یا تھا زلزلہ	واہ رے جانبازانہ تیرا حوصلہ

۷۔ راجہ کی دختر سنجوگتا یہ داستان سن کر رائے کی دلیری پر شیفتہ ہو گئی اور اس کے سوا کسی کو پسند نہ کیا۔ باپ سخت آزردہ ہوا۔ دولت خانے سے نکال ایک

جُدا مکان میں اُس کو نظر بند کر دیا۔ جب رائے کو یہ خبر لگی۔ تو سنوا ساونت ساتھ لے پھر یکایک قنوج پر ٹوٹ پڑا۔ اور دن دہاڑے سنجوگتی کو لے چلا۔ قنوج کے سورماؤں کی حمیت بھی جوش میں آئی۔ تعاقب کرکے راہ میں جا لیا۔ وہ رن پڑا اور کھانڈا بجا کہ دلاوروں کے خون سے زمین رنگین ہو گئی۔ اگرچہ رائے کے سب جاں نثار کام آئے۔ اُس لعلِ بےبہا کو ہاتھ سے نہ دیا۔ مر کٹ کر دلّی تک لے ہی پہنچا +

۸۔ اس معرکہ سے ایک سال بعد سلطان شہاب الدین نے پھر یورش کی۔ لیکن سرداران لشکر سے اپنا منصوبہ پوشیدہ رکھا۔ پشاور میں پہنچ کر ایک بوڑھے سپاہی نے عرض کیا۔ خداوند! اس لاؤ لشکر سے تو کسی مہمّ عظیم کے آثار نمایاں ہیں۔ پھر اُمرا سے اس راز کے مخفی رکھنے میں کیا مصلحت ہے؟ سلطان نے آہِ سرد بھر کر کہا۔ سُن پیر مرد! جس دن سے میں نے راجپوتوں کے مقابلے میں زک پائی۔ حرمِ دولت میں بستر کو بیٹھ نہیں لگائی۔ ہنوز وہ خون آلود پیراہن نہیں بدلا جو لڑائی کے وقت میرے تن پر تھا۔ آج تک اُن امیروں

کا مُنہ نہیں دیکھا جو مجھ کو تنہا چھوڑ کر بھاگ گئے
تھے - اب غیرت کا تقاضا یہ ہے کہ یا تو دشمن سے
انتقام لوں یا سرِ میدان لڑکر جان دوں *

۹ - پیر مرد نے دعاے خیر دیکر کہا - صلاح وقت یہ
ہے کہ اُمرا کی تقصیر معاف فرمائیے - اُن کا رُتبہ بڑھائیے -
تاکہ آئندہ سُرخرو بنیں اور گزشتہ تقصیرات کی تلافی کریں -
سلطان نے اُس کی صلاح مان لی - ملتان پہُنچکر ایک
دربار کیا - سرداران لشکر کو مجتمع کرکے اُن کے حال پر
مہربانی فرمائی اور اپنا منشا سمجھایا - سب نے تلوار کے
قبضے پر ہاتھ رکھ کر عہد و پیمان کو تازہ کیا *

۱۰ - لاہور پہُنچ کر راے کے نام نامہ لکھا گیا کہ
یا تو ہماری اطاعت قبول کرو یا جنگ و پیکار کے لئے
تیار ہو جاؤ - جب پیک سلطانی راے کے درِ دولت پر
حاضر ہوا - تو کسی کو تاب نہ تھی کہ یہ خبر گوش گزار
کرے - چندا بھاٹ سات ڈیوڑھیاں طے کرکے راجہ کی
حضور میں پہُنچا اور سلطان کی یورش کا حال بیان کرکے
اُس کو خواب غفلت سے بیدار کیا - رانی سیجوگنی بھی
جس کی بدولت راے کی یہ بُری گت ہو گئی تھی - کہنے

لگی - اے راجہ! بزم عیش ختم ہوئی - اب میدان رزم کو آراستہ کر - ملک و ملّت کو ترکوں کی ترک تازی سے بچا ۔

۱۱ - الغرض رائے نے سلطان کے سفیر کو جواب سخت دیکر رخصت کیا اور ہمہ تن تیاری جنگ میں مشغول ہوا۔ قرب و جوار کے راجاؤں کو خبر پہنچائی - عرصۂ قلیل میں لاکھوں سورما راجپوت اُس کے جھنڈے تلے جمع ہو گئے۔ جب کوچ کی ساعت نزدیک پہنچی - رانی سنجوگتی نے اپنے ہاتھ سے زرہ بکتر پہنا - ہتھیار بدن پر سجا رائے کا آخری دیدار دیکھا اور آنکھوں میں آنسو بھر لائی - اِدھر کوچ کے نقارہ پر چوب پڑی - اُدھر رانی کا کلیجہ ہل گیا - راجہ اہل خاندان کو وداع کر کے راجپوت سرداروں کے ساتھ رنجیت دروازہ سے برآمد ہوا - لشکر کو کوچ کا حکم دیا اور منزل بمنزل عرصہ گاہ تھانیسر میں جا پہنچا۔ دریائے سرستی کے وار پار دونو لشکر خیمہ زن ہوئے ۔

۱۲ - ایک رات سلطانی لشکر نے دریا کو عبور کر کے صبح کو طبل جنگ آ بجایا - راجپوتوں نے آنکھ کھولی - تو غنیم کو

سر پر موجود پایا - ایک گروہ نے جھٹ پٹ آگے بڑھ کر دشمن کو روکا - اتنے میں سارا لشکر صف بستہ ہو کر سامنے آگیا ⁂

۱۳- سلطان کا لشکر چار حصّوں میں منقسم تھا - ہر حصّہ باری باری سے حملہ کرتا تھا - مگر دلاور راجپوت بھی ایسے جی توڑ کر لڑے کہ ترکوں کے دل میں ہیبت بیٹھ گئی - اب سلطان ظاہرا شکست کی صورت بنا کر پیچھے ہٹا - راجپوتوں نے جو تعاقب شروع کیا - تو اُن کی ترتیب درہم برہم ہو گئی - اُس وقت سلطان نے پلٹ کر تازہ دم فوج سے پھر حملہ کیا - لیکن یہ تدبیر بھی راس نہ آئی - فتح و شکست کا کچھ فیصلہ نہ ہُوا ⁂

۱۴- جب ہَوا نہایت گرم ہو گئی اور سورج سر پر آگیا - تو رائے نے درختوں کے سائے میں پناہ لی - ڈیڑھ سو راجہ مہاراجہ اُس کے گرداگرد جمع ہوئے - سب نے تلواروں پر ہاتھ رکھ کر عہد و پیمان کیا - اخیر دم تک لڑنے کی قسم کھائی - شربت پیا - پان کا بیڑا چبایا - تُلسی کے پتّے زبان پر دھرے - پیشانی پر قشقۂ زعفرانی کھینچا اور ذرا دم لیا ⁂

۱۵- اب کسی قدر دن ڈھل گیا تھا- کہ سلطان غوری بارہ ہزار سوار خالص لے کر اپنی جگہ سے ہلا- جن کے سروں پر مرصع خود- بدن میں فولادی جوشن- ایک ہاتھ میں تلوار- ایک میں نیزہ- باگیں اٹھائے- کنوتیوں سے کنوتیاں ملائے دریا کے امواج کی طرح اُمنڈ آئے- اس پُر زور حملہ نے راجپوتی سپاہ میں کچھ ایسا زلزلہ ڈالا- کہ یکایک ہوا پلٹ گئی- چشم زدن میں کچھ سے کچھ ہوگیا وہ شاندار فوج جو پہاڑ کی طرح جمی کھڑی تھی- دم کے دم میں تہ و بالا ہو گئی- بڑے بڑے نامی گرامی سردار میدان میں کام آئے- رائے پتھورا گرفتار ہو کر مارا گیا۔

۱۶- جب سرداروں کا یہ حال ہوا تو بن سِری فوج کیا لڑتی اور کس کا سہارا پکڑتی؟ جس طرف جس کا مُنہ اُٹھ گیا بھاگ نکلا۔

جہاں کل سپہدار تھے حکمراں
جہاں کل تھے فیلان جنگی ہزار
جہاں پابل کل تھے للکارتے
وہاں آج لاشوں کے انبار ہیں
وہ سر جس پہ تھا کل جواہر کا تاج

کھڑے تھے جہاں رنبر چھیے بانکے جوان
کُداتے تھے گھوڑے جہاں شہسوار
پرندے بھی ڈرتے تھے پر مارتے
پڑے ہر طرف سینہ افگار ہیں
سو ہے خاک اور خوں میں آلودہ آج

۱۷- رانی سنجوگتی دم بدم کی خبریں منگاتی تھی۔ جب اِس حادثۂ جانکاہ کی سُناؤنی آئی - تو اُس نے زندگی پر موت کو ترجیح دی - چِتا میں بیٹھ اپنے تنِ نازنین کو آتشِ سوزاں کے حوالے کیا - تھوڑی دیر میں مُشتِ خاکستر کے سوا اُس کا کچھ نام و نشان باقی نہ رہا +
مؤلف

تا سحر وہ بھی نہ چھوڑی تو نے او بادِ صبا یادگارِ رونقِ محفل تھی پروانے کی خاک

اِس طرح دولتِ چوہان کا خاتمہ اور غوریوں کی سلطنت کا آغاز مُلکِ ہند میں ہوُا +

یاد کرو تلفظ اور معنی

کارزار	تہیّہ	پیراہن	رِلّت	مرصّع
مہمیز	فارغُ البال	تلافی	تُرکتاز	خُود
نرغہ	صرصر	پیکار	وداع	جوشن
اعدا	زلزلہ	پیک	تعاقُب	چشم زدن
فراری	شیفتہ	رزم	قشقہ	ترجیح

(۴۸) کوہِ ہمالہ

از مؤلف

ہے ہمالہ پہاڑ سر سبز چون
بیل بوٹوں سے بن رہا ہے چمن
ہے ہر اک ڈھانگ اس کی پھلواری
لالہ خودرو ہے اور اس کے پاس
سینکڑوں قسم کے ہیں پھول کھلے
کہیں بن مالتی - کہیں بیلا
سال کا کیا ہی خوب جنگل ہے
سرو و شمشاد ہیں قطار قطار
ہیں چٹانوں پہ کودتے لنگور
ہیں ترائی میں ہاتھیوں کے غول
شیر خونخوار شاہ ہے یاں کا
بارہ سنگے غریب پر ہے لتاڑ
وہ جو ہے ہند کا بڑا ساگر
کوچ در کوچ روز بڑھتا ہے
کبھی دیتا ہے باندھ مینہ کا تار
تھکا چڑھا یوں پہاڑ پر پانی

جس کے اوپر تلے کھڑا ہے بن
سبز چوٹی ہرے بھرے دامن
سرد چشمے جہاں تہاں جاری
لہلہاتی ہے خوبصورت گھاس
پیڑ باہم کھڑے ہوئے ہیں ملے
کہیں اخروٹ اور کہیں کیلا
سورماؤں کا بن کے دنگل ہے
ریچھ پھرتے ہیں بن کے چوکیدار
ایک ہی جست میں وہ پہنچے دور
کوئی بائل ہے اور کوئی بنجھول
پاڑھے چیتل کو خوف ہے جاں کا
سینگ ہیں اس کے جھاڑ اور جھنکاڑ
واں سے چلتا ہے ابر کا لشکر
پھر ہمالہ پہ آکے چڑھتا ہے
کبھی کرتا ہے برف کی بوچھار
کی ہے قدرت نے کیا ہی آسانی

واں سے چشمے بہت اُبل نکلے
سندھ و ستلج ہیں مغربی دریا
ہیں یہ دریا بہت بڑے چاروں
پس سمندر سے جو رسد آئی
ہؤا سرسبز ہند کا میدان
ہند کی سرزمیں ہے اُن ماتا
اے ہمالہ پہاڑ تیری شان
ساری دُنیا میں ہے تو ہی بالا
سامنے اِک سیاہ دل بادل
گھاٹیاں جن میں گونجتی ہے صدا
دبدبہ اپنا تو دکھاتا ہے
ہے مرے دل میں یہ خیال آتا
واں سے نیچے کا دیکھتا میداں
دو لکیریں سی وہ نظر آئیں
اس تماشے سے جبکہ جی بھرتا
شام کو دیکھتا بہار بڑی

२ आशाद्योतक वचन

ندی نالے ہزار چل نکلے
اور پورب میں میگھنا۔ گنگا
جن میں بہتا ہے پانی الغاروں
یوں ہمالہ نے بانٹ کر کھائی
تیری حکمت کے اے خدا قربان
اور ہمالہ پہاڑ جل داتا
دنگ رہ جائے دیکھ کر انسان
پہنچے جب پاس دیکھنے والا
دیو کی طرح سے کھڑا ہے اٹل
آبشاروں کا شور ہے برپا
گویا میدان کو ڈراتا ہے
کاش چوٹی پہ تیری چڑھ جاتا
جس میں گنگ و جمن ہیں تیز رواں
دائیں بائیں کو صاف لہراتیں
تو شمالی طرف نظر کرتا
گویا سونے کی ہے فصیل کھڑی

پھر وطن میں جب آن کر رہتا
دوستوں سے یہ ماجرا کہتا

३. प्राकार, किले के चारों तरफ़ की दीवार

३. प्राचीर

۴۔ یاد کرو تلفظ اور معنی

سَرچیوں خُودرَو آبشاروں اَلغاروں فصیل

(۴۹) تحمل اور وفائے وعدہ

۱۔ ایک بار سلطان فیروز تغلق نے بنگالے پر فوج کشی کی تھی۔ اس مہم میں اُس کا بیٹا فتح خاں بھی ہمرکاب تھا۔ اگرچہ شہزادہ صغیر سن تھا۔ مگر اور بچّوں کی طرح اُس کو لہو و لعب کا شوق بالکل نہ تھا۔ صبح سے دوپہر تک اور شام سے پہر رات گئے تک نوشت و خواند میں مصروف رہتا۔ مجلس داری اور سواری کے اوقات میں جو امور پیش آتے ہیں۔ اُن کو اس خوبی سے فیصل کرتا کہ بڑے بڑے ذی عقل سن رسیدہ حیران رہ جاتے ÷

۲۔ ایک روز ہند کا غلبہ ہُوا۔ مکتب سے اُٹھ محل خاص کو چلا۔ راہ میں ایک پیر زال دُہائی دیتی سامنے آئی اور کہا۔ کہ میرا شوہر اور لڑکا سُنار گاؤں سے کچھ مال خرید کر لشکرِ سلطانی میں بیچنے کو لا رہے تھے یکایک ڈاکو ٹوٹ پڑے اور سب مال و متاع لوٹ لیا جب وہ مصیبت کے مارے لُٹ کھسُٹ کر شاہی لشکر کے

قریب پہنچے ہیں - تو سپاہیوں نے جاسوسی کے شبہ میں
گرفتار کر لیا - اب یہ بیکس بے وارثی بڑھیا داد خواہی
کے لئے تیرے پاس آئی ہے *

۳ - نیک بخت شہزادہ بڑھیا کا درد ناک ماجرا سُنکر
بہت کڑھا اور بولا " اچھا مائی اگر تو سچّی ہے - تو دو گواہ
لا جو تیرے بیان کی تصدیق کریں " بڑھیا بولی - " بیٹا!
گواہ تو بہت ہیں - پر میں ڈرتی ہوں کہ آنے جانے
میں دیر لگی - تو پھر تم تک رسائی دشوار ہوگی - شہزادہ
نے ہنس کر کہا - خیر میں اسی جگہ کھڑا ہوں - تم جاؤ
اور اپنے گواہ لاؤ *

۴ - غرض بڑھیا چلی گئی اور شہزادہ منتظر کھڑا رہا -
خادموں نے عرض کیا - کہ مبادا تمازت آفتاب باعثِ
مضرت ہو - اگر فلاں درخت کے سائے میں قیام کیجئے -
تو مناسب ہے - مگر شہزادہ نے وہاں سے قدم اُٹھانا
خلافِ وعدہ سمجھا - دُھوپ کی سختی کو برداشت کیا اور
وہیں کھڑے کھڑے بڑھیا کے گواہوں کا بیان سُنا اور
جب یقین ہو گیا کہ بڑھیا سچّی ہے - تو اُس کو ساتھ
لیکر باپ کے پاس گیا - لیکن بادشاہ سوتا تھا - اِسلئے شہزادہ

کو اُس وقت تک اِنتظار کرنا پڑا جب تک کہ وہ بیدار ہوا
اور کیفیتِ واقعہ سُنکر اُن دونو کی رہائی کا حکم دیا۔
۵- اِس کام میں شہزادہ کو اِتنی دیر لگی کہ اُس دن
دوپہر کا کھانا قریب شام کے کھایا- اگر وہ صبر و تحمل
کے ساتھ اِس تکلیف کو گوارا نہ کرتا- تو وہ لازوال خوشی
جو ایک مظلوم کی دادرسی سے حاصل ہوئی- کھانے اور
سونے سے ہرگز نصیب نہ ہوتی۔

یاد کرو تلفظ اور معنی

لازوال	مبادا	پیر زال	ذی عقل	ہمرکاب
دادرسی	تمازت	جاسوس	سن رسیدہ	صغیر سن

از مؤلف	(۵۰) کچھوا اور خرگوش	

ایک کچھوے کے آ گئی جی میں — کیجیے سیر و گشت خشکی میں
جا رہا تھا چلا ہوا خاموش — اُس سے ناحق اُلجھ پڑا خرگوش
میاں کچھوے! تمہاری چال ہے یہ — یا کوئی شامت اور وبال ہے یہ
یوں قدم پھونک پھونک دھرتے ہو — گویا اُپلا زمیں پہ کرتے ہو
کیوں ہوئے چل کے مفت میں بدنام — کیا چلے بن اٹک رہا تھا کام
تم کو لازم ہے حوصلہ نہ کرنا تھا — چلّو پانی میں ڈوب مرنا تھا

یہ تن و توش اور یہ رفتار ... ایسی رفتار پر خدا کی مار

بولا کچھوا کہ ہوں خفا نہ حضور ... ہیں تو ہوں آپ معترف بہ قصور

اگر آہستگی ہے جرم و گناہ ... تو میں خود اپنے جرم کا ہوں گواہ

مجھ کو جو سخت سُست فرمایا ... آپ نے سب درست فرمایا

مجھ کو غافل مگر نہ جانئیگا ... بندہ پرور! بُرا نہ مانئیگا

یوں زبانی جواب تو کیا دوں ... شرط بد کر چلو تو دکھلادوں

تم تو ہو آفتاب - میں ذرہ ... پر مٹا دونگا آپ کا غرّہ

سُن کے خرگوش نے یہ تلخ جواب ... کہا کچھوے سے یوں ز روئے عتاب

تو کرے میری ہمسری کا خیال ... تیری یہ تاب! یہ سکت! یہ مجال!

چیونٹی کے جو پر نکل آئے ... ہے یقیں عنقریب اجل آئے

ارے بیباک - بد زباں - مُنہ پھٹ ... تو نے دیکھی کہاں ہے دوڑ جھپٹ

جب میں تیزی سے جست کرتا ہوں ... شہ سواروں کو پست کرتا ہوں

گرد کو میری باد پا نہ لگے ... لاکھ دوڑے مرا پتا نہ لگے

ریل ہوں برق ہوں چھلاوہ ہوں ... بلکہ میں ریل کا بھی باوا ہوں

تیری میری بھلا صحبت کیا ... آسماں سے زمیں کو نسبت کیا

جس نے بھگتے ہوں ترکی و تازی ... ایسے مریل سے کیا بدے بازی

بات کو اب زیادہ کیا دوں طول ... خیر کرتا ہوں تیری شرط قبول

ہے مناسب کہ امتحاں ہو جائے ... تاکہ عیب و ہنر عیاں ہو جائے

الغرض اِک مقام ٹھیرا کر
بسکہ زوروں پہ تھا چڑھا خرگوش
جس طرح جائے توپ کا گولا
ایک دو کھیت چوکڑی بھر کے
کسی گوشے میں سو گیا جاکر
اور کچھوا غریب آہستہ
سوئی گھنٹے کی جیسے چلتی ہے
یوں ہی چلتا رہا باستقلال
کام کرتا رہا جو پے در پے
حیف خرگوش رہ گیا سوتا
جب کھُلی آنکھ تو سویرا تھا
صبر و محنت میں ہے سرافرازی
نہیں قصّہ یہ دل لگی کے لئے

ہوئے دونو حریف گرم سفر
تیزی پھرتی سے یوں بڑھا خرگوش
یا گرے آسمان سے اولا
اپنی چستی پہ آفرین کرکے
"فکر کیا ہے چلینگے سُستا کر"
چلا سینے کو خاک پر گھسا
یا بتدریج چھاؤں ڈھلتی ہے
نہ کیا کچھ ادھر اُدھر کا خیال
کر گیا رفتہ رفتہ منزل طے
ثمرہ غفلت کا اور کیا ہوتا
سخت شرمندگی نے گھیرا تھا
سُست کچھوے نے جیت لی بازی
بلکہ عبرت ہے آدمی کے لئے

ہے سخن اِس حجاب میں روپوش
ورنہ کچھوا کہاں ! کہاں خرگوش!

یاد کرو تلفظ اور معنی

شامت	نوش	غرّہ	حریف	عبرت
وَبال	مُعترف	عِتاب	تازی	تدریج	حجاب

(۵۱) بیفائدہ کوشش

از مؤلف

تھی شام قریب اور دہقاں
دیکھی اُس نے کمان ناگاہ
رنگت میں اُسے عجیب پایا
پہلے سے وہ سُن چکا تھا اکثر
مشہور بہت ہے یہ کہانی
"ملتی ہے جہاں کماں زمیں سے
سوچا لو جام اور بنو جم
بیہودہ گنوار اِس گماں پر
دن گھٹنے لگا قدم بڑھایا
جتنی کوشش زیادہ تر کی
نہاں ہوئی قوس آخر کار
ناکام پھرا وہ سادہ دہقاں

میداں میں تھا گلہ کا نگہباں
جو کرتی ہے مینہ سے ہم کو آگاہ
ظاہر میں بہت قریب پایا
ہے قوس میں اِک پیالۂ زر
افسانہ تراش کی زبانی
ملتا ہے وہ جام زر وہیں سے"
چھوڑو بُز و گوسفند کا غم
سیدھا گیا تیر سا کماں پر
امید کہ اب خزانہ پایا
اُتنی ہی کماں پرے کو سرکی
اور ظلمتِ شب ہوئی نمودار
حسرت زدہ - غمزدہ - پشیماں

یاد کرو تلفظ اور معنی

قَوس اَفسانہ تَراش جام بُز گوسفَند ظُلمت

(۵۲) سیرِ عمارت و چمن

میر حسن

سفید ایک دیکھی عمارت بلند
وہ نکھرا فلک اور وہ مہ کا ظہور
ہر اک سمت واں نور کا ازدحام
لبِ نہر پر صاف جو غور کی
پڑے اس میں فوّارے چھٹتے ہوئے
بنی سنگِ مرمر سے چوپڑ کی نہر
قرینے سے گرد اس کے سرو سہی
ہوا سے بہاری سے گل لہلہے
چمن سے بھرا باغ - گل سے چمن
چنبیلی کہیں اور کہیں موتیا
خیابانِ صحن میں چار سو

کہ تھی نور میں چاندنی سے دو چند
لگا شام سے صبح تک وقتِ نور
لگے آئینے قدِ آدم تمام
تو پٹری تھی وہ ایک بلّور کی
ہوا بیچ موتی سے کٹتے ہوئے
گئی چار سو اس کے پانی کی لہر
کچھ اک دور دور اس سے سبزی رہی
چمن سارے شاداب اور ڈہڈہے
کہیں نرگس و گل - کہیں یاسمن
کہیں رائے بیل اور کہیں موگرا
دماغوں کو دیتی ہر اک گل کی بو

چمن آتشِ گل سے دہکا ہوا
ہوا کے سبب باغ مہکا ہوا

ازدحام قرینہ سروِ سہی یاسمن خیاباں

دہلوی	(۵۳) جنگل اور چاندنی رات	میر حسن

وہ سنسان جنگل وہ نورِ قمر
وہ اُجلا سا میداں چمکتی سی رہ
درختوں کے پتے چمکتے ہوئے
درختوں کے سائے سے سہ کا ظہور
نظر جو کہ پڑتی تھی بوٹی جڑی
درختوں سے لگ لگ کے بادِ صبا

وہ برّاق سا ہر طرف دشت و در
اُگا نور سے چاند تاروں کا کھیت
خس و خار سارے جھمکتے ہوئے
گرے جیسے چھلنی سے چھن چھن کے نور
سو وہ عالمِ وجد میں تھی کھڑی
لگی بولنے وجد میں واہ وا!

یاد کرو تلفظ اور معنی

قمر — برّاق — دشت و در — خس — وجد

(۵۴) جلال الدین محمد اکبر

۱- تیموری نسل میں اکبر بڑا نامور اور ہر دلعزیز بادشاہ گزرا ہے- اس کا باپ ہمایوں ابنِ بابر اور ماں حمیدہ بیگم تھی +

۲- جن دِنوں ہمایوں شیر شاہ سوری سے ہزیمت پا کر ہندوستان کی مغربی حدود میں پڑا پھرتا تھا اور مصیبت و صعوبت کی گھٹا اُس پر چھائی ہوئی تھی- یکایک سندھ کے ریگستان میں خوشی و خرمی کا آفتاب چمکا- یعنی

میں رجب کی پانچویں تاریخ شب یکشنبہ کو حصارِ امرکوٹ کے اندر اکبر کی ولادت ہوئی ٭

۳- کچھ عرصہ بعد ہمایوں قندھار کی سرحد میں داخل ہوا - مگر اپنے بھائی کامراں کے خوف سے معہ حمیدہ بیگم اور چند رفقاے جاں نثار کے کام ناکام ایرانی عملداری میں بھاگ گیا - اکبر اپنی انّا اور خدّام سمیت چچا کی حراست میں پڑ گیا اور کابل میں پرورش پاتا رہا ٭

۴- ہمایوں نے دو برس کے بعد شاہِ ایران کی کمک سے افغانستان کو فتح کیا - اُس وقت ماں باپ نے اکبر کو پھر دیکھا - جس کی عمر اب دو سال نو مہینے آٹھ دن کی ہو گئی تھی - اِسی اثنا میں کامراں کابل پر دوبارہ قابض ہو گیا - جب ہمایوں نے محاصرہ کرکے قلعہ پر گولہ باری کا حکم دیا - تو سنگدل مرزا نے معصوم بھتیجے کو مورچہ پر لا بٹھایا - جہاں گولے گولیوں کی بوچھار ہو رہی تھی - لیکن خدا کے فضل سے اکبر کو کچھ گزند نہ پہنچا - البتہ ہمایوں کی توپوں کا مُنہ بند ہو گیا ٭

۵- آخرِ کار ہمایوں نے سب خرخشوں کو مٹا کر دس برس تک صرف افغانستان پر قناعت کی - اِس عرصے

میں اکبر نے ہوش سنبھالا اور صید افگنی و سپہ گری کے فنون میں مہارت حاصل کی - اِلّا نوشت و خواند سے محض بے بہرہ رہا +

۶ - ۱۵۵۶ء میں ہمایوں نے دلّی اور آگرہ پر دوبارہ تسلّط کیا - مگر چھ مہینے بعد کتب خانے کے زینے سے گر کر وفات پائی - اُس وقت اکبر کے سر پر تاجِ شاہی رکھا گیا جس کی عمر صرف تیرہ برس چار مہینے کی تھی - پس اُس کی نو عمری کے باعث بیرم خاں مدار المہام سلطنت مقرر ہوُا جو پہلے سے اتالیق بھی تھا +

۷ - جب اکبر اٹھارہ برس کا ہو گیا - تو بیرم خاں کی خود رائی سے ناراض ہو کر عنانِ سلطنت خود اپنے ہاتھ میں لے لی - اور اپنی مردانگی اور فرزانگی سے ہندوستان کے خود سر صوبوں کو مطیع و مسخّر کر کے بڑے جاہ و جلال کے ساتھ فرمانروائی کی - آخر ۱۶۰۵ء میں وفات پائی - اور آگرہ کے قریب سکندرہ میں مدفون ہوُا +

۸ - یہ بادشاہ شکیل و وجیہ - تنومند - قوی اور چُست و چالاک تھا - اکثر اوقات ہر مذہب کے علما سے صُحبت رکھتا - خاص کر پنڈتوں سے - اگرچہ محض اُمّی تھا - مگر اُس

کی گفتگو ایسی سنجیدہ تھی - کہ کسی کو اُس کے اُمّی ہونے کا شُبہہ نہیں ہوتا - سنسکرت زبان کو بخوبی سمجھ لیتا - اِلّا بول نہ سکتا - نظم و نثر کی باریکیوں کو خوب پہچانتا +

۹ - باوجود ایسی عظیم الشّان سلطنت کے نہایت مُنکسِر اور مُتواضع تھا - اپنے آپ کو کمترین مخلوقات جانتا اور یادِ حق سے کبھی غافل نہ رہتا - شب بیدار و کم خواب تھا - رات دن میں ڈیڑھ پہر سے زیادہ نہ سوتا - سال میں نَو مہینے طعام صوفیانہ کھاتا - قتل حیوانات کو مطلق پسند نہ کرتا - چنانچہ بعض دِنوں اور مہینوں میں عام ممانعت تھی - صُلحِ کُل اُس کا شیوہ تھا - ہر مِلّت و مذہب کے لوگوں کو اُس کے ممالک محروسہ میں آزادی تھی - سب اپنے اپنے طریق پر عبادت کرتے - کوئی کسی کا مزاحم نہ تھا +

۱۰ - دلیر و دلاور ایسا کہ مست و سرکش ہاتھیوں پر سواری کرتا - جب کوئی خونی ہاتھی چھوٹتا - تو کسی دیوار یا درخت پر چڑھ کر اُس کی پُشت پر کود پڑتا اور اُس کو زیر کرتا + ایک بار حدود گجرات میں بغاوت ہو گئی مرزا کوکہ جو اِس نواح کا گورنر تھا - قلعۂ احمد آباد میں

گھر گیا - یہ خبر دار الخلافت میں پہنچی - تو مرزا کی ماں (ابجی انکہ) نہایت مضطرب ہوئی - اکبر کو اپنی انکہ کی خاطر بہت عزیز تھی - اُسی وقت جنگ آزمودہ رفقا کی ایک قلیل جماعت فراہم کرکے فتح پور سے کوچ بول دیا - اور آندھی بجلی بن کر گجرات کی طرف اُڑا -- گھوڑے - اونٹ - اور گھوڑ بہل کی سواری میں دو مہینے کی راہ نو دن کے اندر طے کرکے دفعتہً غنیم کے سر پر جا پہنچا - بعض خیر اندیشوں نے شبخون کی صلاح دی - لیکن اُس کی ہمت عالی کب مانتی تھی - فوراً کوس جنگ بجوایا - اور ڈنکہ کی چوٹ حملے کا حکم دیا - سابر متی ندی بیچ میں حائل تھی - سب سے پہلے بادشاہ نے اپنا گھوڑا ڈالا - پھر کس کو تاب تھی ؟ جو توقف کرتا - غرض پار اُتر کر جنگِ عظیم کے بعد دشمن کو اُسی روز مار بھگایا اور مرزا عزیز کو نرغہ سے چھڑایا +

۱۱ - تخت نشینی سے چند سال بعد کا ذکر ہے - کہ ایک امیر مسمٰے ادہم خاں نے اکبر کے رضاعی باپ اتگہ خاں کو حسد کے مارے عین دربار میں قتل کر ڈالا اور شمشیر ہاتھ میں لیے حریم شاہی میں جا گھسا - اکبر خواب

راحت میں تھا - مستورات کے شور و غل سے آنکھ کھل
گئی - فوراً کمرے سے باہر آیا - اور ادہم خاں کی
گستاخی دیکھ کر خالی ہاتھ آگے بڑھا - اور اُس کے منہ
پر ایسا مُکّا لگایا - کہ وہ چکرا کر گر پڑا - اُسی دم لوگوں
نے اُس کی مشکیں کس لیں - اور حکم شاہی کے بموجب
چبوترہ سے سرنگوں گرا کر مار ڈالا +

۱۲ - اکبر کی طبیعت میں شجاعت و جلادت کے ساتھ
رحمدلی - حلم اور شفقت و مروّت بھی بہت تھی - عفو
کو دوست رکھتا - نافہم خطا کاروں سے ہمیشہ درگزر فرماتا
مغلوب دشمن پر رحم کرتا - جلوس کا اوّل سال تھا -
پانی پت کے میدان میں ہیموں بقال سے بڑا معرکہ پڑا
ناگاہ ہیموں کی آنکھ میں تیر کاری لگا - جس کے لگتے
ہی لڑائی کا فیصلہ ہو گیا - مجروح دشمن اسیر کر کے حضور
میں لایا گیا - بیرم خاں نے عرض کیا - کہ حضرت اپنے
دستِ مبارک سے اس گردن زنی کا کام تمام کریں
لیکن اکبر کی ہمّت نے ایک مجبور قیدی کے خون سے
تیغ شاہی کو آلودہ کرنا پسند نہ فرمایا + محمد حسین مرزا
جو گجرات کی بغاوت کا بانی تھا - جس وقت میدانِ جنگ

سے گرفتار ہو کر آیا ہے - تو شاہی خدّام سے پانی مانگا - کسی نے نہ دیا - اکبر نے یہ بات سُن پائی - فوراً آبِ خاصہ طلب کیا اور اپنے جانی دشمن کی پیاس بجھائی +

یاد کرو تلفظ اور معنی

خدّام	اتالیق	اُمّی	شبخون	جلاوت	خرخشہ
فرزانگی	مُنکسِر	کُوس	عفو	تسلّط	مُسخّر
متواضع	نرغہ	جرائم	بےبہرہ	وجیہ	محروسہ
رضاعی	گردن زونی	مہام	تنومند	مُزاحم	حریم

(۵۵) بنائے قلعہ آگرہ

دسویں سال جلوس کے آغاز میں دار الخلافت آگرہ کے اندر جو منزلۂ مرکز ہندوستان ہے مصالح ملکی کے لحاظ سے ایک عالیشان قلعہ کی تعمیر کا حکم دیا - لودیوں کا قلعہ جو بہت پرانا ہو گیا تھا - ڈھا دیا گیا اور اُسی موقع پر نئے قلعہ کی بنیاد ڈالی گئی - عرض دیوار تیس گز اور ارتفاع ساٹھ گز قرار پایا - چار دروازے رکھے گئے ہر روز تین چار ہزار آدمی مہندس و معمار سنگتراش اور مزدور کام کرتے تھے - یہ سنگ سُرخ کا

قلعہ مع فصیل و بروج وغیرہ آٹھ برس کی مدّت میں قاسم خاں میر بر و بحر کے اہتمام سے تمام ہؤا۔

یاد کرو تلفّظ اور معنی

مصارِف　اِرْتِفاع　مُہَنْدِس　فصیل　بُرُوج

(۵۶) فتح پور سیکری

قصبۂ سیکری میں جو آگرہ سے بارہ کوس کے فاصلے پر سمت مغرب کو واقع ہے۔ شاہزادہ سلیم پیدا ہؤا تھا۔ اکبر نے اُس مقام کو مبارک سمجھ کر دار السلطنت بنانے کے لئے پسند کیا۔ سنہ ۹۷۹ ہجری میں حکم شاہی کے مطابق ایک عالیشان قلعہ اور دیگر شاہی عمارتیں تیار ہونے لگیں پھر تو تمام اُمرا اور ارکانِ دولت اور ہر کِہ و مِہ نے اپنے اپنے رُتبے اور حوصلے کے لائق حویلیاں بنائیں۔ کچھ مدّت میں ایک عمدہ شہر بن گیا۔ جس میں مسجدیں۔ مدرسے خانقاہیں۔ حمّام۔ سنگین بازار۔ باغ و چمن۔ بہتر سے بہتر موجود تھے۔ فتح دکن کے بعد اِس شہر کا نام فتح پور رکھا گیا اور اب تک اِسی نام سے مشہور ہے۔

یاد کرو تلفظ اور معنی

اَرکان   اَرکانِ دولت   رِکہ   رِمہ   خانقاہ

(۵۷) بیرم خاں

۱- بیرم خاں ایک تُرک تاتاری تھا - جب ہمایوں نے قنوج کے معرکہ میں شکست کھائی ہے - تو بیرم سنبھل کی طرف بھاگا اور راجہ منتر سین زمیندار کے پاس پناہ لی - شیر شاہ نے جبراً بلوایا - بہت خاطر داری کی اور اپنی رفاقت پر مائل کیا - گو ظاہرا وہ شیر شاہ کا مطیع ہو گیا - مگر اپنے مصیبت زدہ آقا کی یاد میں اُس کا دل بے قرار تھا +

۲- برہانپور کے ڈیروں سے بیرم خاں اور ابو القاسم حاکم گوالیار دونو ایکا کر کے بھاگ نکلے - اثنائے راہ میں شیر شاہ کے سفیر نے گرفتار کر لیا - ابو القاسم شکل و صورت کا اچھا تھا - دشمن سمجھے کہ بیرم خاں یہی ہے - مگر بیرم نے از راہِ جوانمردی خود کہہ دیا کہ بیرم مَیں ہوں +

۳- ابو القاسم کی مروّت نے تقاضا نہ کیا کہ خود بچے اور رفیق کو گرفتار ہو جانے دے - بولا " یہ میرا خدمتگار ہے - مگر بڑا وفادار ہے - میرے بدلے جان نثاری کو تیار ہے - اس

کو کہنے دو۔ بیرم میں ہی ہوں"۔ الغرض ابو القاسم تو مارا گیا اور بیرم وہاں سے چھوٹ کر گجرات پہنچا۔ سلطان محمود گجراتی نے ہر چند ٹھیرایا۔ مگر وہ نہ ٹھیرا۔ سیدھا ہمایوں کی طرف چلا ؛

۴۔ جس وقت یہ پہنچا ہے۔ تو ہمایوں کا ٹوٹا پھوٹا لشکر لڑائی میں مصروف تھا۔ بیرم چپ چاپ اُن میں جا ملا۔ اور آگے بڑھ کر دشمنوں سے خوب لڑا۔ لوگوں کو حیرت تھی یہ کون ہے؟ جب معلوم ہوُا کہ بیرم ہے۔ تو سارے لشکر میں ایک شور مچ گیا اور ہمایوں کو اُس کے آجانے سے بڑی مسرّت ہوئی ؛

۵۔ آخر الامر ہمایوں کے ساتھ ساتھ ایران پہنچا۔ شاہ ایران نے اُس کو خانی کا خطاب دیا۔ بیرم نرا جنگجو سپاہی نہ تھا۔ بلکہ اچھّا شاعر اور انتظام سلطنت سے خوب واقف تھا۔ اُسی کی دانشمندی اور جوانمردی سے ہمایوں کو ہند کی سلطنت دوبارہ نصیب ہوئی ؛

۶۔ جب اکبر تخت نشین ہوُا۔ تو بیرم خاں کو (خان بابا) کا خطاب دیا۔ مگر اُس کی سخت گیری۔ بدمزاجی اور سخوت سے سب درباری تنگ آگئے تھے۔ اُنہوں نے اکبر کو سمجھا بوجھا کر اُس کے اختیارات چھنوا دئے۔ پھر تو اُس

نے علانیہ بغاوت کی - مگر زک پائی اور عفوِ تقصیر کے
بعد حج کے ارادے سے روانہ ہوا - گجرات میں پہنچ کر
ایک دشمن کے ہاتھ سے مارا گیا +

یاد کرو تلفظ اور معنی

سَفِیر تقاضا نخوت عَلانِیَّہ بَغاوت

(۵۸) ابو الفضل

۱- اکبر کے مشیروں میں ابو الفضل بڑا عالم - زبردست منشی اور عالی دِماغ مؤرخ تھا - بادشاہ کا وزیر اعظم بھی تھا اور سپہ سالار بھی - وہ دکن کی مہم سے تھوڑی سی فوج کے ساتھ واپس آرہا تھا - شاہزادۂ سلیم کے اشارے سے ایک بندیلکھنڈی راجہ نے یکایک حملہ کیا - ہمراہی پریشان ہو گئے - مگر ابو الفضل بھاگنے کو عار سمجھا اور سپاہیانہ طور پر میدانِ جنگ میں لڑکر مارا گیا +

۲- اُس کی تصنیفات سے تاریخ اکبر نامہ ہے جس میں چغتائی خاندان کے کل بادشاہوں کا حال مجمل اور اکبری عہد کے واقعات مفصل لکھے ہیں - آئین اکبری میں سلطنت کے ہر صیغے کا حال اور ہر قسم کے

انتظامات کی کیفیت تفصیل وار درج کی ہے ٭

یاد کرو تلفظ اور معنی

مُشیر عار مُجمَل

(۵۹) فیضی

۱- ابو الفیض فیضی ابو الفضل کا بڑا بھائی اور اکبر کا مشیر- ایک نامور شاعر اور جید عالم تھا- سنسکرت کے علم ادب میں بڑی لیاقت حاصل کی تھی اور اِس زبان کی چند مشہور کتابوں کا ترجمہ بھی فارسی میں کیا ٭

۲- اکبر گو ناخواندہ تھا- مگر وہ علم و کمال کا بڑا شائق تھا- چنانچہ ایک سررشتہ سنسکرت سے ترجمہ کرنے کا اُس نے قائم کیا- جس کا مہتمم فیضی تھا ٭

۳- جب فیضی نے رحلت کی ہے- تو اُس کے ذاتی کتب خانہ کی فہرست مرتب کی گئی- مختلف علوم و فنون کی چار ہزار ساٹھ کتابیں نکلیں- جن کو اُس نے خود صحیح کیا تھا ٭

یاد کرو تلفظ اور معنی

جَیّد عِلمِ اَدَب تَرجَمہ

(۶۰) راجہ ٹوڈر مل

۱- راجہ ٹوڈر مل بھی دربار اکبری کا رُکن اعظم تھا - وہ قوم کھتری کے ایک غریب خاندان میں پیدا ہُوا تھا عہد طفولیت ہی میں یتیمی کی مصیبت پڑی - بیوہ مفلس ماں نے بہت سختیاں جھیل کر اُس کو پرورش کیا *

۲- جوان ہو کر محرران شاہی کے زمرے میں داخل ہُوا - حساب کتاب میں نہایت ہوشیار - بلکہ یگانۂ روزگار تھا - حُسن لیاقت اور کاروانی و کارگزاری کی بدولت روز افزوں ترقی کرتا رہا - یہاں تک کہ شاہی وزارت کا رُتبہ اور سپہ سالاری کا منصب پایا *

۳- کل ممالک محروسہ کی پیمائش اُسی کے اہتمام و انتظام سے ہوئی - صوبوں کی حدبندی اور جمع کا کام نہایت خوبی سے انجام دیا - دہ سالہ بندوبست اُسی کے نام سے مشہور و معروف ہے *

۴- وہ محض منشی اور محاسب ہی نہ تھا - بلکہ نہایت دلاور سپاہی اور مردِ میدان بھی تھا - بنگال - بہار اور گجرات کی فتوحات میں اُس نے بڑے بڑے کام کئے *

۵- وہ اپنے مذہبی مراسم کا بڑا پابند تھا- اکبر کئی بار جھنجلایا بھی لیکن اُس نے اپنے معمول میں کبھی فرق نہ آنے دیا- بمقام لاہور بیمار ہو کر راہیِ ملکِ عدم ہُوا +

یاد کرو تلفظ اور معنی

رُکنِ اَعظم طُفولیَت رُوز افزوں زُمُرہ مراسم

(۶۱) راجہ بیربل

۱- یہ راجہ اکبر کا بڑا جلیس و انیس اور ہمدم و ہمنشین تھا- ہندی زبان کا عمدہ شاعر- نہایت خوش مزاج- بڑا حاضر جواب- تیز طبع اور لطیفہ و ظریف آدمی تھا- اُس کے سینکڑوں لطیفے اب تک زبان زد خاص و عام ہیں- فیاضی و سخاوت میں بھی بے مثل و بے نظیر تھا +

۲- قوم یوسف زئی کے مقابلے میں لشکر لیکر گیا تھا- ایک درہ میں گِھر کر سارا لشکر تباہ ہو گیا- راجہ بھی وہیں کام آیا- اکبر نے اُس کے مرنے کا بڑا غم و الم کیا- اُس دن سے بادشاہ کی بزمِ عیش بھی پھیکی پڑ گئی- اکثر کہا کرتے تھے کہ لطفِ صحبت تو بیربل کے ساتھ رخصت ہُوا +

یاد کرو تلفظ اور معنی

جلیس   انیس   ہمدم   ظریف   زبان زد

از مؤلف

(۲) ترکِ تکبّر

بلندی سے چلا سیلاب پُرزور
ہوا اس تیزی و تندی سے جاری
شجر تو کیا اُٹھاتے اُس کی ٹکّر
غرض ڈھایا بہایا اور توڑا
چلا وادی کی جانب موج در موج
اُسی زمرہ میں اک لکڑی بھی بہتی
نہیں راہ و رسمِ منزل سے ہوں آگاہ
اشاروں پہ مرے چلتا ہے پانی
مرے دم سے رواں یہ کارواں ہے
قضارا موج نے پلٹا جو کھایا
کہا جھنجلا کے "او گستاخ مغرور!
کہ میں ہی بدرقہ ہوں رہنما ہوں
مجھے او بے ادب کیوں تو نے چھیڑا
رُکونگی میں تو رُک جائیگا دریا

پہاڑی گھاٹیوں میں مچ گیا شور
کہ تھی سنگِ گراں پر ہول طاری
بہم ٹکرا دئے پتھر سے پتھر
پڑا جو سامنے اُس کو نہ چھوڑا
جلو میں تھی خس و خاشاک کی فوج
چلی جاتی تھی اور یوں دل میں کہتی
یہ سارا قافلہ ہے میرے ہمراہ
ہے میرے بس میں دریا کی روانی
مرا تابع ہے۔ جو کوئی یہاں ہے"
تو اک پتھّر نے لکڑی کو دبایا
مرے دامن سے اپنا ہاتھ رکھ دور
امیرِ بحر ہوں اور ناخدا ہوں
جو میں ڈوبی۔ تو بس ڈوبا یہ بیڑا
کُڑھیگا اور پچھتائیگا دریا"

کہا ساحل سے کر تو عرضِ احوال	کہ اس جرگہ میں ہے پیرِ کہن سال
کہی ککڑی نے ساحل سے وہی بات	تو ساحل نے صدائیں دیں کہ ہیہات
ہزاروں مدعی آگے بھی آئے	بہت جوش و خروش اپنے دکھائے
گیا سالم نہ کوئی اس بھنور سے	یہی دیکھا کیا ہوں عمر بھر سے
ہوئے یاں غرق لاکھوں تجھ سے فرعون	نہ پوچھا پھر کسی نے یہ کہ تھے کون؟
مگر دریا کی باقی ہے وہی آن	وہی رونق - وہی عظمت - وہی شان
نہیں دریا کی موّاجی میں کچھ فرق	اُسے کیا غم تیرے کوئی - کہ ہو غرق"

یاد کرو تلفظ اور معنی

کاری	جلو	بدرقہ	کہن سال	سارلم
وادی	خاشاک	جرگہ	ہیہات	مدعی

(۶۳) سرکشی کا ثمرہ

۱ - ایک روز بدن کے تمام اعضا متفق ہو کر معدہ کا گلہ کرنے لگے کہ ہم کماتے کماتے تھکے جاتے ہیں اور یہ نکھٹو معدہ مفت میں ہماری کمائی ہضم کر جاتا ہے - آخر سب نے اُس کی اطاعت سے سرکشی کی - پاؤں نے رفتار - ہاتھوں نے کاروبار ترک کیا - آنکھوں نے بصارت سے آنکھ چرائی - کان سماعت سے بے بہرہ ہو گئے - ناک نے

سونگھنا - زبان نے چکھنا چھوڑ دیا *

۲ - جب اعضا کی نافرمانی اِس حد کو پُہنچی کہ ہر ایک نے اپنا اپنا کام بند کر دیا - تو غریب معدہ کو غذا کہاں سے میسّر ہوتی - کچھ عرصے تک بے آب و دانہ صبر کئے پڑا رہا - آخر کار ہر ایک عضو کو ایذا پُہنچی اور اُن کی طاقت زائل ہونے لگی - ہاتھ کفِ افسوس ملنے اور پاؤں ایڑیاں رگڑنے لگے - آنکھوں نے رونا جھینکنا شروع کر دیا - کان بھی مارے ضعف کے سُن ہو گئے - ناک کا بھی ناک میں دم آ گیا - زبان کا بولنا بند ہو گیا *

۳ - معدہ نے کہا او میرے مددگارو! اب تم کو معلوم ہؤا کہ جو کچھ تمہاری محنت و مشقّت کی بدولت مجھ کو پُہنچتا تھا - وہ رائیگاں نہیں جاتا تھا - بلکہ خود تمہارے ہی صرف میں آتا تھا - جو غذا تم مجھ کو حوالہ کرتے تھے - میں اُس کو ہضم کرتا اور جو خون اُس سے پیدا ہوتا وہ رگوں کے وسیلے سے کُل اعضا میں حصہ رسد تقسیم ہو جاتا تھا - اُسی سے تمہاری سب کی پرورش ہوتی تھی *

۴ - جبکہ اعضا نے اپنی حماقت اور سرکشی کا نتیجہ صاف صاف دیکھ لیا - تو بہت نادم و خجل ہوئے اور

توبہ کی کہ آئندہ ایسی خطا نہ کرینگے - اسی طرح جو ناداں اپنے مربیوں اور آقاؤں کی اطاعت و خدمت کو عار سمجھتے ہیں - وہ انجام کار ایذا پاتے اور نقصان اُٹھاتے ہیں +

یاد کرو تلفظ اور معنی

مُتّفِق سَماعت رائیگاں خَجِل بَصارت مُرَبّی

(۶۴) قناعت

۱- مال و متاع کی خواہش کو اِتنا مختصر کرنا کہ جب بقدرِ کافی میسّر آ جائے - تو دل میں اضطراب باقی نہ رہے - یہ وصف قناعت کہلاتا ہے - لیکن قدر کافی کی کوئی حد مُعیّن نہیں - اِس کا فیصلہ ہر شخص کو اپنی حالت و حیثیت کے مطابق کرنا چاہیئے +

۲- جو مقدارِ خوراک ایک شخص کی سیری کے لئے کافی ہے - ممکن ہے کہ دوسرے کی اشتہا کو پورا نہ کر سکے - جو معاش ایک مجرّد آدمی کے لئے بس ہے - کچھ ضرور نہیں کہ وہ ایک عیالدار کے واسطے بھی کافی ہو - اسی طرح عادت کے لحاظ سے بھی انسان کی ضرورتیں مختلف

ہو جاتی ہیں - لیکن عادت کے ہاتھوں بِک جانا یہ خود اپنا
قصور ہے - اگر انسان چاہے - تو اُن میں تبادل اور
اصلاح کر سکتا ہے ٭

۳ - غرض خواہشوں کا محدود کرنا یا یوں سمجھو - کہ
فضول حاجتوں سے آزادی حاصل کرنا قناعت ہے اور
قناعت کا نتیجہ اطمینان - خوشی - رضامندی اور شکر گزاری
ہے ٭ شروع میں قناعت مصیبت کی دھمکی دیتی ہے -
لیکن انجام کار وہ امن و عافیت کا دروازہ کھول دیتی
ہے ٭

۴ - حرص و طمع اوّل عیش و طرب کی اُمید دلاتی
ہے - مگر آخر میں تشویش - تردد اور پشیمانی کے سوا
کچھ نہیں دیتی - زمانے کا گلہ - قسمت کے شکوے اور
خدا کی ناشکری سکھاتی ہے ٭

۵ - دولت بغیر قناعت کے محتاجی کو دور نہیں کر سکتی -
مگر قناعت بغیر دولت کے آدمی کو تونگر بنا دیتی ہے -
دولت اکثر بیجا خواہشوں کو اُبھارتی ہے - قناعت ہمیشہ
اُن کی بیخ کنی کرتی ہے - پس قناعت کو جو گنج دولت
سے تشبیہ دیتے ہیں - تو یہ کوئی شاعرانہ خیال نہیں

بلکہ واقعی بات ہے *

۶- خبردار! تم اپنی حالت کا مقابلہ زیادہ خوشحال آدمیوں کی حالت سے نہ کیا کرو - یہ بھی مقابلہ تمہارے دل میں لوبھ لالچ کی آگ کو بھڑکاتا ہے - تم کو مناسب ہے کہ ہمیشہ آپ سے کمتر لوگوں کے حال پر نظر کرو - تاکہ تمہارے دل میں قناعت پیدا ہو *

۷- کاہلی اور قناعت میں ظاہرا مشابہت معلوم ہوتی ہے - لیکن غور و تمیز کرنے سے اُن کا تفاوت صاف عیاں ہو جاتا ہے - قناعت واجبی کوششوں سے کبھی نہیں رُکتی اور ناروا خواہشوں کے پاس نہیں پھٹکتی - کاہلی واجبی محنت و مشقت سے جی چُراتی - ناجائز رغبتیں پیدا کرتی - خیالات کو پست اور ہمت کو سُست بنا دیتی ہے *

یاد کرو تلفظ اور معنی

مُتاع مُجرّد طرب تونگر تشویش

تنگ گلی سیری محدود تفاوت ناروا

(۶۵) بیلون یا غبارہ

۱-اگر ایک پُر روغن کُپّے کو ڈاٹ لگا کر نہرِ آب میں غرق کر دیں۔ تو وہ از خود اُوپر کو اُٹھتا چلا آتا ہے۔ حال یہ ہے کہ اِتنے ہی قد و قامت کا پانی جتنا کہ کُپّا ہے۔ بہ نسبت اُس وزن کے جو تیل اور کپّے کا ہے۔ زیادہ وزنی ہے اور یہ قدرتی قانون ہے۔ کہ سیّال چیزیں ہلکی شے کو اوپر اُچھال دیتی ہیں*

۲-اِسی قاعدے کے مطابق آتشبازی کا بُرج ہوا میں بلند ہو کر رات کے وقت مثل ستارہ یا انگارہ کے نظر آتا ہے۔ غالباً یہ تماشا کسی شادی کی تقریب میں تمہاری نظر سے گزرا ہوگا*

۳-اسی طرح بیلون یا غبارہ اُڑاتے ہیں۔ جو کئی میل تک ہوا میں صعود کرتا ہے۔ وہ ایک ہلکا تھیلا باریک ریشمی پارچے کا ہوتا ہے۔ جس پر روغن اِسلئے کر دیتے ہیں کہ اُس کے مسامات سے ہوا نہ گذر سکے۔ جب اُس ریشمی کیسے میں ہائڈروجن گاس بھرتے ہیں۔ تو وہ پھول کر ایک کُرہ یا بیضہ کی شکل کا ہو جاتا ہے۔

ہائڈروجن ایک قسم کی ہوا ہے - کہ اس معمولی ہوا سے وزن میں چودہ گنی خفیف ہے ❖
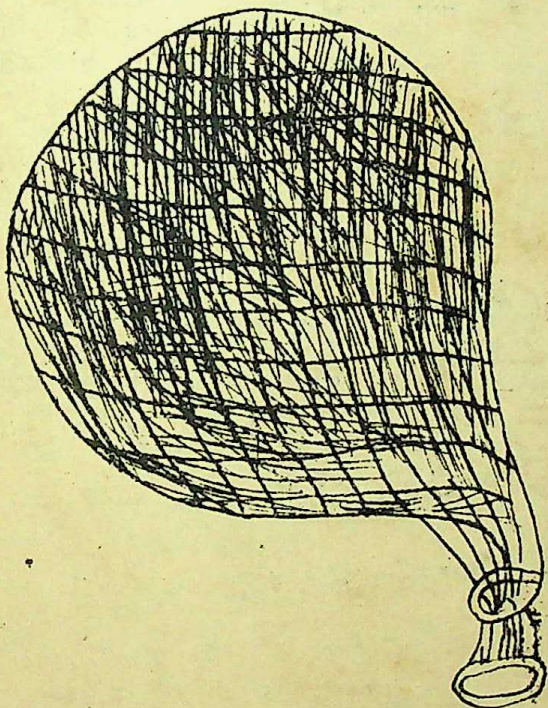
غبارہ

۴ - غُبارہ کا ڈھانچہ حساب کے رُو سے اتنا وسیع رکھتے ہیں - کہ ڈھانچہ اور جو شخص اُس میں سوار ہو - اور

جتنی مقدار ہائڈروجن کی اُس کے اندر سما جائے۔ اُن تینوں کا مجموعی وزن اِتنی ہی قد و قامت کی عام ہوا کے وزن سے کم ہو۔ اِس اندازے سے تیار کر کے جب اُس کی ڈوری چھوڑتے ہیں۔ تو وہ اپنے راکب سمیت سطحِ زمین سے آسمان کی جانب صعوُد کرتا اور ہوا کے رُخ چلتا ہے ٭

۵۔ اِس فن کے ماہرین نے ایسی ترکیب بھی نکال لی ہے۔ کہ اُس کے زور کو کم و بیش کر سکیں۔ اور جہاں چاہیں اُتر سکیں۔ لیکن ابھی اتنا قابو نہیں پایا۔ کہ اُس کو عام سواری کی طرح کام میں لا سکیں۔ ممکن ہے کہ غبارہ کی صنعت کسی زمانے میں اِتنی ترقی پکڑ جائے کہ انسان اُس کی وساطت سے ہوا پر سفر کر کے بے خوف و خطر منزلِ مقصود کو پہنچ سکے ٭

یاد کرو تلفظ اور معنی

سَیّال	خفیف	تقریب
راکب	صعوُد	بہر حال

(۶۶) کوئن وکٹوریہ

از نظام الدین میرٹھ

خوشی اک مشغلہ ہو رات دن کا
شمارِ افزوں ہو اُس کے سال و سن کا
خدا حافظ خدا حافظ کوئن کا

ہے امن اُس کی شہنشاہی میں ہر جا
سُکھی ہیں آج راجا اور پرجا
خدا حافظ خدا حافظ کوئن کا

کوئن دُنیا کے ہر خطہ میں نامی
غریبوں اور مسکینوں کی حامی
خدا حافظ خدا حافظ کوئن کا

رعایا تن کوئن اس تن کی جاں ہے
خدا کی خلق پر وہ مہرباں ہے
خدا حافظ خدا حافظ کوئن کا

دعاگو اُس کا پورب اور پچھاں بھی
فرنگستان بھی ہندوستاں بھی
خدا حافظ خدا حافظ کوئن کا

رہے زندہ کوئن بادولت و بخت
رہے محفوظ اُس کا تاج اور تخت
خدا حافظ خدا حافظ کوئن کا

ہیں اکثر ساکنانِ رُبعِ مسکوں
کوئن کے عہد میں مامون و مصئوں
خدا حافظ خدا حافظ کوئن کا

ہے اُس کا ملک راحت کا ٹھکانا
زمانہ اُس کا ہے طرفہ زمانہ
خدا حافظ خدا حافظ کوئن کا

سبھی احسان اُس کا مانتے ہیں	اُسے پیارا شہنشہ جانتے ہیں
خدا حافظ خدا حافظ کوئن کا	
ہیں اُس کے عہد میں انسان بڑھتے	نہال تازہ ہیں پروان چڑھتے
خدا حافظ خدا حافظ کوئن کا	
سمندر شہر جنگل اور پربت	سبھی گلزار ہیں اُس کی بدولت
خدا حافظ خدا حافظ کوئن کا	
نظامُ الدّین کی ہے التجا یہ	نکلتی ہے تہِ دل سے دعا یہ
خدا حافظ خدا حافظ کوئن کا	

یاد کرو تلفظ اور معنی

مَشغَلہ اَفزوں ماموں رُبعِ مَسکوں مَصئوں نہال

زراعت

(۱) زراعت اور اقسامِ زراعت

۱- بتاؤ زراعت کسے کہتے ہیں؟ زمین کو جوت بو کر اُس سے ہر قسم کی پیداوار حاصل کرنا زراعت ہے۔ لیکن زراعت کا ایک بڑا جزو اَور بھی ہے - وہ کیا؟ جانوروں کا پالنا - اِن کے لئے چارہ بونا - اچھّی طرح کھلانا - اور اُن کو خبرداری سے رکھنا +

۲- زراعت کرنے والے کو کون کونسے جانور پالنے مناسب ہیں؟ کم سے کم گائیں - بھینسیں - بکریاں - گھوڑیاں - اِن کے علاوہ چند قسم کے گھریلو پرندے بھی پلنے چاہئیں +

۳- کاشتکاری اور گلّہ بانی یہ دو زراعت کے بڑے فن ہیں - فنّ کاشتکاری سے ہم کو سب قسم کے مفید پودوں کا بونا اور پرورش کرنا آتا ہے - فنّ گلّہ بانی سے جانوروں کا پالنا اور اُن کی نسل بڑھانا آتا ہے +

۴- کاشتکاری بھی دو طرح کی ہے - کسانی اور باغبانی -

کسانی تو کھیتی کو کہتے ہیں - جو بڑے بڑے رقبے کے کھیتوں میں کم محنت اور کم خرچ سے کی جاتی ہے - سب قسم کے غلّے جن کو ہم کھاتے ہیں - تلہن کی اجناس جن سے تیل نکالتے ہیں - ریشہ دار پودے - جیسے کپاس اور سن - ان کے سوا اور کار آمد چیزیں - جیسے ایکھ (اوکھ) - نیل - تمباکو پیدا کرنا - خاص کر کسانی کے کام ہیں +

۵ - باغبانی - باغ کے کاموں کو کہتے ہیں - جن میں کسانی کی نسبت محنت اور خرچ زیادہ درکار ہے - باغبانی میں ایک تو کھیانہ ہے - جس میں آلو - پونڈا - گوبھی وغیرہ قیمتی اجناس بوئی جاتی ہیں - دوسری باڑی ہے - جس میں خربزہ - تربوز - لوکی - توری اور قسم قسم کی ترکاریاں چھوٹے چھوٹے کھیتوں کے گرداگرد ٹٹّیاں یا لکڑیاں گاڑ کر یعنی باڑ بنا کر بوتے ہیں - تیسرے پھلواری ہے - جن میں پھولوں اور پھلوں کے درخت انواع و اقسام کے لگائے جاتے ہیں +

نوٹ - جانوروں کا پالنا بھی زراعت کا اصلی جز ہے - ان سے دودھ ملتا ہے - جس سے گھی اور مکھن بناتے ہیں - اون ملتی ہے - اور سب سے زیادہ قیمتی چیز اہل زراعت کے لئے کھاد ہے جو مُفت ملتی ہے - عمدہ بچھڑے رودکی (گھاتے) میں ہاتھ لگتے ہیں - بقول شخصے آم کے آم گٹھلیوں کے دام +

१. जिंस का... २. शा...

(۲) زمین اور اقسام زمین

۱- یہ تو ہم کو معلوم ہو گیا - کہ زمین اور مٹّی ایک ہی چیز ہے - مگر یہ بتائیے - کہ مٹّی اصل میں ہے کیا چیز؟ سنو! مٹّی پتھروں کا مہین چُورا ہے - پتھر تو تم نے دیکھا ہی ہے - جن کی سلیں اور چکیاں بناتے ہیں - عمارت میں لگاتے ہیں - انہیں پتھروں کے گھسنے ٹوٹنے اور ریزہ ریزہ ہونے سے مٹّی بنتی ہے +

۲- پتھر ہم نے دیکھا تو ہے - مگر یہ فرمائیے کہ پتھر جیسی سخت چیز کیونکر گھستی - ٹوٹتی اور چُور چُور ہو جاتی ہے؟ اِس میں تو شک نہیں کہ پتھر سخت چیز ہے - مگر حرارت - پانی اور ہوا کی قوتیں ایسی زبردست ہیں - کہ پتھروں کو رگڑ مسل کر مٹّی بنا دیتی ہیں - یہ ہی قوتیں مٹّیوں کو مہین و ملائم کرکے اِس پر لاتی ہیں +

۳- تو کیا مٹّی اور پتھر دونو ایک ہی چیز ہیں؟ تم خود دیکھ لو - جو اجزا پتھر کے وہی مٹّی کے رتّی بھر فرق نہیں - مثلاً ایک چیز بالو ہے جو دریاؤں کے کنارے بکثرت ہوتی ہے - چھونے میں بُھربُھری اور دانہ دار معلوم

۹ जुला का २०८०

ہوگی - دوسری چیز چکنی مٹی ہے - جو چھونے میں چکنی - ملائم اور بھیگنے کے بعد لسدار معلوم ہوگی - تم اس کی آزمائش اس طرح کرو - پتھر کو خوب مہین پیسو اور پانی میں ڈال کر دیر تک چلاتے رہو - پھر چھوڑ دو - جب پانی ٹھیر جائے - تو میلا پانی زمین پر ڈالو! پانی خشک ہونے کے بعد جو شے زمین پر جم گئی - وہ کیا ہے ؟ یہ ہی چکنی مٹی ہے - چھو کر دیکھ لو - چکنی بھی - ملائم بھی - لسدار بھی - اب جو چیز برتن میں رہ گئی - وہ **بالو** ہے - دیکھ لو ویسا ہی بھربھرا اور دانہ دار - اسی طرح مٹی کو گھول کر دیکھو - اس میں بھی چکنی اور بالو دونو نکلینگے - اس وقت تم کو یقین آ جائیگا کہ پتھر اور مٹی ایک ہی چیز ہے +

۴ - مٹی اور پتھر دونو میں چکنی مٹی اور بالو کے علاوہ

نوٹ - حرارت - پانی اور ہوا قدرتی قوتیں کہلاتی ہیں - ان کے اثر سے پتھر اور مٹیوں کی حیثیت بدلتی اور ان کی ترکیب میں تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں اور ان کے اجزا مرکب ہوکر قابل حل ہو جاتے ہیں - اصل میں مٹیال بالو - چکنی - چونا اور سڑے ہوئے حیوانی و نباتی مادے ہیں - مگر یہ سب چیزیں اپنی اصلی حالت اور خالص صورت میں زراعت کے لئے بیکار ہیں کیونکہ ان پر کوئی چیز پیدا نہیں ہو سکتی - یہ سب اور کئی چیزیں اور جب آپس میں ملتی ہیں - تو وہ مٹی بنتی ہے - جس کو کھنار - یا مزروعہ مٹی کہتے ہیں - کھنار مٹیوں میں دومٹ مٹیاں اچھی ہیں +

اَور بھی بہت سی چیزیں شامل ہیں - جیسے چُونا - لوہا وغیرہ - یہ بھی یاد رکھنے کی بات ہے کہ جس مٹّی میں بالُو زیادہ ہوتی ہے اُس کو بلوا یا بھوڑ کہتے ہیں - جس میں چکنی مٹّی زیادہ ہوتی ہے - اُس کو چکنوٹ یا مٹیار کہتے ہیں - جس مٹّی میں آدھی بالُو ہو اور آدھی چکنی مٹّی - اُس کو دومٹ کہتے ہیں - زراعت کے لئے دومٹ مٹّیاں بہت اچھی اور اعلےٰ درجے کی ہیں - اس سے اتر کر مٹیار ہے - لیکن بلوا مٹّیاں ادنےٰ درجے کی ہوتی ہیں ٭

(۳) ہل کے پُرزے اور اُن کے نام

۱- ہل تو تم نے دیکھا ہی ہے - جس سے کھیت جوتتے ہیں - اب تم ہل کے تمام پُرزوں کو دیکھو اور اُن کے نام یاد کر لو ٭

۵ ۴ ۳ ۲ ۱ ۶ ۷

دیسی ہل کانپور کے ضلع کانگڑہ
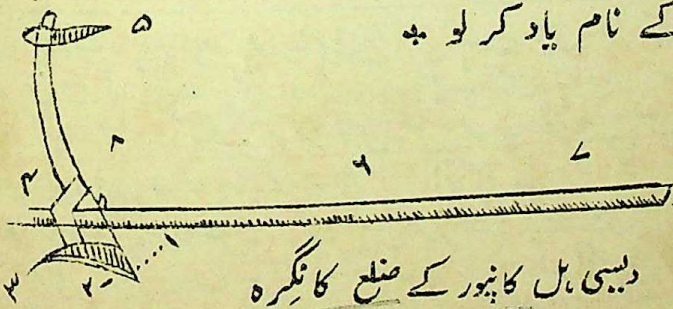
۲- یہ لوہے کی نوکدار سلاخ پھار کہلاتی ہے ٭

۲- یہ لکڑی کا پُرزہ گاؤ دُم سا جس پر پھار جڑی ہے۔ پرہاری کہلاتا ہے ÷

۳- اس درمیانی پُرزے کو جس میں پرہاری ٹھوکی ہے۔ کرڑھا کہتے ہیں ÷

۴- یہ کھڑی لکڑی جو کرڑھے سے جُڑی ہوئی ہے۔ اس کا نام پریتھا ہے ÷

۵- یہ لکڑی کی کھونٹی جو پریتھے کے اوپری سرے کے قریب لگی ہوئی ہے۔ مُٹھیا ہے ÷

۶- یہ لمبی لکڑی جس کا ایک سرا کرڑھے میں ٹھوکا ہؤا ہے۔ ہرِیس کہلاتی ہے ÷

۷- اِس لکڑی کی کھونٹی کو جو ہریس کے باہری سرے کے پاس لگی ہے۔ ہربینی بولتے ہیں ÷

۸- یہ لکڑی کے ٹکڑے جو کرڑھے کے چھید میں ہریس کے اوپر اور نیچے لگے ہوئے ہیں۔ اِن کو پاٹ یا پاٹی کہتے ہیں ÷

نوٹ- ہل وہی اچھا ہے جس سے جوتائی یکساں بھی ہو۔ جلد بھی ہو۔ گہری بھی ہو اور اُکھڑی ہوئی مٹی پلٹ بھی جائے۔ تاکہ زیادہ حصہ کھیت کی مٹی کا ہؤا اور دھوپ میں آ جائے۔ ترقی یافتہ ہل کی ایک جوتائی دیسی ہل کی تین جوتائیوں کے برابر ہوتی ہے۔ اور وہ متوسط درجے کے بیلوں سے اچھی طرح چل سکتا ہے۔ مضبوطی بھی ہے۔ قیمت بھی بہت نہیں ہے اور کام بہت زیادہ اور اچھا دیتا ہے +

۲- ہل لوہے کے بھی بنائے جاتے ہیں - مگر اُن میں ایک پُرزہ اَور ہوتا ہے جس کو سینہ کہتے ہیں- اِن آہنی ہلوں سے کھیت کی جوتائی بہت گہری ہوتی ہے- جس قدر مٹی اُکھڑتی ہے - وہ ہل کے سینہ پر آتی اور آپ ہی آپ پلٹ بھی جاتی ہے - اس طرح نیچے کی مٹی اُلٹ کر ہوا اور دھوپ میں آ جاتی ہے - یہ ترقی دادہ ہل کہلاتا ہے- غرض ہل وہی اچھا ہے - جو کھیت کو گہرا جوتے - اور اُکھڑی ہوئی مٹی کو لوٹ بھی دے ✣

(۴) جوتائی اور میائی

۱- کھیتوں کی جوتائی کیوں کرتے ہیں ؟ اسلئے کرتے ہیں- کہ کھیت کی جمی ہوئی مٹی اُکھڑ کر اور ٹوٹ کر دھوپ اور ہوا میں آ جائے - کھیت کی اُکھڑی اور ٹوٹی ہوئی مٹی کو دھوپ اور ہوا میں لانے سے فائدہ ؟ ہاں یہ فائدہ ہے- کہ کھُدی ہوئی مٹی دھوپ میں اور ہوا میں رہنے سے مہین ہو کر پھولتی اور نرم ہوتی ہے ✣

۲- یاد رکھو ! کھیت کی مٹی جس قدر زیادہ گہری جوتی ہوگی اور ٹوٹ کر زیادہ مہین ہوگی - اُسی قدر پودے کی

جڑیں زمین کے اندر زیادہ دور تک جائینگی اور پھیلینگی - اِس صورت میں جڑوں کو زیادہ مٹی سے غذا حاصل ہوگی اور وہ تری اور ٹھنڈک میں بھی رہینگی - جب وہ ٹھنڈک میں رہینگی - تو گرمی اور ہوا کی خشکی سے پودے جلدی سوکھنے اور مرنے نہ پائینگے ٭

۳ - کھیت کو سراون سے کیوں میاتے ہیں ؟ ہل کے چلانے سے جو ڈھیلے اُکھڑ آتے ہیں - وہ سراون کے رگڑنے سے ٹوٹتے ہیں اور مٹی باریک ہو جاتی ہے - سراون سے مٹی برابر ہو کر کھیت چورس ہو جاتا ہے - اور دب جانے سے مٹی جلد سوکھنے نہیں پاتی - بلکہ دھوپ اور ہوا کے اثر سے رس پر آ جاتی ہے - رس پر آنے کا مطلب یہ ہے کہ پودوں کی غذا جو مٹی میں ہوتی ہے - وہ

نوٹ - پودے کی غذا مٹی کے اندر اکثر ناتیار حالت میں ہوتی ہے - اِس وجہ سے وہ پودے جن کی جڑیں نازک ہیں - جیسے اناج کے پودے - ایسی حالت میں اپنی غذا مٹی سے نہیں لے سکتے - مٹی میں پودے کی غذا - گرمی - ہوا اور پانی کے اثر سے تیاری پر آتی ہے - تو کھیت کی مٹی کو اُکھیڑ کر ہوا اور دھوپ میں لانے کی ضرورت ہے - اِسی ضرورت کے پورا کرنے کو جوتائی کرتے ہیں - کھیت کی مٹی جس قدر گہری اُکھڑیگی اور ٹوٹ کر مہین و ملائم ہوگی اور ٹوٹ کر ہوا اور دھوپ میں آئیگی - اسی قدر پودے کی غذا (کھاد) زیادہ مقدار میں تیار ہوگی +

دھوپ اور ہوا کے اثر سے ترکیب پائے۔ نمک یا شکر کی طرح زمین کی آل (رطوبت) میں گھل کر اس قابل ہو جائے کہ پودوں کے کام آئے۔ کیونکہ پودے کی جڑیں زمین سے صرف وہی چیزیں لے سکتی ہیں۔ جو زمین کی آل میں گھلی رلی ہوں ٭

۴ - یاد رکھو۔ کھیت کی جوتائی میائی صرف اس غرض سے کی جاتی ہے کہ کھیت کی مٹی میں پودے کی خوراک موجود ہے۔ وہ زمین کی آل میں گھل رل جانے کے قابل ہو جائے ٭

(۵) کھاد اور کھاد کا بنانا

۱۔ کھاد (کھات) کیا چیز ہے؟ کھاد پودے کی غذا ہے۔ جو زمین میں ہوتی ہے۔ اس کو پودے اپنی جڑوں کے وسیلے سے پانی کے ساتھ لیتے ہیں۔ یہ تو بتائیے! پودوں کی کھاد زمین کو کہاں سے ملتی ہے؟ زمین کو نباتات سے۔ حیوانات سے اور معدنیات سے ملتی ہے ٭

۲۔ نباتات کس کو کہتے ہیں اور نباتات کی کھاد کیونکر بنتی ہے؟ چھوٹے بڑے پیڑوں کو نبات یا نباتات کہتے

ہیں۔ یہ مر کر اور سڑ کر کھاد بنتے اور زمین میں ملتے رہتے ہیں۔اس کھاد کو **نباتی کھاد** کہتے ہیں۔نباتی کھاد اس طرح بناتے ہیں کہ کوڑا۔پتیاں یا پودے کھتے میں بھر کر بند کر دیتے ہیں۔تو دس مہینے میں وہ گل سڑ کر کھاد ہو جاتے ہیں۔اس کھاد کو کھتے سے نکال کر کھیت میں برابر پھیلاتے اور ہل سے جوت کر مٹی میں ملا دیتے ہیں۔تلہن کی **کھلیاں** بہت زور دار کھادیں ہیں۔کھیت میں پھلی دار جنس جیسے نیل یا سنئی یا کھرتی (گوار) کو جو سب سے بہتر ہے بوئیں۔جب پھولنے پر آئے۔تو جوت کر اس کو زمین میں ملا دیں۔وہ گل سڑ کر کھاد ہو جائیگی۔ایسی کھاد کو **سبز کھاد** کہتے ہیں۔یہ بہت ارزاں اور آسان کھاد ہے +

نوٹ۔جب کھاد سڑتی ہے۔تو اس میں سے ایک بودار ہوا نکلتی ہے۔اس کو امونیا (نوشادر کی روح) کہتے ہیں۔پودے کی خوراک میں یہ نہایت ضروری اور قیمتی چیز ہے۔اگر یہ نہ ہو۔تو پودے کی غذا تیار نہیں ہو سکتی۔جب کھاد ہوا میں کھلی ہوئی سڑتی ہے۔تو یہ ضروری چیز نکل کر ہوا میں رل جاتی ہے اور کھاد پھوک ہو جاتی ہے۔اسی طرح جب کھاد پر پانی برستا ہے اور اس میں سے رس کر بہتا ہے۔تو اس کے ساتھ گھل رل کر بہت سی کارآمد چیزیں بہ جاتی ہیں۔اور کھاد پھوک رہ جاتی ہے۔اس وجہ سے کھاد کو کھتوں میں بند کر کے سڑانا اور کھتوں کو سائے میں رکھنا ضرور ہے +

۳-حیوانات کس کو کہتے ہیں؟ اور حیوانات سے کھاد کیونکر بنتی ہے؟ کیڑے مکوڑے اور سب قسم کے جانور حیوان یا حیوانات کہلاتے ہیں- جانوروں کے مُردے اور فُضلے سڑکر اور کھاد بن کر زمین میں ملتے رہتے ہیں-اس قسم کی کھاد کو **حیوانی کھاد** کہتے ہیں-حیوانی کھاد بنانے کی یہ ترکیب ہے کہ مُردہ جانور یا اُن کے فُضلے جیسے گوبر مینگنی-بیٹ اور پیشاب اور اُن کے اجزا یعنی سینگ-کھُر-بال-کھال اور ہڈیاں کھتّوں میں بند کرکے کھاد بناتے ہیں-حیوانی کھادیں نباتی کھادوں کی نسبت بہت زیادہ زوردار ہوتی ہیں +

۴-معدنیات کس کو کہتے ہیں اور اِس کی کھادیں کیونکر بناتے ہیں؟ جو چیزیں زمین سے نکالی جاتی ہیں- معدنی یا معدنیات کہلاتی ہیں-جیسے نمک-شورہ-چُونا-کھار (راکھ)-یہ سب چیزیں عمدہ کھادیں ہیں-اِن کو **معدنی کھاد** کہتے ہیں-شورہ تو بوئے ہوئے کھیت میں چھڑک دیتے ہیں-باقی چیزوں کو برابر پھیلا کر ہل سے جوت کر ملا دیتے ہیں +

(۶) بیج اور بیج کی بوائی

۱-بتاؤ بیج کیا چیز ہے؟ بیج پودے کا بونڈا ہے جو

پھلوں کے اندر ہوتا ہے - اُس کے بونے سے نیا پودا پیدا ہو جاتا ہے ؛ بیج میں نیا پودا کہاں ہوتا ہے ؟ بیج کا چھلکا اُتارنے کے بعد جو چیز اندر سے نکلتی ہے ، وہی تو نیا پودا ہے ؛

۲ - تم مٹر یا سیم کے بیج لو - تھوڑے پانی میں اُن کو رات بھر تر رکھو - صبح کو وہ پھولے ہوئے اور نرم ہونگے - آہستگی سے اُن کا چھلکا اُتارو - اب جو چیز باقی رہی - اُس کو مغز یا گری کہتے ہیں - یہ ہی گری پودا ہے - اِس گری کو رسان سے چٹکی میں دباؤ - دو برابر کی دالیں ایک دوسرے سے جدا ہو جائینگی - مگر صرف ایک جگہ جُڑی رہینگی - غور سے دیکھو تو اِس جوڑ پر ایک چھوٹی سی چیز نظر آئیگی جس کو انکھوا (انکرا) کہتے ہیں ؛

گیہوں کا بیج جما ہوا

پتی

تنہ

بیج

جڑ

سیم کا بیج جماؤ

اصلی پتیاں

تنہ

دالیں

جڑ
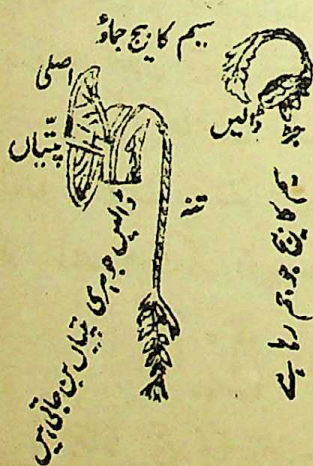
۳-اکھوے کے تین حصّے ہوتے ہیں - نیچے والا حصّہ منڈا ہوتا ہے - سب سے پہلے یہ ہی بڑھتا اور جڑ بن کر زمین کے اندر جاتا ہے - اب اوپر والے حصّے پر ذرا غور کرو - تو تم چھوٹی چھوٹی پتّیاں دیکھوگے - اِس حصّے کے بڑھنے سے اصلی پتیاں پیدا ہوتی ہیں - درمیانی حصّے سے دونو دالیں جُڑی ہوتی ہیں - یہ حصّہ بڑھ کر اور اوپر والے حصّے کو لیکر زمین سے باہر نکلتا اور تنہ بنتا ہے - جس کے اوپر پتّیاں لگتی ہیں + بیج کے جمنے پر یہ دونو دالیں بھی جو سب سے پہلے زمین سے نکلتی ہیں - وُہ ہری ہری پتّیاں بن جاتی ہیں +

۴-بتاؤ- تم کھیت میں بیج کس طرح بوؤگے ؟ ایک تو چھینٹواں بوئینگے - یعنی بیج کو ہاتھ سے چھینٹ کر ہل چلاکر مٹّی میں ملا دینگے - دوسرے کونڑواں یعنی تیّار کھیت میں ہل چلائینگے - ہل کے پیچھے کونڑ میں ہاتھ سے بیج ڈالتے جائینگے - تیسرے لین میں بوئینگے - اِس طور سے کہ تیّار کھیت میں برابر دوری پر سیدھی نالیاں بناکر برابر فاصلے پر بیج ڈالینگے +

۵-اچھا یہ بتاؤ- کونسے طریقے سے بیج بونا زیادہ مفید

ہے؟ لین میں برابر دوری پر نالی ہل سے بونے میں فائدہ ہے - یہ بھی بتا سکتے ہو - کہ چُننا - چھنٹا - اچھے سے اچھا بیج بونا کیوں چاہیئے؟ اِس لئے چاہیئے - کہ سب بیج جمیں - پودے زور دار ہوں اور پیداوار اچھی بیٹھے ؞

(۷) سنچائی

۱- ہم پڑھ چکے ہیں کہ پودے کی بھی جان ہے - اور اُس کی زندگی بھی کھانے پر ہے - پودے کی غذا یا کھاد زمین میں ہوتی ہے - جو زمین کی آل میں مثل شکر یا نمک کے حل ہو جاتی ہے - جب پودا زمین کی آل اپنی جڑوں کے ذریعہ سے چُوستا ہے - تو پانی کے ساتھ اُس کی کھاد بھی جڑوں میں جاتی ہے - جس سے پودے کی پرورش ہوتی ہے - اگر پانی زمین میں باقی نہ رہے اور مٹی خشک ہو جائے - تو پودے بھی سوکھ کر مر جائیں - اِس لئے یہ کہنا ٹھیک ہے کہ پودے کی زندگی پانی پر ہے - اب یہ بتا دیجئے کہ پانی زمین میں کہاں سے آتا ہے ؞

۲ - پانی زمین کو بارش کے ذریعے سے ملتا ہے - جب مینہ برستا ہے - تو پانی کا کچھ حصّہ اوپر اوپر بہ جاتا ہے - کسی قدر زمین میں جذب ہو جاتا ہے - اگر کھیت کی مٹّی باریک اور ملائم ہو - تو شبنم سے بھی زمین کو پانی ملتا ہے - اچھّا اگر پانی نہ برسے اور کھیتوں کی مٹّی سوکھنے لگے - تو ہم کیا کریں؟ ایسی حالت میں لازم ہے - کہ مصنوعی طریقوں سے اپنے کھیتوں میں پانی پہنچائیں - مصنوعی طریقے سے پانی پہنچانے کو سنچائی یا آبپاشی کہتے ہیں *

۳ - کھیتوں کی سنچائی یا آبپاشی کیونکر کرتے ہیں؟ اس طرح کرتے ہیں - کہ کھیتوں کے پاس اگر کنواں ہے - تو چمڑے کے بڑے بڑے ڈولوں یا چرسے سے پانی کھینچ کر کھیتوں میں دیتے ہیں - اگر تالاب - جھیل یا نہر

نوٹ - آبپاشی کے لیئے ضرور ہے - کہ کھیتوں میں کیاریاں بنالیں اور کیاریوں میں پانی اس طرح دیں - کہ رینگتا اور جذب ہوتا ہُوا آگے بڑھے - نہری زمینیں صرف اس وجہ سے خراب ہو جاتی ہیں - کہ پانی نہایت بے پرواہی سے کثرت کے ساتھ دیا جاتا ہے - اور کھاد کی فکر کی نہیں جاتی - اگر کیاریاں باندھ کر اور موافق پانی دیکر نہر سے آبپاشی کی جائے - تو کھیت خراب نہ ہوں *

रहता है और जिसकी सहायता से नीचे से पानी उठा

قریب ہے - تو بیرٹی ڈگلے یا پروسے سے پانی اُٹھا کر
कर खेतों में डाला जाता है
کھیتوں میں پہنچاتے ہیں *

۴ - کتنا پانی ایک دفعہ میں کھیت کو دینا چاہیئے؟
بوئے ہوئے کھیت میں اتنا پانی ایک دفعہ دیا جائے -
کہ پانی آہستہ آہستہ زمین میں سوکھنا ہؤا آگے بڑھے -
نہ ایسا کہ کھیت میں زور سے بہے اور بھرا رہے *

۵ - اگر پانی کھیت میں زیادہ دے دیا جائے - تو
کیا نقصان ہوگا؟ ایک نقصان تو یہ ہوگا - کہ پودے
گر جائینگے - دوسرا نقصان یہ ہوگا - کہ ضرورت سے زیادہ
پانی کھیت کو کمزور کر دیگا - کیونکہ زیادہ پانی میں پودوں
کی غذا بھی زیادہ گھُلیگی اور بوئی ہوئی جنس کے پودے
اُس کو اپنے صرف میں لے آئینگے - اِس صورت میں
پیداوار تو بے شک زیادہ ہوگی - لیکن زمین سے پودے
کی کھاد جو زیادہ نِکل جائیگی - تو زمین خالی یا کمزور
ہو جائیگی *

(۸) کٹائی - مڑائی اور اوسائی

۱ - یہ بتائیے کہ بوئی ہوئی جنس کو کیا کرتے ہیں؟

بوئی ہوئی جنس جب پک پکا کر تیّار ہو جاتی ہے - تو ہسیوں (درانتیوں) سے کاٹ لیتے ہیں - جس کو کٹائی یا درو کرنا کہتے ہیں ❊

فصل کے پختہ اور تیّار ہو جانے کی کیا پہچان ہے؟ ایک پہچان تو یہ ہے کہ پودوں پر زردی آ جائے - دوسری پہچان یہ ہے کہ دانے کو دانت سے کاٹیں - تو وبلے نہیں بلکہ کٹ جائے ❊

۲ - فصل کو ہسیوں (درانتیوں) سے کاٹ کر کیا کرتے ہیں؟ ہسیوں سے پودے کاٹ کر کھیت میں رکھتے جاتے ہیں - تاکہ دھوپ میں سوکھیں - اِس کو لانک کہتے ہیں - شام کے قریب لانک کی پولیاں باندھ کر پولیوں کے گٹھے بنا لیتے ہیں - اِن گٹھوں کو اٹھا کر کھلیان میں جمع کرتے ہیں ❊

کھلیان کسے کہتے ہیں؟ کھلیان وہ جگہ ہے - جہاں کاٹی ہوئی اجناس کو جمع کرکے اور تنکا کے ماڑ لیتے (دوال لیتے) ہیں ❊

۳ - ماڑ لیتے یا وال لینے سے کیا مُراد ہے؟ اِس سے یہ مُراد ہے کہ کھلیان کی زمین کو کوٹ پیٹ کر

لیپتے ہیں - جب سوکھ جاتی ہے - تو اُس پر بشکل دائرہ
لانک بچھا کر چبوترہ سا بنا لیتے ہیں اور اُس لانک
پر بیلوں کو گھُماتے ہیں - اِسی کو گاہنا بھی کہتے ہیں -
اِس عمل سے لانک ٹوٹ کر بھوسہ بن جاتا اور دانہ
نِکل آتا ہے - اب دانے کو بھوسے سے اوسا کر جُدا
کرتے ہیں ۞

۴ - اوسانا کس کو کہتے ہیں؟ ماڑا ہوًا یا گاہا ہوًا
اناج ٹوکریوں میں بھر کر ہَوا کے رُخ کھڑے ہو کر
زمین پر گراتے جاتے ہیں - ہَوا کے زور سے بھوسہ تو
اُڑ کر الگ گِرتا اور دانہ ایک جگہ جمع ہوتا جاتا ہے ۞

۵ - اگر ہَوا نہ ہو - تو اوسائی کیونکر کریں؟ جب
ہَوا نہیں چلتی یا کم چلتی ہے - تو کملی یا دوہر یا کوئی
اور موٹا کپڑا لے کر دو آدمی ہلاتے ہیں - تیسرا آدمی

نوٹ - دانہ جب پک جاتا اور سخت ہو جاتا ہے - تو پھر نہ خوراک لیتا ہے نہ بڑھتا ہے - بیج پک جانے کے بعد پودے زیادہ دنوں کھیت میں کھڑے رہیں - تو سوائے نقصان کے کچھ فائدہ نہیں - بڑا نقصان یہ ہے کہ بھوسے میں قوتِ پرورش کم ہو جاتی ہے اور دانے میں بھوسی بڑھ جاتی ہے - دانہ مضبوط ہو جانے پر اگرچہ پودوں میں سبزی باقی ہو - کھیت کاٹ لیا جائے - تو بھوسہ بھی اچھا ہوگا اور دانہ بھی اچھا ۞

ماڑا ہؤا اناج ٹوکری میں سے گراتا جاتا ہے۔ اس کو پھرتی لگانا کہتے ہیں +

دسمبر ١٩٠٦ء

Monogram

نوٹ

कल्पना बनावटी मोनोग्राम

مارچ سنہ ١٩٠٦ء سے جن اسمٰعیل ریڈرس میں یہ مونوگرام نہ ہو جعلی تصور کی جائیں

२० मई १९३९

کتب درسی موجودہ مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ

نمبر شمار	نام کتاب	قیمت
	کتب مصنفہ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب	
۱	اردو زبان کا قاعدہ	۶ پائی
۲	اردو زبان کی پہلی کتاب	۱ر
۳	ایضاً دوسری کتاب	۲ر
۴	ایضاً تیسری کتاب	۲ر ۹ پائی
۵	ایضاً چوتھی کتاب	۳ر ۶ پائی
۶	ایضاً پانچویں کتاب	۴ر
۷	لوزنک اردو	۸ر
۸	آثار سلف	۴ر
۹	قواعد اردو کی پہلی کتاب ...	۱ر ۳ پائی
۱۰	ایضاً دوسری کتاب	۱ر ۹ پائی
۱۱	تصریف المصادر	۶ پائی
۱۲	ترجمان فارسی	۲ر ۹ پائی
	کتب مطبع منشی نولکشور	
۱۳	فن زراعت کی پہلی کتاب ...	۲ر
۱۴	مفید الانشا	۹ پائی

نمبر شمار	نام کتاب	قیمت
۱۵	اردو کاپی بک از نمبر ا لغایۃ ۶	فی ۹ پائی
۱۶	ایسٹیبلی انگریزی اردو حصہ دوم	۶ر
۱۷	ہنٹر ہسٹری حصہ اول اردو	۵ر
۱۸	صفائی تندرستی اردو	۱ر ۳ پائی
۱۹	کریم اللغات	۶ر
۲۰	لغات کشوری	۴ر
۲۱	ہنٹر ہیتھنی	۱ر
۲۲	سرکبھی دریا کی پرتھم پستک	۴ر
۲۳	ہندی کاپی بک از نمبر ا لغایۃ ۶	فی ۹ پائی
۲۴	ہنٹر ہسٹری حصہ اول ناگری	۳ر ۶ پائی
۲۵	ایضاً حصہ دوم	۴ر
۲۶	صفائی تندرستی ناگری	۱ر ۹ پائی
۲۷	سربیر ہرکوش	۸ر
۲۸	منگل سوش	۴ر
۲۹	اکسرسائز بک رولدار ۳۲ صفحہ	۶ پائی
۳۰	ایضاً .... ۶۴ صفحہ	۱ر
۳۱	ویسی کسرت اردو	۱ر
۳۲	ایضاً ہندی	۱ر

مینجر مطبع منشی نولکشور لکھنؤ

اُردو زبان کی

پانچویں کتاب

مؤلفہ

مولوی محمد اسمٰعیل صاحب
سابق مدرس گورنمنٹ سنٹرل مڈل اسکول آگرہ

ٹکسٹ بک

مجوزہ

جناب صاحب ڈائرکٹر بہادر سررشتۂ تعلیم ممالک متحدہ آگرہ و اودھ

لکھنؤ
نول کشور پریس حضرت گنج
سنہ ۱۹۰۷ء

قیمت ۴/
دفعہ ۱۸/۸
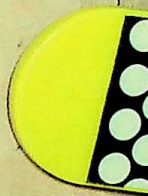
دیباچہ

یہ سلسلہ جس میں قاعدہ سے لیکر پانچویں کتاب تک شامل ہے۔ مدارس سرکاری کی ابتدائی جماعتوں کے واسطے بطور کتب درسیہ اُردو زبان کے تالیف کیا گیا ہے +

ہر کتاب مابعد میں بہ نسبت ماقبل کے الفاظ و عبارت اور طرز بیان کو بتدریج ترقی دی گئی ہے تاکہ ایک کے اختتام پر دوسرے کے آغاز کی صلاحیت پیدا ہو جائے۔ یہاں تک کہ سب سے اخیر کتاب کا درس مڈل کورس کا مرحلہ طے کرنے کے لیے قابل و مستعد بنا دے +

ہر چند کہ مذاقِ زباندانی کا نشو و نما اِن کتابوں کا موضوع و مقصود اصلی ہے۔ مگر اُس کے ضمن میں بالخصوص دو اَور ضروری فوائد بھی ملحوظ رکھے گئے ہیں :۔

اوّل یہ کہ تفننِ طبع اور تفریحِ خاطر کی تا بمقدور رعایت کی گئی ہے۔ جو طلبہ کے حق میں مشقتِ مطالعہ کا ایک نقد صلہ اور شغلِ درس کو دلاویز بنانے میں نہایت مؤثر ہے۔ چنانچہ مطالب و مضامین کی رنگا رنگی۔ اُن کا نتیجہ خیز ہونا اور مختلف اوزان کی اقسامِ نظم اِن سب کا مجموعی اثر غالباً طلبہ کی طبیعت کے لئے کافی موجباتِ ترغیب ہیں +

دوم یہ کہ اِن کتابوں کی تالیف و تلفیف کا ماخذ و منشا چونکہ مختلف علوم و فنون ہیں۔ مثلاً امثال و قصص۔ اخبار و سِیَر۔ آداب و اخلاق۔ تواریخ طبعی۔ تشریح الابدان۔ فزیالوجی۔ حفظانِ صحت۔ اُصولِ فلاحت۔ علم انتظام وغیرہ۔ لہذا یہ توقع کچھ بےمحل نہیں ہے کہ اِن کا مطالعہ عقلی و اخلاقی تربیت کا معاون اور واقفیت عامہ کی توسیع کا ممد ہوگا۔ واللہ الموفق و هو المستعان +

محمد اسمٰعیل سابق مدرس سنٹرل نارمل اسکول آگرہ

فہرست مضامین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اُردو زبان کی پانچویں کتاب

از مولوی عبد الحکیم

(۱) خُدا رزّاق ہے

اے خدا تو خالق و رزّاق ہے
تیری خلّاقی تحیّر خیز ہے
آب صافی بن کے شکلِ ابرِ تر
خاک کو بخشی رطوبت آب نے
پھر ہوا بھی ہو گئی اُن میں شریک
رفتہ رفتہ مختلف اطوار سے
کیا ہے وہ نوزائدہ خاکی پتلہ
گرمی و سردی و خشکی و تری
راس آئی بادِ ایّامِ بہار
وہ طراوت - وہ نزاکت - رنگ - رُوپ
جمع مالک نے کیا پھر کاٹ کر

اے خدا تو رازق و خلّاق ہے
تیری رزّاقی عجب انگیز ہے
ہے برستا قطرہ قطرہ خاک پر
اور حرارت مہرِ عالمتاب نے
ہو گئی آمیزش اِن چاروں کی ٹھیک
شکلِ نو پیدا ہوئی اِن چار سے
دیکھ لو سطحِ زمیں پر سبزہ زار
ہے اِسی ترکیب سے کھیتی ہری
ہو گئی پُر خوشہ و پُر برگ و بار
لے گئی سب فصلِ تابستاں کی دھوپ
صورتِ خرمن ہوئی اب جلوہ گر

یہ بھی اک صورت ہے اوّل سے جدا — آج کے حالات ہیں کل سے جدا
یا تو وہ صورت تھی یا یہ حال ہے — زیرِ سُمِّ گاؤ خر پامال ہے
تاکہ ادنےٰ کو کریں اعلےٰ سے دُور — ہے یہی منشائے احکامِ شعور
غلّہ ہے وہ جنسِ عالی و عزیز — کیونکہ ہے وہ رزقِ اصحابِ تمیز
دانہ دانہ زیرِ سنگِ آسیا — بے تامّل پیس کر آٹا کیا
نقشِ صورتہائے سابق مِٹ گیا — جم گیا اِک اَور ہی نقشہ نیا
ہے بقائے تازہ بعدِ ہر فنا — یاں بگڑنے ہی میں کام اچھّا بنا
اب پکا آٹے سے ناں خوشگوار — کھانے والوں کو ہے اُس کا انتظار
قرصِ ناں ہے اَور ہی صورت نئی — بدلے اِتنی دیر میں قالب کئی
اب وہ روٹی لقمۂ اِنساں ہوئی — اور شہیدِ تیزئ دنداں ہوئی
بعد ازاں آبِ دہن سے ہوکے نم — ہوگئی وہ داخلِ دیگِ شکم
پھر غذا نے کی نئی صورت قبول — ہوگئے چھن کر الگ جزوِ فضول
پھر ہوئی سودا و صفرا کی نمود — خون و بلغم نے کیا پیدا وجود
تھی غرض تبدیلِ حالت سے یہی — خاک سے پیدا ہو رزقِ آدمی
تیری خلّاقی تحیّر خیز ہے — تیری رزّاقی عجب انگیز ہے

یاد کرو تلفظ اور معنی

رزّاق	تحیُّر	رِہَر	نَوزاد	بَرگ
خلّاق	رُطوبت	اَطوار	تبار	بار

سطح	مجرمین	آشیا	فنا	سودا
ایّام	جلوہ گر	اصحاب	مُفرِّص	صفرا
شیرستان	احکام	بقا	فضول	

(۲) وقت سرمایہ ہے

ا یہ وہ سرمایہ ہے۔ جو ہر شخص کو قدرت کی طرف سے عطا ہوا ہے۔ جو لوگ اِس سرمائے کو معقول طور سے کام میں لاتے ہیں۔ وہی عیش جسمانی اور مسرّت روحانی حاصل کرتے ہیں۔ اِسی کی بدولت ایک وحشی آدمی مہذّب اِنسان اور مہذّب اِنسان فرشتہ سیرت بن سکتا ہے۔ اِسی کی برکت سے جاہل۔ عالم۔ مُفلس۔ تونگر اور نادان تجربہ کار ہو سکتا ہے۔ اطمینان۔ خوشی اور آرام انسان کو ہرگز میسّر نہیں ہوتا۔ جب تک وہ مناسب طریقے سے صرفِ اوقات نہیں کرتا ۔

۲۔ وقت بے شک ایک دولت ہے۔ جو کوئی اِس دولت کو بے اندازہ و بے حساب خرچ کرتا ہے۔ وہ روز بروز بینوا اور تہیدست و مفلوک ہوتا جاتا ہے۔ وہ جب تک زندہ رہتا ہے۔ ہمیشہ رنجیدہ و پریشان اور زمانے کا شاکی رہتا ہے۔ موت بھی اُس کو اِس پشیمانی اور اندوہ سے نہیں چھڑا سکتی

بلکہ اُس کے حق میں موت کا آنا گویا مجرم کے لئے گرفتاری کا پروانہ ہے - وہ جس طرح جیتے جی قسمت و تقدیر کو جھینکتا رہا - اِسی طرح مرنے کے بعد وقت گزشتہ اور عمرِ رفتہ کے حسرت و اندوہ میں مبتلا رہیگا *

۳ - سچ یہ ہے - کہ وقت ضائع کرنا بھی ایک طرح کی خودکُشی ہے - فرق اِتنا ہے - کہ خودکُشی ہمیشہ کے لئے زندگی سے محروم کر دیتی ہے - اور تضیع اوقات ایک محدود زمانے تک زندہ کو مُردہ بناتی ہے - یہ ہی منٹ - گھنٹے اور دن جو غفلت اور بیکاری میں گزر جاتے ہیں - اگر آدمی حساب کرے - تو اُن کی مقدار مہینوں بلکہ برسوں تک پہنچتی ہے - اگر اُس سے کہا جاتا - کہ تیری عمر سے دس پانچ برس کم کر دئے گئے - تو یقیناً اُس کو سخت صدمہ ہوتا - لیکن وہ خود معطل بیٹھا ہؤا اپنی عمرِ عزیز کو برباد کر رہا ہے - اور اُس کے زوال و فنا پر کچھ افسوس نہیں کرتا *

۴ - اگرچہ وقت کا بیکار کھونا عمر کا کم کرنا ہے - مگر یک یہ ہی نقصان ہوتا - تو بھی چنداں غم نہ تھا - کیونکہ دنیا میں سب کو عمرِ طویل نصیب نہیں ہوتی - لیکن بہت بڑا زیان و خسارہ جو بیکاری اور وقت ضائع کرنے سے ہوتا ہے - وہ یہ

ہے - کہ بیکار آدمی کے خیالات ناپاک اور زبون ہو جاتے ہیں۔ طمع - حرص - ظلم - حق تلفی - نافرمانی اکثر وُہی اشخاص کرتے ہیں جو معطل و بیکار رہتے ہیں + حقیقت یہ ہے - کہ انسان کچھ نہ کچھ کرنے کے واسطے بنایا گیا ہے - جب اُس کی طبیعت اور اُس کا دل و دماغ نیک اور مفید کام میں مشغول نہیں ہوتا - تو بالضرور اُس کا میلان بدی اور معصیت کی طرف ہو جاتا ہے - پس اگر آدمی آدمی بننا چاہتا ہے - تو سب کاموں سے مقدم کام اُس کے واسطے یہ ہے - کہ اپنے وقت کا نگراں رہے - ایک لمحہ فضول نہ کھوئے - ہر کام کے لئے ایک وقت اور ہر وقت کے لئے ایک کام مقرر کرے +

۵ - جو لوگ وقت کے پابند ہوتے ہیں - وہ اپنے کام کو تندہی اور چستی سے کرتے ہیں - اُن کو کام کے انجام دینے کا خیال لگا رہتا ہے - کسی دوسرے کے تقاضے اور تاکید کی ضرورت نہیں ہوتی - بلکہ خود اُن کی طبیعت اُن کو مجبور کرتی ہے - کہ عین وقت پر اور مقررہ مُہلت کے اندر کام سے فراغت حاصل کرو - یہ چُستی اُن کی خصلت و عادت بن جاتی ہے - اور بغیر اِس طریقۂ کارگزاری کے اُن کو چین ہی نہیں آتا - جب عین وقت پر کام کرلینے کی عادت پڑ جاتی ہے -

تو وقت میں بڑی وُسعت و برکت معلوم ہوتی ہے اور ایک
کام کے انصرام کے بعد دوسرے کام کے کرنے کی رغبت
پیدا ہوتی ہے - ایسا شخص بہت سے کام انجام دے چکتا
ہے - پھر بھی اُس کو سیر و تفریح کے لئے - خواب و آرام
کے لئے - دوستوں کی ملاقات کے لئے فرصت مل جاتی ہے -
برخلاف اِس کے جو آدمی وقت کے پابند نہیں ہوتے - وہ کام
کے کرنے میں سُستی اور کاہلی کرتے ہیں اور اِس خراب عادت
کی وجہ سے وقت گزر جاتا اور کام بدستور رہتا ہے - اور جب
کام کرتے ہیں - تو اُن کو اپنا وقت کم اور کام زیادہ معلوم
ہوتا ہے - اسلئے وہ اکثر تنگیِ وقت سے نالاں رہتے اور عدمُ
الفُرصتی کا گِلہ کرتے ہیں - اصل یہ ہے - کہ خود اپنے ہاتھ
سے اپنے وقت کو قطع و بُرید کر کے تنگ بنا لیتے ہیں +

۶ - مشغلہ اور محنت میں خدا نے ایک یہ بھی برکت رکھی
ہے - کہ شاغل اور محنتی آدمی کے خیالات میں ہمیشہ نکوئی اور
صلاحیت بڑھتی جاتی ہے - وہ قانع - سخی - منصف - دیانتدار -
شکرگزار اور با ادب ہوتا ہے - وہ اپنے اوقات کو بھی عزیز
رکھتا ہے - اور دوسروں کے اوقات میں بھی خلل انداز نہیں
ہوتا - اگر وہ کسی سے وقت معیّن کا وعدہ کر لیتا ہے - تو

اُس وعدے کو وفا بھی کرتا ہے - وہ دوسروں کو انتظار کی
تکلیف میں تابمقدور نہیں ڈالتا - اب بیکاروں اور کاہلوں کے
حالات پر غور کرو - تو معاملہ بالعکس نظر آتا ہے - نہ وہ
اپنے وقت کی قدر کرتے ہیں - نہ دوسروں کے وقت کی - اُن
کے نزدیک وقت پر کام کرنا یا وعدہ وفا کرنا کوئی چیز نہیں -
وہ ریل پر سفر کرتے ہیں - تو ایسے وقت اسٹیشن پر پہنچتے
ہیں - جبکہ روانگی کی سیٹی ہو چکتی ہے ۔ اگر ریلوے کے قواعد
میں اُن لوگوں کی رعایت بھی کی جاتی جو وقت کے پابند
نہیں ہیں - تو بھی ریل گاڑی جو گھنٹے میں تیس چالیس
میل طے کرتی ہے - چھکڑے سے بدتر ہو جاتی - میں نے
معتبر ذریعے سے سُنا ہے - کہ ایک ہمارے ہندوستانی امیرزادہ
کو ریل کی سواری محض اس وجہ سے ناپسند تھی - کہ اُس
میں وقت کی پابندی بہت ہے ۔

یاد کرو تلفظ اور معنی

مُہذّب	شاکی	خسارہ	معصیت	وُسعت
سیرت	تضییع	زبُون	رنگراں	برکت
نوا	زوال	مُعطّل	تن دہی	انصرام
مفلوک	زیاں	میلان	تقاضا	تفریح

عدیم الفرصتی   مشغلہ   صلاحیت   بالعکس   معتبر

(۳) قوسِ قزح اور ہالہ

۱- ہم روشنی کو ایک سادہ یا غیر مرکب خیال کرتے ہیں- لیکن حقیقت یہ ہے- کہ سفید شعاع جو آفتاب درخشاں یا کسی اور جسم منوّر سے نکلتی ہے- وہ سات مختلف رنگوں سے مرکّب ہوتی ہے- شعاع کا یہ خاصہ ہے- کہ جب وہ کسی کثیف شئے میں ہو کر گزرتی ہے- تو بقدر کثافت اُس کی رفتار میں کجی پڑ جاتی ہے- چنانچہ ہوا کی بہ نسبت پانی میں اور پانی کی بہ نسبت بلّور یا کسی اور جرم شفاف سے گزرتے وقت اُس کی سمتِ رفتار ترچھی ہو جاتی ہے- کیونکہ بلّور وغیرہ کے ذرّے ہوا یا پانی کی نسبت نہایت پیوستہ اور باہم متصل ہیں- لیکن ساتوں رنگتوں کا انحراف یکساں طور پر نہیں ہوتا- بلکہ ہر ایک جُدا جُدا رستہ اختیار کرتی ہے +

۲- اگر تم بلّور یا کانچ کا ایک مثلثی ٹکڑا آنکھ پر رکھکر دھوپ کو مُعائنہ کرو- تو ایک ہفت رنگ ٹِکا سا نظر آئیگا- جس میں سُرخ- نارنجی- زرد- سبز- آسمانی- نیلا- بنفشئی- یہ سات رنگ بالترتیب نمایاں ہونگے- اِسی قدرتی قاعدے کے

بموجب آسمان میں قوس قزح جلوہ گر ہوتی ہے - یہ دلچسپ نظارہ صرف اُس وقت ہوتا ہے - کہ جب آفتاب پس پشت چمکتا ہو اور دیکھنے والے کے پیش نظر ترشح ہو رہا ہو - اُس وقت شعاعیں قطرات باراں میں منحرف ہو کر دیکھنے والے کی آنکھ پر اس ترتیب سے پڑتی ہیں - کہ ایک باقاعدہ رنگین قوس نظر آنے لگتی ہے - اگر زمین بیچ میں حائل نہ ہوتی - تو پورا دائرہ بنتا - جس کا مرکز ٹھیک مرکز آفتاب کے محاذی ہوتا - یہ تماشا آبشاروں پر بھی جہاں پانی چادر ہو کر گرتا ہے - دیکھنے میں آتا ہے اور بذریعۂ فوارہ یا پچکاری کے بھی دکھا سکتے ہیں - کبھی کبھی دو اور شاذ و نادر تین چار قوسیں بھی نظر آ جاتی ہیں *

۳ - جس طرح شعاعوں کی کج رفتاری قوس قزح کا تماشا دکھاتی ہے - اسی طرح شب ماہ میں ایک سفید یا رنگین روشن دائرہ قرص ماہ کے گرداگرد نمودار ہوتا ہے بشرطیکہ ہوا ابر تنک یا بخارات سے پُر ہو - بڑا اور سفید ہالہ بالمخصوص ایام سرما میں نظر آتا ہے * ہالہ کو دیکھ کر جو بارش کی پیشینگوئی کی جاتی ہے - وہ درست ہے - کیونکہ بغیر ابر یا بخارات کے وہ نہیں بنتا اور ابر و بخارات کی موجودگی البتہ دلیل باراں

یاد کرو تلفظ اور معنی

قوسِ قزح	کثیف	انحراف	ترشّح	مُحاذی
دُرخشاں	جِرم	مُعائنہ	مُنحرف	شاذ
مُنوّر	شفّاف	نظّارہ	حائل	تُنک

مولانا خواجہ حالی — (۴) اُمّید

اے مری اُمّید مری جاں نواز — اے مری دلسوز مری کارساز
میری سپر اور مری دل کی پناہ — درد و مصیبت میں مری تکیہ گاہ
عیش میں اور رنج میں میری شفیق — کوہ میں اور دشت میں میری رفیق
کاٹنے والی مہمِ ایّام کی — تھامنے والی دلِ ناکام کی
نیکیوں کی تجھ سے ہے قائم اساس — تو نہ ہو تو جائیں نہ نیکی کے پاس
وعدہ ترا راست ہو یا ہو دروغ — تو نے دیئے ہیں اسے کیا کیا فروغ
وعدے وفا کرتی ہے گو چند تو — رکھتی ہے ہر ایک کو خورسند تو
آنے نہیں دیتی دلوں پر ہراس — ٹوٹنے دیتی نہیں طالب کی آس
جن کو میسّر نہیں کملی پھٹی — خوش ہیں توقع پہ وہ زربفت کی
تو نے نہ چھوڑا کبھی غربت میں ساتھ — تو نے اُٹھایا نہ کبھی سر سے ہاتھ
نشۂ اُمید میں ہیں چُور سب — ایک پیالے میں ہیں مخمور سب

یاد کرو تلفظ اور معنی

جاں نواز	تکیہ گاہ	ناکام	فروغ	توقع
دل سوز	شفیق	اساس	خرسند	غربت
سپر	دشت	دروغ	زرلفت	مخمور

(۵) حکیم ایسپ کا بیان

ا۔ ایسپ اُس طرز تعلیم کا موجد گنا جاتا ہے۔جس کو وہ قصے کہانیوں کے ذریعے سے عمل میں لاتا تھا۔اُس نے ایسی دلچسپ اور نصیحت آمیز کہانیاں بنائیں۔جو ہر طبیعت کے موافق اور ہر دل کے مناسب ہیں۔اُس نے حیوانات مطلق کو ناطق اور نباتات اور جمادات کو ذی روح فرض کرکے اُن کی زبان سے مطلب ادا کیا ہے۔اگرچہ اُس کی کہانیوں میں رنگینی نہیں ہے۔مگر وہ اخلاقی مضامین کی پوٹ ہیں۔علے الخصوص بچوں کی طبیعت پر بغایت مؤثر ہوتی ہیں۔اِس طرز کو بڑے بڑے حکیموں اور منطقیوں نے پسند کیا ہے۔افلاطون کہتا ہے۔کہ حکیم سقراط نے ایسپ کی حکایتوں کو نظم کیا تھا اور تاکید کرتا ہے۔کہ بچوں کو یہ کہانیاں ضرور سنانی چاہئیں۔تاکہ ابتدائے عمر ہی سے حسنِ اخلاق اور

اطوار تک اُن کے دلنشین ہو جائیں ۔ فی الحقیقت اگر ایسپ کی حکایتیں مفید و پُر اثر نہ ہوتیں۔ تو وہ تمام قوموں میں ۔ اِس قدر رواج پاتیں ۔ نہ مقبولِ خاص و عام بنتیں ۔

۲۔ اُس کی تعلیم کا مقصد یہ تھا۔ کہ خدائے تعالیٰ نے یہ رنگا رنگ مخلوق اِس واسطے پیدا کی ہے۔ کہ انسان اُس کو نظرِ غور سے دیکھے اور ہر ادنےٰ اعلےٰ چیز سے حکمت سیکھے۔ اور عبرت حاصل کرے ۔ جنس حیوان میں جو مختلف خواہشیں اور گوناگوں عادتیں نظر آتی ہیں۔ وہ انسان کو نیکی و بدی میں تمیز کرنے کی ہدایت کرتی ہیں۔ مثلاً کُتے کی وفاداری ۔ شیر کی شجاعت ۔ لومڑی کی مکّاری چیتے کا غیظ و غضب ۔ اُونٹ کا حِلم ۔ یہ سارے خصائل جو انواع حیوانات میں موجود نہیں۔ اگر انسان اُن سے نصیحت نہ حاصل کرے ۔ تو وہ حیوانوں سے بدتر ہے۔ چونکہ حقیقی دانائی اور انسانیت نہایت مؤثّر طریقے سے اِس دانشمند نے سکھائی ہے۔ اِسی لئے وہ زمرۂ حکما میں شمار کیا گیا ۔

۳۔ یہ حکیم فرجیہ کا باشندہ ۔ فنونِ حکمت سے واقف۔ نہایت ذکی و ذہین ۔ لطیف و ظریف ۔ علامۂ دوراں اور یکتائے

عصر تھا - مگر جس قدر اُس کا باطن کمال و ہنر سے آراستہ تھا - اُسی قدر اُس کا ظاہر عیب و نقصان کی وجہ سے بدنما تھا - کریہ المنظر - بد قوارہ - کوتاہ قامت - کوز پُشت - بلکہ اُس کی ہیئت انسانوں سے کچھ یونہی مشابہ تھی - علاوہ بریں مدت دراز تک بول چال سے بھی آشنا نہ تھا - اِن سب خرابیوں پر طرہ یہ کہ وہ بیچارہ غلام بھی تھا - جس سوداگر نے اُس کو خریدا تھا - وہ اُس کی صورت سے بیزار اور صحبت سے نفور تھا - مگر اس گودڑ کے لعل کا کوئی گاہک نہ ملتا تھا - آخر ایک حکیم نے اپنی خدمت کے لئے خرید لیا +

۴ - ایک روز اُس حکیم نے اپنے احباب کی ضیافت کی اور ایسپ کو نفیس و لذیذ کھانوں کی تیاری کا حکم دیا - جب کھانا دستر خوان پر چُنا گیا - تو آقا کو معلوم ہُوا کہ تمام رکابیوں میں زبانیں رکھی ہیں - اُس نے نہایت برہم ہوکر کہا - ارے کم بخت! میں نے تو نفیس کھانوں کی فرمائش کی تھی - تو یہ کیا پکا لایا؟ ایسپ نے نہایت ادب کے ساتھ عرض کیا - کہ میں نے حضور ہی کے حکم کی تعمیل کی ہے - دُنیا میں زبان سے بہتر کوئی شے نہیں - یہی عِلم بھر کی زبان رونق بزم کا سامان ہے - یہی رموز علم کی کلید ہے - یہی

اظہارِ دلائل کی کل ہے - اِسی سے بستیوں کی آبادی عمل میں
آتی ہے - اِسی سے حکومتیں قائم ہوتی ہیں - اِسی کی بدولت
درس و تدریس کا سلسلہ جاری ہے - اِسی کے وسیلے سے وعظ
و پند کا دروازہ کھلا ہے - اِسی کے ذریعے سے خدا کی شکرگزاری
اور حمد و ثنا ہوتی ہے - حکیم نے کہا - بہت بہتر! اور اپنے
جی میں ٹھان لی - کہ کل اس کو ٹھیک بناؤنگا - اور اِس
حکمت کا مزہ چکھاؤنگا *

۵ - اگلے دن پھر انہیں دوستوں کی دعوت کی اور حکم
دیا کہ آج بُرے سے بُرا کھانا پکاؤ - ایسپ نے کھانے کے
وقت پھر وُہی زبانیں لا رکھیں اور عرض کیا - کہ جنابِ عالی
دُنیا میں کوئی چیز زبان سے بدتر نہیں - یہ ہی وہ انگشت کی
زبان جنگ و جدل کا سامان - نزاع و تفرقہ کا نشان - عناد
و فساد کی بنیاد - کذب و افترا کا آلہ - فحش بکنے کا ذریعہ -
فضول گوئی کا وسیلہ اور اظہارِ حماقت کا سبب ہے - یہ ہی
بِس کی گانٹھ اکثر خرابیوں کی جڑ اور بہت سے گناہوں
کی اصل ہے - یہ معقول تقریر اور جوابِ باصواب سُن کر
حکیم خاموش ہو رہا اور سمجھ گیا - کہ نکتہ سنجی اور زیرکی اِسی
شخص کا حصّہ ہے *

۶- رفتہ رفتہ ایسپ کے فہم و فراست کی شہرت بادشاہِ وقت کے کانوں تک پہنچی - اُس نے نہایت اشتیاق سے طلب کیا - مگر جب لِقائے شریف کو ملاحظہ کیا - تو اُس کی طبیعت از حد منغّص ہوئی اور ساری خوبیاں اور اوصاف جو سُنے تھے اُس کے دل سے محو ہو گئے - مگر حُسنِ باطن کب چھپا رہتا ہے؟ آخر جلوہ گر ہوا - اُس وقت بادشاہ نے ایسپ کا یہ مقولہ یاد کیا :-

ساغر زریں ہو یا مٹی کا ہو اِک ٹھیکرا
تو نظر کر اُس پہ - جو کچھ اُس کے اندر ہو بھرا

یاد کرو تلفظ اور معنی

موجِد	عِبرت	عَلّامَہ	کلید	اِفترا
حیوانِ مُطلق	گوناگوں	عَصر	دَلائِل	نُکتہ سنجی
حیوانِ ناطق	غَیظ	کَرِیہُ المَنظَر	دَرس	زیرک
ذِی روح	خصائل	بَد قوارہ	تدریس	فراست
عَلَی الخصوص	ذکی	کوز پُشت	نِزاع	لِقا
مؤثر	لطیف	نفور	تفرقہ	مُنغّص
تعالیٰ	ظریف	رموز	عِناد	محو

(۶) علم کی ضرورت

مولانا خواجہ حالی

گیا دورہ حکومت کا بس اب حکمت کی ہے باری
جہاں میں چار سُو علم و عمل کی ہے عمل داری
جنہیں دُنیا میں رہنا ہے رہے معلوم یہ اُن کو
کہ ہیں اب جہل و نادانی کے معنی ذلت و خواری
ضرورت علم و دانش کی ہے ہر فن اور صناعت میں
نہ چل سکتی ہے اب بے علم نجاری - نہ معماری
جہاں علم تجارت میں نہ ماہر ہونگے سوداگر
تجارت کی نہ ہوگی تا قیامت گرم بازاری
نہ آئیگی پسند اُن نوکروں کی خدمت و طاعت
جنہیں پائینگے آقا زیورِ تعلیم سے عاری
اگر چاہینگے کرنی آدمی گھوڑوں کی سائیسی
تو دینا ہوگا اُن کو امتحانِ علمِ بیطاری
نہ مستغنی رہیں گے علم سے ہیں اب نہ باورچی
ہُوا ہے مدرسوں سے مطبخوں تک فلسفہ جاری
یقیں جانو کہ آئندہ ملیگی درس گاہوں میں
گر آٹا پیسنے کو چاہیے گی اِک پسنہاری

پانچویں کتاب

کوئی پیشہ نہیں اب معتبر بے تربیت ہرگز
نہ فصّادی - نہ جرّاحی - نہ کُحّالی - نہ عطّاری

جہاں تک دیکھیے تعلیم کی فرمانروائی ہے
جو سچ پوچھو تو نیچے علم ہے اوپر خدائی ہے

گئے وہ دن کہ تھا علم و ہنر انسان کا اک زیور
ہوئی ہے زندگی خود منحصر اب علم و دانش پر
کوئی بے علم روٹی سیر ہو کر کھا نہیں سکتا
نہ زرگر اور نہ آہنگر - نہ بازی گر نہ سوداگر
مہندِس چاہیے مزدور اب اور راج اُقلیدس
بس اب دنیا میں بے علموں کا ہے اللہ ہی یاور
نہ پہنیگا کوئی جاہل کی شاید سی ہوئی جوتی
بس اب موچی فلاطوں سے یونہیں کچھ ہوں تو ہوں کمتر
جہانداری میں آج ایک ایک غافل ہے جم و کسریٰ
جہانگیری میں ہے اک اک سپاہی طُغرل و سنجر
گئے وہ دن کہ تھے محدود کام انسان کے سارے
برابر تھا بیے کا گھونسلا اور آدمی کا گھر
یہ دَورہ ہے بنی آدم کی روز افزوں ترقی کا
جو آج اک کام ہے اعلیٰ - تو کل ہے اُس سے اعلیٰ تر

کوئی دن میں خسارہ سب سے بڑھ کر اُس کو بھگتینگے
کہ دو دن آدمی ٹھہرا رہے یاں ایک حالت پر
نہ تھا غیر از ترقی فرق کچھ اِنسان و حیواں میں
دیا ہے امتیاز انساں کو یہ تعلیم نے آکر

زمانہ نام ہے میرا تو میں سب کو دکھا دونگا
کہ جو تعلیم سے بھاگینگے نام اُن کا مِٹا دونگا

یاد کرو تلفظ اور معنی

صُناعت	مُستغنی	جرّاح	پاور	کیسرے
نجّار	مبکاول	کُحّال	تربیت	طُغرل
گرم بازاری	مَطبخ	مُنحصر	اِمتیاز	سنجر
عاری	فلسفہ	ببر	محمود	فلاطون
بیطار	فصّاد	مُہندس	جم	رُوزافزُوں

(۷) کلکتہ

۱- شہر کلکتہ زمانۂ سابق میں ایک قریہ تھا- وجہ تسمیہ اُس کی یہ ہے کہ کالی نام یہاں ایک بُت ہے اور کتّا بنگلہ زبان میں صاحب کو کہتے ہیں- اسلیئے یہ گاؤں کالی کتّا مشہور ہؤا- رفتہ رفتہ کثرتِ استعمال نے کلکتہ بنا دیا+

۲- عہدِ عالمگیر میں بڑا شہر بندر ہُگلی تھا- اِسی بندر میں تجارتی جہاز لنگر انداز ہوتے تھے اور اکثر تجارت پیشہ لوگوں کی یہاں سکونت تھی- چنانچہ انگریزی کمپنی کی کوٹھی بھی وہیں تھی- اتفاقاً زمین کے دھنس جانے سے انگریزی کوٹھی مُنہدم ہو گئی- بہت سا مال و اسباب تلف ہؤا- تب مسٹر چانک نے دوسرے مقام پر کوٹھی کی بِنا ڈالی اور دو منزلہ سہ منزلہ عمارتیں بنانے کا اِرادہ کیا- مغل تاجروں کو یہ امر شاق ہؤا- اُنہوں نے فوجدار سے شکایت کی- اُس نے صوبہ دار بنگالہ کو اطلاع دی- وہاں سے ممانعت کا حکم صادر ہو گیا- ناچار مسٹر چانک اپنا جہاز لیکر دکھن کو چل دیا+

۳- اُن دِنوں اورنگ زیب مہمّاتِ دکن میں مصروف تھا اور قحط عظیم کی وجہ سے بادشاہی لشکر کو سخت تکلیف

ہو رہی تھی - کرناٹک کی کوٹھی کے انگریزی افسر نے بہت
سا غلّہ اور سامانِ رسد لشکر شاہی کو پہنچایا - اس خدمت
شائستہ کے صلے میں بادشاہ نے انگریزوں کو معافی محصول
کی سند عطا فرمائی اور کوٹھی کے بنانے کی اجازت دے دی -
تب مسٹر چانک شاہی فرمان لیکر بنگالہ کو واپس آیا - اور
موضع کلکتہ میں کوٹھی تعمیر کی - تجارت کی بدولت آبادی روز
بروز بڑھتی گئی - پھر جو گورنر آیا - آبادی کی ترقی اور تعمیر کی
افزائش پر متوجّہ رہا - چنانچہ کرنیل کلایو نے پلاسی کی فتح
کے بعد شہر سے کچھ فاصلے پر قلعۂ فورٹ ولیم تعمیر کرایا -
اُس کی ساخت اور طرز عمارت اِس بلاد کے قلعوں سے
نہیں ملتی - نئے انداز کا اور نہایت مضبوط و مستحکم ہے ٭
۴ - خاص کر لارڈ ولزلی کے عہدِ گورنری میں اِس شہر کا
اُسلوب نہایت خوب ہو گیا - ایک عمارت عالیشان منجانب
کمپنی تعمیر ہوئی - غرض تجارت کی گرم بازاری اور انگریزی
حکومت کا صدر مقام ہونے کے باعث ہر قسم کے اہلِ
پیشہ - صنّاع - ساہوکار وہاں بکثرت آباد ہوتے گئے اور اپنے
اپنے مقدور کے موافق حویلیاں اور کوٹھیاں تعمیر کرائیں -
فی الحال یہ ہی شہر صوبۂ بنگالہ کا دار الصدر اور کُل ہندوستان

کا دار السلطنت ہے۔ دریائے ہگلی کے دونو کناروں پر
اُس کی آبادی ہے +

۵۔ خاص شہر چھ میل طویل اور ڈیڑھ میل عریض ہے
جس میں اہلِ فرنگ رہتے ہیں۔ وہاں کے مکان نہایت
عالیشان اور سڑکیں بہت خوش قطع اور فراخ ہیں۔ ایوانِ
گورنری کے سامنے ایک بڑا وسیع میدان ہے۔ اُس میں
کئی سڑکیں نکلی ہیں۔ جن پر صبح و شام اکثر صاحبان
انگریز سیر و تفریح کے لئے سوار ہو کر نکلتے ہیں۔ دریائے
ہُگلی اِس شہر کے متصل نِصف میل کی چوڑائی میں بہتا
ہے۔ اُس کے کنارے کنارے پختہ سڑک اور مضبوط دیوار
تعمیر کی گئی ہے۔ جہازوں اور کشتیوں سے مالِ تجارت
اُتارنے کے لئے چند گھاٹ بنے ہوئے ہیں۔ کُل تعداد اِس
شہر کے باشندوں کی قریب آٹھ لاکھ کے ہے +

یاد کرو تلفّظ اور معنی

قَریَہ	مُنْہَدِم	مُہِمّات	بِلاد	صَدْر
تَسْمِیَہ	شَاق	شائِستہ	مُسْتَحْکَم	صَنّاع
لَنگَر	صادِر	صِلہ	اُسلوب	اَیوان

(۸) حیا

از مؤلف

او حیا او پاسبانِ آبرو
نیکیوں کی قوّتِ بازو ہے تو

پاکدامانی پہ تجھ کو ناز ہے
کیا ہی تیرا دل پذیر انداز ہے

جب سمائی آنکھ میں تو مثلِ نُور
بد نگاہی سے رہی وہ آنکھ دُور

دامنِ عصمت کو تو رکھتی ہے پاک
ہے سدا جُرم و گنہ سے تجھ کو باک

گر نہ ہوتا درمیاں تیرا حجاب
فعلِ بد سے کون کرتا اجتناب

خواہشوں کو جو نہ تو دیتی لگام
آدمی حیوان بن جاتے تمام

جب خطا کرتی ہے دل میں شور و شر
تو ہی بن جاتی ہے واں سینہ سپر

ذلت و خواری تجھے بھاتی نہیں
تابِ رُسوائی کی تو لاتی نہیں

تو مذمّت کو سمجھتی زہر ہے
اور ملامت تیرے حق میں قہر ہے

مُفلسوں کی ہے تو ہی پشت و پناہ
تو سُجھاتی ہے عرق ریزی کی راہ

تو تہی دستی کے ہو جائیں شکار
ہے مگر تجھ کو گدائی ننگ و عار

ہے ترے نزدیک مرجانا پسند
پر نہیں ہے ہاتھ پھیلانا پسند

اِس قدر تجھ کو نہیں پروائے ناں
جس قدر تو آن پر دیتی ہے جان

آبرو کھوتی نہیں از بہرِ قُوت
لب پہ بن جاتی ہے تو مُہرِ سکوت

اَغنیا کے دِل کو گرماتی ہے تو
بُخل اور خسّت سے شرماتی ہے تو

تو ہی سکھلاتی ہے اُن کو بذلِ مال
زخمِ خنجر ہے تجھے ردِّ سوال

یاد کرو تلفظ اور معنی

دِل پذیر	رِجاب	مَذمّت	قُوت	رُخصَت
عِصمَت	اِجتِناب	عُرقریزی	سُکوت	بَدَل
باک	سِینہ سپر	عَار	اَغنیا	خَنجَر

(۹) صَرفِ دَولت

۱- ظاہرا مال و دولت کا حاصل کرنا مقصود سمجھا جاتا ہے - لیکن حقیقت پر غور کرو - تو کسبِ دولت میں کوئی نفع نہیں - بلکہ نفع جو کچھ ہے - وہ اُس کے با موقع صرف اور صحیح استعمال میں ہے *

۲- دولت پیدا کرنے کے طریقے بہت ہیں - مگر اُن میں سے تین اُصول ہیں اور باقی اُن کی شاخیں یا اُن کے ماتحت ہیں * پہلا طریق کاشتکاری - دوسرا صنعت - تیسرا تجارت ہے - اِن کے علاوہ جتنے پیشے اور کام ہیں - وہ سب اِنہیں تین اُصول کے لوازم ہیں *

۳- ہر ایک طریقہ کے اختیار کرنے سے پیشتر اُس کا علم حاصل کرنا ضروری ہے - علم کے بعد اُس کے عمل کی مشق واجب ہے - ہر ایک شخص اِنہیں طریقوں میں سے

کسی نہ کسی کا علم و عمل سیکھتا اور دولت کماتا ہے - مگر بہت کم ایسے ہیں - جو مصارف کے اصول و قواعد بھی جانتے ہوں - اسی لئے اکثر آدمی باوجود دولت پیدا کرنے اور کمانے کے سخت مصیبتیں اٹھاتے ہیں - اُن کی مثال ایسی ہے کہ پانی کی آمد کا رستہ تو بنا لیا - مگر نکلنے کا بندوبست کچھ نہ کیا - یا تو اتنے سوراخ پیدا ہو گئے - کہ اِدھر پانی آیا اُدھر نکل گیا - یا ایسا رُکا - کہ اُس میں عفونت اور بدبو پیدا ہو گئی - پس ہر انسان پر واجب ہے - کہ بقدرِ ضرورت مصارف کے طریقوں کا بھی علم حاصل کرے ٭

۴ - پہلا ضروری مصرف یہ ہے کہ اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لئے خوراک - لباس اور مسکن مناسب حال بہم پہنچائے - اگر کوئی شخص اپنی ذاتِ خاص کے لئے مقدار قلیل پر قناعت کرے - تو مضائقہ نہیں - اِلا متعلقین کو اپنی پیروی پر مجبور نہ کرے - اُن کے ضروری مصارف مناسب حال بافراغت دے - اسی کا نام سیر چشمی ہے ٭

۵ - دوسرا ضروری مصرف یہ ہے - کہ عزیزوں - قریبوں اور دوستوں کو ہدیہ و تحفہ دے اور اُن کے ساتھ سلوک کرے -

اگرچہ وہ دولتمند ہوں - کیونکہ اِس طریقے سے محبت و اتحاد کو ترقی ہوتی ہے - اِسی کو مُروّت کہتے ہیں +

۶ - تیسرا ضروری مصرف یہ ہے کہ جس قدر ہو سکے۔ مُحتاجوں اور بیکسوں کی امداد اور دستگیری کرے - اِسی کا نام سخاوت ہے +

۷ - چوتھا مصرف یہ ہے کہ اُن لوگوں کا واجبی حق ادا کرے جو اُس کی خدمت کرتے اور کار و بار میں مدد دیتے ہوں - کیونکہ آدمی اپنے تمام کام اپنے ہی ہاتھ سے نہیں کر سکتا - پس جو خادم اُس کا وقت بچاتے ہیں وہ مستحقِ عِوَض ہیں +

۸ - پانچواں مصرف یہ ہے کہ بلاتعیّن رفاہِ عام میں دے مثلاً پُل - مدرسہ - کُنوآں - شفاخانہ - مہمان خانہ وغیرہ بنائے - جس سے عامّہ خلائق کو نفع پُہنچے + غرض مال کا استعمال مناسبت و اعتدال کے ساتھ ہو - تو حُسنِ اعمال اور حصولِ کمال کا وسیلہ ہے - اِسی کو کفایت شعاری کہتے ہیں - ورنہ کمی اور بیشی کی صورت میں مال آفت و وبال جی کا جنجال اور باعثِ زوال ہے +

۹ - مصارف ضروری میں کمی کرنا بُخل کہلاتا ہے - اور

زیادتی کرنا اسراف - یہ دونو صورتیں اگرچہ ظاہرا ایک دوسرے
کی ضد ہیں - اِلّا مآل دونو کا ایک ہے - اسلئے کہ مال خود
مقصود اصلی نہیں ہے - بلکہ اصل مقصد وہ حاجات ہیں -
جو مال کے ذریعے سے پوری ہوتی ہیں - اور اُن کا پورا
ہونا بخل اور اسراف دونو میں معلوم - پس یہ بھی بُرا
اور وہ بھی مذموم ہے *

بخیل اور مُسرف ہیں محرُوم دونو
کہ دولت کو کرتے ہیں معدوم دونو

یاد کرو تلفظ اور معنی

کسب	مصارف	متعلّقین	مستحق	معدوم
اصول	عفونت	سیر چشمی	رفاہ	حسنِ اعمال
ماتحت	مصرف	اِتحّاد	مآل	اِسراف
لوازم	قلیل	دستگیری	مذموم	مُسرف

از مؤلف

(۱۰) بخیلی اور فضولی

اری بخیلی! اور اے فضولی! تمہارا دونو کا مُنہ ہو کالا
گناہگاری کے تم ہو چشمے۔ تمہیں سے نکلیں خراب رسمیں
تمہیں نے دَم بھر میں سب گنوایا۔ تمہیں نے سب خاک میں ملایا
کمانے والوں نے جو کمایا۔ بصد مشقت کئی برس میں
نہ مال و دولت کے فائدوں ہی سے کر کے محروم تم نے چھوڑا
بنایا بد عہد اور بیدرد بل۔ کھلائیں جھوٹی ہزار قسمیں
لگا کے حرص و طمع کا پھندا۔ سکھایا خود مطلبی کا دھندا
بنایا حق تلفیوں کا بندا۔ پھنسا کے تم نے ہوا ہوس میں
ہوئی بخیلوں کی کیا بُری گت۔ نہ پاسِ عزت نہ کچھ حمیت
نہ حوصلہ ہی رہا نہ ہمت۔ نہیں ہے فرق اُن میں اور مگس میں
لُٹا کے دولت کو اپنی مسرف ہوئے ہیں کیا کیا ذلیل احمق
کہ جیسے بے بال و پر کی چڑیا۔ اسیر ہو گوشۂ قفس میں

یاد کرو تلفظ اور معنی۔

صَدَ	ہَوَا	حَمِیَّت	بال	مَگَس
خود مطلبی	پاس	اَسِیر	قَفَس	حَق تَلَفی

(۱۱) ہمّت

۱- ایک جوان تھا صاحبِ ثروت- مُفت خوار اور بد رویّہ- دوستوں اور نالائق ہمنشینوں کی صحبت نے اُس کو ایسا خراب و خستہ کر دیا کہ تھوڑے عرصے کے اندر بہت سی جائداد عیّاشی- فضول خرچی اور سیر تماشے میں اُڑا دی- نہ رہنے کو مکان رہا- نہ چڑھنے کو سواری- قدیم الخدمت ملازموں نے چندے رفاقت کی- مگر جب دیکھا کہ ولی نعمت آپ ہی نانِ شبینہ کو مُحتاج ہیں- تو وہ بھی ایک ایک کر کے چل دئے- دغا باز یاروں اور کمینہ خصلت مصاحبوں نے تو پہلے ہی سے جب صاحبی بگڑتی دیکھی- آمد و شد میں کمی کر دی- یہاں تک کہ اُس کی صورت سے نفرت کرنے لگے ٭

۲- جب انقلابِ زمانہ کا یہ رنگ دیکھا- تو اُس جوان سے اپنی ذلیل حالت اور درماندگی و مُصیبت کا تحمّل نہ ہو سکا- مارے غیرت کے دل میں ٹھان لی کہ ایک گوشے میں جا کر مر رہئے- جہاں کسی کو پتا نشان نہ ملے- غرض خود کُشی کا عزم بالجزم کر کے وہ ایک پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گیا- وہاں سے اُس کو وہ تمام دیہات- باغات اور عمارات نظر آئیں

جو ایک روز اُس کی ملکیت اور بلا شرکت غیرے اُس کے قبض و تصرّف میں تھیں - اُن کو ملاحظہ کرکے وہ دفعتہً عالم حیرت میں کھڑا رہ گیا - طرح طرح کے خیالات اُس کے دل میں جوش مارنے لگے - سوچتے سوچتے اُس کی ہمّت اور استقلال نے یہ فیصلہ کیا - کہ جو ہو سو ہو - کُل جائداد میں دوبارہ حاصل کرونگا *

۳ - یہ فیصلہ کرکے پہاڑ سے نیچے اُترا اور مزدوروں کی ایک جماعت میں شریک ہُوا - جو کوئلہ ڈھونے میں مصروف تھے - شام کو جو اُجرت ملی - اُس میں سے کُچھ صرف میں لایا اور کُچھ پس انداز کیا - چندے اِسی طور سے حمّالی کرتا رہا - آخر اِتنی حیثیت ہو گئی کہ اُس نے تجارت کا سلسلہ شروع کر دیا - ایک مدّت تک نہایت محنت اور کفایت شعاری سے اُس کام کو انجام دیا - یہاں تک کہ وہ مدّت قلیل میں ایک مُتموّل سوداگر بن گیا - اُس نے اپنی کُل جائداد پھر خریدی اور مرتے وقت چھ لاکھ روپے نقد اپنے ترکے میں چھوڑے *

۴ - اِس میں شک نہیں کہ جو کچھ اُس نے ارادہ کیا تھا - اپنی قوّتِ بازو اور جدّ و جہد سے اُس کو پورا کر دکھایا -

ہمت کا دھنی اور استقلال کا پورا تھا۔ لیکن وہ بُخل نہ کرتا اور اپنی دولت کو کسی کارِ خیر میں صرف کر جاتا۔ تو نہایت فخر کے لائق ہوتا ❖

یاد کرو تلفظ اور معنی

ثروت	رِفاقت	اِنقلاب	حمالی	جدّ
عیّاشی	ولی نعمت	درماندگی	مُتموّل	جہد
قدیم الخدمت	نانِ شبینہ	جزم	تموُّل	قہر

(۱۴) سچّائی

۱۔ سچائی سے صرف یہ ہی مُراد نہیں ہے کہ آدمی کوئی بات خلافِ واقع نہ کہے۔ بلکہ سچّائی کئی طرح کی ہوتی ہے جو شخص جملہ اقسام میں کمال رکھتا ہو۔ وہی کامل سچّا ہے ❖

۲۔ بات کی سچّائی یہ ہے کہ کسی قسم کی دروغ گوئی نہ کرے۔ نہ تو خبر کے بیان میں جو ماضی و حال سے متعلق ہو اور نہ وعدہ میں جو مستقبل سے منسوب ہو۔ بلکہ یہاں تک تاکید کی گئی ہے کہ چھوٹے بچّوں کو بہلانے یا کسی کام پر رضامند کرنے یا مکتب بھیجنے کی غرض سے جو

وعدے اُن کے والدین یا مربی کریں - اُن کو ضرور وفا کرنا چاہیئے - ورنہ دو باتوں کا اندیشہ ہے - ایک تو وعدہ کرنے والے کے دل میں کجی و ناراستی پیدا ہوتی ہے - دوسرے بچّے کو جھوٹ کی تعلیم - یعنی وہ بھی اِس نظیر کی تقلید و پیروی کریگا اور دروغ گوئی اور وعدہ خلافی کو ایک معمولی بات سمجھیگا - غرض بات کی سچّائی کا کمال یہ ہے کہ ایسے کلام سے بھی پرہیز کرے جو ذوالمعنی ہو اور سُننے والے کو دھوکے میں ڈالے - یعنی متکلّم کے نزدیک اِس کے معنی کچھ اَور ہوں اور سامع کچھ اَور سمجھ جائے ❖

۳ - اگر ایسا موقع آئے جہاں سچ بولنا مصلحت کے خلاف ہو - مثلاً معرکۂ جنگ میں بمقابلۂ غنیم - تو مناسب یہ ہے - کہ رمز و کنایہ سے بات کہے یا جواب دینے سے صاف انکار کر دے - صریح جھوٹ ہرگز نہ بولے - کیونکہ جب زبان سے ناراست بات نکلتی ہے - تو دل کی راستی اور صفائی میں خلل واقع ہوتا ہے ❖

۴ - نیت کی سچّائی یہ ہے - کہ انسان جس کام کا قصد کرے - خلوص کے ساتھ کرے - اُس میں خود غرضی فریب یا ریا کا لگاؤ نہ ہو - مثلاً کوئی شخص خیرات کرنے کا ارادہ کرے

اور اُس کے دل میں یہ بھی خیال ہو کہ ایسا کرنے سے میری ناموری ہوگی - تو وہ نیّت کا سچّا نہیں ہے - کیونکہ یہ ارادہ اُس نے دوسروں کی فائدہ رسانی کے واسطے نہیں کیا - بلکہ اپنی ناموری کی غرض سے کیا ہے ؞

۵ - ایک اِرادہ کی سچّائی ہوتی ہے - وہ یہ ہے کہ انسان جب کسی نیک کام کا ارادہ کرے - تو پختگی کے ساتھ کرے اُس میں ضُعف - تذبذب - دو دلی نہ ہو - مثلاً ایک شخص نے ارادہ کیا کہ اُس کو اپنی سالانہ آمدنی سے ہزار روپے پس انداز ہونگے - تو فائدہ عام کے لئے ایک عمارت تعمیر کرائیگا - اگر یہ اِرادہ اُس کے دل میں پُختہ ہے - تو اُس کا عزم صادق کہلائیگا - ورنہ کاذب ؞

۶ - عہد کی سچّائی یہ ہے کہ انسان نے جس کام کے پورا کرنے کا عہد کیا ہو - حتے المقدور اُس میں کوشش کرے اور جب تک اپنے عہد کو وفا نہ کرلے سعی و کوشش سے باز نہ رہے ؞

۷ - عمل کی سچائی یہ ہے کہ انسان اپنے کاموں میں تکلّف اور بناوٹ نہ کرے - اپنی حالت کو اَوروں کی نظر میں ایسی نہ دکھائے - جیسی کہ حقیقت میں نہیں ہے - مثلاً کوئی شخص

عالم نہ ہو اور عالموں کی سی طرز و رَوِش اِس غرض سے اختیار کرے کہ وہ لوگوں کے نزدیک عالم سمجھا جائے۔ تو ایسا شخص گو زبان سے جھوٹ نہیں بولتا۔مگر عملاً کاذب ہے ٭

६ जून ९६ ३९

یاد کرو تلفّظ اور معنی

ماضی	نظِیر	مَعْرِکہ	خُلُوص	صَادِق
مُستَقبِل	تقلید	کِنایَہ	رِیَا	کاذِب
والِدَین	ذُو معنی	حَتّے المَقدُور	پس انداز	عَمَلاً
مُربّی	مُتَکَلِّم	صَرِیح	تذَبذُب	رَوِش

از مؤلف

(۱۳) ایک گدھا شیر بنا تھا

پایا تھا اک گدھے نے کہیں پوستین شیر
سوچا۔کہ اس کی آڑ میں کچھ کھیلئے شکار
نادان اُس کو پہن کے کھیتوں میں جا گھسا
دیکھا جو شیر سہم گئے اُس سے کاشت کار
لیکن وہ اپنی بولی جو بولا۔ تو کھل گیا
ہے شیر کے لباس میں پوشیدہ اک حمار
جب کھل گیا قریب تو پھر مارے طیش کے

हिमार
गधा

لے لے کے اپنی لاٹھیاں سب چل پڑے گنوار
چاروں طرف سے گھیر کے لی خوب ہی خبر
لوگوں نے مار پیٹ میں رکھا نہ کچھ اُدھار
مرنے میں کیا رہا تھا - مگر خیر ہو گئی
بھاگا دبا کے دُم - تو بھی اُس کی جان زار
چھپتی نہیں ہے بات بنائی ہوئی کبھی
آخر کو ہو کے رہتی ہے اصلیّت آشکار
بچیو سدا تکلّف و نا راستی سے تُم
کرتا ہے آدمی کو یہ شیوہ ذلیل و خوار
رشتہ کو راستی کے نہ زنہار چھوڑنا
ہوتا ہے راستی ہی سے انسان رُستگار
جو بات تھی صلاح کی سو ہم نے دی بتا
آئندہ اپنے فعل کا ہے تم کو اختیار

یاد کرو تلفّظ اور معنی

سہم	طیش	شیوہ
حمار	زار	رُستگار

حکایت (۱۴)

از مؤلف

راوی نے ہے اس طرح خبر دی
اِک شب لگی بندروں کو سردی

سردی نے دیا جو سخت آزار
جویا ہوئے آگ کے وہ ناچار

ہر چار طرف دوا دوش کی
پائی نہ کہیں دوا خلش کی

ناگہ چمکا جو کرمِ شب تاب
اَخگر اُسے جان کر لیا داب

ناچے کودے خوشی سے باہم
تنکے پتّے کیئے فراہم

رکھ کر اُسے خار و خس کے اندر
پھونکیں لگے مارنے وہ بندر

لیکن ہؤا فائدہ نہ کچھ بھی
اُٹھا نہ دُھواں نہ آگ سُلگی

کرتے رہے پھر بھی کام اپنا
چھوڑا نہ خیالِ خام اپنا

صحرا میں جو اور جانور تھے
وہ تجربہ کار و با خبر تھے

سمجھانے لگے ز روئے شفقت
یوں وقت کو رائگاں کرو مت

اِس کام سے کیجیئے کنارہ
جگنو کو نہ جانیئے شرارہ

سمجھانے سے وہ مگر نہ سمجھے
جب تک نہ ہوئی سحر نہ سمجھے

یاروں نے کہی تھی بات ڈھب کی
غرّا کے اُنہیں دکھائی بھبکی

ناداں رہے رات بھر اکڑتے
سر مارتے ایڑیاں رگڑتے

جب صبح ہوئی تو شک ہؤا دور
شرمندہ ہوئے بہت وہ مغرور

سُن لو نہ سُنیگا جو نصیحت
ہوگا وہ اِسی طرح فضیحت

یاد کرو تلفظ اور معنی

راوی دوا دوش کرزم شب تاب خار شہزادہ
جویا فلش اخگر خس فضیحت

(۱۵) ثمرۂ اعمال

۱-انسان کا کوئی کام اور کوئی خیال ایسا نہیں ہے- جو بے انتہا نتیجے پیدا نہ کرتا ہو- اعمالِ بد اور نیک دونو ہمیشہ قائم رہتے اور اپنے ثمرے پیدا کرتے ہیں- ہاں یہ ممکن ہے کہ وہ ہم کو نظر نہ آئیں ؀

۲-ذلیل سے ذلیل اور ادنےٰ سے ادنےٰ آدمی بھی یہ دعوےٰ نہیں کر سکتا- کہ میرے قول و فعل کا کسی پر کچھ اثر نہیں- اس تمام کائنات میں کوئی کسی سے جُدا نہیں- سب ایک سلسلہ میں وابستہ ہیں- سب ایک دوسرے کے محتاج ہیں- پس ہر فرد بشر اپنی بد اعمالیوں اور نیک اعمالیوں سے دنیا کی بدیوں اور نیکیوں کی تعداد بڑھا رہا ہے- جس طرح اگلوں کے اقوال و افعال کا اثر ہم پر ہے- اسی طرح ہمارے اعمال کا اثر آئندہ زمانے میں آنے والی قوم پر ہوگا ؀

۳-انسان ایک ثمرہ ہے - جو سینکڑوں صدیوں کی سعی و کوشش سے تربیت پاکر اِس حالت کو پہنچا ہے - گویا تمام گزشتہ نسلیں ایک دوسرے کے دوش بدوش کھڑی ہیں - اِسی طرح موجودہ نسلیں بھی قول و فعل کے سلسلہ کو آئندہ نسلوں میں جاری رکھینگی - پس کسی انسان کا کام فنا نہیں ہوتا - ہاں یہ ممکن ہے کہ اُس کا جسم خاک ہوکر ہوا میں اُڑ جائے - اُس کا ذرّہ ذرّہ ایسا منتشر ہو - کہ کہیں پتا نہ ملے - تاہم اُس کے عمل نیک ہوں خواہ بد ہمیشہ اپنا اثر پیدا کرتے رہینگے + اگر انسان اِس مضمون کو خوب سوچے - تو معلوم ہو کہ اِس کے ذمّہ کتنی بڑی جواب دہی ہے - ایسے ہی غور و فکر کے بعد انسان اپنے نیک کاموں سے خوش اور بُرے کاموں سے خوف زدہ ہو سکتا ہے +

۴-اِس جہان کے ایک ایک ذرّہ میں انسان کی بھلائی بُرائی کا اثر موجود رہتا ہے اور ہمیشہ رہیگا - ہوا ایک کتب خانہ ہے - جس میں ہر انسان کے الفاظ لکھے رکھے ہیں - وہ کُل وعدے جو وفا نہ ہوئے - وہ جُملہ سخت الفاظ جو مُنہ سے نکالے گئے - وہ تمام گالیاں جو دی گئیں - سب کا نقش ہوا میں موجود ہے - صرف ہوا ہی نہیں - بلکہ زمین - سمندر اور تمام

اشیا انسان کے افعال اور خیالات کی شاہد ہیں +

۵ - غرض جو کام ہم کرتے ہیں - جو لفظ ہم بولتے ہیں - جو حرکت ہم کرتے ہیں - جو بات ہم سُنتے ہیں - سب ہیں اثر ہے - اور وہ اثر برابر پھیلتا جاتا ہے - صرف ہماری ہی ذات پر محدود نہیں رہتا - بلکہ ساری قوم کو اپنے رنگ میں رنگتا ہے +

یاد کرو تلفّظ اور معنی

ثَمرہ	وَابَستہ	اَقْوال	مُنتشِر	شاہد
کائنات	بَشَر	دُوش	اَلفاظ	مَحْدُود

(۱۶) حکایت

از مؤلف

ایک بچّہ کہ ابھی کچھ اُسے تمیز نہ تھی
کھیلنا - کودنا - کھانا - یہی معمول تھا بس
ایک تالاب تھا دو چار قدم گھر سے پرے
صاف پانی سے جو تالاب کو پایا لبریز
آس پاس اپنے جو پایا کوئی کنکر پتھر
کھیل تھا پہلے تو - اب طرفہ تماشا دیکھا
دائرہ ایک بنا ایسا - کہ بڑھتا ہے محیط

لہو و بازی سے پسندیدہ کوئی چیز نہ تھی
انہیں طفلانہ تمناؤں میں مشغول تھا بس
دل میں لہر آئی - لبِ آب ذرا سیر کیجے
کھیل کا شوق طبیعت میں ہوا اور بھی تیز
پھینک مارا اُسے پانی میں بہت خوش ہو کر
دل ہی دل میں متحیّر تھا - کہ یہ کیا دیکھا
گھیر لی جس نے - کہ تالاب کی کُل سطح بسیط

پھر تو کھیل اُس کا اِسی شغل پہ موقوف رہا	اِسی نظارہ میں تا دیر وہ مصروف رہا
اِسی اثنا میں ہؤا بچّہ کی ماں کا بھی گزر	بولا امّاں ! مجھے آئی ہے عجب چیز نظر
جو نہ دیکھی نہ سُنی تھی کبھی اب سے پہلے	شاید آئی ہے نظر مجھ کو ہی سب سے پہلے
اِک ذرا سی حرکت اور یہ تاثیر عجیب	دائرہ بڑھ کے پہنچتا ہے کنارہ کے قریب
بسکہ جی جان سے اُس شعبدہ پر تھا شیدا	وُسعت دائرہ کی اپنے عمل سے پیدا
تھی وہ ماں اہلِ دل اور نیک منش نیک نہاد	ہنس کے فرمایا مری جاں! یہ نصیحت رکھ یاد
یونہیں ہر کام کا ہو جاتا ہے انجام بڑا	گو کہ آغاز میں ہوتا نہیں وہ کام بڑا
کبھی ادنےٰ حرکت زلزلہ بن جاتی ہے	کبھی ناچیز سی اک بات غضب ڈھاتی ہے

یہ ہی انداز نکو کاری و بدکاری ہے
اوّلاً خاص تھی اب عام ہیں وہ جاری ہے

یاد کرو تلفّظ اور معنی

تمیز	لبِ آب	مُتحیّر	اَثنا	مَنِش
لَہو	لبریز	مُحیط	شَعبدہ	نِہاد
طِفلانہ	طُرفہ	بسیط	شَیدا	زلزلہ

(۱۷) ایک قانعِ مفلس

از مؤلف

سو ہزار ایکڑ ہے کلّن کی زمیں
مِلک میری بھی ایک بھی ایکڑ نہیں

ہے محل اُس کا نہایت شاندار
اور میرا جھونپڑا ہے تنگ و تار

ان گِنت ہے اُس کی نقدی اور مال
ایک پائی کے لیئے میں پائمال

اُس کا رُتبہ ہے بڑا عزّت بڑی
میرے سر پر خاک ذِلّت کی پڑی

پر جہاں تک میری جاتی ہے نظر
مِلک سب اپنی ہی آتی ہے نظر

لُطف جو اِس حال میں ہے بالیقیں
دَولتِ دنیا میں آدھا بھی نہیں

سُست ہے کلّن باہیں ناز و نِعَم
مَیں ہوں چاق و چُست ہر دَم تازہ دم

وال امیرانہ ہے مخمل کا لِباس
مَیں ہوں مُفلِس میری پوشش ہے پلاس

وہ ہے قیدی پاسبندِ مِلک و مال
اور مَیں آزاد ہوں مِثلِ خیال

ڈاکٹر ہیں بیس واں بہرِ علاج
یاں نہیں ہے ایک کی بھی احتیاج

ہے مُصیبت مال و دولت بن گھڑی
لوٹ کا کھٹکا ہے اُس کو ہر گھڑی

ہیں اَجل کو آپ کرنا یاد ہوں
بے غمی سے خُرّم و دِلشاد ہوں

یہ بیاباں یہ سمندر یہ ہوا
گونجتی ہے اِن میں قدرت کی نوا

کان سے کلّن کے لیکن دور ہے
اُس سے یہ اور اِس سے وہ مہجور ہے

زمزمہ قدرت کا ہر دم ہے بلند
مست ہوں میں مجھ کو ہے یہ لَے پسند

३. ढाक वृक्ष, सन का मोटा कपड़ा, टाट, मोटी जाजम

یاد کرو تلفّظ اور معنی

تار	چاق	بُہر	خُرّم	مہجور
رنعم	پلاس	اَجَل	نَوا	زمزمہ

(۱۸) غلامی کا انسداد

۱- اٹھارھویں صدی کے اواخر تک مُلکِ انگلستان میں بھی رسمِ غلامی اُسی طرح جاری تھی۔ جس طرح دنیا کے تمام اطراف و اکناف میں اُس کا عام رواج تھا۔ اکثر آدمیوں کو جبرًا گرفتار کرکے دور دست جزائر میں جہاں مزدوروں کی ضرورت تھی روانہ کر دیتے تھے۔ جس طور سے آج کل اسباب اور مویشی کی فروخت کے اشتہارات اخباروں میں چھپتے ہیں۔ اُسی انداز سے لندن و لیورپول کے اخبارات میں حبشی غلاموں کی بیع کا اشتہار مشتہر کیا جاتا تھا جو حبشی غلام مالک کے جور و جفا سے بہ تنگ آکر فراری ہو جاتا۔ اُس کی گرفتاری کے لئے انعامی اشتہار اُسی طریقہ سے جاری ہوتے تھے۔ جیسے فی زمانہ روپوش مجرم کی نسبت ہوتے ہیں*

۲- اُس تاریک زمانہ میں ایک شخص شارپ نام کھڑا

ہوا- رحمدلی اور خدا ترسی کی راہ سے اُس نے اِس ظالمانہ رسم کے انسداد پر کمر ہمّت باندھی اور غلاموں کی آزادی کا بیڑا اُٹھایا ÷ شارپ کوئی بڑا دولتمند یا صاحب اقتدار آدمی نہ تھا- وہ عہد طفلی میں ایک پارچہ باف کے ہاں کام کرتا تھا- پھر ایک دفتر میں محرّر ہو گیا- مگر اِبتدا ہی سے اُس کو رفاہ خلائق کے کاموں میں سعی و کوشش کرنے کا شوق تھا اور اِس شوق کے ساتھ دلیرانہ ہمّت اور اِستقلال بھی رکھتا تھا ÷

۳- غلاموں کی حمایت پر متوجّہ ہونے کا باعث یہ ہُوا کہ ایک روز شارپ صاحب نے ایک مصیبت زدہ اور بیمار و ناچار حبشی کو در بدر گدائی کرتے ہوئے دیکھا- اُس کا ماجرا پوچھا- تو معلوم ہوُا کہ بے رحم مالک نے غضبناک ہو کر اُس کو ایسی سخت سزا دی تھی کہ پاؤں سے لنگڑا اور آنکھوں سے قریب قریب اندھا ہو گیا- جب کسی کام کا نہ پایا- تو اپنے گھر سے نکال دیا- شارپ کو اُس کے حال زار پر بہت رحم آیا اور اپنے بھائی ولیم کے پاس جو غربا اور مساکین کا علاج کیا کرتا تھا- بھیج دیا- چند روز میں ولیم کے حسن تدبیر اور معالجے سے وہ صحیح اور تندرست

ہو گیا - تب شارپ صاحب نے اُس کو ایک جگہ نوکر رکھا دیا +

۴ - اتفاقاً ایک عرصہ بعد اُس کے مالک نے پہچان لیا - صحیح - سالم اور توانا دیکھ کر طمع دامنگیر ہوئی - یہاں تک کہ اُس بیچارہ کو گرفتار کرا کے حوالات میں بھجوا دیا - جب یہ بلا نازل ہوئی - تو اُس نے اپنے محسن شارپ کے نام خط بھیجا - اُس نے نہایت کوشش کرکے اُس کو عدالت سے رہا کرایا - اِسی طرح وہ اکثر مظلوموں کو ظالموں کے پنجے سے چھُڑاتا اور جور و تعدّی سے بچاتا رہا - لیکن مقدّمات کی پیروی میں اوّل اوّل کوئی وکیل اُس کا مُمِد و معاوِن نہ بنا - اِس لئے شارپ کو خود قانون کا مطالعہ کرنا پڑا - مگر جب اُس کا صِدق نیّت اور اِس کار خیر کی خوبی عیاں ہو گئی - تو چند ذی لیاقت قانون داں بھی اُس کے معین و مددگار بن گئے +

۵ - انجام یہ ہوا کہ شارپ کی مردانہ ہمّت و استقلال نے رسمِ غلامی کو اِنگلستان سے نیست و نابود کرا کے چھوڑا اور یہ قطعی فیصلہ ہو گیا - کہ کوئی غلام ہو انگلستان کی سر زمین پر قدم رکھتے ہی آزاد ہے - پھر اِس جوان

مرد عالی حوصلہ نے لوگوں کا زبردستی جلاوطن کیا جانا اور جزائر کو بھیجنا بھی موقوف کرایا۔ غلاموں کی آزادی کے لئے ایک بڑی سوسائٹی (مجلس) قائم کی۔ جس میں بہت سے جلیل القدر عمائد شریک ہوئے اور رفتہ رفتہ وہ خواہش جو اکیلے شارپ کے دل میں پیدا ہوئی تھی۔ اہلِ انگلستان کا ایک مُسلّمہ مسئلہ بن گئی اور ۱۸۳۴ء میں قلمرو برطانیہ سے سارے غلام یک قلم آزاد کر دئے گئے۔

یاد کرو تلفّظ اور معنی

اَواخِر	جَوْر	اِعْتِدار	نازِل	مُعِین
اَکْناف	جَفا	رِفاہ	تَعَدّی	جَلاوَطَن
دُور دَست	فِی زَمانِنا	غُرَبا	مُحْسِن	جَلِیلُ الْقَدْر
فَرازِی	رُوپوش	مَساکِین	مُمِدّ	عَمائِد
مُشْتَہَر	اِنْسِداد	سالِم	مُعاوِن	مُسَلَّمَہ

(۱۹) علم زندگی ہے

از مولوی عبدالحکیم

دی کسی نے شاہِ کسریٰ کو خبر — ہند میں ہے طرفہ بار آور شجر
ہے ثمر میں اُس کے تاثیرِ حیات — جس نے کھایا مرگ سے پائی نجات
موت آتی ہے و لے مرتا نہیں — اِنقلابِ دہر سے ڈرتا نہیں
وہ ثمر ہے مثمرِ عمرِ ابد — کی بیاں تعریف یوں باشدّ و مد
سُن کے طبعِ شاہ بھی شیدا ہوئی — اُس ثمر کی آرزو پیدا ہوئی
اور کیا اِک معتمد اپنا رواں — بہرِ سیرِ کشورِ ہندوستاں
کی سیاحت اُس نے تا اقصائے ہند — سمت کشمیر و دکن بنگال و سند
تھا وہ سرگرمِ تفحص جابجا — کرتا تھا ہر آدمی سے اِلتجا
اُس شجر کا مجھ کو بتلا دو نشاں — ہے ثمر جس کا حیاتِ جاوداں
لوگ ہنس دیتے تھے سُنکر گفتگو — کچھ نہ کام آتی تھی اُس کی جستجو
چھان مارا گرچہ کُل ہندوستاں — دیکھ ڈالے باغ و راغ و بوستاں
روز و شب کرتا پھرا سیرِ بلاد — پر نہ دیکھی کچھ کہیں شکلِ مراد
آخرش طے کر چکا سب کوہ و دشت — کی بہ مایوسی وطن کو بازگشت
جب چلا واپس براہِ مستقیم — مِل گیا رستہ میں اِک پیرِ علیم
حسبِ استفسارِ پیرِ راز داں — کی مفصّل وجہ غربت کی بیاں
سُن کے سب احوال اور قطعِ امید — اِس طرح گویا ہوا پیرِ رشید

وہ تنجر ہاں علم ہے اے نامور!	زندگانی بخش ہے جس کا ثمر
اے رسولِ بادشاہِ خوش لقا!	علم سے ملتی ہے انساں کو بقا

یاد کرو لفظ اور معنی

کسرے	آبرو	کشور	جاوداں	استفسار
انقلاب	شدّ و مدّ	اقصا	زاغ	ترشّحہ
منتظر	مستحکم	تفحّص	بازگشت	بقا

(۳۰) راستی نجات ہے

از مولوی عبدالحکیم

نقل ہے حجاج خلق آزار تھا	جور پیشہ تند خو جبّار تھا
اِک جماعت کو کیا اُس نے اسیر	اور سنایا حکمِ قتلِ ناگزیر
ایک نے اُن میں سے کی فریاد و آہ	تجھ پہ میرا حق ہے دے مجھ کو پناہ
بولا وہ حق کیا ہے کہ ہم سے بیاں	راستی ناراستی ہو تا عیاں
عرض کی اُس نے فلاں تیرا عدو	کر رہا تھا نا ملائم گفتگو
تیری غیبت میں تجھے بے خوف و بیم	کہہ رہا تھا سخت الفاظِ سقیم
مَیں نے روکا تھا اُسے اِس کام سے	غیبت و بدگوئی و دشنام سے
بس مرا حق تیرے ذمے ہو گیا	تو بھی کر اب قتل سے میرے بچا
بولا حاکم لا کوئی اپنا گواہ	صدق دعوے میں ہے ورنہ اشتباہ
ایک قیدی نے شہادت دی۔ کہ ہاں	سب درست و راست ہے اِس کا بیاں

قصہ یہ گزرا ہے میرے سامنے
جو کہا اِس مردِ نیک انجام نے

سُن کے اُس سے صدقِ دعوے کا پتا
پوچھا۔ تو نے کیوں نہ روکا۔ تو بتا!

مغل اس کے تو نہ کیوں مانع ہوا
کیوں سماعِ ہجو پر قانع ہوا

اپنے کانوں سے سُنی ہجوِ امیر
پھر ہوا تو کیوں نہ اُس پہ [illegible] گیر

تب دیا قیدی نے یوں سچّا جواب
اور کیا حجّاج کی جانب [illegible]

اے ستمگر! اے جفاجو۔ زشت خو!
تو مرا دشمن ہے۔ میں تیرا عدو

میں نہ تیرا دوست ہوں۔ نے خیر خواہ
میں نہیں ہوں تجھ سے جویائے پناہ

میں نہیں تیرا ثناگر۔ نے مدح خواں
کس لئے میں روکتا اُس کی زباں

تجھ کو دشمن جانتا ہوں میں مدام
میں تو خود ہجوگو ہوں تیرا لاکلام

ہجو تیری کیوں نہ سُنتا میں بھلا
میں تو خود ہاجی ہوں تیرا برملا

دل میں جو تھا کہہ دیا سب صاف صاف
بے تکلف بے تصنّع بے گزاف

راستی سے دے دیا سچّا جواب
[illegible] دروغ و کذب سے کیا اجتناب

صدق تو ہے تیغ سے برّندہ تر
کر گیا حجّاج کے دل میں اثر

بولا دونوں کو کیا میں نے رہا
اُس کا حق ہے اور اس نے سچ کہا

یاد کرو تلفّظ اور معنی

حجّاج ناگزیر سَمَاع حرف گیر تصنّع
جُبّاہ شقیم مانع ہاجی گزاف

سفر (۲۱)

۱-اغراض سفر-سفر پانچ اغراض کے لیئے ہوتا ہے-
اوّل-طلب علم کے لیئے-پس جو علوم انسان کے لیئے
ضروری ہیں-اُن کی تحصیل و تکمیل کے واسطے سفر اختیار
کرنا بھی ضروری ہے-اگر سفر سے ایک نکتہ بھی ایسا ہاتھ
لگ جائے-جو تمہارے علم میں افزائش پیدا کرے-تو سمجھ لو
کہ مشقتِ سفر رائیگاں نہیں گئی-البتہ سفر سے اگر ایسا
علم حاصل ہو-جو انسان کے حق میں نافع نہ ہو-تو وہ
سفر لغو و بے سود ہے +

۲-دوم-سفر اِس منشا سے ہوتا ہے کہ آدمی اپنے عادات
و اخلاق کو پہچانے-کیونکہ جب آدمی دوسرے شہروں اور ملکوں
کے باشندوں سے علی الخصوص جب غیر قوم کے لوگوں سے ملتا
ہے-تو اُن کی طرز و روش کو دیکھ کر اپنے اور اپنے اہلِ
وطن کے عیب و صواب سے اطلاع پاتا ہے-مگر جب تک
انسان گھر میں بند رہتا اور اپنے اہلِ وطن کے سوا
دوسروں کو نہیں دیکھتا-اُس وقت تک اپنی قوم اور اپنے
وطن کے ہر ایک طور و طریق کو سب سے بہتر و برتر خیال

کیا کرتا ہے - پس جو غفلت کا پردہ اُس کے دل پر پڑا ہوا ہے - وہ سفر کی برکت سے اُٹھ جاتا ہے اور دوسروں کے مقابلہ سے اپنے عیب و نقص عیاں ہو جاتے ہیں - انسان نے جب اپنے عیب کو سمجھ لیا - تو گویا مرض کو پا لیا اور جب مرض پا لیا - تو پھر علاج کرنا چنداں دشوار نہیں - اِس اِرادہ اور اِس نیّت سے جو لوگ سفر کرتے ہیں - وہ نیکی اور اخلاق کی دولت دوسرے ملکوں سے کما لاتے ہیں اور اُس دولت سے اپنی ہی ذات کو بہرہ مند نہیں کرتے - بلکہ اپنی قوم کو بھی مالا مال کرتے ہیں - پس نہایت مبارک ہے ایسا سفر اور نہایت متبرک ہیں ایسے مُسافر *

۳ - سوم - سفر اِس مقصد سے ہوتا ہے کہ انسان برّ و بحر میں - دشت و جبل میں اور مختلف اقالیم میں عجائب صنع الٰہی کا مشاہدہ کرے اور گوناگوں جمادات اور رنگا رنگ نباتات اور نوع بنوع حیوانات کو نظرِ غور سے ملاحظہ فرمائے - اور اُن کی خلقت میں جو حکمتیں قدرت کاملہ نے رکھی ہیں - اُن کو پہچانے - اِس نیت سے سفر کرنا حقیقت میں اُس خدائی تحریر کا مُطالعہ کرنا ہے جو ہر ایک مخلوق کے چہرے پر مرقوم ہے اور وہ تحریر کسی قوم کی زبان اور کسی ملک کی

رسم الخط کی پابند نہیں ہے۔ اسی لیئے ہر قوم اور ہر ملک کا باشندہ جو دِل دانا اور چشم بینا رکھتا ہو اُس کو بے تکلف پڑھ سکتا ہے ٭

۴۔ چہارم۔ تجارت اور حصُولِ دولت کی غرض سے سفر کیا جاتا ہے۔ دولت کی خواہش اگر اہل و عیال کی پرورش اور اہلِ خاندان کی خبرگیری اور اہلِ وطن کی امداد اور قوم کی فائدہ رسانی کے لیئے ہے تو سراسر طاعت و عبادت ہے اور اگر کسبِ دولت محض شان و شوکت دکھانے۔ شیخی جتانے یا عیش اُڑانے کی نیّت سے ہے۔ تو ایسا سفر ایک بلا ہے۔ کیونکہ جس قدر دولت بڑھیگی۔ اسی قدر حرص پاؤں پھیلائیگی۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ کبھی طلب سے دِل کو سیری نہ ہوگی۔ تمام عمر اسی رنج و کُلفت میں کٹیگی اور جو مقصد ہے۔ کبھی پورا نہ ہوگا۔ ایسا شخص اپنی عُمرِ عزیز کو اُس شئے کی تحصیل میں کھوتا ہے۔ جس سے نہ خود منتفع ہوتا ہے نہ دوسروں کو فائدہ پُہنچاتا ہے ٭

۵۔ پنجم۔ سفر سیر و تفریح کی غرض سے ہوتا ہے تاکہ آدمی کے دل سے وہ کدورت و کُلفت مِٹ جائے۔ جو گوشہ نشینی سے پیدا ہوئی ہو اور وہ کسل و ماندگی رفع ہو جائے۔

جو کثرتِ کار و بار سے لاحق ہوئی ہو - البتہ یہ سفر بھی سودمند ہے - بشرطیکہ کبھی کبھی اور مناسب وقت ہو - ورنہ جن لوگوں کو خواہی نہ خواہی شہر بشہر اور ملک بملک پڑے پھرنے کی لت پڑ جاتی ہے - وہ سفر سے کچھ فیض و فائدہ حاصل نہیں کرتے - بلکہ اُن کی آوارہ گردی کا باعث صرف کاہلی ہوتی ہے - وہ ایک جگہ جم کر بیٹھنا اور کسی مفید کام کے کرنے میں مشقت اُٹھانا نہیں چاہتے - وہ وحشی جانوروں کی مانند روز نیا دانہ نیا پانی پسند کرتے ہیں - ایسے لوگ اپنے آپ کو بھی مفت اذیت دیتے ہیں اور دوسروں کو بھی ناحق تکلیف پہنچاتے ہیں جہاں جاتے ہیں - کسی سخی - کریم - مسافر نواز کو تلاش کرتے ہیں اور جب کچھ ہاتھ نہیں لگتا - تو فاقہ کشی کی نوبت پہنچتی ہے - پس ایسے مسافر حقیقت میں مسافر نہیں بلکہ آوارہ گرد خانہ بدوش ہیں +

یاد کرو تلفظ اور معنی

تحصیل	متبرک	شیوع	رسم الخط	کسل
[illegible]	جبل	گوناگوں	عیاں	منتفع
بحرۂ منجمد	اقالیم	خلقت	تفریح	لاحق

آداب سفر

۱-آدمی جس وقت عزمِ سفر کرے-تو واجب ہے کہ اوّل
جو معاملات داد ستد وغیرہ کے لوگوں کے ساتھ ہوں-اُن کا
فیصلہ کر دے-اِس طرح ہرگز نہ چلا جائے کہ اِس کے جانے
سے کسی کا حرج ہو یا کسی کے کام میں خلل پڑے-اگر
کسی کی امانت اُس کے پاس ہو-تو پہنچا دے یا اُس کا مناسب
انتظام کر دے-اگر صاحب عیال ہے-تو اہل و عیال کے
اخراجات کا معقول بندوبست کر جائے اور نیز اپنے واسطے
اتنا سرمایہ بہم پہنچا لے-جو معمولی اور اتفاقی خرچ کے لئے
کافی و وافی ہو-کیونکہ سفر میں ایسا بھی موقع آ پڑتا ہے کہ
ہم سفروں کے ساتھ سلوک کرنے کی ضرورت ہوتی ہے +

۲-دوم-مسافر کو چاہئے کہ ایک لائق رفیق پیدا کرے-
تاکہ اثنائے سفر میں کوئی مصیبت و آفت پیش آئے-تو
اس رفیق سے اعانت لیلے-اگر کئی شخص ہم سفر ہوں-تو
چاہئے کہ ایک کو اپنا سالار یعنی سردار بنالیں اور سب اُس کی
رائے و حکم کی متابعت کریں-تاکہ آپس میں تفرقہ اور مخالفت
پیدا نہ ہو + سفر میں اکثر مختلف صورتیں پیش آ جاتی ہیں

جن میں مُسافر متردّد ہوتا ہے کہ کس کو ترک اور کس کو اختیار کرے پس بہتر یہ ہے کہ ہر ایک مسافر جو کچھ اپنے نزدیک مصلحت سمجھے ظاہر کر دے۔ اِلّا فیصلہ ایک شخص کی راے پر موقوف رکھیں۔ کیونکہ جس کام کا ذمّہ وار ایک شخص خاص نہیں ہوتا۔ وہ اکثر خراب و تباہ ہو جاتا ہے۔ سردار قافلہ ہمیشہ ایسا آدمی ہونا چاہیئے۔ جو اُس جماعت میں سب سے زیادہ خلیق۔ سفر آزمودہ اور تجربہ کار ہو۔

۳۔ سوم۔ جب آدمی آمادہ سفر ہو۔ تو مقتضاے آدمیت یہ ہے کہ اپنے احباب و اعزہ اور بزرگوں سے مِل جُل کر سلام دعا کے بعد رخصت ہو۔ اگر ایسے لوگوں سے رخصت ہوتا ہو جن سے پھر ملنے کی توقع نہ ہو۔ تو اپنی تقصیرات کی مُعافی چاہے۔ نہ اُن کو اپنی جانب سے ناخوش چھوڑے نہ خود اُن کی طرف سے آزردگی دل میں لے کر چلے ۔

۴۔ چہارم۔ اگر جاندار سواری پر اتفاق سفر ہو۔ تو مُسافر کو چاہیئے کہ جانور کی بھوک پیاس اور رنج و راحت کا ایسا ہی پاس و لحاظ رکھے۔ جیسا کہ خود اپنا۔ اُس کی طاقت اور سکت سے زیادہ کام نہ لے۔ جتنا بوجھ بار بخوشی اُٹھا سکتا ہو۔ اُس سے زیادہ نہ لادے۔ جتنا تیز وہ چل سکتا ہو۔ اُس سے

زیادہ تیز قدم چلانے کے لئے اِس قدر ضرب و شلاق کرنا کہ جانور کو درد و اذیت پہنچے - نہایت ظلم اور بیرحمی کی بات ہے - جانور جو ہمارے کاروبار میں معاون ہیں - وہ حقیقت میں نعمتِ الٰہی ہیں - اگر ہم اُن کے ساتھ اچھا سلوک نہ کریں - تو ہم خدا کی ناشکری اور اُس کی نعمت کی ناقدری کرتے ہیں اور یہ بڑا گناہ ہے ۰ اگر مسافر کو کشتی یا ریل پر سفر کرنے کا اتفاق ہو - تو دوسرے مسافروں کے حقوق کا لحاظ رکھنا واجب ہے - چڑھنے اُترنے اور جگہ لینے میں ایسا طریقہ نہ برتے جس سے اَوروں کو تکلیف پہنچے - بلکہ شریف آدمی ہم سفروں کی آسائش کا خیال اپنی آسائش سے زیادہ رکھتا ہے - غرض یہ ہے کہ اپنے حق سے دوسرے کو فائدہ اٹھانے دے - تو مضائقہ نہیں - اِلّا دوسرے کے حق میں بلا رضامندی مداخلت نہ کرے ؎

۵ - پنجم - خادموں اور ملازموں کو بے دستوری آقا اور لڑکوں کو بے اجازتِ والدین یا مربیوں کے سفر کرنا جائز نہیں - اوّل اُن سے اجازت حاصل کر لیں - تب عزمِ سفر کریں - لیکن آقا والدین یا مربّی اگر کسی مصلحت سے اجازتِ سفر نہ دیں - تو ملول و بے دل ہونا یا اُن کی مخالفت کے مقابلہ میں اپنے ارادہ پر اصرار کرنا ہرگز نہ چاہیئے - کیونکہ یہ بات خلاف ادب

ہے۔ بلکہ جو کچھ وہ حکم دیں بخوشی خاطر اُس کو تسلیم کرنا واجب ہے۔

یاد کرو تلفظ اور معنی

داد۔ سَنَد	شتاق	مُتردّد	اَحباب	آوارہ گرد
وافی	مُتابعت	مُقتضا	اَعزّہ	خانہ بدوش

(۲۲) جاڑا اور گرمی
از مؤلف

ایک دن جاڑے نے گرمی سے کہا — میں بھی ہوں کیا خوب موسم واہ وا

ہے بجا گر کیجئے میری صفت — ہے روا گر کیجئے میری ثنا

میں جہاں میں ہوں نہیں ہر دلعزیز — مانگتے ہیں میرے آنے کی دعا

میرے آنے سے نہ ہو کیونکر خوشی — کیا خنک پانی ہے! کیا ٹھنڈی ہوا!

چاندنی ہے بے کدورت بے غبار — آسماں ہے صاف نیلا۔ خوشنما

رات گرمی کی تو کچھ ہوتی نہ تھی — دن کی محنت سب کو دیتی تھی تھکا

میری آمد نے کیا شب کو دراز — میرے آنے نے دیا دن کو گھٹا

لو مسافر کا جھلس دیتی تھی منہ — اور زمیں تلووں کو دیتی تھی جلا

اب ہوا بھی اور زمیں بھی سرد ہے — کھو دیا میں نے حرارت کا پتا

دھوپ کا ڈر ہے نہ لو کا خوف ہے — ان دنوں کی دھوپ ہے گویا غذا

سورج اب کترا کے جاتا ہے نکل — فصلِ تابستاں میں تھا سر پر چڑھا

ہے حضر میں آج کل عیش و نشاط — ہے سفر بھی ان دنوں راحت فزا

میرے دم سے تندرستی بڑھ گئی
پائی مدت کے مریضوں نے شفا

ضعفِ معدہ کی شکایت مٹ گئی
بے دوا خود بڑھ گئی ہے اشتہا

گرم پوشاکوں نے اب پایا رواج
میں نے بخشا آن کر خلعت نیا

پستہ و بادام و انگور و مویز
میوہ ہر اک قسم کا بکنے لگا

تخم ریزی جنس اعلیٰ کی ہوئی
کھیت میں بویا گیا گیہوں چنا

عید کی سی دھوم ہے دیہات میں
پک گئی ایکھ اور کولھو چل پڑا

اُنس ہے محنت مشقت سے مجھے
کاہلی کو میں نہیں رکھتا روا

محنتی ہیں مجھ سے خوش ہیں اُن سے خوش
کاہلوں کا میں نہیں ہوں آشنا

سُن کے یہ باتیں ہوئی گرمی بھی تیز
اور جل کر یوں جواب اُس کو دیا

آپ اپنے منہ "میاں مٹھو" نہ بن
خود ستائی عیب ہے او خودستا!

اُس کو ہوتا ہی نہیں حاصل کمال
جو کہ اپنے آپ کو سمجھے بڑا

باہنر تو سرکشی کرتے نہیں
بلکہ سر کو اور دیتے ہیں جھکا

تیری خود بینی ہوئی تجھ کو حجاب
خوبیوں کو میری سمجھا بدنما

تجھ سے عالم میں خزاں کا ہے ظہور
مجھ سے ہے فصلِ بہاری کی بِنا

تو نے شاخوں کے لئے پتّے کھسوٹ
تو نے پیڑوں کو برہنہ کر دیا

میرے آنے سے پھلے پھولے شجر
سبز پوشاک اُن کو میں نے کی عطا

میں نے شاخوں میں لگائے برگ و بار
ورنہ تھا کیا اُن میں لکڑی کے سوا

کھیت جاڑے بھر تو کچے ہی رہے
ہاں اگر میں نے دیا اُن کو پکا

تو نے رکھے تھے بچھونوں کی طرح
برف کے تودے پہاڑوں میں چھپا

میں نے پگھلا کر کیا تقسیم انہیں
تا کہ پہنچے سب کو فیض و فائدہ

خشک چشمے بھر گئے دریا چڑھے
دیکھ لے میرا کرم میری سخا

تجھ سے تھی مخلوق میں افسردگی
کون خوش تھا؟ جز گروہِ اغنیا

میری آمد نے مساوی کر دئے
راحت و آرام میں شاہ و گدا

کر دیا میں نے رگوں میں خوں رواں
ٹھنڈ سے شل ہو گئے تھے دست و پا

پھینک دی اب دلقِ کہنہ خلق نے
غلغلہ جو میری آمد کا سنا

رات کو رہتی تھی خلقت گھر میں بند
کر دیا اُس بند سے میں نے رہا

ماری پھرتی تھیں بطیں - پردیس میں
میں ہوئی اُن کو وطن کی رہنما

میں نے حکمت سے چلائیں آندھیاں
تا بدل جائے مکانوں کی ہوا

میں سمندر سے اُٹھاتی ہوں بخار
جس سے چھا جاتی ہے ملکوں پر گھٹا

چہرہ گردوں کا گرد و غبار
ابر کے آنے کا دبتا ہے پتا

رات پر دن کو نہ کیوں ترجیح دوں
رات ہے تاریک دن ہے پُر ضیا

ہے ہمیشہ ابتدا میری بہار
ہے سدا برسات میری انتہا

تھیں غرض دونو کی تقریریں دراز
اور طولانی بیانِ ماجرا

سُن کے دونو کا قضیہ اور نزاع
ایک دانا نے کیا یوں فیصلا

کچھ نہیں ہے اس میں جاڑے کا قصور
کچھ نہیں ہے اِس میں گرمی کی خطا

جب حقیقت پر نہیں ہوتی نظر
یوں ہی رہتا ہے بہم شکوے گِلا

ہے حرارت کی کمی بیشی فقط		ورنہ جاڑا کون؟ اور گرمی ہے کیا؟

یاد کرو تلفظ اور معنی

فلک	مونیٹر	شُغل	چھنیا	نزاع
خطر	خود ستا	دِلق	طولانی	برہنہ
اِنتہا	اُفیٹیا	ترجیح	قضیّہ	شکوے

(۳۳) ارسطو

۱- ارسطو ملکِ یونان کے نامی گرامی حکماء سے تھا - اُس کو دُنیا سے اُٹھے ہوئے ۲۳ سو برس ہو گئے - مگر اُس کا نام ہنوز زندہ ہے - اُس کے بچپن کے حالات سے نہ خود اُس کو نہ اور لوگوں کو یہ توقّع تھی کہ وہ دنیا کی تاریخ میں ایسا بڑا شخص ہوگا - کیونکہ اوائل عمر میں والدین کے ظلِ عاطفت سے محروم ہو چکا تھا - کوئی ایسا مربّی موجود نہ تھا جو اُس کی تربیت کا کفیل ہوتا - اِسلئے بچپن کا زمانہ لہو و لعب میں گزرا - لیکن آٹھ برس کی عمر سے علما کے صرف و نحو کی شاگردی اختیار کی اور ستّرہ برس کی عمر تک شعرا و فصحا کی خدمت میں رہا - اِس کے بعد علومِ حکمت کا شوق پیدا ہوُا *

۲- اُن ایّام میں افلاطون کا شہرہ تھا- مگر اِس غریب کو
اتنی دستگاہ کہاں تھی؟ کہ ایسے عالی رتبہ حکیم کے شاگردوں میں
داخل ہو سکے- حُسنِ اتفاق سے افلاطون کو ایک شہزادہ کی
تعلیم کا کام سپرد ہؤا- ارسطو نے اُس شہزادہ کی خدمتگاری
صرف اِس غرض سے اختیار کی کہ افلاطون کی تعلیم سے
فیض پانے کا موقع ملے- اگرچہ شہزادہ کے اوقاتِ درس میں
خدام کے حاضر رہنے کی اجازت نہ تھی- کیونکہ اُس عہد
میں عام لوگوں سے علمی مسائل کے مخفی رکھنے کا دستور تھا-
مگر علم کا شیدا کسی گوشہ میں لگا رہتا اور افلاطون کا درس
حرف بحرف سُنتا اور یاد رکھتا- لیکن اُس کا مخدوم ایسا کندۂ
ناتراش تھا کہ اُستاد کی تمام سعی اُس پر رائیگاں جاتی تھی-

۳- بالآخر شہزادہ کے امتحان کا وقت آیا اور لباسِ فاخرہ
پہنا کر مجمعِ علما میں لایا گیا- دستور کے موافق اُستاد نے اجازت
دی کہ بلند منبر کے اوپر چڑھ کر علمی مسائل بیان کرے-
لیکن نالیاقتی کے خوف اور مجمعِ فضلا کے رُعب نے اُس کا
بدن تھرّا دیا- یہاں تک کہ زبان سے ایک حرف بھی نہ نکلا-
اُس وقت افلاطون نے اپنی خفّت مٹانے کے لئے جلسہ کے روبرو
شہزادہ کی پریشانیِ خاطر کا عذر کرکے اپنے شاگردوں کی طرف

اِشارہ کیا۔ کہ تم میں کوئی ایسا ہے؟ جو شہزادہ کی طرف سے تقریر کرے۔ لیکن سب خاموش!

۴۔ جب ارسطو نے مجلس کا یہ رنگ دیکھا۔ تو وہ اپنے آقا کی جانب سے تقریر کرنے کو آمادہ ہوا اور افلاطون سے اجازت چاہی۔ مگر اُس کی درخواست پر کچھ التفات نہ ہوا جب تک کہ اس نے مکرر عرض نہ کیا۔ غرض کئی بار التماس کرنے کے بعد اس کو اجازت ملی۔ تو وہ نہایت دلیری سے منبر پر چڑھا اور ایسی عمدہ تقریر کی کہ سامعین دنگ رہ گئے اور سب نے تحسین و آفرین کی صدا بلند کی۔ یہ کیفیت دیکھ کر افلاطون نے بادشاہ کی حضور میں عرض کیا کہ میری تعلیم میں کچھ قصور نہ تھا۔ اِلّا قابلیت کے فرق نے خادم کو مخدوم بنا دیا۔

۵۔ القصہ ارسطو کی ذہانت و ذکاوت دیکھ کر افلاطون نے اُس کے حال پر نہایت توجہ کی اور اُس کو علمِ اخلاق اور علمِ طبیعی اور علمِ الٰہی کی تعلیم دی۔ یہاں تک کہ افلاطون کے تمام شاگردوں میں معزز و ممتاز ہو گیا۔ چنانچہ افلاطون کی رحلت کے بعد کوئی حکیم ارسطو کا ہمسر و ہم رُتبہ نہ تھا۔

۶۔ جب مقدونیہ کے بادشاہ فیلقوس کو اپنے بیٹے سکندر

کی تعلیم و تربیت کے لئے اتالیق کی ضرورت ہوئی - تو اُس نے ارسطو کو اِس بڑے کام کے انجام دینے کے لئے منتخب کیا اور سکندر نے اُس سے تعلیم پائی - جب سکندر نے تخت نشین ہوکر ایشیا پر لشکر کشی کی ہے - تو ارسطو نے اُس کے ساتھ جانے سے عذر کیا اور اپنے ایک عزیز کو اُس کا مشیر بناکر بھیج دیا - خود درس و تدریس میں مشغول رہا اور ۶۲ برس کی عمر میں اِنتقال کیا ۔

۷ - ارسطو اگرچہ نیکی اور اخلاق میں اپنے اُستاد افلاطون کا ہم پلہ نہ تھا - مگر علم و فضل میں اُستاد پر فوق لے گیا تھا - اِسی واسطے حکما نے اُس کو معلّمِ اوّل کا لقب دیا ہے ۔

یاد کرو تلفّظ اور معنی

گِرامی	ظِلّ	کَفِیل	شُعَرا	دستگاہ
اَوارِل	معاطِفت	لَعِب	فُصَحا	خُدّام
مسائل	فاخِرہ	رِخصت	سامِعِین	علمِ طبیعی
مَخفی	مبہم	اِلتِفات	تحسین	علمِ الٰہی
کُندۂ ناتراش	فُضَلا	مُتکلّم	ذکاوت	مُشیر

از مؤلف

شیر (۲۴)

اے شیر تیرے تن پہ ہے طاقت کا پوستیں
شاہی کے حق میں کوئی بھی ساجھی ترا نہیں
پیدا ہے تیرے رُخ سے تری شوکت اور جلال
ظاہر ہے تیری شکل سے باطن کا تیرے حال
دل تیرا بُزدلی و غلامی سے ہے بَری
پھٹکے نہ تیرے پاس کبھی خوف - اے جری!
تیرا حریف کون ہے؟ جو تو ہٹے پیچھے
جھکے نہ تیری آنکھ نہ گردن تری نیچے
حق نے عطا کیا ہے تجھے زور بے خلل
فولاد کی رگیں ہیں تو ہے دل ترا اٹل
گر سورما سجے کوئی میدان کا دھنی
جوشن - کہ چار آئینہ یا خود آہنی
حملے سے تیرے بچنے کو کافی نہیں مگر
اللہ رے تیرا حوصلہ! بل بے ترا جگر!!
کے شیر کرتا ہے جب جوش اور خروش
جنگل تمام ہوتا ہے سنسان اور خموش

پہچانتے ہیں جانور آواز شیر کی
اِس ہول کی صدا سے دہلتا ہے سب کا جی
جاتی ہے اُن کے پاؤں تلے سے زمیں نکل
ہیں بھاگتے کہ گویا تعاقب میں ہے اجل
اے شیر! گرم خطّہ ہے تیرے لئے وطن
بیہڑ ہو۔ نیستان ہو۔ جھاڑی ہو۔ یا ہو بن
اے شیر تو ہے شاہ ترا تخت ہے کچھار
ہے کس کو تیرے ملک میں دعوےٰ گیر و دار

पीछा करना

४. नदीतटवर्ती निम्न भूमि   ३. नलों का बन

یاد کرو تلفّظ اور معنی

३. न = नल, सितां = स्थान

५. पकड़ना और रखना ६. विधि गीर = ले, दार = निगाह रख

६. गीर-दार = शासन का युद्ध

پوستین   خَریف   تعاقب   جَلال   نیستان

بُزدِلی   چارآئینہ   گیرِ و دار   جرِی   کچھار

१८ जून १९३४

२. अपने को चंगेजखाँ का वंशज बतलाता था। ३. बाहर निकलना ४. फ़ारस का अफ़गानिस्तान के पश्चिम में बिल्कुल सटा हुआ सूबा ५. लौटना ६. मक़तूलों का ब०व० — क़त्ल किए गए

(۲۵) تیمور

۱- تیمور اگرچہ ترکِ تاتاری تھا - مگر اُس نے اپنا سلسلہ چنگیز خاں مغل سے ملایا تھا - اِس میں یہ مصلحت تھی کہ اُس کے ممالک مفتوحہ کا وارث بن جائے - چنگیز خاں سے سو برس بعد اُس نے خروج کیا - اوّل بلادِ ترکستان کو قبضہ میں لایا - پھر خراسان و فارس و عراق پر فتحیاب ہؤا - پھر مغربی جانب کُردستان و آرمینیہ کے صوبوں کو تسخیر کیا - اِسی اثنا میں خبر لگی کہ ایران میں سرکشی و بغاوت پھیل گئی ہے - یہ سُنکر مراجعت کی اور شہر اصفہان پر جو ایران کا دار الحکومت تھا - حملہ آور ہؤا - وہاں اس قدر کُشت و خون کیا کہ ستّر ہزار سر مقتولین کے شمار کئے گئے +

۲- بعد اس کے شمالی جانب متوجّہ ہؤا اور ملک روس پر یورش شروع کی - پورے نو برس تک اُن ملکوں کی فتوحات میں سرگرم رہا - آخرکار ایک محاربۂ عظیم میں دشمن کے تمام لشکر کو پامال کرکے کامل فتح حاصل کی - وہاں سے فارغ ہو کر اپنے وطن میں آیا اور شہر سمرقند کو اپنا پایۂ تخت بنایا اور ملکِ ایران کا کامل انتظام کرکے پھر مغرب کی طرف

کو باگ اُٹھائی اور بغداد کو فتح کیا- وہاں سے شمالی جانب
کو رُخ کیا اور گرجستان و کوہ قاف کے سرداروں کو اپنا مطیع
اور فرماں پذیر بنایا- بلکہ اُس کوہستانی سلسلہ کو طے کرکے
تمام جنوبی روس کو مغلوب کیا اور پھر سمرقند میں واپس
آیا- مگر اُس کی جنگ جو طبیعت کو شاہی محلوں میں کب
چین آتا تھا- اُس کو تو نئے ملکوں کی فتوحات اور لشکرکشی
کا شوق تھا- قیام کے زمانے میں اپنے سرداروں اور سپہ
سالاروں سے یہ ہی مشورہ کرتا رہا- کہ اوّل مُلکِ چین
کو زیر کروں یا ہندوستان کو؟

۴- بالآخر ہندوستان کا عزم قرار پایا- ہندوکُش پہاڑ کو
طے کرکے کابل میں آ پہنچا اور بہت جلد پنجاب کے دریاؤں
کو عبور کرتا اور بعض شہروں کو جلاتا پھونکتا دِلّی میں داخل
ہوا- یہاں اُس کی فوج نے اِس قدر خونریزی اور لوٹ مار
کی- جس کو اِس شہر کے باشندے مدّتہائے دراز تک نہ بھولے
چونکہ ممالکِ ایران کی طرف سے فتنہ و فساد کے برپا
ہونے کی خبر لگی تھی- اِس لئے وہ بہت عجلت کے
ساتھ یہاں سے کوچ کر گیا اور ہندوستان کا باقی ملک
پامالی سے بچ گیا۔

۴- اب امیر تیمور ایران کے فتنہ کو دبا کر آگے بڑھا اور ترکانِ عثمانی کے ملکوں پر جو اپنی فتوحات کو یورپ کی طرف ترقی دینے میں مصروف تھے - یکایک ٹوٹ پڑا - اور ملکِ شام کے بڑے بڑے شہروں کو فتح کرتا ایشیائے کوچک کی جانب متوجّہ ہؤا - یہ خبر سُنکر سلطان بایزید ایلدرم جو اُس وقت قسطنطنیہ پر رومیوں سے لڑ رہا تھا - تیمور کے مقابلہ کو لوٹا - شہر انگورہ میں دونو لشکروں کی مُٹھ بھیڑ ہوئی اور ایسا خونخوار معرکہ پڑا جس میں طرفین سے ساڑھے تین لاکھ سپاہی کام آئے - آخر تیمور مظفر و منصور ہؤا - اور بایزید گرفتار ہو گیا - کہتے ہیں کہ وہ تیمور کی قید ہی میں مر گیا یا مار ڈالا گیا *

۵- اِس فتح کے بعد ایران کے سرکشوں کو تباہ کرتا ہؤا پھر سمرقند میں آیا اور وہاں چندے قیام کرکے چین کے فتح کرنے کو روانہ ہؤا - لیکن یہ مہم پوری نہ ہونے پائی تھی کہ اُس کو موت کا پیغام آ گیا اور سب ساز و سامان چھوڑ کر اِس جہان سے کوچ کر گیا *

۶- اِس میں شک نہیں کہ تیمور بڑا دلیر اور اولو العزم سپاہی تھا - اُس کی طبیعت میں جس قدر چالاکی اور ہوشیاری

تھی - اُسی قدر دغابازی اور مکّاری بھی تھی - وہ رعایا پروری اور انتظامِ ملکی کے قاعدوں کو خوب سمجھے ہوئے تھا - مگر کبھی اُن کو عمل میں نہ لایا * آخرِ عمر تک فوج کشی اور معرکہ آرائی میں مشغول رہا - کسی ملک پر باقاعدہ سلطنت نہ کی - بلکہ ہمیشہ مخلوق خدا کو ستاتا اور خون کے دریا بہاتا رہا - اگرچہ وہ مسلمان تھا - مگر اُس کا آئینِ جنگ بالکل چنگیز خاں مغل کی طرح وحشیانہ تھا *

یاد کرو تلفّظ اور معنی

ممالک	تسخیر	عُجلت	فرماں پذیر
مفتوحہ	مقتولین	مُظفّر	مراجعت
خروج	یورش	مَنصور	معرکہ آرائی
بلاد	محاربہ	اُولُو العزم	*

३. उच्च-संकल्प

२० जून २८

اپنی ترقی کرو (۲۶)

مولانا خواجہ حالی

حکومت نے آزادیاں تم کو دی ہیں
ترقی کی راہیں سراسر کھلی ہیں
صدائیں یہ ہر سمت سے آ رہی ہیں
کہ راجا سے پرجا تلک سب سکھی ہیں

تسلّط ہے ملکوں میں امن و اماں کا
نہیں بند رستہ کسی کارواں کا

کھلی ہیں سفر اور تجارت کی راہیں
نہیں بند صنعت کی حرفت کی راہیں
جو روشن ہیں تحصیل حکمت کی راہیں
تو ہموار ہیں کسب دولت کی راہیں

نہ گھر میں غنیم اور دشمن کا کھٹکا
نہ رستوں میں قزاق و رہزن کا کھٹکا

مہینوں کے کٹتے ہیں رستے پلوں میں
گھروں سے سوا چین ہے منزلوں میں
ہر اک گوشہ گلزار ہے جنگلوں میں
شب و روز ہے ایمنی قافلوں میں

سفر جو کبھی تھا نمونہ سقر کا
وسیلہ ہے اب وہ سراسر ظفر کا

پہنچتی ہیں ملکوں سے دم دم کی خبریں
چلی آتی ہیں شادی و غم کی خبریں
عیاں ہیں ہر اک بڑا اعظم کی خبریں
کھلی ہیں زمانہ پہ عالم کی خبریں

نہیں واقعہ کوئی پنہاں کہیں کا
ہے آئینہ احوال روئے زمیں کا

کرو قدر اِس امن و آزادگی کی	کہ ہے صاف ہر سمت راہِ ترقی
ہر اک راہ رَو کا زمانہ ہے ساتھی	یہ ہر سو سے آواز پیہم ہے آتی
کہ دشمن کا کھٹکا نہ رہزن کا ڈر ہے	
نکل جاؤ رستہ ابھی بے خطر ہے	

یاد کرو تلفّظ اور معنی

تَسَلُّط   حِرفت   اِیمنی   پِنہاں   رَہزَن
کارْواں   ہَموار   سَقَر   راہ رو   پَیہَم

(۲۷) شہر پیکن

۱-زمانۂ قدیم میں شہر نانکن ملکِ چین کا دار الحکومت تھا- مگر ۱۳۰۰ء میں قوم مُغل نے شمالی جانب سے یورش کی اور اِس سلطنت پر قابض و متصرّف ہو گئی- اُنہوں نے اِس قدیم تخت گاہ کو چھوڑ کر شہر پیکن کو دار الحکومت مقرّر کیا جو اُن کے اصلی وطن سے بہ نسبت نانکن کے قریب تر تھا۔

۲-شہر پیکن دیوار چین سے اسّی میل کے فاصلہ پر جنوبی طرف ایک ہموار میدان میں آباد ہے- شہر کے گِرداگرد پختہ

فصیل بنی ہوئی ہے - اُس کا محیط تخمیناً ١٧ میل اور بلندی کُرسی سے کنگرہ تک ٣٠ فیٹ - عرض بنیاد ٢٠ فیٹ ہے - مگر دیوار کا بالائی سرا ١٢ فیٹ عریض ہے - سات سات گز کے فاصلے پر بُرج بنائے گئے ہیں - اندر کی جانب سے یہ دیوار زمین تک ڈھالو ہے - بعض جگہ ایسی سلامی ہے کہ سوار بے تکلف اوپر چڑھ سکتا ہے - تمام شہر پناہ آسمانی رنگ کی اینٹوں سے تعمیر کی ہوئی ہے جو دیکھنے والے کو دور سے بہت خوشنما معلوم ہوتی ہے - مگر یہ خاصیت یہاں کی مٹی میں ہے کہ اینٹیں پکنے کے بعد خود بخود آسمانی رنگ کی ہو جاتی ہیں ✣

٣ - ہر دروازے کے محاذی ایک دیوار بطور گھونگٹ کے بنی ہے اور راہِ آمد و شد بازو کی طرف سے ہے - دروازوں کے اوپر نہایت مُرتفع برج بنائے گئے ہیں - جن میں سپاہ محافظت کے واسطے رہتی ہے - وسط شہر میں شاہی محل ہے اور اُس کے قرب و جوار میں ارکین سلطنت کے مکان ہیں - یہ مقام باغچوں اور نہروں سے خوب آراستہ اور سبز و شاداب ہے - اِرد گِرد زرد رنگ کی فصیل کھنچی ہوئی ہے اور یہ رنگ بادشاہ کے لئے مخصوص ہے ✣

۴- اِس فصیل کے باہر قوم مغل کی آبادی ہے اور بہت سے شاہی کارخانے اور سرکاری محکمے ہیں۔ خصوصاً ایک مندر نہایت عالیشان ہے جس کے اندر بُدھ کی مورت ساٹھ فیٹ کے قد کی رکھی ہے۔ اگرچہ پیتل کی بنی ہوئی ہے۔ مگر اُس پر سونے کا ملمع کیا ہؤا ہے۔ اُس آبادی کے گرد پھر ایک فصیل ہے جس کا دور ساڑھے سات میل کا ہے۔ اُس کے باہر قوم منچور کے آٹھ محلے آباد ہیں۔ اور یہ لوگ زمرۂ ملازمانِ شاہی سے ہیں۔ اِس کے بعد تیسری شہر پناہ ہے۔ اُس کی جنوبی سمت میں خاص چینیوں کی آبادی ہے۔ اور کئی وسیع و رفیع مندر آسمان و زمین کے نام سے بنے ہوئے ہیں۔ اُن میں بُدھ کی مورت نہیں ہے۔ بلکہ ارض و سما کی پرستش کی جاتی ہے ٭

۵- اِس حصۂ شہر میں سڑکیں نہایت صاف و ہموار اور وسیع ہیں۔ جن کا عرض ڈیڑھ سو دو سو فٹ ہے۔ اطراف میں نہایت عمدہ اور آراستہ دُکانیں اجناسِ تجارت سے معمور ہیں۔ امیروں اور دولتمندوں کے مکان تنگ کوچوں کے اندر ہیں۔ کوچہ کے سرے پر پھاٹک ہوتا ہے جو رات کے وقت بند کر دیا جاتا ہے۔ اِس شہر پناہ کے

باہر ایک اَور آبادی ہے اور وہ بارہ محلّوں میں منقسم ہے۔ غرض کل تعداد اِس شہر کے باشندوں کی اٹھارہ لاکھ ہے ٭

یاد کرو تلفّظ اور معنی

مُستغرق عَرِیض مُرتَفِع جوار سَما
دارُ الخِلافَت مُحاذِی وَسَط ارا کِین اَجناس

(۲۸) مُرغ اسیر

از مثنوی گلزارِ نسیم

اِک مُرغ ہُوا اسیر صیّاد
بولا جب اُس نے باندھے بازو
بیچا تو ٹکے کا جانور ہوں
پالا تو مفارقت ہے انجام
بازو ہیں نہ تو مرے گرہ باندھ
سُن کوئی ہزار کچھ سُنائے
قابو ہو تو کیجیے نہ غفلت
آتا ہو تو ہاتھ سے نہ دیجے
طائر کے یہ سُن کلام صیّاد
بازو کے جو بند کھول ڈالے
اِک شاخ پہ جا چہک کے بولا

دانا تھا وہ طائرِ چمن زاد
کُھلتا نہیں۔کس طمع پہ ہے تو؟
گر ذبح کیا تو مُشتِ پر ہوں
دانا ہے تو مجھ سے لے مرے دام
سمجھاؤں جو پند اُسے گرہ باندھ
کیجے وہی جو سمجھ میں آئے
عاجز ہو تو ہارئیے نہ ہمّت
جاتا ہو تو اُس کا غم نہ کیجے
بن داموں ہُوا غلام صیّاد
طائر نے تڑپ کے پر نکالے
کیوں بَر مرا کیا سمجھ کے کھولا

ہمت نے مری مجھے اُڑایا	غفلت نے تری مجھے چھڑایا
دولت نہ نصیب ہیں تھی تیرے	تھا لعل نہاں شکم میں میرے
دے کر صیّاد نے دلاسا	چاہا پھر کچھ لگائے لاسا
بولا وہ کہ دیکھ۔ کر گیا جعل	طائر بھی کہیں نگلتے ہیں لعل
اربابِ غرض کی بات سُن کر	کر لیجیے بات بیک نہ باور

یاد کرو تلفظ اور معنی

صَیّاد چمَن زاد مُفارَقت دِلاسا باوَر
طائر ذَبح نِہاں ارباب جَعل

(۲۹) جُرأت

۱-سر جان لارنس نے جو ہندوستان کے ایک نامی گرامی
گورنر جنرل تھے - اپنے ایامِ طفولیت کی ایک سرگزشت
اِس طرح بیان کی ہے -کہ جب میں چار پانچ برس کا تھا-
اور اپنے والدین کے ساتھ رہتا تھا - تو ایک روز میری دایہ
اُس دن کا سامانِ خوراک خریدنے کے لئے بازار کو بھیجی گئی-
اُس کو پانچ پونڈ کا نوٹ حوالہ کیا گیا - تاکہ اُس کو بُھنا کر
جو سودا سُلف درکار ہے - خریدے اور باقی نقد واپس لائے-
میں یہ خبر سُنکر کہ میری دایہ بازار جاتی ہے - دوڑا ہوا

ماں کے پاس گیا اور اُن سے دایہ کے ہمراہ بازار جانے
کی اجازت حاصل کی - مجھ کو اُس کے ساتھ جانے کا شوق
اسلئے رہتا تھا کہ وہ ہمیشہ عجیب و غریب افسانے جادوگروں
کے سُنایا کرتی تھی - غرض میں اُس کے ساتھ ساتھ چلا-
اور وہ رستہ بھر مجھ کو محظوظ کرتی گئی *
۲- جب ہم بازار میں پہنچے - تو اُس نے بہت سی
چیزیں خریدیں - ایک جگہ سے دو چڑیاں لیں - ایک جگہ سے
ترکاری - ایک مقام سے روٹی اور دوسرے مقامات سے اَور
اشیاے ضروری مول لیں - اب سُنئے - اگرچہ دایہ ہر روز
یہاں آیا کرتی تھی اور سب دُکاندار اُس کے شناسا تھے-
لیکن اتنا روپیہ لیکر وہ پیشتر کبھی نہیں آئی تھی - اِس سے
لوگوں کو شُبہ پیدا ہُوا اور نوٹ کا روپیہ نہ دیا - اُنھوں
نے خیال کیا کہ ضرور "دال میں کچھ کالا ہے" - اِس بات کا
ایک ہنگامہ مچ گیا اور دُکانداروں نے اُس کو مُتّہم کرنا شروع
کیا - اگرچہ وہ یہ ہی کہتی رہی کہ میں محض بے قصور ہوں
انجام کار اُن لوگوں کی یہ راے قرار پائی - کہ اِس کو
مجسٹریٹ کے روبرو لے چلو - تاکہ وہاں اِس کا اِظہار
لیا جائے *

۳ - جب دایہ کو اجلاس میں لے گیے - تو مجسٹریٹ نے سوال کیا - تم کون ہو؟ تمہارے آقا کا نام اور پیشہ کیا ہے؟ وہ بالکل حواس باختہ اور خائف ہو گئی - صرف اتنا کہا - کہ میں کرنل لارنس کی نوکر ہوں اور یہ چھوٹا صاحبزادہ میرے ساتھ ہے - اس کے سوا کچھ نہ کہا گیا - اور اُس کی زبان نے یاری نہ دی +

۴ - جب میں نے اپنا نام سُنا - تو دل میں خیال کرنے لگا - کہ مجھ سے کیوں نہیں کچھ پوچھا جاتا - حالانکہ اوّل مجھ سے ہی سوال کرنا لازم تھا - پھر سوچا - کہ اب تک جو میں دایہ کے پیچھے کھڑا رہا - تو اِس بات کا موقع نہ تھا - اب مجھ کو آگے بڑھ کر مجسٹریٹ سے گفتگو کرنا چاہیئے - چنانچہ میں آگے بڑھا اور جس قدر میرے گلے میں سکت تھی - میں نے زور سے چلّا کر کہا - "صاحب یہ کیا بات ہے! یہ تو ہماری پُرانی دایہ ہے - یہ نہایت نیک بخت عورت ہے - اور جو کچھ وہ کہتی ہے - سب سچ کہتی ہے - میں اِس کے ساتھ بازار میں کھانے کی چیزیں خریدنے آیا تھا اور یہ نوٹ اِس کو ابّا جان نے دیا ہے - میں سمجھتا ہوں اگر تم اِس کو چھوڑ دو گے - تو بہت واجبی بات کرو گے

کیونکہ میرے ابّا خوب واقف ہیں کہ میں جو کچھ کہتا ہوں سب سچ کہتا ہوں"۔

۵- اب مجسٹریٹ کو معاملہ صاف صاف معلوم ہو گیا۔ اُس نے زیادہ تعرّض نہ کیا اور ہم کو گھر چلنے کی اجازت دی - چلتے وقت مجسٹریٹ مجھ سے مخاطب ہو کر بولا "شاباش میاں صاحبزادے شاباش! تم نے اپنی دایہ کی خوب ہی وکالت کی"۔ مجھ کو اس بات پر بہت ہی فخر و ناز ہوا اور دایہ کے ساتھ یہ سوچتا ہوا گھر کو واپس چلا کہ "میں بھی بڑا جلیل القدر شخص ہوں - دایہ میری خبر گیری کر چکی - اب میں اس کی خبر گیری کرونگا"۔

یاد کرو تلفّظ اور معنی

تعرّض ، حَواس باختہ ، مُتّہم ، مَحظوظ ، طُفولیّت

(۳۰) عبرت

کل ہوس اِس طرح سے ترغیب دیتی تھی مجھے
خوب ملکِ روس ہے اور سرزمینِ طوس ہے
گر میسّر ہو تو کیا عشرت سے کیجے زندگی
اُس طرف آوازۂ طبل ایدھر صدائے کوس ہے
سُنتے ہی عبرت یہ بولی اِک تماشا ہیں تجھے
چل دکھاؤں تو جو قیدِ آز میں محبوس ہے
لے گئی یکبارگی گورِ غریباں کی طرف
جس جگہ جانِ تمنا سو طرح مایوس ہے
مرقدیں دو تین بتلا کے لگی کہنے مجھے
یہ سکندر ہے - یہ دارا ہے - یہ کیکاوٗس ہے
پوچھ لو اِن سے کہ جاہ و حشمتِ دنیا سے آج
کچھ بھی اِن کے ساتھ غیر از حسرت و افسوس ہے

یاد کرو تلفظ اور معنی

طُوس کُوس آز گورِ غریباں
طَبل عِشرت مَحبُوس مَرقَد

حرص (۳۱)

شہد میں جیسے مگس ہم حرص میں پابند ہیں
وائے غفلت اِس سبہ زنداں میں یوں خرسند ہیں
مقبروں میں دیکھتے ہیں اپنی اِن آنکھوں سے روز
یہ برادر - یہ پدر - یہ خویش - یہ فرزند ہیں
تو بھی رعنائی سے ٹھوکر مار کر چلتے ہیں یار
سُوجھتا اپنا نہیں - سب خاک کے پیوند ہیں
جب تلک آنکھیں کھُلی ہیں دُکھ پہ دُکھ دیکھینگے روز
مُند گئیں جب انکھڑیاں تب سوز سب آنند ہیں

یاد کرو تلفّظ اور معنی

وَاے — خُرسَند — رَعنائی

زِندان — خوِیش — پَیوَند

(۳۲) امرِ اتفاقی

۱- جب انسان عالمِ ہستی میں آیا اور آنکھ کھول کر صحیفۂ کائنات کا مُطالعہ شروع کیا- تو اُس کی الف بے یہ تھی کہ آفتاب کو دیکھا- صبح دم مشرق سے طلوع کرتا اور شام کے وقت مغرب میں پہنچ کر نظروں سے غائب ہو جاتا ہے- قمر ہلال کی صورت میں نمودار ہوتا اور بڑھتے بڑھتے بدرِ کامل ہو جاتا ہے- پھر کاہش شروع ہوتی ہے- اور وہ بدر سے ہلال بن جاتا ہے- قطب ستارہ ہمیشہ ایک ہی مقام پر نظر آتا ہے- کبھی غروب نہیں ہوتا- سال بھر میں موسموں کا تغیّر و تبدّل معیّن طور پر ہوتا ہے- پانی ہمیشہ نشیب کی جانب رواں رہتا ہے- آگ بعض اشیا کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہے- درخت سے تخم اور تخم سے درخت پیدا ہوتا ہے- چیزوں کو جب کوئی سہارا نہیں ملتا تو وہ زمین پر گر پڑتی ہیں ؂

۲- الغرض اِن واقعات کے ظہور میں ایک ترتیب و اِنتظام معیّن پایا گیا اور بتدریج انسان کے دل میں یہ خیال پختہ ہو گیا- کہ خاص اسباب سے خاص نتیجے پیدا

ہوتے ہیں - اور اُن کی ترتیب میں کبھی فرق نہیں ہوتا -
جن چیزوں میں قانونِ قدرت اُس کو دریافت ہؤا - اور
سبب و نتیجے کا انکشاف ہو گیا - اُس کو ایک امرِ معمولی
اور باقاعدہ سمجھا - مگر جن واقعات کے اسباب کا اُس کو پتا
نہ لگا - اُن کی نسبت تصوّر کیا کہ یہ اُمور اتفاقی ہیں +
۳ - قدرت کے کارخانے میں انسان جس قدر زیادہ غور
و خوض کرتا گیا - اُسی قدر اُس کو قدرت کے اِنتظام اور قانون
کا علم زیادہ ہوتا گیا اور پوشیدہ اسرار کھُلتے گئے - آخرِ کار
یہ ثابت ہؤا کہ جن اُمور کو وہ اتفاقی خیال کرتا تھا - اُن
کا پیچیدہ انتظام اُس کی سمجھ میں نہیں آیا تھا - یہاں تک
کہ عُقلا اور حُکما کا یہ عقیدہ ہو گیا کہ یہ عالم عالمِ اسباب
ہے اور کوئی واقعہ کوئی حادثہ ایسا ظہور میں نہیں آتا - جس
کا کچھ سبب نہ ہو - پس یہ کہنا کہ فلاں امر اتفاقی ہے -
اِس کے یہ معنی ہیں کہ کہنے والے کو اُس امر کے باعث
یا سبب سے لاعلمی ہے +
۴ - ایک روز زور شور کی بارش ہو رہی تھی - تیز و تُند
ہوا چل رہی تھی - درختوں کی شاخیں زور زور سے ہل رہی
تھیں - اِسی اثنا میں ایک شخص نے بارش سے بچنے کے لئے

ایک درخت کے زیر سایہ پناہ لی - ایک جھونکا زور کا آیا - درخت
کا گُدا تڑاق سے ٹوٹ کر گرا اور اُس غریب کے شانہ
میں سخت ضرب آئی - اب جو شخص اُس سے استفسار حال
کرتا ہے - وہ کہتا ہے کہ اتفاقاً یا ناگہانی حادثہ پیش آیا - لیکن
حقیقت میں کوئی بات بے وجہ اور بے وقت واقع نہیں ہوئی
بارش کا آنا اور بادِ صرصر کا چلنا ایک سلسلۂ اسباب کا نتیجہ
تھا - پھر شاخ کا ٹوٹنا اِس باعث سے ہُوا کہ اُس کی طاقت
ہَوا کی حرکت کے صدمہ کا مقابلہ نہ کر سکی - پھر اُس کا زمین
پر گِرنا قانون قدرت کے عین مطابق تھا - اِسی طرح اُس کا
بارش سے بچنا اِس خیال پر مبنی تھا - کہ وہ بھیگنے کو ناگوار
یا مضر جانتا تھا - پھر اُس درخت کے نیچے - قیام کرنے کا موجب
یہ تھا کہ بجز اُس کے کوئی جاے پناہ معلوم نہ ہوئی - یہ سب
اِن اسباب کے چند سلسلے ہیں - جن کا اخیر نتیجہ چوٹ کا
لگنا تھا - پس اُس کا یہ قول صحیح نہیں کہ یہ حادثہ اتفاقاً
یا ناگہانی ظہور میں آیا - ہاں یہ ممکن ہے کہ وہ اِس پیچ
در پیچ سلسلۂ اسباب سے واقف نہ ہو ॰

۵ - جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ اِس عالم میں ہر امر
اِنتظام معینہ کے موافق ظہور میں آتا ہے اور جو صحیح طور

اُس کے ظہور میں آنے کا ہے - وہی قانونِ قدرت ہے تو نہایت
ضرور ہے کہ انسان حتّےٰ المقدور قوانینِ قدرت سے واقفیت حاصل
کرے تاکہ اُن کی پیروی سے اپنے کار و بار کو بخوبی انجام
دے سکے - اگر کوئی شخص کسی نئے ملک میں جاکر سکونت
اختیار کرے اور وہاں کے آئینِ انتظام و سیاست سے واقف
نہ ہو - تو بالضرور وہ عرصۂ قلیل کے اندر کسی نہ کسی بلا
میں مبتلا ہو جائیگا - اگر وہ مجرم قرار پاکر سزائے قید یا
موت کا مستوجب ٹھیرے - تو کچھ بعید نہیں - پس جو عقوبت
و صعوبت اُس کو بھگتنی پڑیگی - وہ اُس کی جہالت کا ثمرہ
ہے - اسی طرح جو شخص دنیا میں آکر قانونِ قدرت سے
ناواقف رہتا اور اُس کے خلاف کرتا ہے - تو فوراً اپنے
کردار کی سزا پاتا ہے ٭

۴ - حقیقت یہ ہے کہ اگر آدمی قانونِ قدرت کا پاس و
لحاظ نہ رکھے - تو ایک دن بھی زندہ نہ رہ سکے - انسان
کی بقائے حیات اسی پر موقوف و منحصر ہے کہ وہ قوانینِ
قدرت کے مطابق عمل کرے ٭

یاد کرو تلفّظ اور معنی

صحیفہ ہلال کاہش بدر تشبیب

اِنکشاف	شانہ	مبنی	مشتوجب
حادِثہ	صرصر	سیاست	عقوبت

(۳۳) انسان

سید شاہ محمد اکبر صا[illegible]

خدا نے دی ہے اسے ایسی موہنی صورت
کہ جس نے اس کی طرف دیکھا پھر نہ مُنہ پھیرا
خدائے پاک نے اس کو دیا ہے خُلقِ عظیم
یہ ہی تو ہے جو ہے انسانیت کا اِک تمغا
ہے اُنس مادّہ اس کا محبت اس کا خمیر
یہ ہی سبب ہے جو انسان نام اس کا ہُوا
کہاں ہے سرو میں ایسی لطیف رعنائی
اِس آدمی کا ہے جیسا حسین قدِ بالا
شباب کی وہ خوش آئندہ دھوپ ہے مُنہ پر
کہ جس کی گرمی سے روشن ہے چاند سا چہرا
جوانی ہے کہ ہے آبِ حیات کا چشمہ
اِسی سے معتدل اس جسم کی ہے آب وہوا
اِسی سے عقل میں جودت ہے فکر میں تیزی
اِسی سے نور ہے آنکھوں میں گوش میں شنوا

جو تجھ کو کرنا ہے اے دل! شباب میں کر لے
کہ جسم پر ابھی قابو ہے چشم عقل ہے وا
شباب میں تھے بڑے زور دار ہاتھ - مگر
اب اُن میں ہیبتِ پیری سے پڑ گیا رعشا
کبھی یہ زور تھا گینڈے کی ڈھال چیرتے تھے
یہ حال ہو گیا اب - ٹوٹتا نہیں دھاگا
وہ کان سُنتے تھے جو پلے مور کی آواز
اب اُن کے سر پہ چلے توپ - تو نہ آئے صدا
کشیدہ تھا کبھی مثلِ الف جو قدِ سہی
وہ منحنی ہؤا ایسا کہ بن گیا ہمزا
سمجھ میں کچھ نہیں آتی حقیقت انساں کی
یہ کیا ہے - آب ہے - آتش ہے - خاک ہے کہ ہوا
ابھی ابھی تو یہ سب کچھ ہے - پھر یہ کچھ بھی نہیں
عجب طلسم کا سا حال ہے - کہے کوئی کیا؟

یاد کرو تلفّظ اور معنی

تمغا	رعشہ	شباب	مُور	ہیبت
شنوا	مُنحنی	آبِ حیات	جودت	سہی

(۳۴) تحقیق

۱- عالمِ بیداری میں ہمارے حواسِ خمسہ برابر کچھ نہ کچھ کام کرتے رہتے ہیں - اگر تاریکی نہ ہو - تو ہم آنکھ سے چیزوں کے رنگ اور شکلیں دیکھتے ہیں - کانوں سے آوازیں سُنتے ہیں - ناک سے خوشبو - بدبو - زبان سے مزہ اور اکثر ہاتھ سے چھو کر چیزوں کی سردی - گرمی اور سختی نرمی معلوم کرتے ہیں - اس طرح جو کیفیتیں معلوم و محسوس ہوتی ہیں وہ بطورِ ذخیرہ ہمارے حافظہ میں جمع ہو جاتی ہیں ٭

۲- بار بار کی دیکھ بھال سے ہم کو چیزوں کے اوصاف و خواص کا علم حاصل ہوتا ہے اور اِس علم سے ہم چیزوں کی تمیز و شناخت کرتے ہیں - صرف بُو سونگھ کر ہم بتا سکتے ہیں کہ یہ کافور ہے - یہ ہینگ - مزہ چکھ کر کہہ سکتے ہیں کہ یہ ربیر ہے - یہ جامن - رنگت دیکھ کر تمیز کر سکتے ہیں کہ یہ کوئلہ ہے - یہ شنجرف - صرف چھو کر شناخت کر سکتے ہیں کہ یہ کپڑا ہے - یہ کاغذ - علیٰ ہذا ہم صرف آواز سے پہچان لیتے ہیں کہ یہ ریل گاڑی چل رہی ہے یا سڑک پر بگھی جا رہی ہے یا درخت پر کوّا بول رہا ہے ٭

۳- یہ طریقہ نتیجہ کو معلوم کرکے سبب کے دریافت کرنے کا ہے- مگر اُس تحقیق پر جو صرف ایک حِسّ کے ذریعے سے لی گئی ہو- پورا پورا یقین نہ کر لینا چاہیئے - کیونکہ یہ امر ممکن الوقوع ہے کہ ہم ایک شے کو سفید دیکھ کر دُودھ سمجھ لیں اور وہ حقیقت میں چونے کا پانی ہو- پس یقین کامل کے لئے ہم کو دوسرے حِسّ کی شہادت حاصل کرنی چاہیئے - چنانچہ جب ہم اُس کو چکھینگے - تو مغالطہ نہ رہیگا- اُس کے مزے سے صاف عیاں ہو جائیگا- کہ دُودھ ہے یا چُونا

۴- اِسی طرح بعض اشیا کے اوصاف ایسے مُتشابہ ہوتے ہیں کہ اُن کی تمیز و شناخت کئی کئی طور سے کرنی پڑتی ہے- اُس وقت صحیح بات معلوم ہوتی ہے- غرض جس قدر تحقیق کے وسائل زیادہ اور دریافتِ سبب کے دلائل کامل ہونگے- اُسی قدر ہمارا علم یقینی ہوگا-

۵- یہ ہی حال دنیا کے ہر ایک مُعاملہ کا ہے- جب تک اُس کی تحقیق و تفتیش کامل طور سے نہیں ہوتی- انسان کی واقفیّت ناکامل اور اُس کا علم ناقص رہتا ہے کچھ یہ ضرور نہیں کہ امرِ حق کی معرفت اُسی شخص کو حاصل ہو-

جو لکھنا پڑھنا جانتا ہو۔ بلکہ حصولِ علم اور حصولِ یقین
جن طریقوں سے ہوتا ہے۔ اُن میں خواندہ اور ناخواندہ دونو
مُساوی ہیں۔ دونو کے طور واقفیت میں سرِ مو تفاوت
نہیں۔ صحیح صحیح علم و آگاہی جس کسی کو حاصل ہو۔
وہی عالِم اور محقق ہے *

۶- تجربہ اور مشاہدہ جس سے انسان کے علم کو ترقّی
حاصل ہوتی ہے۔ اُس کے عمل میں لانے کا کوئی عجیب
و غریب طریقہ نہیں ہے۔ بلکہ بچّے۔ بڈھے۔ جوان۔ عوام۔
خواص سب اُسی ایک طریقہ کو کام میں لاتے ہیں۔
چھوٹے بچّے کو جب کھلونا یا کوئی شئے ہاتھ لگ جاتی ہے۔
تو اُس کے اوصاف و خواص کو بار بار کی آزمائش سے اُسی
طرح دریافت کرتا ہے۔ جس طرح کوئی بڑا لائق منشی کر سکتا
ہے *

۷- البتہ اِس میں کچھ شک نہیں کہ ایسے آدمی بہت
کم ہیں۔ جو روز مرّہ کے واقعات اور واردات کا مشاہدہ
کریں۔ اور اُس کے اسباب و نتائج کے سلسلہ کو صحت
و درستی کے ساتھ ترتیب دے سکیں اور حقیقتِ واقعی
کو بیان کر سکیں۔ اِس کا سبب یہ ہے کہ اُن کو بخوبی

غور و توجہ کرنے کی عادت نہیں ہے - یا تو اظہار واقعات کے سلسلہ میں سے وہ ایسی بات کو فروگزاشت کر دیتے ہیں جو درحقیقت واقع ہوئی تھی یا کوئی امرِ غیر واقع جس کو اُنہوں نے اپنے توہّم سے واقعی سمجھ لیا ہے - اِس سلسلہ میں اِضافہ کر دیتے ہیں - اِسی وجہ سے دنیا کے معاملات میں صدہا قسم کے مغالطے پڑ جاتے ہیں - اور نادان آدمی اَن دیکھی باتوں کو دیکھی اور اَن ہوئی باتوں کو ہوئی سمجھ کر اُن پر اپنے یقین کی بنیاد قائم کر لیتے ہیں ٭

۸ - اِس بیان کی تصدیق کے لئے ہم ایک سرگزشت سُنانا چاہتے ہیں - جس کے سُننے سے تم کو معلوم ہوگا کہ کس طرح بکری اور باجا بھوت بن گئے تھے ٭

یاد کرو تلفّظ اور معنی

حَواس	محسُوس	علےٰ ہٰذا	مُمکِنُ الوُقُوع	تَوَہُّم
حِسّ	اَوصاف	شہادت	مَعْرِفت	عَوَام
خَمْسہ	خَوَاص	مُتَشَابِہ	مُحَقِّق	نتائج

پانچویں کتاب

(۳۵) بکری کا بھوت

۱-چند سال گزرے کلکتہ میں ایک نقب زنی کا وقوعہ ہؤا-جب چور احاطے کے اندر نقب لگا رہے تھے-تو ایک اُن میں سے باہر کھڑا تھا-کہ خطرہ کے پیش آنے پر اندر والوں کو خبردار کر دے-وہ بکری کی کھال پہنے ہوئے تھا اور اُس حیوان کی نقل کرنے کے لئے چاروں ہاتھ پیر سے چلتا تھا ×

۲-جس وقت چور مکان کے اندر نقب زنی میں مصروف تھے-حلقہ کا کانسٹبل ایک بڑے درخت کے سائے میں بیٹھا سو رہا تھا-یہاں تک کہ چور اپنی کارروائی کر چکے اور مال غنیمت لیکر چلنے کو آمادہ ہوئے-اُس وقت وہی ٹھگ جس نے بکری کا جامہ پہن رکھا تھا-ہوشیاری کے ساتھ کانسٹبل کے قریب پہنچا-تاکہ معلوم کر لے کہ وہ واقعی سوتا ہے یا مکر گانٹھے اُن کی گھات میں بیٹھا ہے ×

۳-جب مصنوعی بکری نے سمجھ لیا کہ عامۂ خلائق کا محافظِ جان و مال خواب نوشیں کی آغوش میں محفوظ ہے-تو اُس نے تین بار بکری کی بولی بولی "بیں" "میں" "میں"

یہ آواز اُس کے رُفقا کے واسطے اشارہ تھا کہ میدان صاف ہے۔ نکلو! لیکن کانسٹبل بے خبر نہ سویا تھا۔ بلکہ غنودگی کی حالت میں تھا۔ وہ اِس آواز کو سُن کر جو ایک سیاہ چیز میں سے آئی تھی۔ چونک پڑا اور ڈرتا ڈرتا اُس کے قریب پہنچا +

۴- یہ معلوم کرکے کہ وہ صرف ایک بکری ہے۔ اُس کے اوسان درست ہو گئے۔ فوراً بکری کے سینگ پکڑ لئے۔ اور گالی دیکر کہا۔ تو نے مجھ کو جگا دیا اور ڈرا کر ہوش اُڑا دئے۔ اِس تکلیف دہی کی سزا یہ ہے کہ تجھ کو کانجی ہوس لے چلتا ہوں۔ چنانچہ اپنی دھمکی پوری کرنے کے لئے وہ اُس کو کشاں کشاں مویشی خانہ کی طرف لے چلا۔ غریب بکری نے کان تک نہ ہلایا۔ چُپ چاپ اُس کے ساتھ ہو لی +

۵- جب ایک نالی کے قریب پہنچا جو پانی سے لبریز تھی۔ تو کانسٹبل جوتے اُتارنے کو جھکا۔ بکری نے اِس موقع کو نہایت غنیمت سمجھا اور پیچھے سے ایسی ٹکر ماری جس کے صدمہ سے کانسٹبل اوندھے مُنہ پانی میں جا گرا۔ اب تو اُس نے غضبناک ہو کر اپنا ڈنڈا سنبھالا اور چاہا۔ کہ بکری سے اِس گستاخی کا انتقام لے۔ مگر وہاں صرف ایک

کھال پائی - جس میں دو سینگ لگے ہوئے تھے +

۶- یہ عجیب ماجرا دیکھ کر وہ سہم گیا اور ڈنڈا اور جوتے اُسی میدان میں چھوڑ سیدھا تھانے کی طرف بھاگا- جس وقت تھانے میں پہنچا ہے- تو اُس کی زبان بند تھی- بدن کانپ رہا تھا- مگر اُس کی وحشت زدہ نگاہ سے ظاہر ہوتا تھا کہ کوئی واقعہ خلافِ معمول پیش آیا ہے +

۷- کئی گھنٹے کے بعد پریشان طور پر اُس نے حال بیان کیا کہ بھوت نے بشکل فیل مجھ پر حملہ کیا اور غائب ہو گیا- صبح کو نالی کے قریب اُس کا ڈنڈا جوتا اور بکری کی کھال ملی- جس سے اُس کے بیان کی تصدیق ہوئی- کانسٹیبل کو مارے خوف کے ایسا شدید بخار چڑھا کہ وہ اسپتال بھیجا گیا- مگر وہ پھر پولیس کے کام پر واپس نہ آیا +

یاد کرو تلفُّظ اور معنی

نَقَب غَنِیمت عامّۂ خَلائِق آغوش شَدِید

نقب زنی مَصنُوعی خوابِ نوشِیں غُنُودگی وَحشَت زدہ

(۳۶) باجے کا بھوت

۱- ایک چور کسی مکان میں نقب لگا کر گھس گیا اور اندھیرے میں ٹٹولنا شروع کیا کہ کوئی قیمتی شے ہاتھ لگے۔ تو اُڑا لے جائے۔ یکایک ایک بکس پر ٹھوکر لگی چور نے اُٹھایا۔ تو صندوقچہ تھا وزنی۔ خیال کیا کہ ضرور اِس میں زیور ہوگا۔ اِس خیالی غنیمت کو بغل میں مار۔ مکان سے باہر آیا اور ایک باغ کے اندر جھاڑی کی اوٹ میں بیٹھ کیل سے قفل کھولنا شروع کیا۔ تاکہ اُس کے اندر کا قیمتی مال نکالے۔ اِس کام کے کرنے میں کوئی کمانی چھو گئی اور باجے کی کلوں کو حرکت ہوئی۔ اُس کا صندوقچۂ زیور نیز سُر میں گت بجانے لگا۔ چور نے خوف زدہ ہو کر باجے کو پٹک دیا اور اپنی جان لے کر سراسیمہ بھاگا*

۲- باغبان جو اِس قطعۂ اراضی کا محافظ تھا۔ اپنی جھونپڑی کے پاس بھاگتے ہوئے چور کے پیروں کی دھمک سُن کر جاگ اُٹھا اور کھڑا ہو کر دیکھنے لگا۔ کیا معاملہ ہے! جب اُس کو معلوم ہوا کہ جھاڑی میں خود بخود گت بج رہی ہے۔ تو اُس کو چور سے کچھ کم دہشت نہیں ہوئی۔

پھر تو مالی بھی خوف کھا کر وہاں سے بھاگا اور اپنے سپرنٹنڈنٹ کو اطلاع کی کہ کسی بھوت نے احاطہ پر قبضہ کر لیا ہے اور ایک جھاڑی میں بڑا جشن کر رہا ہے ÷

۳- سپرنٹنڈنٹ متحیر تھا کہ یہ کیا بکتا ہے - لیکن یہ خیال کرکے کہ کوئی بیجا بات ہے - پولیس اسٹیشن میں انسپکٹر سے مدد لینے کو گیا - پھر انسپکٹر اور سپرنٹنڈنٹ دونو مالی کو ہمراہ لے اُس موقع پر پہنچے - جہاں سے دلکش نغموں کے سنائی دینے کی خبر ملی تھی - مگر اب وہ آواز بند ہو گئی تھی - اسلئے جھاڑیوں میں تجسس کیا گیا - تو باجے کا صندوقچہ اور کیل دستیاب ہوئی - اِن چیزوں سے پولیس انسپکٹر اور سپرنٹنڈنٹ نے سمجھ لیا کہ اُس بے وقت کے ترانہ کا کیا سبب تھا - مگر مالی کے دل میں یہ ہی اعتقاد جما رہا کہ بے شک بھوت تھا - ہر چند صاحب نے سمجھایا - لیکن وہ اُس باغ کی جھونپڑی میں پھر واپس نہ گیا ÷

یاد کرو تلفظ اور معنی

قُفل	اراضی	دِل کَش	ترانہ
سَراسیمہ	جشن	تجسُّس	نغمہ

پانچویں کتاب

(۳۷) یاروں کا گلہ

میر تقی

اے صبا گر شہر کے لوگوں میں ہو تیرا گزار
کہیو ہم صحرا نوردوں کا تمامی حالِ زار
ربط کا دعوےٰ تھا جن کو کہتے تھے - مخلص ہیں ہم
جانتے ہیں ذاتِ سامی ہی کو ہم سب خاکسار
سو نہ خط اُن کا - نہ کوئی پرچہ پہنچا مجھ تلک
واہ وا ہے رابطہ! رحمت ہے یہ اخلاص پیار!!
لکھتے گر دو حرفِ لطف آمیز بعد از چند روز
تو بھی ہوتا اس دلِ بے تاب و طاقت کو قرار
خط کتابت سے (یہ کہتے تھے) نہ بھیجینگے تجھے
آئینگے گھر بار کی تیرے خبر کو بار بار
جب گیا میں یاد سے - تب کس کا گھر - کا ہیکا پاس
آفریں صد آفریں! اے مردمانِ روزگار!!
بس قلم رکھ ہاتھ سے - جلنے بھی دے یہ حرفِ میر!
کاہ کے چاہے نہیں کہسار ہوتے بے وقار

یاد کرد تلفظ اور معنی

صبا — صحرا نورد — مخلص — سامی — لُطف آمیز

(۳۸) دوستی کی ضرورت

۱- انسان اپنی زندگانی کو بعافیت گزارنے اور کمال انسانیت حاصل کرنے کے لئے اس امر کا محتاج ہے کہ دوسرے بنی نوع سے اعانت حاصل کرے اور یہ بات رابطۂ الفت و محبت کے بغیر ممکن نہیں - اس لیئے دوستوں کا بہم پہنچانا امر ناگزیر ہے ÷

۲- جس قدر سچے دوست زیادہ میسّر آئینگے - اسی قدر آدمی کو حصول کمال میں آسانی ہوگی - لیکن سچے دوست دنیا میں ہمیشہ کمیاب ہیں - اکثر آدمی جو دوستی کا دم بھرتے ہیں - وہ اپنی اغراض کے طالب اور اپنی خواہشوں کے بھوکے ہوتے ہیں - ایسے لوگوں سے میل جول صرف بقدر ضرورت چاہیئے - جیسے کھانے میں مصالحہ - لیکن دوستِ صادق کی جستجو ہمیشہ واجب ہے - ایک حکیم کا قول ہے " اگر مجھ کو سب نعمتیں میسّر ہوں اور سچے دوست کی صحبت سے محروم رہوں - تو وہ سب ہیچ ہیں " ÷

یاد کرو تلفّظ اور معنی

بَنی نَوع ۔ رابطہ ۔ ناگزیر ۔ کم یاب ۔ ہیچ

(۳۹) دوست کا اِنتخاب

۱- جو شخص سچّے دوست کا جویا ہو - اُس کو دوست کے انتخاب میں چند اُمور کا لحاظ رکھنا لازم ہے +

اوّل - معلوم کرے کہ بچپن میں والدین کے ساتھ اُس کا سلوک کیسا تھا - اگر اُس نے اُن کے حقوق تلف کئے ہوں - تو ایسا شخص قابلِ اعتماد نہیں - اُس سے بھلائی کی توقّع کرنا عبث ہے +

دُوم - دریافت کرے کہ اَور دوستوں کے ساتھ اُس کا معاملہ کیسا ہے +

سوم - یہ تحقیق کرے کہ وہ اپنے مُحسنوں کے ساتھ کس طرح پیش آتا ہے - اگر اُن کی شکرگزاری کا حق ادا نہ کیا ہو - تو اُس کی طرف رغبت نہ کرنی چاہئے - کیونکہ کفرانِ نعمت انسان کے خصائل میں سے نہایت کمینہ خصلت ہے +

چہارم - اُس کا عام چال چلن اور اُس کی طبیعت کا مَیلان معلوم کرے - اگر وہ لالچی - طمّاع - بخیل - حریص - بدعہد - بے وفا - بدمزاج ہو - تو اُس کو ہرگز قابل دوستی نہ سمجھے +

پنجم - یہ معلوم کرے کہ اُس کی طبیعت میں عدل

انصاف بھی ہے یا نہیں - کیونکہ جو شخص اپنے حق سے زیادہ چاہے اور دوسروں کو دبائے - اُس سے دوستی کا نباہ ممکن نہیں +

ششم - یہ بات دیکھے کہ وہ اپنے شوق و رغبت کے مقابلہ میں دوستی کی پروا اور قدر کرتا ہے یا نہیں - اگر وہ لہو و لعب میں زیادہ مصروف رہتا ہو - تو اُس کی دوستی لاحاصل ہے +

۲ - الغرض جو آدمی خصائل مذکورہ کی جانچ میں کھرا نکلے - اُس سے خلوص و اتحاد پیدا کرنا زیبا ہے - مگر یاد رہے کہ ایسا شخص جو ہمہ صفت موصوف ہو - شاذ و نادر ملتا ہے - خوش قسمتی سے ایسا ایک دوست بھی مل جائے - تو بس کافی ہے - لیکن دوست میں جزوی عیب اور ادنےٰ تقصیر پاؤ - تو اُس پر چنداں لحاظ نہ کرو - کیونکہ ان اُمور سے کوئی فرد بشر خالی نہیں - اگر تم فرشتہ خصلت دوست چاہو گے - جس میں کچھ کور کسر نہ ہو - تو مدّت العمر اِسی ٹوہ میں رہو گے - نہ کوئی ایسا ملیگا - نہ تم اُس کو دوست بناؤ گے - انجام یہ ہوگا - کہ تم دوستی کے فوائد سے محروم ہو گے - اِس بارہ میں آدمی کو خود اپنے نفس کے عیوب ٹٹولنے

چاہئیں - اگر اِنصاف کریگا - تو دیکھیگا کہ وہ خود بھی مُبرّا نہیں ہے - تو چاہئے کہ دوسروں کو بھی ادنےٰ خطاؤں مین معذور سمجھے ؎

یاد کرو تلفُّظ اور معنی

کُفران مُحسِن طمّاع عیُوب مُبرّا

(۴۰) دوستانہ سلوک

۱- دوستانہ سُلوک اور دوستی کا دستور یہ ہے کہ انسان دوستوں کو اپنی راحت و نعمت و عزّت و مرتبہ میں شریک کرے - ہر طور سے برابری ملحوظ رکھے - بلکہ دوست کو برتری دے تو اَوسط رہے - احسان جتانے سے ہمیشہ مُحترز رہے - جب دوست پر کوئی مصیبت آ پڑے تو جان و مال سے اُس کا ساتھ دے - ہر درد و رنج میں شریک ہو - دوست کی طرف سے ہمدردی کی درخواست کا منتظر نہ رہے - بلکہ خود اُس کے احوال سے اُس کی حاجات کو معلوم کرتا رہے ؎

۲- جب دوست کی طرف سے کچھ شکایت و کدورت پیدا ہو - تو اُس کو دل میں مخفی نہ رہنے دے - بلکہ صاف دلی

اور بے تکلفی کے ساتھ دوست پر اُس کا اظہار کر دے۔ اس سچّے برتاؤ سے فوراً صفائی ہو جائیگی اور محبّت میں فرق نہ آنے پائیگا۔کیونکہ جب ایک بار دوستی ہو گئی۔تو ہر طور سے اُس کے نباہ کی کوشش کرنی واجب ہے۔ اگرچہ نزاع و خصومت ہر حال میں ناروا ہے۔اِلّا محبّت کے بعد عداوت کا ہونا سخت معیوب اور نہایت شرم کی بات ہے *

۳۔آدمی کو چاہیئے کہ جو علم و ہنر یا ادب و قاعدہ خود جانتا ہو۔اُس کے سکھانے میں دوست کے ساتھ بخل و رخسّت نہ کرے۔کیونکہ جب دوستوں سے مال کا دریغ رکھنا جائز نہیں۔تو علم میں جو دینے سے اَور بڑھتا ہے۔ کسی طرح بخل روا نہیں ہو سکتا *

۴۔جب دوست کا کوئی عیب دیکھے۔تو علانیہ مخالفت یا صریح ملامت ہرگز نہ کرے۔بلکہ ایسا انداز اختیار کرے کہ دوست خود خبردار ہو جائے۔لیکن دوستوں کے عیب سے چشم پوشی اور اِغماض کرنا یا سہل انگاری سے عیب کے پختہ ہو جانے کی مُہلت دینا ہرگز درست نہیں۔بلکہ ایسا کرنا نہایت حق تلفی اور پرلے درجہ کی خیانت ہے *

۵- دوستوں کو اُن کے عیوب سے مُتنبہ کرنے کا بہتر طریق یہ ہے کہ اوّل کوئی عام مثل یا کسی غیر کی سرگزشت اور اُس کا نتیجہ سُنائے جو دوست کی حالت کے ٹھیک مطابق ہو- اگر اِس تدبیر سے کامیابی نہ ہو- تو اشارے کِنائے سے اُس کو ہوشیار کرے- اگر یہ طور بھی مفید نہ پڑے- تو خلوت میں نہایت دلسوزی کے ساتھ پند و نصیحت کرے مگر جہاں تک ممکن ہو عمر بھر یہ راز افشا نہ ہونے دے- تاکہ دوست کو خجالت نہ ہو +

23 जुलाई

یاد کرو تلفّظ اور معنی

اَوّلے	مُحتَرِز	اِغماض	زِشت	مُتَنَبِّہ
حاجات	علانیہ	خِیانت	سَہل اَنگاری	اِفشا

(۱۴) تعریف روضۂ تاج گنج

میاں نظیر اکبر آبادی

روضہ جو اِس مکان میں دریا کنار ہے	خوبی میں سب طرح کا اُسے اعتبار ہے
	نقشہ میں اپنے یہ بھی عجب خوش نگار ہے
سنگِ سفید سے جو بنا ہے قمر نشاں	ایسا چمک رہا ہے تجلّی سے یہ مکاں
	جس سے بلور کی بھی چمک شرمسار ہے
دروازہ پر لکھا خطِ طغرا ہے طرفہ کار	ہر گوشہ پر کھڑے ہیں جو مینار اُس کے چار

४. प्रातःकालीन वायु, १०. पौरस्त्य वायु

چاروں سے طرفہ اوج کی خوبی دو چار ہے

برسوں تک اس میں رہیے تو ہووے نہ جی اداس — آتی ہے ہر طرف سے گل یاسمن کی باس (चमेली)

ہوتا ہے شاد اس میں جو کرتا گزار ہے

ہر سو نسیم چلتی ہے اور ہر طرف صبا — ہلتی ہیں ڈالیاں بھی ہر گل ہے جھومتا

کیا کیا روش روش پہ ہجوم بہار ہے (उद्यान पथ)

رابیل سیوتی سے بھرے ہیں چمن چمن — گلنار و لالہ و گل نسرین و نسترن

فوارے چھٹ رہے ہیں رواں جوئبار ہے

ہے چھاؤں مولسریوں کی سبزہ ہرا بھرا — گل کھل رہے ہیں حوض میں پانی چھلک رہا

ہر جا صدائے بلبل و صوت (सवत) ہزار ہے

جو دیکھتا ہے اس کو یہ ہوتا ہے دلپذیر — تعریف اس مکان کی میں کیا کروں نظیر

اس کی صفت تو شہرۂ روزگار ہے

५. अनार की जाति का एक वृक्ष जिसमें फूल के सिवा फल नहीं लगता है। उस का फूल शतपत्र होता है अर्थात् उसमें पंखड़ियां बहुत होती हैं। संस्कृत का शतपत्र یاد کرو تلفظ اور معنی या गुलाब भी है।

६. एक फूल का नाम। फारसी नस्तरन, अरबी नसरीन, हिंदी सेवती

روضہ — طغرا — اوج — گلنار — صوت

نگار — طرفہ کار — نسیم — جوئبار — ہزار

८. आवाज़ ९. हज़ार प्रकार के शब्द वाली। १०. हृदयंगम ११. प्रसिद्ध १२. संसार. १३. नक्श, रेखा

२४ जुलाई १९[illegible]

७. वह स्थान जिसमें बहुत सी पानी की नहरें बहती हैं।

(۴۲) مخلوقات

۱-کرۂ زمین پر جو رنگا رنگ مخلوق حواسِ ظاہری کے وسیلہ سے محسوس و معلوم ہوتی ہے - اُن میں ایک وصفِ مشترک یہ پایا جاتا ہے کہ وہ سب جسمانی ہیں - اِن تمام جسمانی چیزوں میں بہت سی ایسی ہیں جو بے حِس و حرکت پڑی رہتی ہیں - جب تک کوئی طاقت اُن پر عمل نہ کرے - وہ اپنی جگہ سے جنبش نہیں کرتیں - نہ وہ غذا کھاتی ہیں - نہ اُگتی ہیں - نہ بڑھتی ہیں - اِس قسم کی تمام اشیا جمادات کہلاتی ہیں ٭

۲-بعض چیزیں ایسی ہیں کہ وہ اپنے آپ حرکت نہ کرنے میں تو بالکل جمادات سے مشابہ ہیں - لیکن برخلاف جمادات کے ایک وصفِ زائد اُن میں یہ پایا جاتا ہے - کہ وہ اجزائے ارضی و ہوائی کو جذب کرکے اپنی غذا بناتی ہیں اور اُس غذا کی مدد سے اُن کا جسم نشو و نما پاتا ہے - وہ اُگتی بڑھتی ہیں - پھلتی پھولتی ہیں - غرض قوّتِ نامیہ اُن سب میں پائی جاتی ہے - اِس قسم کی جملہ اشیا کا نام نباتات ہے ٭

۳۔ اب مخلوقات پر غور کرتے ہیں۔ تو ہم ایسی چیزیں بھی پاتے ہیں جو مثل نباتات کے قوّتِ نامیہ بھی رکھتی ہیں اور اپنے ارادہ اور اپنی خواہش سے حرکت بھی کر سکتی ہیں۔ غذا کے ذریعہ سے اُن کے تن و توش میں افزائش ہوتی ہے اور وہ نقل مکان کرنے میں کسی خارجی قوّت کے عمل کی محتاج نہیں ہیں۔ اِس طرح کی کل مخلوق کو جاندار۔ ذی حیات یا حیوانات بولتے ہیں اور اِن تینوں قسموں کا نام بحیثیت مجموعی موالید ثلاثہ رکھا گیا ہے ✤

۴۔ اقسامِ ثلاثہ میں جو فرق و امتیاز بیان کیا گیا۔ وہ ظاہرا اکثر اشیا کے ملاحظہ سے صاف صاف سمجھ میں آ سکتا ہے۔ مگر حقیقت میں مخلوقات کا سلسلہ ادنےٰ بیجان چیزوں سے لیکر اعلےٰ قسم کے جانداروں تک باہم مربوط ہے اور اُن کے اوضاع و اطوار اور اوصاف و خواص میں درجہ بدرجہ ایسی ترقی ہوتی چلی گئی ہے کہ پہلی قسم کی انتہا اور دوسری قسم کی ابتدا آپس میں نہایت مشابہ اور مماثل معلوم ہوتی ہے۔ اِس لئے کوئی ایسی صحیح حد مقرر نہیں ہو سکتی۔ جہاں سے ایک جنس کی مخلوق دوسری جنس کی مخلوق سے

قطعی جُدا اور ممیّز ہو جائے - چنانچہ بعض اشیا ایسی پائی گئی ہیں - جن کی نسبت یہ فیصلہ کرنا کہ وہ از قسم جماد ہیں یا از قسمِ نباتات - سخت دشوار ہے ۔

۵ - اسی طرح بعض اشیا حیوان و نبات کے درمیان مشترک ہیں اور اُن کو ایک قسم سے خارج اور دوسری قسم میں داخل کرنے کے لئے کوئی روشن دلیل نہیں ہے - پس ایسی چیزیں جن کی قسم کا تعیّن مشتبہ ہے - اہلِ علم کی اصطلاح میں برزخ کہلاتی ہیں - مثلاً شاخِ مرجان یعنی مونگے کے درخت میں بعض اوصاف نباتی ہیں اور بعض حیوانی - ایسے ہی چھوئی موئی کا درخت ذرا چھونے سے اپنے پتّوں کو سکیڑ لیتا ہے اور اُس کا یہ خاصّہ بالکل حیوانات سے مشابہ ہے - اسی طرح بعض ممالک میں ایسے اشجار پائے گئے ہیں جو مکڑی کی طرح مکھی کا شکار کرتے ہیں ۔

یاد کرو تلفّظ اور معنی

مُشْتَرَک	نَشْو و نُما	نَقْلِ مکان	مَرْبُوط	اِصْطِلاح
جَذْب	نامیہ	مَوالیدِ ثَلاثہ	مُماثِل	بَرْزَخ

3. तरंग उठना 4. इस्तमाल = सामीप्य से = सटा हुआ

جمادات

۱-اگرچہ قوتِ نامیہ اور حیات جمادات میں نہیں ہے-لیکن قدرتِ کاملہ نے اُن کو بھی عجیب و غریب اوصاف و خواص عطا کئے ہیں-بعض ایسے لطیف و سُبک ہیں-کہ ہماری آنکھ کی بصارت خوردبین کی مدد سے بھی اُن کو نہیں دیکھ سکتی اور ایک ادنےٰ صدمہ سے اُن کے اجزا میں تموّج و تلاطم پیدا ہو جاتا ہے-ایسے اجسام ہوائی کہلاتے ہیں*

۲-بعض اُن میں سے ایسی سیّال اور پتلی ہوتی ہیں-کہ اُن کی خاص شکل و صورت نہیں-جس جگہ یا جس ظرف میں اُن کو رکھو-اُسی کی صورت قبول کر لیتی ہیں-خفیف حرارت سے بخار بن کر اُڑ جاتی ہیں-حرارت کی کمی سے اُن کے اجزا اس قدر متّصل ہو جاتے ہیں کہ وہ پتھر اور ڈھیلے کی طرح منجمد ہو جاتی ہیں-اگر پانی اور پارہ کے حالات پر غور کرو-تو یہ سب کیفیتیں اُن میں مشاہدہ ہو سکتی ہیں*

5. शाहिद या साक्षी से बनता है।

۳-بعض چیزیں ایسی ہیں-کہ اُن کے اجزا باہم پیوستہ ہوتے ہیں-وہ بہتی نہیں-صدمہ کو برداشت کر لیتی ہیں-

ایسی چیزوں کو منجمد کہتے ہیں - پھر اُن میں بعض نہایت سخت و ثقیل ہیں - جیسے لوہا - سونا - سنگ خارا - بعض ایسی بھربھری اور بودی ہیں - جیسے کھریا مٹی - پھر اُن میں سے بعض ایسی ہیں - جن میں نباتات اُگتی ہیں اور بعض انسان کی دوا اور غذا میں کام آتی ہیں ؛

یاد کرو تلفظ اور معنی

بَصارَت اَجزا سَیّال تَمَوُّج تَلاطُم

نباتات

۱ - نباتات کی قسمیں دُنیا میں قریب ایک لاکھ کے تحقیق کی گئی ہیں - اُن میں سے ادنےٰ قسم میں کائی وغیرہ ہیں اور اوسط قسم میں حیوانات کے چرنے کی گھاسیں اور نیز عَلف غلّہ یعنی دانہ دار گھاس - جس میں گیہوں - جوار وغیرہ شامل ہیں - اعلےٰ قسم میں بڑے بڑے تناور درخت ہیں جیسے آم - املی - پیپل - سال - ساگون وغیرہ ؛

۲ - نباتات میں ایک یہ بات بھی مثل حیوانات کے دریافت ہوئی ہے کہ وہ نر و مادہ ہوتے ہیں - کہیں تو یہ خاصہ ایک ہی درخت میں ہوتا ہے - کہیں نر درخت جدا ہوتا

२. अज़ीम (बड़ा) गुस्सा (तन और बदन)

ہے اور مادہ جُدا - چنانچہ اہلِ عرب کو زمانہ دراز سے نخلِ خرما
کی نسبت نر و مادہ ہونے کا علم ہے ٭

یاد کرو تلفُّظ اور معنی

تعلّق تناور نخل خاصّہ خُرما

२७ जुलाई ८८ ३१ ईसवी

حیوانات

3. फ़र्द = व्यक्ति का बहुवचन

۱- حیوانات میں بھی ادنےٰ قسم کے کیڑوں سے لیکر
نہایت عظیم الجُثّہ جانوروں تک زمین و آسمان کا سا فرق
نظر آتا ہے اور اُن کی بے شمار قسمیں ہیں - لیکن بعض
ایسے خواص ہیں جو اکثر افراد میں یکساں معلوم ہوتے ہیں
اُن خواص کے لحاظ سے جنسِ حیوان کی تقسیم چار قسموں
میں کی گئی ہے ٭

۲- حیوانات کی سب سے ادنےٰ قسم وہ ہے - جن کے
اعضا ایک مرکز سے ہر چار طرف کو شاخوں کی طرح
پھیلتے ہیں - اسی قسم میں اِسفنج اور مونگا بھی ہے - جو
نباتات کی مانند زمین میں گڑے رہتے ہیں - مگر اِن میں
آثارِ حیات بھی ثابت ہوتے ہیں - اِسی لئے اِن کو نباتاتِ
حیوانی بھی کہتے ہیں ٭

۳-ایک قسم وہ ہے جن کا جسم حلقوں سے مُرکّب یا چھلکوں میں محفوظ ہے-اِن میں کینچوے-جونک-جھینگے-تتلیاں وغیرہ شامل ہیں ؁

۴-ایک قسم ایسی ہے-جن کا جسم ایک مضبوط خول کے اندر ہوتا ہے-جیسے-گھونگے-کوڑیاں-صدف ؁

۵-سب سے اعلےٰ قسم ریڑھ والے جانوروں کی ہے اور اُن میں مینڈک اور مچھلی سے لیکر ہاتھی تک داخل ہیں-اور تمام پرند بھی پِدنے سے شتر مرغ تک اِسی قسم میں شمار ہوتے ہیں-لیکن اُن میں نوع افضل وہ ہے جو اپنے بچّوں کو چھاتی سے دودھ پلاتی ہے-اِس تقسیم سے صاف ظاہر ہے کہ انسان بھی اِسی نوع کا ایک جانور ہے ؁

یاد کرو تلفُّظ اور معنی

عَظِیمُ الجُثّہ اَفْراد مُرَکّب صَدَف نَوعِ افضل

اِنسان

۱-اگر قد و قامت اور جُثّہ کی بزرگی کا لحاظ کیا جائے۔ تو ہوئل مچھلی اور ہاتھی اعلےٰ جماعت میں نظر آئینگے اور حضرتِ انسان مڈل کلاس سے آگے ترقی پانے کے مستحق نہ ٹھیرینگے۔ لیکن جسمانی خوردی و بزرگی کو نظر انداز کرکے تشریح اعضا پر غور کرو۔تو بعض حیوان ایسے پائے جاتے ہیں۔جن کی ساخت نہایت ہی سادہ ہے اور وہ ساخت درجہ بدرجہ ترقی کرتی ہوئی اعلےٰ حیوانات میں نہایت دقیق اور پیچدار بن گئی ہے۔چنانچہ جسدِ انسانی کی ترکیب تمام حیوانات میں زیادہ پیچدار ہے۔اِس بنا پر وہ سب جانوروں سے افضل اور اعلےٰ اور قوائے دماغی یعنی عقل و ادراک اور فہم اور تمیز میں بھی سب سے برتر و فائق ہے۔اور اِن ہی اعلےٰ قوتوں کی بدولت وہ تمام جانوروں پر فرمانروائی کرتا اور نباتات و جماد کو اپنا خادم بناتا ہے۔پس دوسرے حیوانات سے تمیز کرنے کے لئے اُس کا لقب حیوانِ ناطق اور غیر انسان کا حیوانِ مطلق تجویز کیا گیا:

یاد کرو تلفظ اور معنی

تشریحِ اعضا دقیق جسد فائق اِدراک

نسلِ انسانی

۱- ترکیب جسمانی کے اعتبار سے کُل رُبع مسکون کے انسان نوعِ واحد ہیں - اِلّا چہرہ مُہرہ - خط و خال اور رنگ روپ کی تفریق کے باعث جُداگانہ نسلوں میں شمار ہوتے ہیں *

۲- ایک نسل انسان کی ایسی ہے جن کا رنگ نہایت سیاہ - بال گھونگر والے پیشانی پست - ناک اور ہونٹ موٹے دہانہ چوڑا ہوتا ہے - یہ نسل اسود یا زنگی یا نیگرو کہلاتی ہے اور اس شکل و شباہت کے آدمی صحرائے افریقہ اور جزائر مشرقی میں پائے جاتے ہیں - اور شاید جنوبی ہند کی تامل قوم بھی اِنہیں میں سے ہو *

۳- ایک نسل اِس ہیئت کی ہے کہ رنگ زردی مائل رخسارے پچکے ہوئے - قد کوتاہ اور ہڈیاں چوڑی چکلی - یہ نسل مغل کہلاتی ہے - اُن کا مسکن اصلی ملک منگولیا تھا - مگر اب وہ تین چوتھائی ایشیا اور کچھ حصۂ یورپ میں

آباد ہیں اور اہلِ امریکا بھی اسی نسل سے خیال کئے جاتے ہیں۔ مگر اُن کا رنگ تانبڑا ہے اور بقول بعض اہلِ ملایا بھی اسی جماعت میں داخل ہیں ٭

۴۔ ایک نسل کا حلیہ یہ ہے کہ رنگ گورا یا گندمی۔ چہرہ سڈول۔ کاسۂ سر مُدوّر۔ بال نرم۔ ڈاڑھی گنجان۔ پیشانی بلند۔ ہونٹ پتلے۔ ناک ستواں۔ دانت باریک۔ یہ نسل قوقاسی یا کاکیشین کے اسم سے موسوم ہے۔ کیونکہ اُس کی اصلی زاد بوم نواحِ کوہ قاف ہے۔ اسی مقام سے وہ دیارِ یورپ و ایشیا میں پھیلے ہیں اور یہ نسل تمام روئے زمین کے باشندوں میں زیادہ شکیل و جمیل ہے ٭

۵۔ اگرچہ اِن تمام نسلوں کے خالص نمونے دنیا میں موجود ہیں۔ مگر اطرافِ ممالک میں پھیل جانے اور باہمی اختلاط کے ہونے سے بہت سی قومیں مخلوط النسل پیدا ہو گئی ہیں ٭

یاد کرو تلفظ اور معنی

رُبع مسکوں	اَسوَد	زاد بوم	اِختِلاط	مخلوط النسل
مشتق	حُلیہ	خال	دِیار	نواحی

७. आगे क़दम रखनेवाला (क़दमसे), अग्रगंता, प्रधान
८. पिपासा, प्यास
८. तिष्णा = प्यास

وحشی

۱- انسان کی تقسیم نسلوں میں اُس کے ظاہری خط و خال کے اعتبار سے کی گئی ہے۔ لیکن ایک اور تقسیم ہے جو اُس کی تربیت اور طرز معاش کے لحاظ سے ہوتی ہے یا تو وہ ایسے عالم توحّش میں پایا جاتا ہے کہ اُس کی زندگی حیوانِ مُطلق سے بھی بدتر معلوم ہوتی ہے۔ یا وہ ایسی مُہذّب حالت کو پہنچ جاتا ہے کہ اشرف المخلوقات

सृष्टि में सबसे आधिक उच्च

का خطاب اُس پر صادق آتا ہے +

९. भोजन = तआम

۲- کوئی جماعت شروع ہی سے تربیت یافتہ پیدا نہیں ہوئی۔ بلکہ ابتداءً ہر ایک نسل وحشی صفت اور بے ہنر تھی۔ وہ اپنی حفاظت اور تحصیل معاش اُسی انداز سے

(हासिलसे)

کرتے تھے۔ جیسے اکثر مسکین چوپائے کرتے ہیں۔ اُس وقت ہوا اور روشنی کے سوا جو قدرت نے بلا محنت عطا کی ہیں۔ انسان کو سب سے مقدّم آب و طعام کی تلاش تھی۔ سو رفع تشنگی کے لئے تو جھیل۔ چشمے۔ ندی۔ نالے بہت تھے۔ مگر پیٹ پالنے کے لئے صحرائی درختوں کے گرے پڑے پھل اور جڑی بوٹی یا چھوٹے چھوٹے جانوروں

کے سوا جو ادنےٰ مشقّت سے میسّر آ سکتے ہیں - اور کیا دھرا تھا؟ غرض دُنیا کے خوانِ نعمت پر پہلی ضیافت حضرتِ اِنسان کی یہ تھی ؛

۳- موسموں کی سختی اور دشمنوں کے حملہ سے بچنے کے لئے نہ اُس کی کھال پر بھیڑ کے سے بال تھے - نہ اُنگلیوں میں شیر کے سے ناخن - نہ طائروں کے سے بال و پر تھے کہ ہَوا میں پرواز کرکے اپنی جان بچاتا - اِس عالمِ مجبوری میں درختوں کے جوف اور کوہ و بیابان کے غار و شگاف سے بڑھ کر اُس کے واسطے کونسا خانۂ بے تکلّف تھا جس میں آرام پاتا - ایک مدّت تک اِسی طور سے بسر کرتا رہا ؛

पक्षी या मुर्ग
४. जवफ़ = उदर, किसी वस्तु के अंदर की खोखली जगह

یاد کرو تلفُّظ اور معنی

طَرزِ معاش	تَوَحُّش	مُہذَّب
اَشرفُ المخلوقات	جَوف	

شکاری

۱- اس برہنہ تن وحشی انسان کی پہلی مُلکی مہم یہ تھی
کہ وہ درندوں گزندوں اور وحشی جانوروں کو جو خدا کی
زمین پر قابض تھے - مارے نکالے اور مغلوب کرے -
اِس معرکہ کے لئے اُسے ضرورت پڑی کہ اپنے کمزور ہاتھوں کو
کسی اَور چیز سے قوت دے - بس پہلا ہتھیار جو اُس کو دستیاب
ہو سکا - لکڑی - پتھر یا مُردہ جانوروں کی ہڈیاں تھیں +

२ पात ३. हासिलमतलब ४/१८ उन्स से – प्रेमयुक्त

۲- رفتہ رفتہ اُس نے سخت پتھروں کو گھس گھسا کر
اُن میں نوک اور دھار پیدا کی اور بڑے بڑے جانوروں
کا شکار کرنے لگا - اُن سے خوراک بھی حاصل کی اور اُن
کے پوست کو اپنی پوشاک بنایا - مگر صید افگنی کی پوری
مشق و مہارت انسان کو اُس وقت حاصل ہوئی - جبکہ
وہ لوہے کے ہتھیار بنانے لگا +

۳- الغرض اُس وحشیانہ حالت سے کہ بھٹوں کے اندر
رہتا اور کیڑے یا بناسپتی کھاتا تھا - ترقی کرکے وہ ایک
مُسلّح دلاور شکاری بن گیا - اُس کے شکار کا بچا کھچا اور
اُس کا پس خوردہ کھا کر کتے بلی ایسے مانوس ہو گئے -
کہ وہ درندوں کی جماعت کو چھوڑ انسانی گروہ کے آس
پاس رہنے لگے +

खाल
दक्षता
पीरण
सशस्त्र
उच्छिष्ट

یاد کر تلفّظ اور معنی

برہنہ تن گزندہ مُسلّح صید افگنی پس خوردہ

गिजन्दा

६ अगस्त ५२.३१

گلہ بان

۱- آبادی میں ترقی کرتے کرتے اب انسان ایسا مشّاق اور چالاک ہو گیا کہ بعض بہائم کو زندہ گرفتار کر کے بطور ذخیرہ رکھنے لگا- اُس وقت تجربہ ہوا کہ بھیڑ بکریاں وغیرہ جو اپنے بچوں کو دودھ پلاتی ہیں- اُن کا دودھ انسان کے لئے بھی نہایت لطیف و لذیذ اور نفیس اور قوی غذا ہے- پھر تو اُس نے اِس قسم کے جانوروں کو پالنا اور وحشیوں کو اہلی بنانا شروع کیا- یہاں تک کہ بھیڑ- بکری- گائے بھینس وغیرہ کے گلّے جمع کر لئے*

۲- اُن کے علاوہ بعض جانور ایسے بھی پائے جو سواری اور بار کشی کے لئے نہایت موزوں معلوم ہوئے- پس اونٹ گھوڑے اور گدھے کو گرفتار کیا اور مہار و لگام لگا کر اُن کو سدھایا اور کام لیا*

۳- اب مویشی کے چرانے کی غرض سے اپنا ٹانڈا ساتھ لئے ہوئے ایک میدان سے دوسرے میدان کی طرف اور دوسرے سے تیسرے کی طرف کوچ کرنا پڑا اور سبز و شاداب چراگاہوں اور مرغزاروں کی جستجو لازم آئی*

१. गले (समूह) का बान (रखवारा)
२. बौहीमा = चौपाए का ब०व० बहायम
५. अन्न आदि व्यापार की वस्तुओं से लदा हुआ बैलों या पशुओं का झुण्ड
६. जलसिंचित
किसी किस्म की घास जिसका दूब
८. मर्ग = दूब, ज़ार = प्राचुर्य
९. दूबप्रचुर = शाद्वल
मरग़ज़ार

۴- اِس نقلِ مکان کی ضرورت سے اُس نے چمڑے اور سرکنڈے کے ہلکے خیمے اور سائبان ایسے تیّار کر لیے - جن میں گرمی سردی اور باد و باراں کی تکالیف سے پناہ لے اور بوقتِ کوچ مویشی پر لاد کر لے جانا بھی آسان ہو ۔

۵- اِس طرح انسان وحشی سے صیّاد اور صیّاد سے گلّہ بان یا چرواہا یا راعی بن گیا - جانوروں کی پرورش اور نگہداری میں اور اُن کے مطیع کرنے اور سدھانے میں اور اُن کے لیے چارہ بہم پہنچانے میں بہت کچھ سلیقہ اور تجربہ حاصل کیا ۔

۶- اب وہ شکاریوں کی طرح صرف ہتھیاروں ہی کا مالک نہیں ہے - بلکہ مویشی کو وہ بہت عزیز رکھتا ہے اور اُس کو اپنا دھن دولت سمجھتا ہے - اونٹ - بیل - گھوڑے - گدھے اُس کے مرکب ہیں - اب وہ ایسا شہسوار ہے کہ گھوڑے پر سوار ہو کر نیزہ بازی اور تیر اندازی کرتا ہے - خونخوار شیروں اور مست ہاتھیوں کو للکار کر مارتا ہے - گینڈوں اور ارنے بھینسوں کا شکار کرتا ہے ۔

یاد کرو تلفّظ اور معنی

بہائم   لذیذ   رہوار   مرغزار   تیمار

دہقان

۱- اب ہمارا خانہ بدوش گلہ بان عنقریب دہقان بنا چاہتا ہے۔ مویشی کی پرورش کے لیئے اُس نے دُور دُور کے میدانوں میں گشت لگایا ہے اور مختلف اقسام کی گھاس پات اُس کی نظر سے گزر چکی ہے۔ اُس کو اُن گھاسوں کا پتا لگ گیا ہے۔ جن کے کھانے سے مویشی خوب تازہ توانا ہو جاتی ہے اور دودھ بھی افراط سے دینے لگتی ہے۔ اُس نے خود بھی اُس کے دانے نکال کر کھائے ہیں۔ اور اپنی غذا کے لیئے اُن کو بہت موافق و مناسب پایا ہے۔ اُس نے تخم ریزی کا وقت۔ غلہ پکنے کا موسم۔ قابلِ زراعت زمینیں۔ سیر حاصل میدان دریافت کر لیئے ہیں۔ غرض اُس نے اپنا سیر و سفر رائگاں نہیں کھویا۔ بہت کچھ وقوف و تجربہ حاصل کیا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ آئندہ ایک گاؤں بسا کر اُس کے سواد میں زراعت کرتا نظر آئیگا *

۲- آخر کار خانہ بدوش گلہ بانوں نے جہاں آبِ شیریں کے قدرتی چشمے۔ بہتی نہریں اور شاداب مرغزار پائے۔ جن

ہیں میوہ دار درختوں کی کثرت اور گھاس چارہ کی رسائی تھی - وہاں زیادہ قیام کرنا پسند کیا - اور رفتہ رفتہ وہ ایک جگہ اِقامت گزینی کے خوگر ہونے لگے اور جو دانہ دار گھاسیں اطراف و جوانب میں پائی تھیں - اُن کے تخم اپنے قیام گاہ کے قرب و جوار میں بکھیر دئے - خدا نے اس کام میں برکت دی - کھیتی اُگی - بڑھی اور پک کر تیّار ہو گئی - غلّہ انسان کے کام آیا اور بھوسا مویشی نے کھایا ٭

۳ - اب سفری خیموں کی کچھ حاجت نہ رہی تھی - اسلئے کچّی دیواریں بناکر چھپّر چھا لئے یا لکڑیاں پاٹ کر چھت بنا لی اور کئی کئی خاندان ایک جگہ آباد ہو گئے وہی آبادی ترقی پاکر گاؤں سے قصبہ اور قصبہ سے شہر بن گئی اور نسلِ انسان وحشت سے نکل کر سرحد تہذیب میں داخل ہوئی ٭

یاد کرو لفظ اور معنی

خانہ بدوش شاداب سیر حاصل سواد اِقامت گزینی

داستان (۴۳)

میر حسن

کسی شہر میں تھا کوئی بادشاہ / کہ تھا وہ شہنشاہ گیتی پناہ
بہت حشمت و جاہ و مال و منال / بہت فوج سے اپنی فرخندہ حال
کئی بادشاہ اُس کو دیتے تھے باج / خطا و ختن سے وہ لیتا خراج
جہاں تک کہ سرکش تھے اطراف کے / وہ اُس شہ کے رہتے تھے قدموں لگے
رعیّت تھی آسودہ و بے خطر / نہ غم مفلسی کا نہ چوری کا ڈر
ہنرمند واں اہلِ حرفہ تمام / ہر اِک نوع خلقت کا تھا ازدحام
غنی واں ہُوا جو کہ آیا تباہ / عجب شہر تھا وہ عجب بادشاہ
کسی طرح کا وہ نہ رکھتا تھا غم / مگر ایک اولاد کا تھا الم
وزیروں کو اک روز اُس نے بُلا / جو کچھ دل کا احوال تھا سو کہا
کہ میں کیا کرونگا یہ مال و منال / فقیری کا ہے میرے دل کو خیال
فقیر اب نہ ہوں تو کروں کیا علاج / نہ پیدا ہُوا وارثِ تخت و تاج
بہت ملک پہ جان کھویا کیا / بہت فکرِ دنیا میں سویا کیا
وزیروں نے کی عرض اے آفتاب! / نہ ہو ذرہ تجھ کو کبھی اضطراب
یہ دُنیا جو ہے مزرعِ آخرت / فقیری میں ضائع کرو اِس کو مت
رکھو یاد عدل و سخاوت کی بات / کہ اِس فیض سے ہے تمہاری نجات
عجب کیا جو ہووے تمہارے خلف / کرو تم نہ اوقات اپنی تلف

اُسے فضل کرتے نہیں لگتی بار ۔ نہ ہو اُس سے مایوس اُمیدوار

گئے نو مہینے جب اس پر گزر ۔ ہوا گھر میں اس شہ کے تولد پسر

محل سے لگا تا بدیوانِ عام ۔ عجب طرح کا اک ہوا ازدحام

چلے لے کے نذریں امیر و وزیر ۔ لگے کھینچنے زر کے تودے فقیر

چھٹی تک غرض تھی خوشی ہی کی بات ۔ کہ دن عید اور رات تھی شب برات

محل میں لگا پلنے وہ نونہال ۔ بڑھا ابر ہی ابر میں جوں ہلال

لگا پھرنے وہ سرو جب پاؤں پاؤں ۔ کئے بردے آزاد تب اس کے ناؤں

پلا جب وہ اس ناز و نعمت کے ساتھ ۔ پدر اور مادر کی شفقت کے ساتھ

معلّم - اتالیق - منشی - ادیب ۔ ہر اک فن کے استاد بیٹھے قریب

کیا قاعدہ سے شروعِ کلام ۔ پڑھانے لگے علم اس کو تمام

دیا تھا زبس حق نے ذہنِ رسا ۔ کئی سال میں علم سب پڑھ گیا

معانی و منطق بیان و ادب ۔ پڑھا اس نے معقول و منقول سب

لیا ہاتھ جب خامۂ مشکبار ۔ لکھا نسخ و ریحان و خطِ غبار

شکستہ لکھا اور تعلیق جب ۔ رہے دیکھ حیراں اتالیق سب

کئی دن میں سیکھا کسب تفنگ ۔ کہ حیراں ہوئے دیکھ اہلِ فرنگ

سوا ان کمالوں کے کتنے کمال ۔ مروت کی خو آدمیت کی چال

رزالوں سے نفرت تھی نفرت اسے ۔ سدا قابلوں ہی سے صحبت اسے

گیا نام پر اپنے وہ دلپذیر ۔ ہر اک فن میں سچ مچ ہوا بے نظیر

یاد کرو تلفّظ اور معنی

گیتی	مثال	تولُّد	اِزدحام	نفرا
گیتی پناہ	باج	خُلف	بردہ	ہلال
حشمت	مزرع	خراج	تفنگ	اتالیق

(۴۴) بادِ مراد

کر اسے بادِ مراد آہنگِ آفاق
پھریرے کو اُڑا کس بادباں کو
پہنچ آبنائے سے گزر کر
مقامِ استوا سے تا قطبین
بہت کم دور ہیں کوہ و دشت تو نے
محیطِ ارض ہے تو اسے سبک پا
رواں ہے تیری موجوں میں ہر آواز
نہ پہنچے تو اگر تا پردۂ گوش
ہمیں تیری ضرورت ہے بہر طور
اگر اک لمحہ گزرے ہم پہ تجھ بن

جہازِ شست رو ہیں تیرے مشتاق
کہ دیکھیں ساحلِ ہندوستاں کو
ترے دیکھے ہوئے ہیں سب مراحل
تجھے جنبش نہیں دیتی کبھی چین
کیا گلشن کا گلگشت تو نے
تری موجیں رواں ہیں مثلِ دریا
تو ہی کانوں میں ہے ہنگامہ پرداز
سب آوازیں رہیں پردہ میں روپوش
نہیں ایسی ضروری شے کوئی اور
تو ہو جائے تنفس غیر ممکن

تو ہی ہے اے نسیمِ صبح گاہی — مثالِ رحمتِ عامِ الٰہی
جہاں میں ہیں ترے الطاف حاوی — امیروں اور غریبوں پر مساوی
اگر تو خشمگیں اے تند خو ہو — تہ و بالا جہازِ جنگ جو ہو
کبھی دریا میں لے جائے بہا کر — کبھی ساحل پہ دے پٹکے اُٹھا کر
اُڑاتی ہے اُسے تو راہ بے راہ — جہاز آگے ترے مثلِ پرِ کاہ
معاذ اللہ! ترا طوفاں غضب ہے — تری تیزی نشانِ قہرِ رب ہے
اجاڑا تو نے گلزار و چمن کو — ہلا ڈالا ہے جنگل اور بن کو
یہ چھیڑا نے میں کیسا راگ تو نے — نیستاں میں لگا دی آگ تو نے
خوشامد تیری خصلت میں نہیں ہے — تری تیزی برابر ہر کہیں ہے
اُجاڑا اگر کسی مفلس کا چھپّر — اُکھاڑا خیمہ و خرگاہِ لشکر
نہ درگزرے غریبوں کے مکاں سے — نہ جھجکے طُرّۂ تاجِ شہاں سے
نہیں کچھ تجھ کو خوفِ شانِ سلطاں — اُڑایا پردۂ ایوانِ سلطاں
غرض دلچسپ تیری ہر ادا ہے — تری شوخی و چالاکی بجا ہے

یاد کرو تلفظ اور معنی

آہنگ — قُطبَین — بحرَین — تنفُّس — مَعاذَ اللہ

آفاق — مَراحِل — گلگشت — پرِ کاہ — طُرّہ

(۴۵) راست گوئی

اے راست گوئی کیا قہر ہے تو
اے حق تلفی کیا زہر ہے تو

یاروں کو کرتی اغیار تو ہے
چلواتی گھر گھر تلوار تو ہے

رشتے ہزاروں تو نے تڑائے
باپوں سے بیٹے تو نے چھڑائے

تو نے صلے میں بخشے ہیں اکثر
سولی کے اور ننگ کانٹوں کے افسر

خونخوار لشکر ہیں ساتھ تیرے
رنگیں لہو سے ہیں ہاتھ تیرے

تیری جلو میں رسوائیاں ہیں
سنگت میں تیری تنہائیاں ہیں

تو آشتی کی رہتی ہے دشمن
تو مصلحت سے رکھتی ہے ان بن

قطع و بُرش ہے تاثیر تیری
رہتی ہے ننگی شمشیر تیری

ہوتی ہے جس جا تو جلوہ گستر
دفتر بہت سے ہوتے ہیں ابتر

پڑتی ہے ہل چل ہر مرحلے میں
آتی ہے دنیا اک زلزلے میں

اے راستگوئی اے تیغ بُرّان
تیرا مخالف کیوں ہو نہ دوراں

سب وحشت انگیز مضموں ہیں تیرے
ہر مصلحت پر شبخوں ہیں تیرے

گُن تیرے جن پر ظاہر ہوئے ہیں
وہ تیری دھن میں آخر ہوئے ہیں

اُمڈا جہاں سے سیلاب تیرا
پھر واں نہ کشتی ٹھہری نہ بیڑا

اُٹھتی ہیں دل سے جب تیری موجیں
ہوتی ہیں نازل واں حق کی فوجیں

عظمت جہاں ہے تیری سمائی
پربت وہاں ہے نظروں میں رائی

شاہوں سے گردن جھکتی نہیں واں | طوفاں میں کشتی رکتی نہیں واں
اے راست گوئی تو وہ ہے افسوں | منکر بھی دل سے ہیں جس پہ مفتوں
تلخی میں تیری طرفہ مزا ہے | ہر دل میں چبھتی تیری ادا ہے
تو نے جہاں دی آواز جا کر | لاکھوں سر اٹھے تیری صدا پر
ہوتی ہے دھیمی پرواز تیری | بڑھتی ہے کم کم آواز تیری
پھر دوڑتی ہے یوں مرد و زن میں | جس طرح آتش لگتی ہے بن میں
آہٹ سے تیری کرتے ہیں جو رم | ہیں گدگداتے دل اُن کے ہر دم
جوں جوں وہ تجھ سے کرتے ہیں دوری | ضرب اُن پہ تیری پڑتی ہے پوری
جاتا ہے آہو جیسے چوٹ کھا کر | گرتا ہے آخر کچھ دور جا کر
تجھ سے بھی جو ہیں وحشی بھڑکتے | پھر پھر کے تجھ کو جاتے ہیں تکتے
گو حق کی تلخی بانٹے ہوئے ہیں | پر چوٹ دل پر کھائے ہوئے ہیں
بھاگے ہیں کھا کر زخم نہاں وہ | جائینگے بچ کر تجھ سے کہاں وہ
دل دوز ہیں سب تیری ادائیں | کڑوی ہیں ساری تیری دوائیں
زہر ہلاہل برسوں پئیں جب | بیمار تیرے پائیں شفا تب
دیتی ہے اول تو زخم کاری | مرہم کی آخر آتی ہے باری
کل ہے مسرت ہے آج غم تو | دیتی ہے امرت کہتی ہے سم تو
ہوتی ہے سچ سے جب سب کو نفرت | تو جھوٹ پر واں کرتی ہے لعنت
جس جا تعصب ہے عین ایماں | انصاف کا قتل کرتی ہے تو واں

رسم سلف پر مرتے جہاں ہیں
جس ملک میں ہے جاری غلامی
غُل بھیڑیوں کا پڑتا جہاں ہے
زہر اُس عسل کو ہے تو بناتی
جس سرزمیں میں پانی ہے عنقا
سانپوں کا خطرہ پاتی جہاں ہے
طوفاں کی آہٹ پہلے سے پا کر
بُلبل ہے گُل پر جب چہچہاتی
پاتی ہے گھر میں جب کچھ دھواں تو
جب دیکھتی ہے قومیں بگڑتی
کرتی ہے ظاہر اُن کی خطائیں
گر منعموں پر ہے تو برستی
دیتی ہے طعنے بے غیرتوں کو
للکارتی ہے تو کاہلوں کو
جھڑکی ہے تیری عادت میں داخل
بگڑے ہیں تجھ سے دل بے نہایت
یاں نام تیرا جس نے لیا ہے
پہنچایا جس نے پیغام تیرا

رمنوں پہ چلتے تیرے وہاں ہیں
ہوتی ہے واں تو بردوں کی حامی
تو بکریوں کی واں پاسباں ہے
جس میں حلاوت ہے سب کو آتی
تو چھیڑتی ہے واں ذکرِ دریا
اندھوں کے آگے کرتی فغاں ہے
بہروں میں چرچا کرتی ہے جا کر
اُس دم خزاں سے تو ہے ڈراتی
آگ آگ کا غل کرتی ہے واں تو
ہے آگ میں تو قوموں کے پڑتی
دیتی ہے اُن کو پیچیدہ رائیں
گر جھاڑتی ہے مفلس کی مستی
کرتی ہے رُسوا بے عزتوں کو
پھٹکارتی ہے تو جاہلوں کو
ترشی ہے تیری طینت میں داخل
لاکھوں نے کی ہے تیری شکایت
عالم کو اپنا دشمن کیا ہے
جمہور میں وہ بد نام ٹھیرا

اے کلمۂ حق تیری بدولت — مردوں پہ گزری کیا کیا مصیبت
ٹھیرے جہاں میں بیگانے سب سے — تجھ پر ہوئے وہ دیوانے جب سے
دُنیا نے اُن پر گو ظلم توڑا — دامن اُنھوں نے تیرا نہ چھوڑا
ہے تلخ و شیریں ہر بات تیری — سُننے میں کڑوی کہنے میں میٹھی
کانوں کو تو ہے گو ناگوارا — مُنہ سے نکلنا تیرا ہے پیارا
جو حرفِ حق سے بھاگے بگڑ کر — حق اُن کو لایا گردن پکڑ کر
حق کے سب آخر طالب ہوئے ہیں — تب حق کے دعوے غالب ہوئے ہیں
ہوتا نہ ہرگز جگ میں اُجالا — حق کا نہ ہوتا گر بول بالا
اے راست گوئی اے ابرِ رحمت — ہے اِس چمن میں سب تیری برکت
گر تو نہ ہوتی یاں سایہ افگن — برباد ہوتا کب کا یہ گلشن
عالم ہے سرسبز تیرے قدم سے — آباد یہ گھر ہے تیرے دم سے
باغِ جہاں کو چھانٹا ہے تو نے — اکثر خزاں کو ڈانٹا ہے تو نے
تو بیکسوں کی یاور رہی ہے — تو گم رہوں کی رہبر رہی ہے
جن بستیوں میں تو چھائی — کھیتی انھیں کی یاں لہلہائی
بند اپنی جس جا تو نے زباں کی — نکبت نے منزل آکر وہاں کی
ہوتے رہے ہیں سب ملک و ملت — سرسبز تجھ سے نوبت بہ نوبت
مشرق میں جب تھی تیری حکومت — چھائی ہوئی تھی مغرب میں ظلمت
جب دَور تیرا مغرب میں آیا — مغرب کو تو نے مشرق بنایا

کھلتے رہے ہیں گل تیرے ہر سو — مہکی ہے اکثریاں تیری خوشبو
گو تجھ میں تلخی حد سے سوا ہے — پر تیری دارو صحت فزا ہے
گو علم کی تو ہے زندگانی — پر جہل تیرا دشمن ہے جانی
جاہل ہمیشہ تجھ سے لڑے ہیں — ناداں ہزاروں تجھ سے اڑے ہیں
لاکھوں بلائیں آئی ہیں تجھ پر — اکثر گھٹائیں چھائی ہیں تجھ پر
ملکوں نے تجھ پر حملے کئے ہیں — قوموں نے تجھ سے بدلے لئے ہیں
اے کلمۂ حق اے سرِّ یزداں — جس وقت ہو تو پردہ سے عریاں
ہوں تیرے جس دم انصار تھوڑے — دشمن بہت ہوں اور یار تھوڑے

عالم ہو تیرا جب ناشناسا
حالی کو رکھیو اپنا شناسا

یاد کرو تلفّظ اور معنی

اَغیار	جَلوہ گُستر	مَفتُوں	سَلَف
نَکہَت	صِلہ	وَحشَت آگیں	رَم
عَسَل	یَزداں	جِلو	شَب خُوں
دِل دُوز	طِینَت	عُریاں	آشتی
اَفسُوں	زَہرِ ہَلاہَل	جُمہُور	اَنصار

(۴۶) حواسِ خمسہ

پانچ

حواس کے وسیلے سے حیوانات کو اپنے جسم کی حالت اور خارجی اشیا کی موجودگی کا علم حاصل ہوتا ہے۔ لیکن تمام حیوانات میں یکساں تعداد حواس کی نہیں پائی جاتی۔ جن کے جسم کی ساخت سادہ اور اعضا کم ہیں۔ اُن میں حواس بھی کم ہیں۔ چنانچہ بعض کیڑوں کو قوتِ باصرہ اور شامہ کا حصّہ نہیں ملا۔ لیکن جن حیوانات کے جسم کی بناوٹ زیادہ پیچدار ہے۔ اُن کے بدن میں مختلف قسم کے اعضا موجود ہیں۔ اُن کو قدرت نے حواس بھی زیادہ عطا فرمائے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ تعداد حواس کی پانچ ہے۔ یعنی شامہ۔ باصرہ۔ سامعہ۔ لامسہ۔ ذائقہ۔ اور یہ کامل تعداد نوعِ انسان میں پائی جاتی ہے۔

یاد کرو تلفّظ اور معنی

شامّہ باصِرہ سامِعہ لامِسہ ذائِقہ

(۴۷) قوّت شامہ

۱- شامہ کا آلہ بینی ہے- مگر جوف بینی کے بالائی حصّہ میں یہ قوت محدود ہے- جب بودار اشیا کے باریک ذرّے ناک کے اندر داخل ہو کر اعصاب پر ایک خاص اثر پیدا کرتے ہیں- تو اُس کی خبر دماغ کو پہنچتی ہے اور وہ خوشبو اور بدبو کو محسوس کرتا ہے- کوئی بدبودار شے جو ہماری نظر سے پوشیدہ ہو- اُس کے وجود کا علم اور اُس کی یہ صفت کہ خوشبو ہے یا بدبو- اِسی قوّت کے ذریعے سے ہم کو معلوم ہوتی ہے +

۲- ناک کا موقع مُنہ کے متصل ہے- اِسلیئے جو آب و طعام مُنہ کی راہ سے حلق میں اور حلق سے شکم میں داخل ہوتا ہے- اُس کی جانچ بہت آسانی سے بلاتکلف ہو جاتی ہے- اگر اِن دونو میں زیادہ فصل ہوتا- تو بڑی دقت پیش آتی +

۳- ہمارے واسطے نہایت ضروری چیز ہَوا ہے- جس کے بغیر ہم ایک دم بھی زندہ نہیں رہ سکتے- مگر اُس میں نہ کوئی مزہ ہے کہ قوت ذائقہ اُس کے نیک و بد

کو پرکھ لے۔ نہ کوئی رنگ ہے کہ قوتِ باصرہ اُس کے حُسن و قبح کو محسوس کر لے۔ صرف قوتِ شامہ ہی اُس کی بُرائی بھلائی کا ادراک کراتی ہے۔ اِسی حکمت سے قدرتِ کاملہ نے ہوا کے آمد و شد کا رستہ حلق اور ناک کو بنایا ہے ٭

۴۔ یہ ہی قوّت ہم کو گُل و ثمر اور مُشک و عنبر کی خوشبو سے فیضیاب کرتی اور دل و دماغ کو راحت پہنچاتی ہے۔ یہ ہی قوّت ہم کو بول و براز اور تمام بدبودار اشیا کی مُضرت سے محفوظ رہنے کا موقع دیتی ہے۔ جب کسی وجہ سے یہ قوت زائل ہو جاتی ہے۔ تو بُو کے لحاظ سے مشک اور لہسن میں کچھ تمیز نہیں ہوتی۔ زکام کی حالت میں جبکہ ناک کے بالائی حصّہ میں بلغم اور رطوبت بھر جاتی ہے اور ہَوا کا گزر وہاں تک نہیں ہوتا۔ تو بو کی تمیز دشوار ہو جاتی ہے ٭

یاد کرو تلفّظ اور معنی

آلہ	طَعام	اَعصاب	عَنبَر	بَوْل
جَوف	فَضل	قُبح	اِدراک	بَراز

(۴۸) قوّت باصرہ

۱- باصرہ کا آلہ آنکھ ہے - جب آنکھ کے اندرونی پردہ میں روشنی کی شعاع پہنچتی ہے - تو وہ عصب میں ایک تحریک پیدا کرتی ہے - جب وہ تحریک دماغ میں داخل ہوتی ہے - تو دماغ روشنی کو محسوس کرتا ہے +

۲- روشنی کا اثر آنکھ کے پردے میں سے فوراً محو نہیں ہو جاتا - بلکہ ایک سکنڈ کے آٹھویں حصّہ تک قائم رہتا ہے - چنانچہ بجلی چمک کر فوراً غائب ہو جاتی ہے - مگر اُس کی روشنی کا اثر ہماری آنکھ کے اندر تھوڑی دیر تک باقی رہتا ہے - اور ہم اُس کو محسوس کرتے ہیں +

۳- اگر تم ایسی لکڑی کو گھماؤ جس کے دونو سرے مشتعل ہوں - تو بالضرور تم کو شعلہ کا ایک چکّر نظر آئیگا - سبب یہ ہے کہ اوّل نقطے سے جو روشنی آنکھ میں پڑی - وہ ہنوز باقی ہے کہ دوسرے نقطے سے پہنچی - یہاں تک کہ آنکھ میں شعاعوں کا ایک دائرہ بن گیا - اسی قاعدے کے مطابق ہم کو آسمان میں تارے بہ کثرت نظر آیا کرتے ہیں - حالانکہ وہ تعداد میں اتنے کثیر نہیں

ہیں۔اسی طرح قندیل کے اندر چند تصویریں جبکہ تیزی کے ساتھ گردش کرتی ہیں۔تو اُن کی تعداد ہم کو اصل تعداد سے بہت زیادہ معلوم ہؤا کرتی ہے ÷

۴۔آنکھ میں ایک یہ بھی خاصیّت ہے کہ جب ہم تیز روشنی کو تھوڑی دیر تک دیکھ کر دھیمی روشنی پر نظر ڈالتے ہیں۔تو عصبِ بصارت میں مطلق تحریک پیدا نہیں ہوتی۔اس لئے ہمارا دماغ اِس دھیمی روشنی کو محسوس نہیں کرتا۔اگرچہ روشنی موجود ہوتی ہے۔لیکن ہم کو محض تاریکی معلوم ہوتی ہے ÷

۵۔جب کسی چیز سے شعاعیں منعکس ہو کر ہماری آنکھ کے اندر پہنچتی ہیں۔تو اُس شئے کی تصویر فوراً تیار ہو جاتی ہے اور دماغ اصل شئے کے رنگ۔شکل۔موقع اور جہت کو معلوم کر لیتا ہے ÷

۶۔رنگ کا ادراک بغیر آنکھ کے کسی طرح ممکن نہیں البتہ شکل و صورت کا علم حسّ لامسہ کے وسیلہ سے بھی ہو سکتا ہے۔مگر صرف اُنہیں اشیا کی صورت کا جن تک ہاتھ کی رسائی ممکن ہے۔چنانچہ ایک بے بصر آدمی گیند۔گلاس۔صندوق اور چارپائی کی شکل کو ٹٹول کر

پہچان لیتا ہے - مگر ایک بڑی عمارت یا قلعہ یا شمس و قمر کو وہ بیچارہ کہاں معلوم کر سکتا ہے ؛

۷ - یہ عظمت و قدرت تو خداوند تعالےٰ نے قوّتِ باصرہ ہی کو عطا فرمائی ہے کہ وہ آن کی آن میں آسمان - ستارے - پہاڑ - میدان - دریا - سمندر - ابر - دھوپ اور چاندنی کے وجود سے ہم کو اطلاع دیتی ہے - اگر انسان کو یہ عجیب و غریب قوت عطا نہ ہوتی - تو وہ اس قدرتی کتاب یعنی مظاہر عالم کے مطالعہ سے بالکل محروم رہتا اور اُس کی معلومات کا دائرہ نہایت تنگ و محدود ہو جاتا - غرض جو علم ہم کو قوت باصرہ کی مدد سے حاصل ہوتا ہے - وہ بہ نسبت دوسرے حواس کے زیادہ وسیع و مفید اور قابلِ یقین ہوتا ہے ؛

یاد کرو تلفُّظ اور معنی

قَمَر ظاہِر مُنعَکِس مُشتَغِل عَصَب

وَسِیع شَمس بے بَصَر بَصارَت مَحو

२ नदीतरंगों का परस्पर आघात

(۴۹) قوتِ سامعہ

۱- سماعت کا آلہ کان ہے جس کے تین حصّے ہیں۔ بیرونی حصّہ ہَوا کی امواج کو جمع کر کے درمیانی حصّہ میں پہنچاتا ہے۔ وہاں پہنچکر امواج ہَوا میں تیزی پیدا ہوتی ہے۔ پھر تیسرے حصّہ میں عصبِ سمع کو تحریک ہوتی ہے اور وہ تحریک دماغ میں داخل ہو کر آواز کی کیفیت سے اطلاع دیتی ہے۔ پہلے اور دوسرے حصّہ کے درمیان میں ایک طنبور جھلّی کا بنا ہُوا ہے جس پر اوّل صدمہ ہَوا کی موج کا پڑتا ہے جو چند وسیلوں سے دماغ تک جا پہنچتا ہے۔

۲- آواز ایک حرکت ہے جو ہَوا کے ذروں میں تلاطم پیدا کرتی ہے۔ اِسی واسطے قدرت نے ہَوا کو ایسا لطیف بنایا ہے کہ ایک ادنے صدمہ کے اثر سے اُس میں ہل چل پڑ جائے۔ اگر یہ وصف ہَوا میں نہ ہوتا۔ تو آواز پیدا ہی نہ ہوتی اور ہم صوت و صدا کی حس سے بے بہرہ رہتے۔

वेदना प्रतिध्वनि ध्वनि

۳- آواز کو سُن کر ہم اکثر شناخت کر لیتے ہیں کہ وہ

کس شخص یا کس چیز کی ہے اور اس کی سمت بھی دریافت کر لیتے ہیں۔ لیکن یہ قوّت سامعہ کا کام نہیں۔ بلکہ اُس تجربہ پر موقوف ہے جو ہم کو سماعت کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ ہم کو بار بار کے تجربہ سے اٹکل ہو جاتی ہے کہ فلاں شخص یا چیز کی آواز کا یہ انداز ہے۔ اِس قیاس پر آواز سے صاحب آواز کو پہچان لیتے ہیں اور جب دو آوازوں میں نہایت مشابہت ہوتی ہے۔ تو ہمارا قیاس غلطی کر جاتا ہے۔ مثلاً بعض آدمی اصوات حیوانات کی ایسی نقل کرتے ہیں کہ سامعین کو اصل و نقل میں ذرا تمیز نہیں ہوتی۔ اسی طرح سمت آواز کی شناخت بھی تجربہ پر منحصر ہے۔ اور اُس میں بھی مغالطہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ صدائے زلزلۂ زمین بہت کم تشخیص میں آتی ہے۔ اکثر اختلاف رہتا ہے۔ کوئی شخص شمال سے جنوب کو معلوم کرتا ہے اور کوئی مشرق سے مغرب کو۔ الغرض صاحب آواز اور سمتِ آواز کا ادراک قدرتی نہیں ہے +

۴۔ آواز کے متعلق ایک حیرت افزا بات یہ ہے۔ کہ جس طرح انسانوں کے شباہت و بُشرہ میں باہم اختلاف

ہے۔ اُسی طرح ایک دوسرے کی آواز بھی ضعف و قوّت اور لہجہ کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہے۔ اِس میں خداوند عالم کی یہ حکمت ظاہر ہوتی ہے کہ انسان کو انسان کی شناخت میں آسانی ہو +

۵۔ زبان سے مختلف آوازوں کے پیدا کرنے کی قابلیّت اگرچہ بعض حیوانات میں بھی ہے۔ مثلاً طوطے۔ مینا میں۔ لیکن نوع انسان میں سب سے زیادہ ہے اور اِسی قابلیّت کی وجہ سے انسان نے اصوات مختلفہ کو اپنے خیالات کا قائم مقام بنایا اور ناطق کہلایا۔ نطق بڑی نعمت ہے۔ اِسی کی بدولت اپنے باریک سے باریک خیالات اور اکثر کیفیتیں جو اُس کے دل میں گزرتی ہیں ایک دوسرے کو سمجھا دیتا ہے اور یہ ہی بڑا وسیلہ اُس کے علم و کمال کی ترقی کا ہے +

یاد کرو تلفّظ اور معنی

تَلاطُم تَشخِیص لَہجہ سَمع مُغالَطہ

اَصْوات بُشرہ نُطق سَماعت شَباہَت

(۵۰) قوّتِ ذائقہ

۱-ذائقہ کا آلہ زبان ہے اور زبان کا تعلّق معدہ سے ہے - بلکہ زبان در حقیقت اُس کا ابتدائی حصّہ ہے جو غذا معدہ میں جاتی ہے - اوّل زبان اُس کا مزہ چکھ لیتی ہے اور جو مزہ پاتی ہے - تلخ - شیریں - ترش - شور - تیز و تند وغیرہ اُس کی اطلاع بذریعہ اعصاب دماغ کو پہنچتی ہے +

۲-جب چیز کے ذائقہ کا ادراک ہو جاتا ہے - تو عقل اس امر کا فیصلہ کرتی ہے کہ وہ شئے کھانے کے قابل ہے یا نہیں - لیکن غذا کی خوبی محض مزہ پر موقوف نہیں بلکہ اُس کی بو بھی خوش آئندہ اور موافق طبع ہونی چاہیئے کیونکہ بد ذائقہ اور بد بو اشیا کو معدہ قبول نہیں کرتا - اسی حکمت سے صانع مطلق نے ذائقہ اور شامّہ کا موضع قریب قریب تجویز کیا ہے کہ شامّہ ذائقہ کی امداد بآسانی کر سکے - بلکہ غذا کا حُسن و قبح اُس کے رنگ سے بھی متعلق ہے اسلئے سب سے پہلے قوّتِ باصرہ اُس کا امتحان کر لیتی ہے - مثلاً پانی میلا یا مکدّر ہو - تو بغیر چکھے اور سونگھے عقل اُس کے ناقابل ہونے کا حکم لگا دیتی ہے +

یاد کرو تلفّظ اور معنی

صَانِع مَوضَع رِعشہ مُکَدّر خُوش آئندہ

(۵۱) قوّتِ لامسہ

۱- دیگر قوے کے لئے تو آلات معیّن ہیں- مگر لامسہ کے لئے کوئی عضو مخصوص نہیں- بلکہ تمام جلدِ بدن کم و بیش اس قوّت سے بہرہ یاب ہے- کفِ پا سے لیکر فرقِ سر تک کسی موضع پر کوئی اذیّت یا نا ملائم کیفیت پیش آتی ہے- تو فوراً اُس کی اطلاع دماغ کو پہنچتی ہے اور عقل اُس کی تدبیر کرتی ہے- پس حکیم مطلق نے اِس قوّت کو جسم کی حفاظت کا وسیلہ بنایا ہے- لیکن کسی شے کے لمس کی ضرورت ہوتی ہے- تو بیشتر ہم اپنے کفِ دست سے کام لیتے ہیں +

۲- برخلاف اَور قوے کے یہ قوّت مُرکّب ہے اور اسی واسطے لامسہ سے مُتعدد کیفیتوں کا ادراک ہوتا ہے- چنانچہ اشیا کی سختی و نرمی- حرارت و برودت- ہمواری و ناہمواری کو یہ قوّت محسوس کرتی ہے- اگر قوّتِ لمس نہ ہوتی- تو ہم آگ اور برف میں بجز رنگ و شکل کے کچھ فرق نہ کر سکتے +

۳- بعض کیفیات کا ادراک لامسہ اور باصرہ کے درمیان مشترک ہے - مثلاً ابعادِ ثلاثہ یا شکل کا حس دونو سے ممکن ہے - اگرچہ لامسہ کے فعل میں بہ نسبت باصرہ کے وقت زیادہ صرف ہوتا ہے - لیکن اِس نقصان کا معاوضہ ہم کو اِس طرح مل جاتا ہے کہ لامسہ کی تحقیق زیادہ معتبر ہوتی ہے - چنانچہ طول و عرض اور حرکت و سکون کے ادراک میں آنکھ غلطی بھی کرتی ہے - مگر ہاتھ سے چھو کر معلوم کر لو - تو پھر مغالطہ کی گنجائش نہیں رہتی +

۴- جن کی قوتِ بینائی مفقود ہو جاتی ہے - وہ اکثر کاموں میں آنکھ کا قائم مقام ہاتھ کو بنا لیتے ہیں - مہذب ملکوں میں اندھوں کی بھی تعلیم ہوتی ہے - اُن کے واسطے اُبھرے ہوئے حروف کی کتابیں چھاپی گئی ہیں جن کو ہاتھ سے ٹٹول کر وہ اُسی طرح پڑھتے ہیں جس طرح تم قوتِ باصرہ کے عمل سے پڑھتے ہو +

یاد کرو تلفُّظ اور معنی

بُہرہ یاب	کفِ دست	لمس	متعدّد	اَبعادِ ثلاثہ
کفِ پا	فَرق	برودت	مُعاوَضہ	مُفقُود

از مؤلف

اونٹ (۵۲)

اونٹ تو ہے بس حلیم و خوش خصال
تیری پیدائش رفاہ عام ہے
کھانا کپڑا تجھ سے پاتے ہیں بشر
لق و دق صحرا میں یا میدان میں
نے چٹانیں سایہ افگن ہیں جہاں
اور ہوائے گرم کو جنبش نہیں
تو وہاں کے مرحلے کرتا ہے طے
قیمتی اشیا ہیں تیری پشت پر
تودہ تودہ تیرے اوپر لد رہا
جبکہ ہفتے چند جاتے ہیں گزر
اونٹ گھبراتا نہیں تو بار سے
گویا کہتا ہے کہ اے میرے سوار
راہ میں کم ہمتی سے مت پھسل
مجھ کو آتی ہے ہوا سے بوئے آب
اونٹ تو کرتا ہے اس کی رہبری
آخرش منزل پہ پہنچاتا ہے تو

تربیت میں چھوٹے بچوں کی مثال
آدمی کے واسطے آرام ہے
تو نے دی ہے اُن کو تیری قرض پر
اور عرب کے گرم ریگستان میں
اور وہ آبِ سرد کے دریا رواں
یاں مرغانِ خوش الحاں سے نہیں
دن بدن اور ہفتہ ہفتے پے بہ پے
تاجروں کا ریشم اور شاہوں کا زر
ہے بھرا گویا جہاز پر بہا
اور تھکا دیتا ہے راکب کو سفر
دیکھتا ہے اُس کی جانب پیار سے
ایک دن تو اور بھی ہمت نہ ہار
صاف ہے چشمہ آگے بڑھ کے چل
نا اُمیدی سے نہ کر تو اضطراب
یوں بنا دیتا ہے راکب کو جری
اور سوکھے خار و خس کھاتا ہے تو

صبر سے کرتا ہے طے راہِ دراز الغرض تو ہے حلیم و خوش خصال	سچ کہا ہے "تو ہے خشکی کا جہاز" تربیت میں چھوٹے بچوں کی مثال

یاد کرو تلفظ اور معنی

حلیم	مرحلہ	الحان	راکب
خصال	دق و دق	بہا	جری

انجام (۵۳) از مؤلف

کوئی بازاروں میں پھرتا ہے سوار اسپ و فیل
کوئی صحرا میں چراتا گوسفند و میش ہے
کوئی تاجر کوئی دہقاں اور کوئی دستکار
کوئی گنج و مال کا مالک کوئی درویش ہے
نوش دیتا ہے کوئی جس طرح مکھی شہد کی
مارتا زنبور کی مانند کوئی نیش ہے
کوئی ناداں کوئی زیرک کوئی زاہد کوئی رند
ہے کوئی کوتاہ بیں اور کوئی دور اندیش ہے
کوئی دزد و راہزن کوئی عسس اور پاسباں
کوئی ہے ظالم ستمگر اور کوئی دلریش ہے
کوئی جاہ و مال میں افزوں ہے کوئی علم میں

کوئی سن و سال میں کوئی خرد میں بیش ہے
کوئی نصرانی ہے کوئی گبر ہے کوئی یہود
کوئی مسلم ہے کسی کا بت پرستی کیش ہے
صرف رہ جاتا ہے باقی اُس کے کاموں کا اثر
ورنہ یاں ہر ایک کو راہِ عدم در پیش ہے

یاد کرو تلفظ اور معنی

گوسفند	نُوش	زنبور	عسس	گبر
ریش	نیش	رند	نصرانی	کیش

(۵۴) عقل

۱- جو قوتیں خالق عالم نے ہم کو عطا فرمائی ہیں- اُن میں عقل کا مرتبہ سب سے اعلےٰ ہے- ہمارے جتنے کام ہیں- وہ عقل ہی کی امداد سے پورے ہوتے ہیں- جسم کی حفاظت- دل کی پاکیزگی- عادتوں کی اصلاح- معاش کا انتظام- معاملات کی درستی- ان میں سے ایک کام بھی بغیر عقل کی مدد کے نہیں چل سکتا- وہ پوشیدہ اسرار جو حواس کے ذریعے سے ہم کو معلوم نہیں ہو سکتے- عقل ہی اُن کو ہمارے دل پر منکشف کرتی ہے*

۲-اگر انسان میں عقل کا نورانی جوہر نہ ہوتا-تو وہ وُحوش و طیور یا شجر و حجر کی مانند ایک ذلیل مخلوق ہوتا اُس کو جو عظمت اور حکومت تمام مخلوقات پر حاصل ہے-وہ عقل ہی کی بدولت ہے-ہمارے حواس اکثر اوقات دھوکا کھاتے اور ہم کو مغالطہ میں ڈال دیتے ہیں-کبھی بڑی چیز چھوٹی نظر آتی ہے-کبھی ساکن چیز متحرک اور متحرک ساکن معلوم ہوتی ہے-اِن تمام غلطیوں کی اصلاح عقل ہی کی روشنی سے ہوتی ہے +

۳-ہم کو جو علم حاصل ہوتا ہے-عقل ہی اُس کی صحت کرتی ہے اور عقل ہی اُس کو کام میں لانے کی راہ بتاتی ہے-بغیر عقل کی رہبری کے ہم اپنے علم سے کچھ فائدہ حاصل نہیں کر سکتے +

۴-عقل اُن کاموں میں بھی ہماری رہنمائی کرتی ہے-جو اِس زندگی میں ہمارے واسطے کار آمد ہیں اور اُن کاموں میں بھی ہم کو ہدایت کرتی ہے جو آنے والی حالت کے لئے ہم کو اختیار کرنے چاہئیں-خدائی حکموں کی تعمیل اُس زمانہ سے شروع ہوتی ہے-جبکہ عقل کامل ہو جاتی ہے اور اُس وقت تک جاری رہتی ہے-جب تک

کہ عقل سلامت ہے ۵	
تو رفا ہو علم پر اور عقل پر عقل سے اور علم سے انساں ہے تو	علم ہے بازوئے جاں اور عقل پر ورنہ ننگ گلۂ حیواں ہے تو

یاد کرو تلفظ اور معنی

مُنکشِف ‏‏‏‏ وُحُوش ‏‏‏‏ طیور ‏‏‏‏ گَجَر ‏‏‏‏ ننگ

(۵۵) حقوق والدین

۱- حقیقت میں خدا ہی سب کا خالق - رازق اور حافظ و ناصر ہے - لیکن عالم اسباب میں اُس نے والدین کو اولاد کی ہستی کا سبب اور اُن کی پرورش کا واسطہ بنا دیا ہے - اُس حکیمِ مطلق نے اُن کے دل میں ایک ایسا قوی جذبہ رکھ دیا ہے کہ اِس خدمت کی بجا آوری میں ہمہ تن محو ہو جاتے ہیں - وہ جذبہ کیا ہے ؟ وہ اُس گہری محبت کا پرتو ہے جو خالق کو اپنی مخلوق کے ساتھ ہے - اُسی پرتو کا اثر ہے کہ ماں باپ بچوں کے ساتھ ایسی محبت کرتے ہیں کہ اپنی راحت پر اُس کی آسائش کو ترجیح دیتے ہیں - جب تک بچہ نشو و نما پاکر توانا تنومند ہوتا ہے - اُس وقت تک اُس کے لئے سامان زندگی مہیا کرتے ہیں +

۲- ماں بچّے کے لئے کیا کیا دُکھ سُکھ سہتی ہے- اپنے دل و جگر کا خون پلا کر پالتی ہے- باپ کس محبّت سے اپنے گاڑھے پسینہ کی کمائی اُس پر نثار کرتا ہے- اُس کی تادیب و تربیت میں کوشش اور مال سے دریغ نہیں کرتا- اُس کو اپنے آپ سے افضل بنانا چاہتا ہے- مال و دولت کو ذخیرہ کرتا ہے- تاکہ اُس کی وفات کے بعد اُس کی آل و اولاد کے کام آئے- جب اجل کا خطرہ اُس کے دل میں آتا ہے- تو وہ اِس خیال سے تسلّی پاتا ہے کہ میرا خلف میری موئی مٹّی کی نشانی کہلائیگا- میں نہ ہونگا اور وہ دنیا کو میری یاد دلائیگا- غرض والدین کا وجود وہ نعمتِ عظمےٰ ہے کہ جس کی برابری دنیا کی کوئی نعمت نہیں کر سکتی +

۳- پس سعادتمند وہی فرزند ہیں- جو اِس نعمت کی قدر کرتے ہیں- دست و زبان سے- جسم و جان سے- دولت و مال سے والدین کے حقوقِ خدمت کو بجا لاتے ہیں- اُن کی خدمتگزاری اور فرمانبرداری کو جنابِ باری کی شکر گزاری جانتے ہیں- والدین کے ساتھ محبّت کرنا اور اُن کی تعظیم و تکریم بقدرِ امکان بجا لانا حقیقت میں خدائی محبّت کے آگے سر جھکانا ہے- اِسی واسطے کہا گیا ہے کہ ماں باپ

کی اطاعت جہاں تک ممنوعات سے مُبرّا ہو عین طاعت حق ہے ❊

یاد کرو تلفّظ اور معنی

نشو	ناصر	جذبہ	عظمے	مبرّا
نما	ترجیح	تنومند	باری	❊

(۵۶) جامع دہلی

۱- دلّی کی مسجدِ جامع اُن بے نظیر عمارات میں سے ہے جن کا تذکرہ سیّاحانِ عالم نے خصوصیّت کے ساتھ کیا ہے - اگرچہ اِس مسجد کے اندر روضۂ تاج گنج کا سا باریک کام - رنگا رنگ بیل بوٹے اور بیش قیمت پتھروں کی پرچیں کاری نہیں ہے - تاہم وہ فن عمارت کی تمام خوبیوں کا ایک اعلےٰ نمونہ ہے - زمانۂ حال کے لائق انجنیروں نے بھی اِس لاجواب عمارت کی نہایت تعریف و توصیف کی ہے اور اُس کے بنانے والوں کے کمال صنعت و مہارت کا اعتراف کیا ہے ❊

۲- کہتے ہیں کہ اِس مسجد کے بنانے والے دو بڑے مہندس اُستا حامد اور اُستا احمدؔ تھے - اِس میں شک نہیں
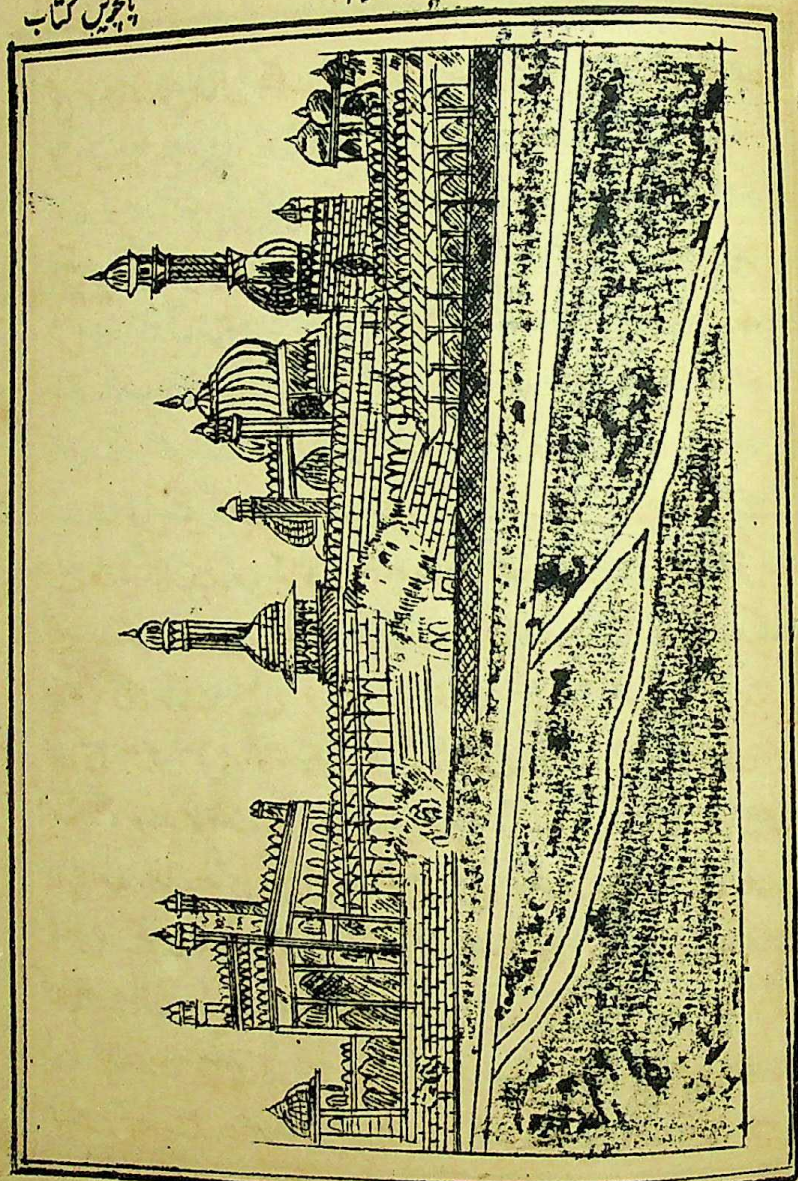
کہ یہ دونو بھائی اپنے فن کے اُستادِ کامل تھے۔ لیکن جو خوشنمائی اور موزونی شاہجہانی عمارتوں میں پائی جاتی ہے۔ اُس کو دانشمند مورخوں نے خود شاہجہاں کے سلیقہ کی طرف منسوب کیا ہے اور کہا ہے کہ اِس بادشاہ کو تعمیرِ عمارت کا صرف شوق ہی نہ تھا۔ بلکہ اُس کا دماغ اِس فن کے ساتھ ایک خاص مناسبت بھی رکھتا تھا۔ چنانچہ جو عمارت اُس کے حکم سے بنائی جاتی۔ اوّل اُس کا نقشہ خود اُس کے ملاحظہ سے گزرتا اور وہ اپنی رائے سے مناسب ترمیم و اصلاح اُس میں کرتا۔ یہ بادشاہ تعمیرِ عمارت کا محض حکم دینے والا ہی نہ تھا۔ بلکہ اپنے زمانہ کے معماروں کا رہنما بھی تھا ٭

۳۔ الحاصل ۱۰۔ شوال ۱۰۶۰ھ ہجری کو ارکِ شاہجہانی سے ہزار گز کے فاصلہ پر بجانب مغرب ایک پہاڑی ٹیلہ پر مسجد جامع کی بنیاد رکھی گئی۔ اور اُس کی تعمیر کا اہتمام اوّل سعد اللہ خاں وزیر کو سپرد ہوا۔ پھر فاضل خاں خانساماں کو۔ چھ سال کے عرصہ میں بن کر تیار ہوئی۔ پانچ ہزار راج مزدور۔ سنگتراش ہر روز کام کرتے رہے۔ دس لاکھ روپیہ تعمیر میں صرف ہوا ٭

۴-تمام عمارت سنگِ سُرخ کی ہے-لیکن اندر کی جانب اجارہ تک سنگ مرمر لگا ہے اور جا بجا سنگ موسےٰ کی پچی کاری کی ہوئی ہے-تین گنبد ہیں-نوّے گز کے طول اور تیس گز کے عرض ہیں-صحن کی طرف گیارہ در ہیں-بیچ کا در بہت بلند ہے-اِن دروں کے دونو جانب دو مینار ہیں نہایت بلند اور بغایت خوشنما-اُن کے اندر زینے بنے ہوئے ہیں-میناروں پر چڑھنے سے تمام شہر کی سیر نظر آتی ہے +

۵-صحن کی باقی تین اطراف میں بھی نہایت خوبصورت دالان اور حجرے بنے ہوئے ہیں-چاروں کونوں پر چار بُرج ہیں بارہ دری کے-بہت دلچسپ-صحن کا عرض و طول ۱۳۶ گز ہے اور اِس کے بیچ میں ایک سنگین حوض ہے جو ہر وقت پانی سے پُر رہتا ہے-مسجد کے اندر آنے جانے کے لئے تین عالیشان دروازے ہیں-جنوبی در کے روبرو ۳۳ سیڑھیوں کا زینہ ہے-شمالی در کے مقابل ۳۹ کا-شرقی دروازے کے سامنے ۳۵ کا +

یاد کرو تلفّظ اور معنی

جامع تذکرہ سیّاح پَرچین کاری

اعتراف	ترمیم	ازرک	اجارہ
از مؤلف	(۵۷) خواب راحت		

(۵۷) خواب راحت

اے نیند نمونۂ قیامت	تو نے ہمیں آنکھ سے دکھایا
تو آئی ہوئے حواس بیکار	کیا جانئے تو نے کیا سونگھایا
جس وقت اُتر گئی گھٹا سی	آنکھوں کا چراغ ٹمٹمایا
پھر چھوڑ گئی ہمیں جہاں ہیں	پھر زیست کا ذائقہ چکھایا
پایا تو کہیں تجھے نہ دیکھا	دیکھا تو کہیں تجھے نہ پایا
ہے تیری عجیب حکمرانی	دنیا کی پلٹ گئی ہے کایا
رن میں فوجوں کو جا پچھاڑا	بن میں شیروں کو جا دبایا
دہقاں کو کھیت میں کیا چت	گو کھیت کو گیدڑوں نے کھایا
ریوڑ کی خبر نہیں کہاں ہے	چرواہے کو گھاس پر لٹایا
لیٹنے کو درخت پر بسیرا	چڑیوں نے پروں میں سر چھپایا
ڈھوروں نے بھی چھوڑ دی جگالی	چپ ہیں نہیں کان تک ہلایا
جب چور کی آنکھ میں سمائی	اُس نے چوری سے جی چرایا
راہزن کی بھی راہ باٹ ماری	رہگیر کو خوف سے بچایا
کھوئی ہوئی راہرو کی منزل	پھیلا کے جو پاؤں سنسنایا
ماؤں کو دیا ہے تو نے آرام	بچوں کو تھپک تھپک سلایا

روتے روتے جھپک گئی آنکھ
بیگم - ملکہ - غریب بڑھیا
غم دور ہوا ٹکڑ گدا کا
بیڑی سے رُکا نہ ہنکڑی سے
شاہوں کی بھی کرّ و فر مٹادی
زرّیں پردے نہ فرش مخمل
جب سو گئے ہو گئے برابر
جج کے بھی حواس ہیں معطل
ٹھنڈا ہوا تاجروں کا بازار
ہے نقد کہاں کدھر گئے نوٹ
لالہ کو نہیں رہی ذرا سُدھ
لیکھا جوکھا ہوا برابر
بنیوں کا اُلٹ دیا ہے تیّرٹ
بیمار کی آنکھ لگ گئی ہے
کچھ ہوش نہیں ہے ڈاکٹر کو
اوسان نہیں حکیم جی کو
تبرید پلایئے کہ مُسہل
تعریف نہ کر سکے مہندس

جھولے میں جھلا رہی ہے دایا
تیرا آنا سبھی کو بھایا
جھولی ہے نہ جھونپڑی کا سایا
محبوس کو قید سے چھڑایا
نے تاج نہ تخت نے رعایا
ایوان ہے گم سجا سجایا
کب شاہ و گدا میں فرق پایا
فیصل ہوئے قصّہ و قضایا
سودے کا معاملہ چکایا
ساہوکاروں کو کھکھ بنایا
کتنا ہے وصول کیا بقایا
کیا ڈیوڑھا اور کیا سوایا
روکڑ ہے نہ جنس ہے نہ مایا
دُکھ درد کا کرب سب مٹایا
پولٹس لگے زخم پہ کہ پھایا
کیا بَید نے لخلخہ سونگھایا
سب بھول گئے کیا کرایا
کیا شکل ہے قائم الزّوایا

جغرافیہ واں کی راہ گم ہے
کچھ یاد نہیں مؤرّخوں کو
بھولا ہے کتاب طالبِ علم
مطرب کی عجیب گت بنائی
عابد ۔ زاہد ۔ فقیر ۔ جوگی
چونکا نہیں قافلہ تری کا
جیتے نہیں ریل کے مسافر
باقی نہ رہا کوئی تردّد
سب مشغلے ہو گئے فراموش
دنیا کی خبر نہ دین کا ہوش

لنکا ہے کدھر کدھر ملایا
کیا کیا بر روے کار آیا
اُلٹا تو نے سبق پڑھایا
کھٹراگ جہان کا بھُلایا
سونی کا بھی ہو گیا صفایا
ہر چند جہاز ڈگمگایا
انجن نے ہزار غل مچایا
جھگڑوں میں ننھا جان کو کھپایا
اپنا ہی رہا نہ کچھ پرایا
کیا ساغر بیخودی پلایا

تُو نے کیا نیند کو مُسلّط
قدرت ہے تری بڑی خدایا

یاد کرو تلفّظ اور معنی

رہ زن — کرّ و فر — کرب — تبرید — مُطرِب
مجبوس — قضایا — لخلخہ — قائم الزّوایا — مُسلّط

(۵۸) حکومت

۱- دُنیا کے بعض ملکوں کا حال اب تک ایسا ہے کہ
قزاقی اور رہزنی کی وجہ سے کسی شخص کو یہ اُمید نہیں۔
کہ وہ بغیر اپنی قوّت بازو کے قتل و غارت سے محفوظ رہ سکیگا۔
کاشتکار جس وقت کھیت میں تخم ریزی کرنے جاتا ہے۔ تو
ایک مددگار کو جو نیزہ و شمشیر سے مسلح ہو۔ اپنے ہمراہ لے
جاتا ہے۔ تاکہ اُس کا بیج اور مویشی لُٹ نہ جائے۔ ایسی حالت
میں جو کام ایک شخص کر سکتا۔ وہ دو کے ذریعہ سے پورا
ہوتا ہے اور پیداوار دونو میں تقسیم ہو جاتی ہے ÷

۲- اِسی طرح وحشی قوموں کا زیادہ وقت اپنی حفاظت
یا دوسروں پر حملہ کرنے میں صرف ہوتا ہے۔ جن ملکوں میں
واں حکومت نہیں ہے۔ وہاں غارتگری کا بازار ہمیشہ گرم
رہتا ہے۔ اکثر باشندے جوانی ہی میں مارے جاتے ہیں
بہت کم ایسے ہیں جو سن رسیدہ ہو کر مرتے ہیں ÷

۳- جو محنت ہر شخص اپنے جان و مال کی حفاظت کے
لئے برداشت کرتا ہے۔ وہی محنت ایک خاندان بلکہ ایک بستی
کے لئے کافی ہو سکتی ہے۔ اِسی بُنیاد پر حکومت قائم ہوئی

ہے - اور جب حکومت استحکام کے ساتھ قائم ہو جاتی ہے۔ تو تھوڑے سے آدمی مسلح ہو کر لاکھوں کی پاسبانی اندرونی اور بیرونی دشمنوں سے کر سکتے ہیں *

۴ - ملک کے انتظام اور امن و امان قائم رکھنے کے لئے جو کچھ خرچ پڑتا ہے - وہ جملہ رعایا سے وصول کیا جاتا ہے۔ اُس کو ٹیکس یا خراج کہتے ہیں - پس رعایا کو لازم ہے کہ اپنی جان کی سلامتی اور مال کی حفاظت کا معاوضہ نہایت شکر گزاری کے ساتھ بلا عذر ادا کرے - بعض لوگ ایسے کج فہم ہیں کہ وہ سرکاری ٹیکس کو ایک جبر خیال کرتے ہیں - وہ نہیں جانتے کہ اگر نصف اوقات اُن کی اپنی حفاظت میں صرف ہوتی - تو بہ نسبت ٹیکس کے بہت زیادہ خرچ پڑتا اور جو امن و حفاظت حکومت کی بدولت حاصل ہے - وہ ہرگز میسّر نہ ہوتی *

۵ - اِس میں شک نہیں کہ دنیا میں اکثر حکومتیں ایسی پائی جاتی ہیں کہ اہل حکومت اپنے عیش و کامرانی کے مقابلہ میں رعایا کی مصیبتوں کی کچھ پرواہ نہیں کرتے - لیکن یہ برائی اُن آفتوں کے مقابلہ میں محض ناچیز ہے جو حکومت کے نہ ہونے سے پیدا ہوتی ہیں - چنانچہ ایران و توران و

افغانستان کے باشندے باوجود جابرانہ حکومت کے اُن وحشی ملکوں کے باشندوں سے بدرجہا بہتر ہیں جہاں آئینِ حکومت نافذ ہی نہیں - اصل یہ ہے کہ حکومت کے ظلم و ستم کو تو انسان برداشت کر سکتا ہے - الّا بے امن و بے سری حالت کا تحمّل سخت دشوار ہے ٭

۶- جبکہ بُری سے بُری حکومت بھی عدم حکومت سے بہتر ہے - تو ظاہر ہے کہ عمدہ حکومت کی برکتیں تو بے انتہا فائدوں پر مشتمل ہونگی - دنیا میں عمدہ حکومتیں وہ شمار ہوتی ہیں - جو برطانیہ عظمےٰ کی مثل و مانند ہیں ٭

۷- عمدہ گورنمنٹ کا بڑا مقصد رعایا کی جان و مال کی حفاظت ہے اور اُس کے ساتھ تربیتِ عقلی - تہذیبِ اطلاق - بیمار مسکینوں کا علاج - تندرست مسکینوں کی پرورش - مگر یہ برکتیں سب کی متفقہ کوشش کے بدون بہت کم حاصل ہو سکتی ہیں

۸- بعض علما کہتے ہیں کہ جو محاصل ملک کا گورنمنٹ لیتی ہے - وہ مُلکی دولت میں سے کم ہو جاتا ہے - اُن کی دلیل یہ ہے کہ گورنمنٹ کا کام نفع پہنچانا نہیں ہے - بلکہ نقصان سے بچانا ہے - اگر یہ قول تسلیم کیا جائے - تو بھی یہ خرچ کچھ

بیجا نہیں ہے۔ کیونکہ مضرت سے بچنا بھی ہمارا ایک بڑا مقصد ہے۔ چنانچہ دوا کو ہم خوشی یا ذائقہ کے واسطے نہیں خریدتے۔ بلکہ درفع امراض کے لئے مول لیتے ہیں۔ مگر ہم کبھی یہ نہیں خیال کرتے کہ دوا میں جو خرچ ہوتا ہے۔ وہ فضول ہے*

یاد کرو تلفّظ اور معنی

غارت	داب	اِستحکام	جَبر	عُظمےٰ
غارتگری	بازار گرم رہنا	پاسبانی	کامرانی	مَحاصِل
مُسلّح	سِن رسیدہ	کج فہم	نافذ	اَمراض

(۵۹) ایک طلسم

از مثنوی گلزار نسیم

وہ بادشہِ حُباب افسر
بے مہری چرخ سے جو ناگاہ
گرنے تو وہ پانی سر سے گزرا
آگے جو بڑھا جزیرہ دیکھا
جس پھل کو چھوا جو پھر کیا غور
جانا کہ طلسم کا ہے جنگل
اور آگے بڑھا وہ بحرِ آلام
ڈر جانوروں کا جی میں بیٹھا

یعنی تاجُ الملوک مُضطر
گرداب کے حال کا ہوا ماہ
ابھرا تو نہ کچھ نظر سے گزرا
اشجار کا واں ذخیرہ دیکھا
ہاتھ آیا نہ کچھ حُباب کے طور
ہے یاں کے درخت کا یہی پھل
ڈوبا خورشید ہو گئی شام
اِک نخلِ کُہن پہ چڑھ کے بیٹھا

دو مرغ تھے بیٹھے اِک شجر پر
مادہ لگی پوچھنے کہ او نر!

ہیں تجربہ کر چکی جہاں کا
کھُلتا نہیں کچھ طلسم یاں کا

مادہ سے یہ سُن کے بول اُٹھا نر
ہے طُرفہ طلسم اِس جگہ پر

وہ پیڑ جو حوض پر لگا ہے
طوبے سے خواص میں سوا ہے

اِک سانپ ہے واں یہ چوٹ کرتا
مارے سے نہیں کسی کے مرتا

لیکن جو یہ بندۂ خدا جائے
تا حوض قدم قدم چلا جائے

لپکیگا خود اِس کو دیکھ کر سانپ
مُنہ چادرِ آب میں یہ لے ڈھانپ

اُبھریگا لگا کے جب یہ غوطا
بن جائیگا آدمی سے طوطا

اندیشہ نہ اپنے دل میں لائے
اُڑ کر یہ اُسی شجر پہ جائے

سب خشک ہے ایک ہے ہری ڈال
دو رنگ کے پھل ہیں سبز اور لال

پہلے تو یہ لال پھل کو کھائے
انسان کا رنگ روپ پائے

پھر توڑ لے اُس کے سبز پھل کو
پھل کچھ اِسے دے رہیگا کل کو

جس شخص کے پاس یہ ثمر ہو
ہتھیار نہ اُس پہ کارگر ہو

لکڑی میں اثر یہ ہے کہ دشمن
بن جاتا ہے موم - اگر ہو آہن

دو ہاتھوں میں لے جو کاندھوں پر سے
اُڑتا پھرے جیسے مرغ پر سے

ٹوپی جو بنائے چھیل کر چھال
دکھلائی نہ دے نظر کی تمثال

پتے کی صفت بیان کیا ہو!
دم بھر میں بھرے جراحتوں کو

مُنہ میں رہے گوند اُس کا جب تک
لگتی نہیں بھوک پیاس تب تک

تھا ملہم غیب مرغ گویا
کالے نے جہاں سے کی سیاہی
طوطا بن کر۔ شجر پہ آکر
پتے۔ پھل۔ گوند۔ چھال۔ لکڑی
ہاتھ آ جو گئی عصا کی تاثیر
دیکھا ناگاہ کوہِ البرز
ٹوپی وہ جو سر پہ چھال کی تھی
اُس دیو کے آگے سے بڑھا وہ
شہزادہ کہ لٹھ سے برق دم تھا
دیکھا جو نہ دیو نے گزارا
وہ سنگِ گران حربۂ غول
لٹھ اس کا پڑا تو وہ ہوا چور
غل کرکے زمین پر گرا دیو
بادل کی طرح جو اُمڈے دشمن
موسٰے کا عصا تھا لٹھ جوان کا
سُرمہ کیا کوہ پیکروں کا

سُنتے ہی اُدھر چلا وہ جویا
وہ حوض میں تھا مثالِ ماہی
پھل کھا کے بشر کا روپ پاکر
اُس پیڑ سے لے کے راہ پکڑی
پرّاں ہوا صورتِ عصافیر
اک دیو سیاہ تھا لئے گرز
عُریانی میں پردہ حال کی تھی
سایہ سا پہاڑ پر چڑھا وہ
بادل سا ہوا کا ہم قدم تھا
پتھر اک اُٹھا کے پھینک مارا
تاثیر سے پھل کی بن گیا پھول
جس طرح عصا سے جامِ بلّور
موجود ہوئے ہزارہا دیو
لاٹھی سے ہوا وہ برق خرمن
اک ہی لاٹھی سے سب کو ہانکا
جی چھوٹ گیا دلاوروں کا

یاد کرو تلفظ اور معنی

حُباب اَفسر

حُباب اَفسر گرداب اَشجار

طلسم	ریشتال	سیاہی کرنا	البرز	غول
اوہام	جراحت	عصافیر	برق دم	خرمن
ٹوپے	ملہم	عصا	حربہ	کوہ پیکر

(٦٠) ستارے اور کہکشاں

۱۔ شبِ تار میں جب کہ گنبد گردوں ابر و غبار سے صاف ہو۔ ستاروں کا مشاہدہ بہت ہی دلچسپ معلوم ہوتا ہے۔ ہم کو اُن کے خوشے نظر آتے ہیں جو خاموشی اور خوشنمائی سے چمکتے ہیں۔ ہم اُن کے نظارے سے کبھی نہیں تھکتے۔ اُن کا مشاہدہ طرح طرح کے خیالات ہمارے دل میں پیدا کرتا ہے۔ سرسری طور پر دیکھنے سے ہم نہیں جان سکتے۔ کہ وہ کس چیز سے بنے ہیں؟ کتنے بڑے ہیں؟ اُن کی تعداد اور اُن کا فاصلہ کس قدر ہے*

۲۔ زمانۂ قدیم میں دوربین کی ایجاد سے پہلے ان کواکب کی نسبت لوگوں کے عجیب خیالات تھے۔ بعض آدمی اپنے زعم میں اُن کو ذی روح خیال کرتے تھے۔ جب دوربین شیشہ کے آلات ایجاد ہوئے اور اُن آلات کے ذریعہ سے مہندسین نے ستاروں کو بغور مشاہدہ کیا۔ تو بہت سے دلآویز حقائق

ان کی بابت دریافت ہوئے۔جن سے اگلے وقتوں کے لوگ محض ناواقف تھے۔اب ہم جانتے ہیں کہ تمام ستارے ایسی ہی دنیائیں ہیں۔جیسی کہ زمین ہماری دنیا ہے۔بعض اُن میں سے بہت ہی بڑے ہیں +

۳۔جب ہم بغیر اعانت دوربین ستاروں کو دیکھتے ہیں۔تو وہ سفید و روشن نظر آتے ہیں۔لیکن کسی قوی دوربین کے وسیلے سے مشاہدہ کریں۔تو مختلف رنگ کے نظر آئینگے۔کوئی زرد۔کوئی نیلگوں۔کوئی ارغوانی۔گویا چمن کے اندر گلہائے رنگارنگ شگفتہ ہیں +

سुर्ख और नारंजी मिले हुए। नील। गुलकाब। खिले हुए

۴۔پہلا خیال ستاروں کی نسبت یہ پیدا ہوتا ہے کہ اُن کا شمار کیا ہے؟ اگرچہ ظاہرا بے شمار معلوم ہوتے ہیں۔لیکن محض آنکھ سے جس قدر نظر آتے ہیں۔وہ چند ہزار سے زیادہ نہیں ہیں۔اگر ایک چھوٹی دوربین کی امداد سے دیکھیں۔تو بہ نسبت خالی آنکھ کے زیادہ دکھائی دیتے ہیں۔اسی طرح جس قدر بڑی دوربین کا استعمال کریں۔اُسی قدر بکثرت نظر آتے ہیں۔یہاں تک کہ اُن کی کوئی انتہا معلوم نہیں ہوتی +

3/ विषय पुस्तक का भाग, दर्वाजा

۵۔دوسرا خیال ستاروں کی جسامت کے باب میں پیدا

आकार

ہوتا ہے - وہ دیکھنے میں بہت ہی چھوٹے چھوٹے معلوم ہوتے ہیں - بعض تو صرف منور نقطے سے نظر آتے ہیں - اس کا سبب یہ ہے کہ وہ ہم سے بہت ہی بعید فاصلے پر ہیں - چنانچہ آفتاب اپنی دوری کے باعث اتنا سا نظر آتا ہے - ورنہ بہ نسبت ہماری زمین کے تیرہ لاکھ گنا بڑا ہے اور بہت سے ستارے ہیں جو رات کے وقت ذرا ذرا سے معلوم ہوتے ہیں - حالانکہ وہ آفتاب سے بھی قد و قامت میں بہت بڑے ہیں *

۶ - تیسرا خیال ہمارے دل میں ستاروں کے فاصلے کی بابت پیدا ہوتا ہے - سب سے قریب تر ستارہ ہماری زمین سے قمر ہے - لیکن وہ بھی دو لاکھ پچاس ہزار میل کا فاصلہ رکھتا ہے - آفتاب ۹ کروڑ میل کی دوری پر ہے - بعض ستارے اس قدر فاصلے پر ہیں کہ اُن کی دوری ظاہر کرنے کے لئے ہندسوں کا مقرر سلسلہ کافی نہیں ہوتا - اُن کے فاصلوں کے تصوّر سے ہماری عقل عاجز ہے *

۷ - چوتھا خیال ستاروں کے مادہ کے بارے میں پیدا ہوتا ہے - اہل علم نے یقینی دلائل سے ثابت کیا ہے کہ کل ستارے ایک ہی مادہ سے بنے ہوئے ہیں اور ہماری زمین بھی ایک

ستارہ جنے - دوربین کے ذریعے سے جو مشاہدے کیے گئے ہیں - اُن سے ثابت ہُوا ہے کہ اور ستاروں کے گرد بھی ہَوا کا غلاف اُسی طرح چڑھا ہؤا ہے جس طرح کرۂ زمین کے گرد - اُن میں بھی ابر و سحاب رواں دواں نظر آتا ہے - زہرہ و عطارد کے گرد گہری اور کثیف ہَوا لپٹی ہوئی ہے - حتّٰی کہ صبح اور شام کی شفق بھی زہرہ میں نظر آتی ہے - مریخ پر بھی ہَوا کا وجود پایا جاتا ہے اور بادل بھی چلتے پھرتے نظر آتے ہیں *

۸ - الغرض قدرت کاملہ کے عجائبات کا ظہور کچھ ہماری زمین پر ہی محدود نہیں - بلکہ اُن تمام دنیاؤں کے اندر جن کو ہم ستارے کہتے ہیں - کیا عجب ہے کہ ہوائیں چلتی ہوں - مینہ کی پھُواریں زمین کو سیراب کرتی ہوں - برف - اولا - پالا - اوس - کُہر - سب کچھ ہو - صحرا - بیابان - سبزہ زار موجود ہوں - سمندر لہریں مارتا ہو - بلند پہاڑوں سے چشمے اور دریا رواں ہوں اور کچھ بعید نہیں کہ قوموں کی آمد و رفت - دادوستد - جنگ و صلح - شادی و غم اسی طرح جاری ہو - جس طور سے ہماری دُنیا میں ہے *

۹ - اب ہم مختصر بیان کہکشاں کا کرتے ہیں - جس کو

دیکھ کر اکثر بچّے سوال کیا کرتے ہیں کہ یہ کیا شے ہے؟
صاف راتوں میں ایک طولانی۔روشن سحاب ساحت آسمان
میں پھیلا ہُوا نظر آتا ہے۔اُسی کو ہم کہکشاں کہتے ہیں۔
اگر ہم ایک قوی دوربین سے دیکھیں۔تو معلوم ہوگا۔کہ
وہ سحاب حقیقت میں بے شمار کواکب کا جمگھٹ ہے۔وہ
ہم سے اس قدر فاصلۂ دراز پر ہیں کہ جُدا جُدا محسوس
نہیں ہوتے۔وہ تعداد میں اتنے کثیر ہیں کہ جن کی شمار
محالات سے ہے ÷

۱۰۔نجوم فلکی کا مشاہدہ محض تفریح طبع کے لئے نہیں
ہے۔بلکہ علما اور اہلِ دانش خدائے تعالےٰ کی قدرت۔حکمت
اور عظمت کا سبق اس مشاہدے سے حاصل کرتے ہیں۔
اور غور کرتے ہیں کہ وہ کیونکر اُن کو بناتا اور قائم
رکھتا ہے ÷

یاد کرو تلفّظ اور معنی

گردوں	زعم	سحاب	حصّے	کہکشان
خوشہ	ننھے سین	زُہرہ	شفق	نجوم
کواکب	ارغوانی	عُطارد	مرّیخ	کثیف

اشعارِ آتش (٦١)

زمینِ چمن گل کھلاتی ہے کیا کیا!
نہ گورِ سکندر۔ نہ ہے قبرِ دارا
بہارِ گلستاں کی ہے آمد آمد
غم و غصہ و رنج و اندوہ و حرماں

بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے
مٹے نامیوں کے نشاں کیسے کیسے
خوشی پھرتے ہیں باغباں کیسے کیسے
ہمارے بھی ہیں مہرباں کیسے کیسے

کرے جس قدر شکرِ نعمت وہ کم ہے
مزے لوٹتی ہے زباں کیسے کیسے

نہ کسی کو کڑی کبھی ہم نے
تازگی فکر کی کبھی نہ گئی
کہہ گئے تم کنایہ میں کیا کیا
یہ صدا آتی ہے خموشی سے

نہ کسی کی کڑی اٹھائی بات
جب سنائی نئی سنائی بات
نہ کسی نے تمہاری پائی بات
منہ سے نکلی ہوئی پرائی بات

تیرے شیریں کلام کو سن کر
پھر نہ آتش کسی کی بھائی بات

خدا پنہاں ہے عالم آشکارا
تکلف سے بری ہے حسنِ ذاتی
سعادت مند قسمت پر ہیں شاکر
شگفتہ رہتی ہے خاطر ہمیشہ

نہاں ہے گنج ویرانہ عیاں ہے
قبائے گل نہیں گل بوٹے کہاں ہے
ہما کو مغز بادام استخواں ہے
قناعت بھی بہارِ بےخزاں ہے

سرِ شمع ساں کٹائیے پر دم نہ ماریئے
مقسوم کا جو ہے سو وہ پہنچیگا آپ سے

منزل ہزار سخت ہو ہمت نہ ہاریئے
پھیلائیے نہ ہاتھ نہ دامن پساریئے

طالب کو اپنے رکھتی ہے دنیا ذلیل و خوار
زر کی طمع سے چھلتے ہیں خاک نیاریئے

یاد کرو تلفظ اور معنی

سِکندر — نعمت — ہما
اَندوہ — کِنایہ — اُستخواں
دارا — حِرماں

(۶۲) اشعار اِنشا

مجھے رونا آتا ہے شمع سحر پر
بسے بھاویں گلشن میں آتش لگی ہے
کہاں تک کروں میں زمانہ کے شکوے
خصوصاً وہ جو وضعدار ان میں ہیں یاں

کہ بیچاری اب مستعد ہے سفر پر
نظر کیا پڑے خاک گلہائے تر پر
مصیبت ہے یوں تو سب اہلِ ہنر پر
برستا ہے افلاس ہی اُن کے گھر پر

پڑا ہنہناتا ہے بن گھاس گھوڑا
ہوئے چار فاقے ہیں پیہم نفر پر

لہرا دیا صبا نے جو کل سبزہ زار کو
جوش و خروش رعد نے یہ دھوم دھام کی
بجلی تڑپ تڑپ کے دکھانے لگی چمک

وہ دیں گھٹا نے گھیر لیا چشمہ سار کو
ہرگز کوئی کسی کی نہ پہنچا پکار کو
رونق ہوئی دوچند ہر اک برگ و بار کو

کچھ ٹکڑے ابرِ سفید و سیاہ و سُرخ		مستانہ جھوم جھوم چلے کوہسار کو
۹. एकसाथ पीने वाले बतख	ہم مشرب اپنے چند جواں تھے سو نہر پر تشریف لے گئے وہ بطوں کے شکار کو	पर्वतसमूह ९. ग्रामज़ाइबा ९. समधर्म

یاد کرو تلفّظ اور معنی

२६ सितम्बर १९३९

سَحَر	صَبا	چشمہ سار	بَرگ	ٹکڑا
لَقَر	سبزہ زار	رَعد	بار	مشرب

(۶۳) ہَوا اور آسمان

۱-اگر ہَوا نہ ہوتی- تو بادل بھی نہ ہوتے-برابر دھوپ کو دیکھتے دیکھتے اُکتا جاتے- یہ نِکھرا-نیلا آسمان جو آنکھوں کو بھلا معلوم ہوتا ہے- ہَوا ہی کی رنگت ہے جو منعکس ہو کر آنکھ پر پڑتی ہے ٭

प्रतिबिंबित

۲-جو ہَوا کمرے میں بھری ہوتی ہے-وہ نیلی نظر نہیں آتی-کیونکہ وہاں اُس کی اتنی مقدار نہیں ہوتی کہ جس کا رنگ آنکھ کو محسوس ہو-بعینہٖ یہی حال سمندر کے پانی کا ہے-جب اُس کو آبخورہ میں لے کر دیکھتے ہیں-تو صاف و شفاف نظر آتا ہے-مگر جب اُسی پانی پر گہرے سمندر میں نظر ڈالتے ہیں-تو سبز دکھائی دیتا ہے-اور یہی اُس

गिलास

کی اصلی رنگت ہے +

۳-یہ تو تم جانتے ہو کہ ہوا پچاس میل اوپر تک پھیلی ہوئی ہے-پس جب ہم پچاس میل کے عُمق میں اُس کو دیکھتے ہیں-تو وہ اپنے اصلی رنگ میں یعنی نیلگوں نظر آتی ہے +

۴-اگر ہوا نہ ہوتی-تو گنبدِ گردوں کالا دکھائی دیتا-کہیں کہیں ستارے ٹمٹماتے ہوئے نظر آتے اور طلوعِ آفتاب پر بھی سارا جہان ایک خانۂ تاریک معلوم ہوتا-اگر ہوا ایسی لطیف ہوتی-جیسی کہ تین میل کے ارتفاع پر ہوتی ہے-تو سمندر بالکل جم جاتا-نباتات کا پتا نہ پاتا-خزاں کے بعد بہار اور بہار کے بعد خزاں کا موسم آتا-مگر زمین بنجر اور سوختہ ہی رہتی-جاندار کا نام نہ ہوتا-ان کی حرکتیں-نادر نادر صورتیں اور یہ کیفیتیں جو اب نظر آتی ہیں-ہرگز دکھائی نہ دیتیں +

۵-حیوانات کی بقا اور نباتات کی ہستی کے لئے ہوا کا ہونا ہمہ ضرور ہے-اور مخلوقات کے اُس گروہ میں جن کی رفتار و گفتار اور کار و بار کا ذریعہ آواز ہے-اُس کا ہونا لابُد ہے-اور یہ بھی معلوم ہے کہ اُس کے نہ ہونے

سے لیل و نہار کے اختلاف اور موسموں کے تغیّر و تبدّل میں کچھ فرق نہیں آ سکتا - تو اس کے سوا اَور کیا کہہ سکتے ہیں - کہ ہوا زمین کے گرد خاص اِس حکمت سے پھیلائی گئی ہے کہ جو مخلوق سطح ارض پر آباد ہے - اُن کو اِس سے راحت پُہنچے - جان ڈالنے والی گرمی بدن میں آئے - معتدل روشنی آنکھوں میں سمائے - ایسی تیز نہ ہو کہ آنکھوں کو پھوڑ دے - ایک کی صدا دوسرے کے کان تک پُہنچ جائے - انسان آپس میں کلام کرکے کام چلائیں - اور دل بہلائیں - مُرغانِ چمن خوش آئندہ نغمے گائیں - سمندر کا پانی جمنے نہ پائے - بادِ مراد اُس میں کشتیاں چلائے - ملک ملک کے باشندوں کو ملا کر شیر و شکر بنائے - ایک اقلیم کے آدمی دوسری اقلیم کے آدمیوں سے فیضیاب ہوں *

یاد کرو تلفظ اور معنی

بعَینہٖ	اِرتِفاع	لَیل	تغیُّر
عُمق	لابُد	نَہار	فَیض یاب

(۶۴) مُبادلہ

Exchange बदला, विनिमय

۱- اکثر مُلکوں کے درمیان مبادلہ ہُوا کرتا ہے- جس کو تجارت کہتے ہیں- اِس طریقے سے خلق اللہ کو بڑا فائدہ حاصل ہوتا ہے- کیونکہ بعض ممالک میں وہ اشیا پیدا ہوتی ہیں جو دوسرے مُلکوں میں نہیں ہوتیں- پس مبادلہ کے ذریعے سے ہر مُلک کو اور سب مُلکوں کی پیداوار مُیسّر آ سکتی ہے *

۲- انگلستان میں کپاس پیدا نہیں ہوتی جو ہندوستان اور امریکہ کی سر زمین میں بکثرت ہوتی ہے- پھر سوت کاتنے اور پارچہ بافی میں ہندوستان اور امریکہ کو ایسا ملکہ نہیں جیسا کہ انگلستان کو ہے- کیونکہ اہل انگلستان اس قسم کے کاموں میں زیادہ تر مُزاوَلت اور مہارت رکھتے ہیں- اور اُن کے پاس عمدہ کلیں بھی ہیں- پس بہتر یہ ہے کہ روئی ہندوستان اور امریکہ سے انگلستان کو بھیجی جائے اور اُس سے جو پارچہ تیار ہو- اُس میں سے روئی کی قیمت کے مطابق اُن دونو مُلکوں کو بھیجا جائے- اِس طریقے کے جاری رہنے سے تینوں مُلکوں کو اپنی اپنی

احتیاج کے موافق پارچہ میسّر ہو سکیگا ٭

۳۳-اِسی طرح چلے چین میں - شکر ہندوستان میں پیدا ہوتی ہے - لیکن یہ دونو چیزیں انگلستان میں پیدا نہیں ہوتیں - اسی طور پر نارنگی ملک پرُتگال اور اُن ملکوں سے جو یورپ کے جنوبی سمت میں واقع ہیں - انگلستان کو لے جاتے ہیں - اور یہ سب چیزیں چاقو - قینچی اور پارچہ کے مبادلہ میں اہلِ انگلستان کو ملا کرتی ہیں - کیونکہ انگلستان کے لوگ چین و ہندوستان اور پرُتگال والوں کی نسبت اِن سب اشیا کو بہتر اور ارزاں بنا سکتے ہیں - پس مبادلہ کی بدولت ہر فریق کو اپنی اپنی خواہش کے مطابق ہر چیز بہم پہنچ سکتی ہے ٭

یاد کرو تلفظ اور معنی

مُبادَلہ   خَلقُ اللّٰہ   پارچہ بافی   مَلِکہ   مُزاوَلت

نوشیروان عادل (۶۵)

١- ملوکِ فارس میں جمشید - فریدوں اور دارا جاہ و حشمت اور شان و شوکت کے لئے مشہور ہیں - مگر جس تعظیم و محبّت کے ساتھ نوشیروان کا نام لیا جاتا ہے - وہ کسی کو نصیب نہیں ہوئی - جس طرح رستم کی شجاعت - حاتم کی سخاوت - قارون کا بخل شہرۂ آفاق ہے - اُسی طرح نوشیروان کی عدالت ضرب المثل ہے - اُس کا زمانہ آغاز اِسلام سے کچھ ہی پہلے تھا جس کو ساڑھے تیرہ سو سال کے قریب ہوئے ۔

٢- مولوی نظامی نے اِس بادشاہ کی ایک حکایت لکھی ہے - جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا میں اُس کو رعایا پروری کی طرف کچھ توجّہ نہ تھی اور اُس کے مُلک کی حالت خراب و خستہ ہو رہی تھی ۔

٣- وہ لکھتے ہیں کہ ایک روز نوشیرواں نے شکار کے پیچھے گھوڑا ڈالا اور سوائے وزیر کے کوئی اُس کے جلو میں نہ رہا - بادشاہ نے دیکھا کہ ایک ویرانہ گاؤں کی دیوار پر دو چڑیاں بیٹھی ہوئی چہچہا رہی ہیں - اُس نے وزیر

سے پوچھا کہ یہ کیا کہتی ہیں؟ وزیر دانا نے اس موقع کو اپنے آقا کی نصیحت کے لئے نہایت مناسب پایا اور کہا۔ اگر حضور غور و تامل سے سُنیں اور عبرت حاصل کریں۔ تو اِن طائروں کی گفتگو بیان کرتا ہوں +

۴۔ اِن چڑیوں نے آپس میں اپنے بچّوں کی شادی کی ہے۔ ایک اِن میں سے چاہتی ہے کہ ویران گاؤں مجھ کو دے۔ دوسری کہتی ہے۔ خدا ہمارے بادشاہ کے دم قدم کو سلامت رکھے! میں تجھ کو ہزاروں ویران گاؤں بخش دونگی۔ وزیر کی یہ نصیحت بادشاہ کی طبیعت پر ایسی مؤثر ہوئی کہ اُس نے دادگستری اور رعایا پروری کا عزم مصمم اپنے دل میں کر لیا اور اُس کو آخرِ عمر تک نباہا +

۵۔ ایک حکایت اِس بادشاہ کی شیخ سعدیؒ نے لکھی ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ ادنےٰ امور میں بھی عدل کے قاعدوں کو ملحوظ رکھتا اور انصاف کی پابندی کرتا تھا۔ چنانچہ جب صید گاہ میں اُس کو نمک کی ضرورت ہوئی۔ تو قریب کے گاؤں میں غلام بھیجا۔ مگر اُس کو سخت تاکید کی کہ قیمت دے کر لانا۔ غلام نے کہا۔ کہ ذرا سے

نمک دینے میں رعایا کو کیا مضرّت پہنچیگی - بادشاہ نے کہا کہ ایک بُری رسم پڑ جائیگی - اور جو بڑے بڑے ظلم دنیا میں ہو رہے ہیں - وہ شروع میں ایسے ہی خفیف تھے +

۶ - اُس کے عدل و داد کی حکایتوں میں سب سے زیادہ دلچسپ اُس پیر زال کا قصّہ ہے جس نے بادشاہ کے ہاتھ اپنا جھونپڑا فروخت کرنا منظور نہ کیا - بات یہ تھی کہ بادشاہ نے ایک ایوانِ عالی شان تعمیر کرایا تھا - اُس کے ایک گوشے کی کجی بغیر اس کے دور نہیں ہو سکتی تھی کہ بڑھیا کی زمین بھی اُس میں شامل کر لی جائے - ہر چند بڑھیا سے درخواست کی گئی اور اُس کو بہت بڑے معاوضہ کی طمع دلائی گئی - مگر وہ کسی طرح راضی نہ ہوئی - غرض بادشاہ کو اپنی غریب ہمسائی کی پاس خاطر سے اپنے محل کا نقص چار و ناچار گوارا کرنا پڑا - لیکن دانشمندوں کے نزدیک اس کے ایوان کا یہ عیب ہزار خوبیوں سے بہتر تھا - جس کی وجہ سے اُس کا نام ہمیشہ زندہ رہیگا +

یاد کرو تلفظ اور معنی

نوشیرواں شوکت رستم ضربُ المثل مُصمّم مُلوک جمشید

حاتم جلو صیدگاہ حشمت فریدوں قارون دادگستری پیر زال

(۶۶) مہابھارت

۱۔ کتاب مہابھارت میں مرقوم ہے کہ زمانۂ قدیم میں راجہ بھرت فرماں روائے ہستنا پور تھا۔ اُسی کے نام سے ہندوستان بھرت کھنڈ کہلاتا ہے۔ مدّت دراز تک اُس کے خاندان نے سلطنت کی۔ اِسی سلسلہ میں دھرت راشٹر اور پنڈو دو بھائی تھے۔ بڑا بھائی نابینائی کے سبب سے محروم رہا اور چھوٹا سریر آرائے سلطنت ہُوا۔ دھرت راشٹر کے ایک سو ایک بیٹے ہوئے۔ جن میں بڑا جرجودھن تھا۔ اور یہ گروہ کوروں کہلاتا ہے۔ پنڈو کے پانچ فرزند تھے۔ جدھشٹر۔ بھیم۔ ارجن۔ نکل۔ سہدیو۔ اور یہ پانچوں پانڈوں کے لقب سے مشہور ہوئے ٭

۲۔ جب پنڈو نے رحلت کی تو دھرت راشٹر جانشین ہُوا۔ کچھ عرصے میں پانڈوں بھی جوان ہو گئے اور علم و ہُنر میں کمال حاصل کیا۔ چچا نے جدھشٹر کو ولی عہد بنایا۔ جرجودھن نے حسد کے مارے خودکشی کا ارادہ کیا۔ ناچار باپ نے نصف ملک اُس کو دے دیا اور بھتیجوں کو اُن کی ماں سمیت شہر برناوہ میں بھیج دینا مصلحت جانا۔ مگر جرجودھن کے

بغض و عناد نے وہاں بھی اُن کو چین سے نہ بیٹھنے دیا۔ اُن کے محل میں آگ لگائی گئی۔ مگر وہ ایک نقب کی راہ سے صحیح و سالم نکل گئے۔ اور زاہدانہ لباس میں صحرا نوردی اختیار کی ٭

۳۔ قضارا اُن کا گزر راجہ دروپد کے پایۂ تخت شہر کمپلہ میں ہوا۔ جہاں راجہ کی بیٹی کے سویمبر کی دھوم دھام ہو رہی تھی۔ میدان میں ایک بلند لکڑی پر طلائی مچھلی نصب کی گئی تھی کہ جو ہنرمند اپنے تیر سے اِس کو گرا دے وہی دروپدی کے شوہر ہونے کا فخر حاصل کرے ٭

۴۔ اگرچہ دور دور کے فرمانروا اور چھتر سورما اِس مجمع میں حاضر تھے۔ لیکن ناکامی کے خوف سے کسی کو شرط کے بجا لانے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ یہ پانچوں بھائی برہمنوں کی صف میں کھڑے تماشا دیکھ رہے تھے۔ یکایک ارجن کی رگوں میں چھتری خون نے جوش مارا اور وہ صفوں کو چیر پھاڑ کر آگے بڑھا اور بھاری کمان کو اُٹھا۔ تیر اندازی کا ارادہ کیا۔ برہمنوں کے گروہ نے دہائی دی کہ خبردار او نادان برہمن زادے! ایسی دلیری نہ کر۔ مگر اِس جوانمرد نے ایسا تیر مارا کہ مچھلی گر پڑی اور گروہ خلق نے آفرین کا نعرہ بلند کیا ٭

۵-الغرض بموجب شرط کے پانچوں بھائی نو عروس کو ساتھ لے اپنی ماں کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب راجہ دروپد کو اُن کی شرافت کا حال معلوم ہُوا۔ تو جو ملال اُس کے دل میں پیدا ہُوا تھا۔ رفع ہو گیا +

۶-آخر کار یہ خبر ہستنا پور میں پُہنچی ۔ دھرت راشٹر نے بھتیجوں کو طلب کیا اور نصف سلطنت اُن کو دے دی۔ شہر اندر پرست دار الحکومت قرار پایا اور بڑا بھائی جدھشٹر مسندِ ریاست پر بیٹھا۔ اِس طور سے کچھ مدت عیش و آرام کے ساتھ بسر ہوئی تھی کہ جرجودھن کے دل میں پھر کینۂ دیرینہ تازہ ہُوا۔ اُس نے جدھشٹر کو ہستنا پور میں بلا کر قمار بازی کی محفل آراستہ کی اور دغا سے اُس کا کل ملک و مال جیت لیا +

۷-انجام یہ ہُوا کہ پانچوں بھائی مع دروپدی کے بارہ سال کے لئے جلا وطن کیے گئے ۔ یہ میعاد ختم ہوئی ۔ تو پانڈوں نے اپنے ملکِ موروثی کی خواہش کی ۔ جرجودھن نے صاف انکار کیا۔ تب انہوں نے کہا۔ کہ صرف پانچ مقام کیتھل۔ کرنال ۔ اندری ۔ برناوہ اور اندر پرست ہماری بسر اوقات کے لئے چھوڑ دے ۔ ورنہ ہم اپنا حق

بزورِ شمشیر لینگے *

۸ - جب جودھن نے صلح پر جنگ کو ترجیح دی اور اپنے رفیق راجاؤں کو اعانت کے واسطے طلب کیا - جدھشٹر نے بھی اپنے عزیزوں اور دوستوں سے کمک چاہی - تھوڑے ہی عرصے میں بے شمار لشکر طرفین کے مددگاروں کا تھانیسر کے میدان میں آکر جمع ہو گیا - ہندوستان کے گنی گیانی - سورما - پہلوان - راجہ - مہاراجہ سبھی اِس معرکۂ عظیم میں شریک ہوئے - کوئی کوروں کی طرف ہوکر دادِ شجاعت دیتا اور کوئی پانڈوں کی جانب سے جوہرِ مردانگی دکھاتا تھا - اٹھارہ روز تک ہنگامۂ کارزار گرم رہا - بڑے بڑے نامی گرامی جنگ آور اور اہلِ فضل و ہنر کام آئے - انجام کار پانڈوں کو فتح و فیروزی نصیب ہوئی اور کوروں میدانِ جنگ میں قتل کئے گئے *

یاد کرو تلفظ اور معنی

مرقوم	خودکشی	صحرانوردی	آفریں	دیرینہ
سریر آرا	عناد	قضارا	نعرہ	کارزار
ولی عہد	زاہدانہ	نصب	نوعروس	جنگ آور
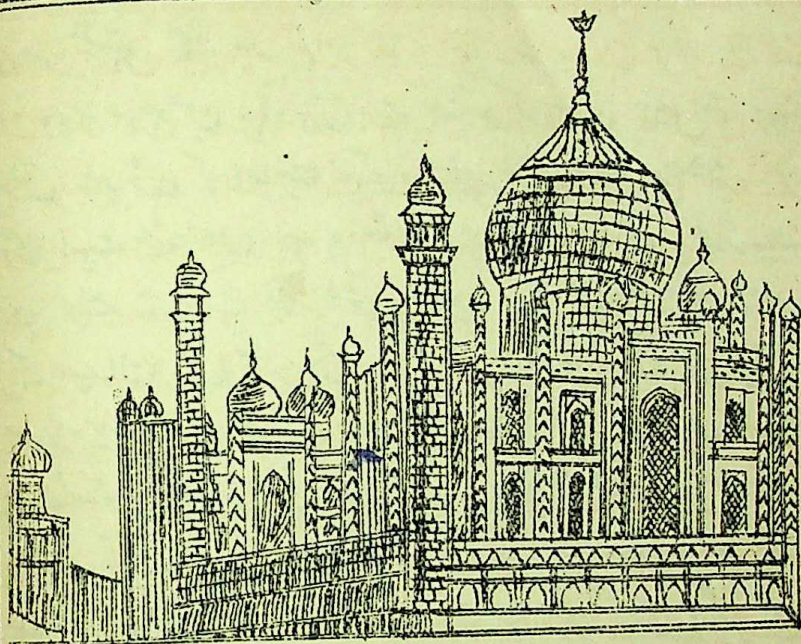
(۴۷) روضۂ تاج محل

۱- شاہجہاں کی عمدہ عمارتوں میں سے یہ مقبرہ بھی ہے۔ جس کی خوبی کو دُنیا کی کوئی عمارت نہیں پہُنچی۔ مصالح کی عمدگی اور نقشہ کی پاکیزگی نے وہ عجیب رونق پیدا کی ہے۔ کہ یورپ و ایشیا کی تمام مشہور عمارتوں سے یہ مقبرہ سبقت لے گیا ہے +

۲- جس کے نام سے یہ مقبرہ معروف و مشہور ہے۔

وہ شاہجہاں کی بیگم ممتاز محل تھی - عوام الناس نے لفظ ممتاز کو تاج بنا لیا - اور اب یہی لفظ عام و خاص کی زبانوں پر جاری ہے - بعد رحلت کے شاہجہاں بھی اِسی مقبرہ میں مدفون ہُوا - چنانچہ شاہ و بیگم دونو کی تربتیں پہلو بہ پہلو ہیں ؞

۳ - آگرہ کی شرقی جانب میں دریائے جمن کے دائیں کنارہ یہ عمارت واقع ہے - سنگ مرمر کے مربع چبوترے پر اصل مقبرہ بشکل مثمن تعمیر ہُوا ہے - اُس کے اوپر نہایت شاندار قبہ ہے - چبوترے کے چاروں گوشوں میں چار مینار نہایت بلند اور خوبصورت بنے ہوئے ہیں - اُن کے اندر بار پیچ زینہ بنایا ہے - تمام عمارت سنگ مرمر کی ہے - جس کو جلا کرکے مثل آئینہ کے چمکا دیا ہے ؞

۴ - اندرونی جانب میں کہیں تو اُبھرے ہوئے بیل بوٹے سنگِ مرمر میں تراشے ہیں - جن کے دیکھنے سے ایسا شبہ ہوتا ہے - گویا پتھر کو قالب میں ڈھال دیا ہے - کہیں رنگارنگ بیش قیمت پتھروں کو سنگِ مرمر میں وصل کرکے گل بوٹے بنائے ہیں - زبرجد - زمرد - یشب - عقیق

وغیرہ اِس خوبی سے کام میں لائے گئے ہیں۔کہ اُن سے پھول پتّوں کا اصلی رنگ ظاہر ہوتا ہے۔ بعض مُبصّروں کا قول ہے۔کہ ایک ایک بوٹا سو سو ٹکڑوں سے مرکّب ہے اور ہر ٹکڑا بقدر مناسب تراشا گیا ہے +

۵ - وہ خاص خوبی جس کی بدولت یہ عمارت دُنیا کی عمارتوں میں فائق ہے یہ ہے کہ اِس کے بیل بوٹوں کی ساخت میں غایت درجے کا تناسب اور اُن کے رنگوں میں نہایت درجے کی موزونی ہے۔غرض عمارتوں کی خوش اسلوبی اور گُلکاری کی لطافت دیکھنے والوں کے دل پر ایسا عجیب اثر پیدا کرتی ہے کہ بیان میں نہیں آسکتا +

۶ - مقبرے کی غربی جانب میں مسجد اور شرقی سمت میں تسبیح خانہ ہے۔یہ دونو عمارتیں ہم شکل ہیں۔اور سنگ سُرخ سے بنی ہیں۔جنوبی طرف میں ایک نہایت عالیشان دروازہ ہے۔اُس کے پہلوؤں میں سنگ سُرخ کے دالان دور تک چلے گئے ہیں۔اِس کی عمارت بھی قابلِ دید ہے۔ اس دروازے سے مقبرے تک حوض ہے اور اطراف حوض کی تمام زمین باغ و چمن سے آراستہ اور سرسبز و شاداب ہے +

یاد کرو تلفظ اور معنی

عَوامُ النّاس　نُزہَت　زَبَرجَد　یَشب

قُبّہ　وَصل　زُمُرّد　عَقِیق

زراعت

(۱) زراعت اور اقسام زراعت

۱- اب ہم کو براہ کرم یہ بتا دیجئے کہ فنِّ زراعت کیا چیز ہے؟ اِس سے ہم کو کیا معلوم ہوتا ہے اور کتابوں میں زراعت کے سبق کیوں لکھے گئے ہیں؟

سنو! فنّ زراعت کھیتی کا کام ہے جس سے ہم کو یہ دریافت ہوتا ہے کہ اپنے لئے اشیائے ضروری زمین سے کیونکر پیدا کریں۔ کتابوں میں یہ سبق اسلئے لکھے گئے ہیں تاکہ تم سمجھو کہ زراعت کرنا انسان کے لئے کیسا ضروری کام ہے۔ جس کے بغیر چارہ ہی نہیں۔ اگر ہم میں سے کوئی زراعت نہ کرے۔ تو اناج جس پر ہماری زندگانی منحصر ہے۔ اور کپاس جس سے ہم لباس تیّار کرتے ہیں۔ اِن کے علاوہ اور بہتیری چیزیں جن کی ہم کو حاجت ہے۔ کیونکر میسّر آئیں +

۲- زراعت کی دو قسمیں ہیں - ایک کو زراعتِ عملی کہتے ہیں - دوسری کو زراعتِ علمی ؂

زراعتِ عملی کسے کہتے ہیں اور اُس سے ہم کو کیا معلوم ہوتا ہے ؟

عمل کے معنی ہیں ہاتھ سے کام کرنا - پس زمین کو جوت بو کر پیداوار حاصل کرنا زراعتِ عملی ہے - اِس سے ہم کو یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ کاروبارِ زراعت کیا کیا ہیں اور ان کو کس طرح کرنا چاہیئے - اسی کو فنِ زراعت بھی کہتے ہیں ؂

۳- زراعتِ علمی کس کو کہتے ہیں اور اُس سے ہم کو کیا معلوم ہوتا ہے ؟ علم کہتے ہیں جاننے کو - پس زراعت کے بھیدوں کا جاننا زراعتِ علمی ہے اور اِس سے ہم کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ کم سے کم صرف اور تھوڑی سے تھوڑی محنت میں زیادہ سے زیادہ پیداوار کیونکر حاصل کی جائے اور زمین کی قوّتِ پیداوار کو بھی کوئی مستقل نقصان نہ پہنچنے پائے - اِس کو زراعتِ عقلی بھی کہتے ہیں - کیونکہ علمِ زراعت کا جاننے والا سب کام عقل اور سمجھ سے کرتا اور اپنے روپیہ - محنت اور صرف کو نقصان سے بچاتا ہے جو اُس کا اصلی منافع ہے ؂

۴- علمِ زراعت کا جاننے والا زراعت کو تجارت کے اصول

پر کرتا ہے۔ اسلئے اُس کو محنت اور وقت صرف کرنے کا فائدہ مثل تاجروں کے ہوتا ہے +

۵۔ زراعت کے سب کام ہاتھ سے کرنے کے ہیں۔ سیکھنے والا جب تک زراعت کے کاموں کو اپنے ہاتھ سے نہ کریگا۔ نہ تو اُن کو بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ نہ نقصان سے بچ سکتا ہے۔ اور بغیر علم زراعت کے جانے ہوئے نہ تو اُن کے بھیدوں سے واقف ہو سکتا ہے۔ نہ اپنی زراعت سے پورا فائدہ اُٹھا سکتا ہے۔ **یاد رکھو!** زراعت سے پورا فائدہ زراعت کرنے والے کو جب ہی ہو سکتا ہے کہ اُس کو علم بھی حاصل ہو اور زراعت کے سب کاموں کو فائدہ کے ساتھ ہاتھ سے کرنا بھی سیکھا ہو +

نوٹ۔ انسان کی زندگی جن چیزوں پر ہے۔ وہ زیادہ تر زراعت ہی سے حاصل ہوتی ہیں۔ اگر زراعت نہ کی جائے یا کھیتوں میں کچھ پیداوار نہ ہو۔ تو دُنیا کے سب کام درہم برہم ہو جائیں اور انسان دنیا میں باقی نہ رہیں۔ ایک سال بارش نہ ہونے سے قحط پڑ جاتا ہے۔ تو ہزاروں آدمی مر جاتے ہیں۔ غرض زراعت انسان کا خاص کام ہے اور زراعت کے کام جب تک ہاتھ سے کرکے نہ سیکھے جائیں۔ اُن کی صحت و غلطی اور باریکیاں سمجھ میں نہیں آ سکتیں۔ کوئی کام ہو۔ ناسمجھ۔ جاہل سے ذی علم اچھا کرتا ہے۔ تو زراعت کرنے کے لئے بھی علم زراعت کا جاننا ضرور ہے۔

(۲) زراعت کے کام اور اُن کے فائدے

۱-اب یہ بتائیے کہ زراعت کرنے والے کو کیا کیا کام کرنے چاہئیں- جن سے اُس کو فائدہ ہو ؟

اوّل تو زراعت کرنے والے کو علمِ زراعت حاصل کرنا واجب ہے- تاکہ جو کام کرے سمجھ کر کرے- پھر ہر کام کو ہاتھ سے کر کے سیکھے- تاکہ بخوبی سمجھ میں آجائے اور ایسی اجناس پیدا کرے جو اچھی سے اچھی قیمت پر بکیں اور زیادہ سے زیادہ نفع اُس کو حاصل ہو ؞

۲- اہلِ زراعت کو ایسے جانور بھی پالنے چاہئیں- جن کی فروخت سے منفعت ہو- اور کھیتوں کے لئے کھاد ملے- ایسی چیزیں بھی بونی چاہئیں- جن سے اُن کی پرورش بخوبی ہو سکے- جانوروں کے امراض کی پہچان اور اُن کا علاج بھی سیکھنا چاہئے- تاکہ اُن کے جانور صحیح و تندرست رہیں- ترقی نسل کے قاعدوں کا جاننا بھی ضروری ہے- تاکہ ایسے بچّے پیدا ہوں جو جوان ہو کر اچھا کام دیں یا عمدہ قیمت پر بکیں ؞

۳- اہلِ زراعت کو کون کون سے جانوروں کا پالنا سود مند ہے ؟ ایک تو بیل پالنے چاہئیں- جن کے بغیر زراعت کا

کام ہی دشوار ہے - اچھی نسل کی بھیڑیں بھی پالنی چاہئیں
جن کی اُون اچھی قیمت سے بکے - دودھار گائیں بھینسیں
اور بکریاں بھی پالے جن سے دودھ - مکھن اور گھی بافراط
ملے - اصیل ذات کی گھوڑیاں پالے - تاکہ عمدہ بچھیرے پیدا
ہوں - ایسے پرندے بھی پالنے لازم ہیں جو زراعت کے
کیڑے کھائیں اور اُس کو نقصان سے بچائیں - اپنی بیٹ
سے فائدہ پہنچائیں - کیونکہ پرندوں کی بیٹ سب کھادوں
سے عمدہ کھاد ہے ✣

۴ - سرد خطوں میں زراعت کرنے والے ریشم کے کیڑے
بھی پالتے اور اُن سے ریشم پیدا کرتے ہیں - بعض ممالک
کے اہل زراعت تالابوں میں مچھلیاں پالتے اور اُن کی
نسل بڑھاتے ہیں - علاوہ بریں شہد کی مکھی پالنا اور
शहद के सिवाय
शहद पैदा करना - پھلواریاں لگانا - پھلدار اور سایہ دار درخت
بونا بھی اہل زراعت کے کام ہیں ✣

۵ - یہ بتائیے زراعت کرنے والا کون کون سے چارے
اپنے جانوروں کے لئے بوئے ؟
سب سے بہتر چارہ جُوار ہے جس کی کڑبی جانور رغبت
سے کھاتے ہیں - ایک دفعہ بیج بو کر چار بار چارہ کاٹ سکتے ہیں -

گوار بھی عمدہ چارہ ہے - جس کو ہر فصل میں بو سکتے ہیں۔ دوب گھاس بھی کھیتوں میں بونی چاہیئے اور بھی چند قسم کے چارے ہیں جن کو زراعت کرنے والا بو سکتا ہے - اِن کے سوا جَو - ارہر - چنا - مٹر اور گیہوں کا بھوسہ جوار اور مکّا کی ہری کڑبی - کپاس کا بنولہ - تلہن کی پھلیاں جانوروں کے لئے بہت عمدہ غذائیں ہیں - غرض زراعت کے کرنے والے کو فائدہ اُسی صورت میں ہوتا ہے - کہ اپنی پیداوار کی کڑبی اور بھوسہ کو بیچ نہ ڈالے - بلکہ اپنے جانوروں کو کھلائے اور اُن کے دودھ سے - اون سے - بچھڑوں سے - گوبر سے سب سے فائدہ اُٹھائے ؞

نوٹ - زراعت کرنے والے کو وہ اجناس بونا چاہئیں - جن کی زیادہ مانگ ہو اور گراں قیمت سے بکیں - جانوروں کا پالنا اور ان کی پیداوار سے فائدہ اُٹھانا یہ بھی زراعت کرنے والے کا خاص کام ہے - صرف زمین جوت کر اور بیج بو کر بہت سا غلہ پیدا کر لینا ہی اُس کا کام نہیں ہے اور نہ اِس طرح اُس کو زیادہ فائدہ ہو سکتا ہے +

زراعت کے لئے روپیہ بھی چاہیئے - مگر سب سے زیادہ محنت توجہ اور سمجھ کی ضرورت ہے تاکہ کم سے کم صَرف میں زیادہ سے زیادہ آمدنی ہو ۱۲

(۳) زمین اور اُس کی اصلیّت

۱- یہ تو ہم نے پڑھا ہے کہ زمین مٹّی سے بنی ہے - اور مٹّی پُرانے اور گھِسے ہوئے پتھروں کی خاک ہے - مگر یہ سمجھ میں نہیں آتا - کہ پتّھر جیسی سخت چیز کیونکر ٹوٹتی - گھِستی اور ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے *

۲- پتّھر حرارت - پانی اور ہوا کی قوّتوں سے جن کو قدرتی قوّتیں کہتے ہیں - ٹوٹتے گھِستے اور خاک ہوتے ہیں - حرارت سے جب پتّھر گرم ہو اور یکایک اِس کو سردی پُہنچ جائے - تو فوراً پاش پاش ہو جاتا ہے - تم پتّھر کو خوب تپاکر اُس پر پانی ڈال دو - پھر دیکھو - کیسا ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے - اِسی طرح جب تیز دھوپ سے چٹانیں گرم ہوتی ہیں اور اُن پر پانی برس پڑتا ہے یا دن بھر تو تپیں کڑی دھوپ میں اور رات کو لگے ٹھنڈک - تو وہ ٹوٹ جاتی ہیں - غرض ایسے ہی پے در پے تغیّرات اُن کے پرخچے اُڑا دیتے ہیں *

۳- پانی جب پہاڑوں - چٹانوں یا پتّھروں پر بہتا ہے - تو اُس کی رگڑ سے پتّھر گھِستے اور کٹتے ہیں - اور پانی کی

رو میں ٹکرا کر ٹوٹتے اور ریزہ ریزہ ہوتے ہیں۔ پانی جب پتھر میں جذب ہوتا ہے۔ تو اُس کے اوپری حصّے کو پُھلا کر نرم کر دیتا اور اُس کے بعض اجزا کو مثل شکر یا نمک کے گھول گھال کر اپنے ساتھ بہا لے جاتا ہے۔ پانی جس وقت چٹانوں کی دراروں میں سردی پاکر برف بنتا ہے۔ تو پھیلتا ہے۔ اُس کا پھیلنا چٹان کو توڑ ڈالتا ہے +

۴۔ ہوا کی رگڑ اور اُن چیزوں کے اثر سے جو ہوا میں شامل ہیں۔ پتھر گھستے اور ٹُھیاں مہین ہوتی ہیں۔ کیڑے مکوڑے بھی پتھروں کی فرسودگی کا باعث ہیں۔ کیونکہ یہ پتھروں کے اکثر اجزا کھاتے اور اپنے رہنے کو بِل بناتے ہیں۔ ان بِلوں کی وجہ سے ہوا اور پانی کو پتھروں میں داخل ہونے کا راستہ مل جاتا ہے۔ **درختوں** کی جڑیں بھی

نوٹ۔ حرارت۔ ہوا اور پانی بھی زراعت کے لئے بہت ضروری چیزیں ہیں۔ ان قدرتی قوتوں سے صرف یہی فائدہ نہیں کہ پتھر فرسودہ ہوتے ہیں۔ بلکہ مٹیوں میں قوت پیداوار بھی انہیں کے اثر سے آتی ہے۔ کھیت کی مٹی اُکھڑ ٹوٹ کر جس قدر زیادہ ہوا اور دھوپ میں رہیگی۔ اسی قدر اُس میں قوت پیداوار زیادہ ہوگی۔ جتائی کا اصل منشا یہی ہے کہ کھیت کی جمی ہوئی مٹی کو جس میں ہوا اور گرمی کا گزر نہیں ہو سکتا۔ توڑ پھوڑ کر ہوا اور دھوپ میں لائیں +

پتھروں میں پھیل کر اُن کو توڑتی پھوڑتی ہیں ۔

۵- ان ہی قدرتی قوتوں کی تاثیرات سے پہاڑوں کی چٹانیں - سنگین عمارتیں - اینٹ اور چونے کی پختہ دیواریں پُرانی ہوتی اور گرتی رہتی ہیں - یہاں تک کہ اُن پر گھاسیں جمتی اور درخت پیدا ہو جاتے ہیں - ان کی پیدائیش اور بھی اُن کی بربادی کا سبب ہوتی ہے - اسی طرح مٹیاں حرارت ہوا اور پانی کے اثر سے ٹوٹتی پھوٹتی اور ملائم ہو کر رس پر آتی ہیں ۔

۱۰ अक्तूबर
२८ जुलाई

(۴) زمین اور اُس کی قسمیں

۱- تم پڑھ چکے ہو کہ پتھر پُرانے ہونے اور گھس گھسا کر مٹی بن جاتے ہیں - اتنا اور یاد رکھو کہ یہ مٹی یا تو اُسی مقام پر رہتی ہے - جہاں وہ بنی ہے یا پانی اس کو اونچے مقامات سے نشیب میں بہا لاتا ہے - اور وہاں تہ بہ تہ جمع ہوتی رہتی ہے - سب سے اوپر والی تہ جس قدر بونے کے لئے ہل سے توڑ کر ہوا اور دھوپ میں لائی جاتی ہے اُس کو بالائی مٹی یا صرف مٹی کہتے ہیں - باقی جمی ہوئی مٹی جو ہل کے نیچے رہتی ہے اُس کو زیرین مٹی

یا نیچے کی مٹی بولتے ہیں +
۲-اب یہ بتائیے کہ مٹی میں کیا کیا چیزیں ہوتی ہیں؟ اچھی مٹیاں جو زوردار کہلاتی ہیں - اُن میں بہت سی چیزیں شامل ہوتی ہیں - مگر تم کو صرف اُن چیزوں کا نام بتلاتے ہیں جو بہت ضروری ہیں +
بالو جو دریاؤں کے کنارے زیادہ ہوتی ہے - **چکنی** جس سے مکان پوتتے ہیں - **چونا** جس سے پختہ مکان بنائے جاتے ہیں - **کھار** جو راکھ میں زیادہ ہوتا ہے - **شورہ** جو لونا مٹی میں بہت ہوتا ہے - **لوہا** جو زنگ یا مورچہ کی صورت میں ہوتا ہے - **اگیا** وہ چیز ہے جو دیا سلائی میں چمکا کرتی ہے - یہ ہڈیوں میں زیادہ ملتی ہے - الغرض یہ ساتوں چیزیں پودے کی غذا کے ضروری جُز ہیں - اگر اُن میں سے ایک بھی کسی زمین میں نہ ہو - تو اُس پر پودا یا تو پیدا ہی نہ ہوگا - اور جو پیدا ہو بھی گیا - تو پھول پھل نہ لائیگا +
۳-مٹیوں میں سیاہ رنگ کی ایک چیز اور ہوتی ہے جو نباتات - حیوانات اور اُن کے فضلوں کے سڑنے سے بنتی ہے - اُس میں پودوں کی خوراک کی سب چیزیں ہوتی

ہیں - پودے کی غذا (کھاد) درحقیقت یہ ہی چیز ہے - یہ سب چیزیں علٰحدہ علٰحدہ اپنی اصلی حالت میں زراعت کے لئے محض بیکار ہیں - مگر جب آٹھوں آپس میں اچھّی طرح مل جاتی ہیں - تو وہ مٹی بنتی ہے - جس کو کھتار یا مزروعہ مٹی کہتے ہیں - کیونکہ اِس مٹی میں جُملہ اقسامِ نباتات کے پرورش کرنے کی قوت ہوتی ہے - جن مٹیوں کے اندر اُن آٹھ میں سے ایک چیز بھی بہت کم یا بہت زیادہ ہو - تو اُسے اوسر کہتے ہیں ✤

نوٹ - ہمارے ملک کے لئے وہی زمینیں اچھّی ہیں - جن کی مٹیاں نہ تو بہت اکھڑی اور سخت ہوں - کہ اُن کے کمانے اور تیّار کرنے کے لئے محنت اور صرف زیادہ چاہیئے نہ ایسی بُھربُھری ہوں - کہ اُن میں پانی اور کھاد نہ ٹھیرے اور بار بار دینے کی ضرورت ہو - بلکہ وہ ایسی ہوں - کہ زیادہ پانی جذب کریں - اور زیادہ دنوں تک اُس کو روکے رہیں - یہ وصف اُن ہی مٹّیوں میں ہوتا ہے - جن میں کھاد خوب ہو اور جن کی بالائی اور زیریں دونو مٹّیاں اچھّی ہوں ✤

یا نیچے کی مٹی بولتے ہیں +

۲- اب یہ بتائیے کہ مٹی میں کیا کیا چیزیں ہوتی ہیں؟ اچھی مٹیاں جو زور دار کہلاتی ہیں - اُن میں بہت سی چیزیں شامل ہوتی ہیں - مگر تم کو صرف اُن چیزوں کا نام بتلاتے ہیں جو بہت ضروری ہیں +

بالو جو دریاؤں کے کنارے زیادہ ہوتی ہے - **چکنی** جس سے مکان پوتتے ہیں - **چونا** جس سے پختہ مکان بنائے جاتے ہیں - **کھار** جو راکھ میں زیادہ ہوتا ہے - **شورہ** جو لونا مٹی میں بہت ہوتا ہے - **لوہا** جو زنگ یا مورچہ کی صورت میں ہوتا ہے - **اگیا** وہ چیز ہے جو دیا سلائی میں چمکا کرتی ہے - یہ ہڈیوں میں زیادہ ملتی ہے - الغرض یہ ساتوں چیزیں پودے کی غذا کے ضروری جُز ہیں - اگر اُن میں سے ایک بھی کسی زمین میں نہ ہو - تو اُس پر پودا یا تو پیدا ہی نہ ہوگا - اور جو پیدا ہو بھی گیا - تو پھول پھل نہ لائیگا +

۳- مٹیوں میں سیاہ رنگ کی ایک چیز اور ہوتی ہے جو نباتات - حیوانات اور اُن کے فضلوں کے سڑنے سے بنتی ہے - اُس میں پودوں کی خوراک کی سب چیزیں ہوتی

ہیں - پودے کی غذا (کھاد) درحقیقت یہ ہی چیز ہے - یہ سب چیزیں علٰحدہ علٰحدہ اپنی اصلی حالت میں زراعت کے لئے محض بیکار ہیں - مگر جب آٹھوں آپس میں اچھی طرح مل جاتی ہیں - تو وہ مٹی بنتی ہے - جس کو کھتار یا مزروعہ مٹی کہتے ہیں - کیونکہ اِس مٹی میں جُملہ اقسام نباتات کے پرورش کرنے کی قوت ہوتی ہے - جن مٹیوں کے اندر اُن آٹھ میں سے ایک چیز بھی بہت کم یا بہت زیادہ ہو - تو اُسے اوسر کہتے ہیں +

نوٹ - ہمارے ملک کے لئے وہی زمینیں اچھی ہیں - جن کی مٹیاں نہ تو بہت اکھڑی اور سخت ہوں - کہ اُن کے کمانے اور تیّار کرنے کے لئے محنت اور صرف زیادہ چاہیئے نہ ایسی بُھربُھری ہوں - کہ اُن میں پانی اور کھاد نہ ٹھیرے اور بار بار دینے کی ضرورت ہو - بلکہ وہ ایسی ہوں - کہ زیادہ پانی جذب کریں - اور زیادہ دنوں تک اُس کو روکے رہیں - یہ وصف اُن ہی مٹیوں میں ہوتا ہے - جن میں کھاد خوب ہو اور جن کی بالائی اور زیرین دونو مٹیاں اچھی ہوں +

(۵) ہل اور اُس کی قسمیں

۱- بتاؤ ہل کیا چیز ہے؟ ہل جوتنے اور بونے کا آلہ ہے - ہلوں کی قسمیں - اُن کے نام اور اُن کی پہچان بھی بتا دیجئے؟ ہل دو قسم کے ہوتے ہیں - ایک وہ جو ہمارے دیس کے ہیں - اُن کو دیسی ہل کہتے ہیں - یہ ہل لکڑی کے ہوتے ہیں - صرف پھار لوہے کی ہوتی ہے ٭
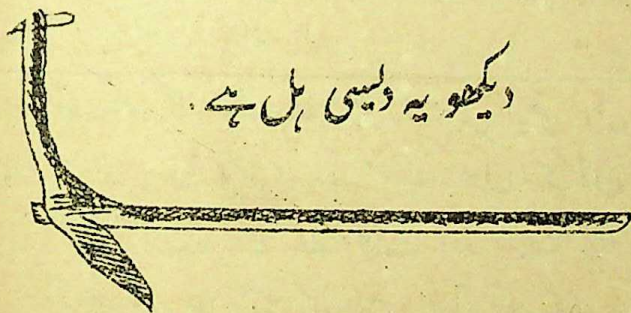
دیکھو یہ دیسی ہل ہے

۲- دوسری قسم کے ہل وہ ہیں جو اَور دیس کے ہل دیکھ کر اب بنائے گئے ہیں - یہ ہل لوہے کے ہوتے ہیں اُن میں ایک پُرزہ زیادہ ہوتا ہے - جس کو سینہ کہتے ہیں - یہ ترقی دادہ ہل کہلاتے ہیں ٭

دیکھو یہ دونو ترقی دادہ ہل ہیں

ترقی دادہ ہل

قیصر ہل

ترقی دادہ ہل

وانٹس ہل زنجیر دار
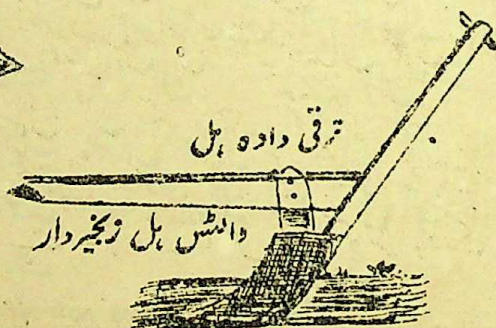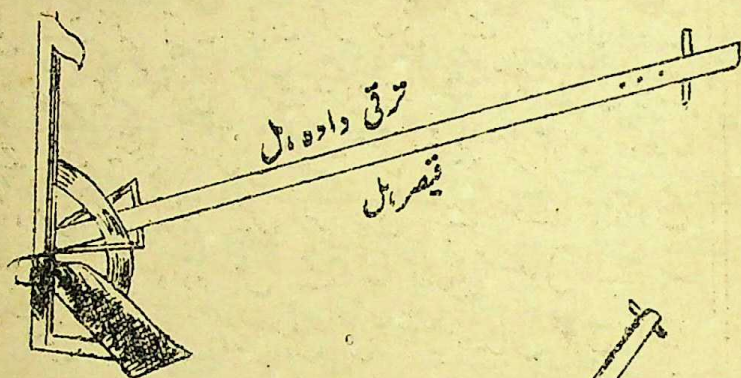
پیچ کھولنے کا ہل

۳- اب یہ فرمائیے کہ اِن میں سے کونسا ہل اچھّا ہے؟ دیسی یا ترقی دادہ؟ اِن سب میں ترقی دادہ ہل اچھّا ہے ؛

ترقی دادہ ہل میں خوبیاں کیا ہیں؟

ترقی دادہ ہل آٹھ اُنگل سے بھی زیادہ گہری اور ایک

بالشت چوڑی کونڑ بناتا ہے - جس کی گہرائی یکساں ہوتی
اور مٹی ٹوٹ کر ایک طرف گر جاتی ہے - دیسی ہل
کی کونڑ چار چھ اُنگل گہری - اوپر سے آٹھ اُنگل چوڑی
اور نیچے سے پتلی ہوتی ہے - مٹی ٹوٹ کر آدھی ادھر۔
آدھی اُدھر اُسی کونڑ میں گر جاتی ہے - سخت زمینوں
کی جوتائی ترقی دادہ ہل سے بہ آسانی ہوتی ہے -
جوار - مکئی - ارہر اور بیل کی ٹھونٹھیاں بخوبی اُکھڑ
جاتی ہیں - دیسی ہل اُن کو نہیں اُکھیڑ سکتا - ترقی
دادہ ہل کی ایک جوتائی دیسی ہل کی تین جوتائیوں
کے برابر ہوتی ہے - کیونکہ اُس کی کونڑ چوڑی اور
یکساں بنتی ہے ٭

۴ - دیسی ہل کو تو دو بیل کھینچتے ہیں - ترقی دادہ
ہل کے کھینچنے کو کتنے بیل چاہیئے ہونگے ؟ ترقی دادہ
ہل کو اچھے دو بیل کھینچ سکتے ہیں - بیلوں کو جتنا زور
دیسی ہل کے کھینچنے میں کرنا پڑتا ہے - اُس سے کسی
قدر زیادہ ترقی دادہ ہل کے لیئے چاہیئے - اس کی آزمائش
یوں ہو سکتی ہے کہ ان دونو ہلوں کی ہرسیوں میں ہاتھ
بھر کی ایک ایک رسی باندھ دو - اور بجائے بیلوں کے

آدمیوں سے کھنچوا کر کھیت جوتو - اُس وقت معلوم ہو جائیگا۔ کہ جتنا زور آدمیوں کو دیسی ہل کے کھینچنے میں کرنا پڑیگا - تقریباً اُسی قدر زور ترقی دادہ ہل کے کھینچنے کو چاہیئے - مگر ترقی دادہ ہل اُس سے دُگنا بلکہ تگنا کام دیگا ٭

نوٹ- ہل جوتائی کا آلہ ہے - جو زمین پر گھسیٹا جاتا ہے- اُس کی نوک زمین میں دھنستی ہے - جس سے مٹی اُکھڑتی ہے- ہل وہی عمدہ ہے - جس سے اُکھڑی ہوئی مٹی پلٹ کر ہوا اور دھوپ میں آ جائے - ترقی دادہ ہل کے استعمال سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ صرف کی - محنت کی اور وقت کی بچت ہوتی ہے- دیسی ہل سے جو کام تین دن میں ہوتا ہے- وہ ترقی دادہ ہل سے ایک دن میں ہوتا ہے - اور کھیت کی قوت پیدا وار بھی بڑھتی ہے - دیسی ہل کو دباتا اور سیدھا رکھنا پڑتا ہے - مگر ترقی دادہ ہل کو نہ دبانے کی ضرورت- نہ سیدھا رکھنے کی حاجت - فقط سہارا دینا کافی ہے- وہ خود سیدھا چلتا ہے - جوتنے والے کو کچھ بھی تکلیف نہیں ہوتی ٭

(۹) جوتائی اور میائی

۱- جوتائی کس کو کہتے ہیں ؟
کھیت کی جمی ہوئی مٹی کو ہل چلا کر اُکھیڑ دینا جوتائی ہے +

۲- ہل سے کیونکر جوتائی کرتے ہیں ؟
دو بیلوں کے کندھے پر ماچی رکھی اور ماچی میں دو یا تین پھیر رسّی کے ڈال کر پنجھا بنایا - پھر اِس رسّی میں سے ہربس کا سرا ہربنی سمیت اُس پار نکال دیا - تو ہل بیلوں کی جوٹ کے ساتھ اٹک جائیگا +
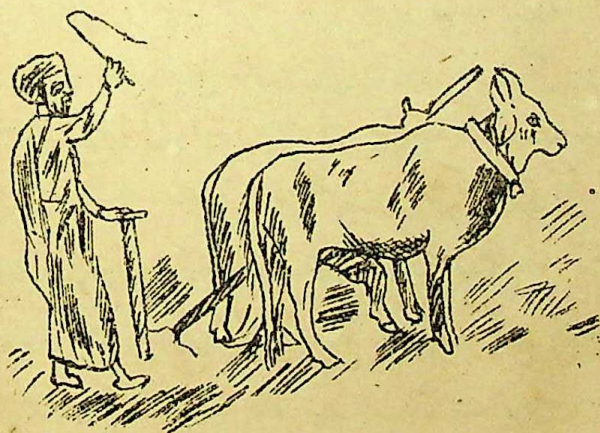
۳- ہل کی مُٹھیا ہاتھ میں پکڑ لی اور ہل کو نوک کے بل زمین پر کھڑا کیا - بیلوں کو سیدھا ہانکا - بیلوں کے زور لگانے سے ہل کی پھار زمین میں دھنسیگی اور اُن کے چلنے سے زمین کو پھاڑتی اور مٹی کو توڑتی آگے بڑھیگی - اِس طرح کھیت میں چھ اُنگل گہری اور آٹھ اُنگل چوڑی کونڑ بن جائیگی - سارے کھیت میں کونڑیں بنا لینے سے جوتائی پوری ہو جائیگی - کئی بار آڑا اور کھڑا جوتنے سے کھیت بیج بونے کے لئے تیار ہو جائیگا +

۴- کھیت کیوں جوتتے ہیں اور جوتائی کیسی ہونی چاہئیے؟
کھیت اِس لئے جوتتے ہیں کہ کھیت کی مٹی اُکھڑ کر ٹوٹ جائے - تاکہ ہوا اور دھوپ کا اثر اُس پر ہو - اور وہ پھول کر رس پر آ جائے +

کھیت کی جوتائی ایسی ہونی چاہئے کہ سارے کھیت کی مٹی آٹھ اُنگل سے زیادہ گہری اور یکساں اُکھڑے +

نوٹ - زراعت کا اصل کام جوتائی ہے تاکہ کھیت کی مٹی مہین و ملائم ہو جائے - گیہوں کے واسطے دیسی ہل سے بارہ بلکہ چودہ بار (باہ) کھیت جوتا جاتا ہے - ترقی دادہ ہل سے چار پانچ بار اور پردیسی ہل سے تین چار بار جوتنے سے کھیت ایسا عمدہ تیار ہو جاتا ہے کہ دیسی ہل سے اتنا گہرا اور باریک ہونا ممکن نہیں +

۵- بیج بونے کے واسطے کھیت کیسا ہونا چاہیئے؟
کھیت کی مٹی نرم - گہری اور نم ہو - گھاس پات سے صاف ہو ÷

کیا سب قسم کے بیجوں کے واسطے ایسے ہی کھیت تیّار کرنے چاہئیں؟ بے شک کھیت ایسے ہی ہونے چاہئیں۔ ہاں اتنا فرق ہے - کہ جن پودوں کے بیج مہین اور نازک اور جڑیں چھتہ قسم کی ہوتی ہیں - اُن پودوں کے واسطے کھیت کی مٹی نم - صاف اور گہری ہونی چاہیئے۔ گو بہت مہین نہ ہو ÷

(۷) زراعت کے مویشی

۱- تم پڑھ چکے ہو کہ بارکش جانور جیسے گائے - بیل بھینس - بھینسا مویشی کہلاتے ہیں - یہ بتاؤ - ہمارے ملک میں کن جانوروں سے زراعت کے کام لیتے ہیں؟

ہمارے دیس میں بیشتر بیل سے اور کہیں کہیں بھینسے سے بھی زراعت کے کام لیتے ہیں ÷

۲- اچھا یہ بتاؤ کیا کیا کام زراعت کے بیل کرتا ہے؟
بیل ہل چلاتا ہے - جس سے کھیت کی جوتائی ہوتی ہے -

سراون چلاتا ہے - جس سے کھیت کی میائی ہوتی ہے - کوئیں پر لگاتے ہیں - جس سے کھیت کی سنچائی ہوتی ہے - ہمارے کھیتوں کی لانگ مارتا یا گاہتا ہے - اِسی طرح اَور بھی کام زراعت کے کرتا ہے ٭

۳ - یاد رکھو - بیلوں کی عمدگی پر کھیتوں کی پیداوار کی عمدگی موقوف ہے - اگر بیل اچھے ہونگے - تو کھیت کی جوتائی بھی اچھی ہوگی - پھر اپنے جُتے ہوئے کھیت میں جو جنس بوئی جائیگی - اِس کی پیداوار بھی اچھی ہوگی - اچھے بیل وہ ہوتے ہیں - جو نسل و قوم کے اچھے ہوں - اور اُن کی کھلائی پلائی محنت کی مناسبت سے ہو اور پرورش توجّہ کے ساتھ کی جائے ٭

۴ - اچھے بیل ہم کو کیونکر مل سکتے ہیں؟ کس طرح اُن کو رکھیں کہ وہ تندرست اور طاقتور رہیں ٭

اچھے بیل اِس طرح مل سکتے ہیں کہ اچھی ذات کی گائیں پالو - اُن کے بچوں کو ابتدا ہی سے اچھی طرح سے کِھلاؤ پلاؤ اور ہلاؤ - تاکہ وہ جوان ہو کر تمہاری مرضی کے موافق زراعت کا کام دیں ٭

۵ - اپنے جانوروں کے رہنے کو سایہ دار اور ہوادار

مکان بناؤ۔ تاکہ وہ جاڑے میں پالے سے۔ گرمی میں لو سے۔ برسات میں بھیگنے سے بچیں۔ اُن کے رہنے کی جگہ درخت اگاؤ۔ تاکہ دھوپ سے بچیں۔ اُن کے واسطے چارہ بوؤ۔ تاکہ ہمیشہ ہرا چارہ پائیں۔ اُن کو دانہ یا کھلی کھلاؤ۔ تاکہ محنت کے مارے ہار نہ جائیں۔ اُن کو دو ڈھائی پیسہ بھر کے حساب سے نمک دیتے رہو۔ تاکہ خوراک ہضم ہو اور پیٹ صاف رہے۔ اچھا اور صاف ستھرا پانی پلاؤ۔ تاکہ بیمار نہ ہوں۔ اِس طرح غور و برداشت کروگے۔ تو وہ ہمیشہ تندرست اور مضبوط رہینگے۔ اور خاطر خواہ کام دینگے +

نوٹ۔ بیل اور بھینسے کے علاوہ ہندوستان میں اور جانوروں سے بھی زراعت کے کام لئے جلتے ہیں۔ میرٹھ کے قریب بابوگڈھ میں جہاں سرکاری گھوڑوں کا اسٹڈ ہے۔ زراعت کے سب کار و بار گھوڑے اور خچر بھی کرتے ہیں۔ بیکانیر میں اونٹ کام دیتا ہے۔ کہیں کہیں بھینسیں اور شاذ و نادر گائیں بھی ہل میں لگائی جاتی ہیں۔ لیکن ہمارے دیس میں زیادہ تر بیل ہی کام دیتا ہے۔ اِسلئے اچھی ذات کے بیل پیدا کرنا اور بچپن ہی سے اُن کی پرورش عمدہ طریقہ سے کرنا ہمارا فرض ہے +

(۸) ہل کے بیل اور اُن کی نسلیں

۱- اب یہ بتا دیجئے کہ اچھّی نسل کی گائیں اور بیل کہاں ہوتے ہیں؟ اُن کے نام اور اُن کی پہچان کیا ہے؟

جن مقامات میں گھنے جنگلوں کی وجہ سے سایہ ہوتا ہے اور گرمیوں میں بھی ٹھنڈک رہتی ہے - عمدہ چارہ اور صاف پانی بھی بکثرت ملتا ہے - وہاں کی گائیں قوی - دودھار اور بیل توانا تنومند ہوتے ہیں - لیکن کھلے میدانوں میں جہاں سایہ کم اور چارے پانی کی قلّت - گرمیوں میں دھوپ کی تپش - وہاں نہ تو گائیں موٹی تازی اور دودھار ہوتی ہیں - نہ بیل ٹانٹے اور مضبوط ÷

۲- ممالک مغربی - شمالی اور اودھ میں جو نسلیں بیل کی نامی ہیں وہ یہ ہیں :-

(۱) میوات صوبۂ پنجاب میں ہے - وہاں کی نسل ہمارے دیس میں حصار و ہریانہ کے نام سے مشہور ہے - بیل خوبصورت - جفاکش مگر سُست رفتار - قد بلند - ڈیل بھاری - ماتھا اونچا اور آنکھیں اُن کی بادامی ہوتی ہیں ÷

(۲) کوسی ضلع متھرا۔ یہاں کی نسل میوات کے سانڈوں سے پیدا ہوئی ہے۔ صورت شکل میں تو بیل ویسا ہی ہوتا ہے۔ مگر قد کا چھوٹا +

(۳) کھیری صوبۂ اودھ کی دو نسلیں مشہور ہیں :-
ایک ٹریہر بیلوں کی جن کی دم سفید اور بدن چتکبرا۔ مزاج کے چھلے اور مرکھنے ہوتے ہیں +
دوسری بھوڑ جن کو اودھ میں بنگرہا بھی کہتے ہیں۔ قد میانہ رُواں کھڑا۔ دُم اونچی۔ عادت کے شریر مگر مضبوط۔ اور زراعت کے لئے بہت کارآمد +

(۴) بھرائچ صوبۂ اودھ میں رسیا نسل کے بیل زراعت کے واسطے بہت اچھے ہیں۔ قد کے چھوٹے اور مزاج کے بہت چھلے ہوتے ہیں +

نوٹ۔ہل کے بیل وہ بیل ہیں جو ہل میں خوب چلتے رہیں۔ سب بیل ہل کے لائق نہیں ہوتے۔ بعض نسلیں مثلاً میوات کے بیل بہلی اور رتھوں کے واسطے نہایت موزوں ہیں۔ ہل کے لئے وہ بیل عمدہ ہوتے ہیں جو بدن کے گٹھیلے اور مضبوط ہوں۔ سینہ چوڑا۔ کاندھے سخت۔ نلیاں سیدھی موٹی اور گٹھی ہوئی ہوں۔ مزاج چھلا ہو مگر وحشت نہ ہو +

(۵) کنوریا بیل - یہ نسل دریائے کین کے کنارے باندہ سے ہمیر پور تک پائی جاتی ہے - رنگ لال - قد میانہ - زراعت کے لئے بہت مناسب *

کنوریا نسل کا بیل
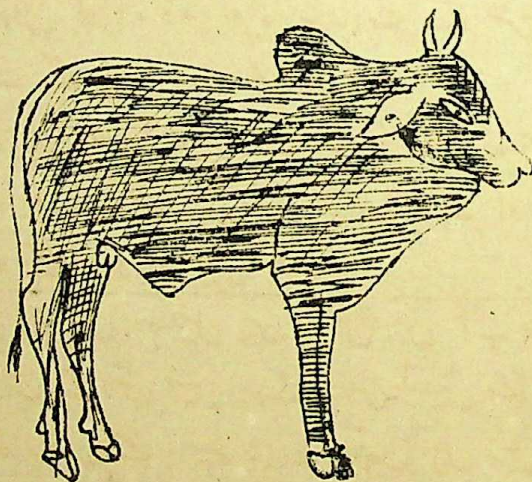
(۹) کھاد اور اُس کی قسمیں

۱- تم نے پڑھا ہے - پودے کی بھی جان ہے - اُس کی زندگی کھانے پر منحصر ہے - اُس کی غذا کو کھاد یا کھات کہتے ہیں - اب بتاؤ پودے کی غذا کَے قسم کی ہوتی ہے؟ وہ پودے کو کہاں سے ملتی ہے؟ اِس کو پودا کیونکر لیتا ہے؟ اُس کے کیا نام ہیں؟

پودے کی غذا دو طرح کی ہوتی ہے - ایک لطیف غذا جو ہوا میں ہوتی ہے - اُس کو پودا اپنی پتّیوں کے نا معلوم سوراخوں سے لیتا ہے - اور وہ پودے کے اندر کوئلے کی صورت میں پائی جاتی ہے - اِس کو کوئلن (کاربن) کہتے ہیں - وہ جلنے کے وقت دھواں بن کر ہوا میں جا ملتی ہے - دوسری کثیف غذا جو زمین میں ہوتی ہے - اُس کو پودا اپنی جڑوں کے ذریعے سے پانی کے ساتھ لیتا ہے - اور وہ سفید خاک کی صورت میں پودے کی راکھ کے اندر پائی جاتی ہے *

۲- اب ہم کو یہ بتا دیجئے کہ پودے کی غذا جو زمین میں پائی جاتی ہے - اُس میں کیا کیا چیزیں شامل ہیں؟

اور وہ کہاں ملتی ہیں ؟

پودے کی غذا میں یہ چھ چیزیں نہایت ضروری ہیں :-

۱- کھار جو راکھ میں زیادہ ہوتا ہے -

۲- چونا جو کنکر میں بہت ہوتا ہے -

۳- شورہ جو لونا مٹی میں بکثرت پایا جاتا ہے - شورے میں دو چیزیں ہوتی ہیں - ایک تو کھار جو راکھ میں ہوتا ہے - دوسری ایک لطیف چیز ہے جو شورہ کو آگ پر رکھنے سے ہوا میں جا ملتی ہے - اِس کو شورن (نیٹروجن) کہتے ہیں - یہ ہی چیز پودے کی غذا میں سب سے زیادہ اور قیمتی ہے +

۴- لوہا جو زنگ کی صورت میں ہوتا ہے -

۵- گندھک جو چونے وغیرہ کے ساتھ ملی ہوتی ہے -

۶- وہ چیز جو دیا سلائی کے مصالحہ میں ہوتی ہے اور اندھیرے میں چمکتی نظر آتی ہے - اُس کو اگیا (فاسفورس) کہتے ہیں +

یاد رکھو - یہ سب چیزیں جس کھاد میں ہوتی ہیں - اُس کو عام کھاد بولتے ہیں +

۳- سب نباتی اور حیوانی کھادیں - جیسے پودے - پتیاں -

تیل کی کھلیاں - مُردہ جانور اور اُن کے بال - کھال - ہڈیاں - خون - گوشت - سینگ - کھُر اور اُن کے فضلے یعنی گوبر - پیشاب - لید - مینگنی - چڑیوں کی بیٹ وغیرہ عام کھادیں ہیں - جو سب طرح کی زمینوں کے لئے اور سب قسم کے پودوں کے واسطے مفید ہیں +

۴ - جس کھاد میں ایک یا دو تین چیزیں پودے کی غذا کی ہوتی ہیں - اُس کو **خاص کھاد** کہتے ہیں - مثلاً چونا کہ ایک ہی چیز ہے یا شورہ جس میں دو چیزیں شامل ہیں - کھار اور شورن - یہ خاص کھادیں ہیں -

نوٹ - کھاد یا قدرتی طور پر زمین میں موجود ہوتی ہے - یا کسان کو بہم پہنچانی پڑتی ہے - اگر کھاد نہ ہو - تو زمین اوسر اور ناقابل زراعت ہے - کھاد پر نہ صرف پودے کی زندگی کا مدار ہے - بلکہ پیداوار کی عمدگی بھی اسی پر منحصر ہے - قدرتی طور پر اتنی کھاد کہ مزروعہ پودوں کی ضرورت کے موافق ہو - شاذ و نادر ہوتی ہے - انسان ضرورت کو بھی جان سکتا اور ضرورت کے موافق کھاد بھی بنا سکتا ہے - مگر جو کسان پہلے کھاد کی تدبیر نہیں کر لیتا اور کھیت جوت کر بیج بو دیتا ہے - وہ اُس شخص کی مانند ہے جو مہمان تو بُلا لائے اور اُن کے کھانے کی فکر نہ کرے - اُس کے مہمانوں کا انجام بجز اس کے اور کیا ہوگا کہ بھوکے مریں +

خاص کھادیں خاص قسم کی زمین یا خاص قسم کی جنس کے واسطے مفید ہوتی ہیں۔ مثلاً چُونا نر زمینوں اور پھلیدار اجناس کے لیئے خاص کر فائدہ مند ہے۔ شورہ ہٹیار زمینوں اور گیہوں وغیرہ کے لئے مفید ہے ٭

۵۔ کھاد وہی قیمتی اور عمدہ ہے۔ جس میں نیٹروجن یعنی شورہ کا جُز ہو۔ نباتی کھادوں میں تو کھلیان حیوانی میں سب قسم کی چیزیں اور معدنی شورہ بہتر کھادیں ہیں ٭

(۱۰) بیج اور اُس کی بوائی

۱۔ بتاؤ بیج کیا چیز ہے؟

بیج پودے کا انڈا ہے۔ جو پھلوں کے اندر ہوتا ہے۔ پختہ بیج بونے سے پھر وہی پودا ہو جاتا ہے۔ جس کا بیج ہے۔ جو بھلائی بُرائی بیج میں ہوتی ہے۔ وہی اُس کے پودے کی پیداوار میں ہوتی ہے ٭

۲۔ یہ بتاؤ۔ آنکھ یا اکھوا کس کو کہتے ہیں؟

اکھوا بیج کا وہ حصّہ ہے جو بڑھ کر پودا بنتا ہے اکھوے میں آئندہ پودے کی جڑ۔ تنہ اور پتّیاں موجود

ہوتی ہیں - بیج میں جب تک اکھوا زندہ ہے - وہ بونے سے جمیگا - مگر اکھوا مر جائے - تو بیج بونے کے لائق نہیں رہتا - بہت دنوں تک ہوا اور میل میں رہنے یا کیڑا لگ جائے - تو بیج کا اکھوا خراب ہو جاتا ہے - کٹا - گھُنا - پُرانا اور کچّا بیج جمتا نہیں - بلکہ سڑ جاتا ہے - بیج ہمیشہ اچھے سے اچھّا چُن چھانٹ کر بونا چاہیئے - تاکہ سب بیج جمیں - پودے قوی و تندرست اُگیں - پیداوار عمدہ ہو ٭

۳ - اب یہ بتا دیجئے کہ اچھّا بیج ہم کو کیونکر مل سکتا ہے ؟

اِس کی تدبیر یہ ہے کہ جب تمہارے کھیتوں کی فصل تیار ہو - تو اچھّی اچھّی بالیاں چُن کر آئندہ بونے کے لیئے رکھ لو - بونے کے وقت اُس میں سے عمدہ بیج چھانٹ کر بو دو - جب پھر فصل تیار ہو - تو جو بالیاں سب سے پہلے پکی ہوں - سب سے زیادہ بڑی اور بھری ہوں - بونے کے لیئے چُن لو - اِس طور پر ہر سال تم کو عمدہ بیج ملتا جائیگا اور پیداوار میں ترقی ہوتی جائیگی ٭

یہ بھی یاد رکھو کہ اچھّی زور دار زمینوں میں کم اور کمزور زمینوں میں زیادہ بیج پڑتا ہے - اگر بیج چھنا - چھنٹا ہُؤا ہو - تو اور بھی کم مقدار میں کافی ہوگا - اور پیداوار زیادہ اور اچھّی ہوگی +

۴ - کھیت میں بیج اِس واسطے بوتے ہیں کہ پودا پیدا ہو - اور بڑھے - پھولے پھلے اور پروان چڑھے - مگر ہر جنس کے پودے کو بڑھنے اور پھیلنے کے لئے جگہ چاہئے - بوتے وقت جگہ کا لحاظ کر لینا بھی مقدّم ہے - بیج ایک دوسرے سے اتنے فاصلے پر بونا لازم ہے کہ ہر پودے کو بڑھنے اور پھیلنے کے لئے کافی جگہ مل سکے - پودے اگر پاس پاس ہونگے - تو ایک دوسرے کو دبا لیگا اور اُن کی باڑھ ماری جائیگی - نتیجہ یہ کہ پیداوار میں کمی پڑیگی +

نوٹ - زراعت کے لئے بیج نہایت ضروری چیز ہے - اہل زراعت کو بیج حاصل کرنے میں پوری توجّہ اور کوشش چاہئے - بیج کا بدلنا بھی ضروری بات ہے - ہر دوسرے تیسرے یا چوتھے برس پھر نیا بیج بونا بہتر ہے - مٹیار زمینوں کی پیداوار کا بیج دومٹ اور بلوارس زمینوں میں اور دومٹ زمینوں کا بیج مٹیار میں بونے سے پیداوار میں بہت ترقی ہوتی ہے ۱۲

(۱۱) زراعت اور اُس کی ضرورتیں

۱- تم نے زراعت کا بیان اب اتنا پڑھ لیا ہے کہ تم سمجھ سکتے ہو- کیا کیا شرائط کسی جنس (مثلاً گیہوں) کی پیداوار کے لئے ضروری ہیں - ایک تو مناسب زمین کا ہونا- جس میں پودے کی کھاد کے سب اجزا موجود ہوں چنانچہ ان صوبجات کی معمولی سُرخی مائل دومٹ زمین اس مطلب کے لئے کافی ہے - دوسرے زمین کو کھا بناکر تخم ریزی کے لئے خوب تیار کرنا- تاکہ مٹی نم - مہین - پولی اور صاف ہو جائے - اگر نمی جاتی رہے- تو بیج نہ جمیگا- مٹی مہین اور پولی نہ ہو- تو بُرا جمیگا- کیونکہ پودوں کی جڑیں غذا کی تلاش میں زمین کے اندر نہ دور تک جا سکینگی- نہ سب طرف پھیل سکینگی - اگر کھیت صاف نہ ہوگا- تو جو کھاد زمین میں قدرتی یا تمہاری دی ہوئی موجود ہے -اُس کو گھاسیں کھا لینگی اور تمہارے بوئے ہوئے پودوں کو پورا فائدہ حاصل نہ ہوگا ٭

۲- اعلےٰ قسم کی اجناس کا بیج اچھّے سے اچھّا بونا چاہئے - یعنی گدّر- بے عیب اور نیا ہو- بوائی بھی باقاعدہ

کرنی چاہیئے - مناسب گہرائی میں بیج ڈالو - نہ بہت گھنا ہو - نہ بہت چھدرا - اگر زور دار زمین پر گھنا بوؤگے - تو پودے ایک دوسرے کو دبا لینگے - پتلے اور کمزور پڑ جائینگے - پھر یا تو اپنے بوجھ سے آپ گر پڑینگے یا ہوا کے جھونکوں سے لیٹ جائینگے *

۳ - بوئی ہوئی فصل کی ایک یا دو نکائیاں ہونی چاہئیں - کئی برس تک جوتائی اچھی ہوتی رہے - تو بغرض تخفیف خرچ و محنت تم نکائی موقوف کر سکتے ہو - لیکن ہمارے ملک میں عام رواج یہ ہی ہے کہ عمدہ پیداوار کی غرض سے ایک نکائی ضرور کی جاتی ہے *

۴ - جہاں کہیں ممکن ہو کم سے کم دو تین بار آبپاشی بھی ضروری ہے - مگر موسم کا لحاظ رہے - اگر خشک ہو - تو ایک پانی زیادہ دو - مرطوب ہو - تو ایک دو پانی کم کر دو - اچھے اور زور دار کھیت کی سینچائی میں زیادہ احتیاط لازم ہے - کیونکہ پودے زیادہ بڑھینگے - تو گر جانے کا خوف ہے - گرے ہوئے پودوں کی صرف پیداوار ہی میں کمی نہیں ہو جاتی - بلکہ گیروی کے لگ جانے کا بھی اندیشہ ہے *

۵ - یہ بھی ضروری بات ہے کہ بوئی ہوئی فصل جب

پک پکا کر تیار ہو جائے - تو فوراً کاٹ لو - پختگی کے بعد کھیت کھڑا رکھنے سے بجز نقصان کے کچھ منفعت نہیں - چوہے کترئیں - چڑیاں کھائیں - دانہ جھڑے - بارش کا کھٹکا - اولوں کا ڈر - آگ کا خوف - چوری کا اندیشہ +

نوٹ - زراعت کے واسطے زمین - ہل - مویشی اور بیج رکن اعظم ہیں - انہیں کی عمدگی پر زراعت کی کامیابی اور انہیں کے اچھے استعمال پر مزارعین کا منافع موقوف ہے - زراعت کے کاموں میں جی لگانے اور محنت مشقت کرنے سے روپیہ بچتا ہے جو اصلی نفع ہے - جاہل گنواروں سے اُمید نہیں ہو سکتی کہ وہ زراعت کے اعلےٰ پیشے کو عمدہ طور سے کر سکیں اور اپنی حالت سنبھالیں - البتہ جو اس پیشہ کے اصول سمجھ کر باقاعدہ طور پر کریگا - وہ مثل تاجروں کے نفع اُٹھائیگا - سمجھ دار کے لئے زراعت کا میدان بہت وسیع ہے - عاقل کو اشارہ کافی ہے +

مارچ سنہ ۱۹۰۷ء

نوٹ - [illegible] ہو جعلی تصویر کی جائیں +